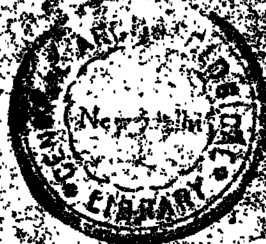


تاریخ فرخ آباد

[illegible] کی اسی زمانہ سے بنیاد پڑی تھی۔ بنگال کے نواب ناظم [illegible]

[illegible] ن جنکے عہد میں [illegible] وفات پائی [illegible] آباد۔ [illegible]

[illegible] سنہ ۱۱۳۵ء سے نہایت ۱۱۴۸ء صوبہ دار دکن رہا جانشین [illegible]

[illegible] خان برہان الملک کی نسل [illegible] ہو کر [illegible] میں صوبہ دار [illegible]

[illegible] محمد شاہ کے عہد حکومت میں خود مختار بن بیٹھے تھے۔ اور پھر [illegible]

زمانہ میں ترقی ہوئی جبکہ خود [illegible] محمد شاہ کے باوجود وزیر عبداللہ خان قطب الملک

[illegible] کا شریک تھا۔ خاندان بنگش سے بھی جس نے کہ شہر فرخ آباد کی بنا ڈالی اور جس کا

تصرف میں اراضی وسیع وسط دوآب میں تھی اسی زمانہ میں بوجہ دیگران عروج حاصل کیا

اور اگرچہ آخر میں اس خاندان کا زوال بہت جلد ہو گیا مگر ایک وقت ایسا تھا کہ [illegible]

صورت حال سے امید ہوتی تھی کہ انکی ترقی آئندہ اور ریاستوں سے کسی طرح کم نہ

[illegible] ۱۱۵۶ء میں وفات پائی تو اسوقت یہ کوئی نہیں سمجھتا تھا کہ محمد خان کے

[illegible] سے جلد کمزور ہو جاویگی کیونکہ انکا جانشین بدتدبیر و ناعاقبت اندیش اور

[illegible] وسعت جو حد ہوا علاوہ ازیں انکا ملک بالکل غیر محفوظ تھا اور افواج غنیم کے

[illegible] کے واسطے شمال و جنوب و مغرب سے برابر راہیں کشادہ تھیں ان سب وجوہات

[illegible] ریاست فرخ آباد بالکل ناچیز و بیقدر ہو گئی۔ لیکن اس امر سے انکار نہیں ہو سکتا کہ

نوابان بنگش کی وہ اچھی داد نہیں دی ہے کسی جگہہ انکی تاریخ میں سلسلہ [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ نوابان بنگش شہر فرخ آباد

من ابتداے ۱۷۱۳ء لغایت ۱۸۵۷ء مؤلفہ ولیم آروین

[illegible] ممالک مغربی و شمالی

حصہ اول

سنہ ۱۷۱۳ء مین فرخ سیر کے تخت نشینی کے زمانے سے سلطنت مغلیہ کی عالیشان عمارت گر چلی ضعیف العقل اور دل دادہ مزاج بادشاہون کے ہاتھ مین جو خودغرض اور نالائق مصاحبون سے گھرے رہتے تھے سلطنت کو بہت جلد زوال آگیا جون جون دباؤ کم ہوتا گیا صوبہ دارون نے حقوق شاہی پر در حقیقت اپنا تصرف کرلیا اور انکے عہدہ و اختیارات انہین کے ورثا کو برابر ملتے چلے آئے اور اس امر مین بابر اور اکبر کے جانشینون کی منظوری برائے نام ہوتی تھی جسوقت انگریزون نے معاملات ملکی

[illegible] سے ایک چند [illegible] ہے - یہ بمبئی اور کشمیروں سے بالکل ہی
بھی اس کی کوئی اور نقل موجود نہیں معلوم ہوتی - خاندانی حال صاحب راے
[illegible] پرچوں سے جو اوس کی کتاب کے آخر میں بچ رہے تھے دریافت ہو سکا
کہ اوسکا دادا منوہر داس سرکار گوالیار کے ضلع [illegible] اتری
[illegible] میں پیشکار رہا وہ گوالیار میں رہتا تھا اور وہاں اوس کا ایک پختہ مکان
وفات منوہر داس اسکا بیٹا دوارکا داس بتلاش روزگار شاہجہان آباد گیا
[illegible] گنج [illegible] میں سکونت گزین ہوا - وہاں اوسکو بذریعہ لالہ گلاب سنگہ [illegible]
[illegible] جو اوسکا دوست تھا کوئی جگہہ مل گئی - دوارکا داس دو بیٹے چھوڑ کر
[illegible] صاحب راے - ڈال چند نواب سعادت خان کے پاس تھا
[illegible] کیا کرتا تھا [illegible] کا حساب اوس کے پاس رہتا تھا
[illegible] اوس کے بھائی نے تعلیم دلوائی اور فرخ سیر کے عہد حکومت میں [illegible]
[illegible] صاحب راے نواب محمد خان کی سرکار میں بعہدہ [illegible]
[illegible] کہ صاحب راے نے کب وفات پائی صاحب راے کے [illegible]
[illegible] اور [illegible] نواب [illegible] کے زمانے میں [illegible]
[illegible] میں [illegible] مشہور معروف [illegible]
[illegible] کی تاریخ [illegible] درجہ کی ہے حسام الدین شاہ
[illegible] گوالیار کا [illegible] اور [illegible] داماد تھا حسام الدین [illegible]

[illegible] ین ہوتے [illegible] جو لوگ [illegible] بتانے سے [illegible]

سکے ہیں قلم انداز ہو گئے ہین یا اون کامون کے غلط طور پر روایت کی گئی ہے۔ اس کتاب
کی تالیف سے اصلی مدعا یہہ ہے کہ اس نقص کی اصلاح ہو۔ اور مجھے یقین ہے کہ بلحاظ تمام یہہ
اول مرتبہ ہے کہ نوابان بنگش کی تاریخ لکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

بیان اون کتابون کا جن سے کہ تاریخ ہذا تالیف کی گئی

اکثر کتابین جنکا مین نے استعمال کیا ہے قلمی ہین اور اس ضلع کے حدود کے باہر کوئی اونسے
نہین لہذا مناسب معلوم ہوا کہ اون کتابون اور اونکے مصنفون کے حال سے
انمین سے سب سے قدیم اور معتبر ایک مجموعہ خطوط ہے جس مین خطوط [illegible]
[illegible] وزیر بنام محمد خان ہین۔ یہہ مکتوب منشی صاحب رائے نے [illegible] ہجری
مطابق [illegible] ۱۷۲۸ء لغایت جنوری سنہ ۱۷۲۹ء جمع کیا تھا اور اوسکا نام تاریخی خجستہ کلام
ہے۔ اس مین ۲۰۹ خط منجانب محمد خان اور ۹۰ بنام محمد خان ہین۔ اور ہر چند کہ اس کتاب
مین زمانہ کے سب بڑے بڑے آدمیون کے خط ہین مگر بالخصوص۔ بادشاہ
قمرالدین خان نظام الملک۔ خان دوران خان امیر الامرا۔ اور روشن الدولہ کے
بکثرت ہین۔ اور یہہ خطوط بہت اکثر [illegible] ہجری سے لغایت [illegible] ہجری
لکھے گئے ہین۔ یہہ مکتوب طول مین ۱۰ انچ اور عرض مین ۶ انچ ہے اور اس مین [illegible]
[illegible] ۱۵ سطرین ہین لیکن آخر مین دو تین ورق کم ہین۔ یہہ کتاب صاحب
[illegible] پر پوتے مسمی بھوانی پرشاد کے وارث سے حاصل ہوئی تھی [illegible]

چھین لینا صفحہ ۲۴۹ سے ۲۶۴ تک۔ احمد خان اور راجہ مین ملاقات ہونا پھر وزیر کا صلح کر لینا اور نواب کے لڑکے کو اپنے ساتھہ لکھنؤ کی طرف لیجانا صفحہ ۲۶۴ سے ۳۱۲ تک۔ احمد خان کا معہ سرداران روہیلیون کے ہمراہ مورچون پر سے کوچ کرنا اور پھر احمد خان کا فرخ آباد آنا صفحہ ۳۱۲ سے لغایت ۳۴۰۔ مظفر جنگ کی شادی کا حال صفحہ ۳۴۰ سے لغایت ۳۵۴۔ وزیر کا شاہ عالم بادشاہ کو احمد خان پر چڑھا لانا صفحہ ۳۵۴ سے لغایت صفحہ ۳۹۲۔ تاریخ مذکورہ کے بعد مفتی ولی اللہ کی تاریخ فرخ آباد ہے جو ۱۲۴۵ھ ہجری (مطابق جولائی ۱۸۲۹ء لغایت جون ۱۸۳۰ء) کے قریب لکھی گئی ہے۔ سید ولی اللہ ولد سید احمد علی مقام سانڈی سرکار خیرآباد مین ۱۱ شوال ۱۱۶۵ ہجری کو مطابق ۲۶ اگست ۱۷۵۲ء پیدا ہوئے تھے اونکے باپ سید احمد علی ۱۱۸۰ ہجری مین مطابق ۱۷۶۶ء کے اکیاون برس کی عمر مین مرے تھے۔ اس خاندان کی دس پشت سے سانڈی مین بود و باش تھی مقام سانڈی فرخ آباد سے ۲۶ میل کے فاصلہ پر گنگا پار دکھن پورب کے کونے مین واقع ہے۔ اور اس سے پیشتر اس خاندان کے لوگ دس پشت تک وانی پور مین رہتے تھے جو کہ قنوج کی پورب مین گنگا کی متصل ہے لوگ کہتے ہین کہ یہان آبادی کی بنیاد ڈالنے والا لاہور سے آیا تھا۔ ولی اللہ نو برس کی عمر مین اپنے والد کے ساتھہ فرخ آباد مین آیا۔ اوسنے فرخ آباد و قنوج اور بریلی مین تحصیل علم کی اور عبد الواسط قنوجی سے تکمیل حاصل کی ۱۱۸۹ ہجری مین (مطابق مارچ ۱۷۷۵ء لغایت فروری ۱۷۷۶ء) وہ مکہ کی راہ مین شہر رحمت آباد دیکھنے کو گیا وہان خواجہ رحمت اللہ سے اوس نے مسایل نقشبندیہ اور مسایل قادریہ مین تعلیم پائی ۱۱۹۰ ہجری مین مطابق

خان کے عہد میں فرخ آباد میں آیا اور دلیوں میں مقرر ہو گیا۔ سنہ محاصرہ فرخ آباد

لغایت اپریل ۱۷۵۰ء اور محاصرہ فرخ آباد اپریل و مئی ۱۷۵۰ء اور جنگ (...)

اکتوبر ۱۷۵۰ء لغایت اپریل ۱۷۵۱ء تک) کے موقعوں پر موجود تھا۔ آخر میں وہ بعمر ... سال

سنہ ۱۲۱۰ ہجری میں (مطابق جولائی ۱۷۹۵ء لغایت جولائی ۱۷۹۶ء) وفات پائی۔

یہ کتاب نومبر ۱۷۴۸ء کی لڑائی کے بیان تک جس میں کہ قائم خان مقتول ہوا کچھ مجمل ہے پھر اس زمانہ سے لغایت وفات احمد خان ۱۷۷۱ء میں حالات بہت مفصل لکھے ہیں۔ عبارت بہت سلیس اور مختصر ہے اور بہت عبارت آرائی نہیں کی گئی ہے۔ میری رائے میں مصنف اس کتاب کا اس تعریف کے لائق ہے جو کہ مفتی ولی اللہ نے اسکی تحریر کی ہے۔ یہ تاریخ قلمی مجھے میر فضل علی نے مفتی ولی اللہ کے مدرسہ کے کتب خانہ سے مستعار دی تھی۔ اسکا طول ۷.۰۰ انچ ہے اور عرض ۵.۰۰ انچ ہے اور ۲۳۹ صفحہ اور ہر صفحہ میں ۱۱ سطریں ہیں۔ حالات کی حسب ذیل تقسیمیں ہیں۔ محمد خان اور قائم جنگ کا حال صفحہ ۴ سے ۴۵ تک۔ امام خان کا جانشین ہونا اور بادشاہ کو تاوان دینا پھر امام خان کا مقید ہونا اور بی بی صاحبہ کا نکل جانا صفحہ ۴۵ سے لغایت ۹۸۔ احمد خان کا حال پھر نول رائے کی وفات وزیر کی شکست اور محاصرہ الہ آباد کا بیان صفحہ ۹۸ سے ۱۵۰ تک۔ وزیر کا بار دیگر آنا اور احمد خان کا رہیلکھنڈ کو جانا صفحہ ۱۵۰ سے ۲۲۶ تک۔ احمد خان کا پہاڑوں پر بھاگ کر جانا اور الموڑہ کے راجہ سے مدد حاصل کرنا صفحہ ۲۲۶ سے لغایت ۲۴۹۔ وزیر کا مرہٹوں کے ساتھ آنا اور احمد خان کو

[illegible]

[illegible] ہو گئیں سب سے [illegible]

[illegible] کے [illegible]

مشہور [illegible] کا [illegible] فرخ آباد میں رہتے تھے

[illegible] ایک اردو کی کتاب ہے جو کہ ابھی شکل [illegible]

[illegible] مطابق تاریخ [illegible] تاریخ [illegible]

[illegible] اُس کے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فروری سنہ ۱۷۸۰ء لغایت فروری سنہ ۱۷۸۱ء) اُسنے چھہ ماہ مقامات متبرکہ کی زیارت مین صرف
کئے۔ اور آخرکار سنہ ۱۱۹۶ ہجری مین (مطابق دسمبر سنہ ۱۷۸۱ء لغایت دسمبر سنہ ۱۷۸۲ء) ہندوستان کو
واپس آیا اور شہر فرخ آباد مین سکونت اختیار کی۔ جو کچھہ صرف سے پس انداز ہوا اوس کو
ولی اللہ نے جمع کر کے چند قطعہ مکانات خریدے اور اون سب کو ملا کر ایک مدرسہ تعمیر کرایا
اور اُسکا نام فخر المرابع وربع المفاخر رکھا۔ اِس نام سے سنہ ۱۲۲۴ ہجری (مطابق فروری سنہ ۱۸۰۹ء
لغایت سنہ ۱۸۱۰ء) برآمد ہوتے ہین۔ ولی اللہ کا کتب خانہ ابھی مدرسہ مین موجود ہی لیکن اب کوئی
طالب علم ہی نہ وہان کچھہ تعلیم ہوتی ہی ۲۹ - اگست سنہ ۱۸۰۵ء کو ولی اللہ مفتی شہر مقرر ہوے اور
یہہ عہدہ اُن کے نام ۱۳ - اکتوبر سنہ ۱۸۲۸ء تک اونکے نام رہا۔ بعد اونکے اونکے رشتہ دار
ولایت علی مفتی ہوئے۔ مفتی ولی اللہ نے ۵ - جمادی الثانی سنہ ۱۲۴۹ ہجری کو مطابق ۱۰
نومبر سنہ ۱۸۳۳ء کو وفات پائی۔ ذیل کی تاریخون سے اونکا سال وفات برآمد ہوتا ہی۔

گنج معنی برفت زیر زمین ؛ دفن کردند گنج علم بخاک

تاریخ اول سید بہادر علی کی کہی ہوئی ہی۔ اِس تاریخ کی ایک جلد جو مجھے میر فضل علی نے
مستعار دی تہی طول مین دس انچھہ اور عرض مین ساڑھے چھہ انچہہ ہی اِسمین ۲۷۳ صفحہ مین
فی صفحہ سطرون کا شمار مختلف ہی۔ اِس کتاب کے دو حصہ ہین حصہ اول مین تاریخ فرخ آباد
اور خاندان بنگش کا حال ہی اور ۱۶۰ صفحہ مین جنمین ایک دیباچہ اور ۶ فصلین ہین حصہ اول
مین ۵ باب ہین۔ حصہ دوم مین پانچ فصلین ہین۔ فصل اول مین مشہور و معروف اشخاص
کا حال ہی۔ فصل دوم مین شیخون سیدون اور فقرا کا بیان ہی فصل سوم مین علماء کا۔ اور فصل

نام اپنی ریاست و جاگیر وغیرہ سرفراز محل بیوہ ناصر جنگ کے نام کر دی لیکن سرفراز محل
منور علیخان کو دو سو روپیہ سالانہ وثیقہ دیتی رہین۔ منور علیخان نے سیزدہم شعبان ۱۲۷۹ ہجری
مین مطابق ۲۲ اگست ۱۸۶۳ء وفات پائی میر بہادر علی چھبرامؤ کے سید تھے چھبرامؤ ایک
چھوٹا سا قصبہ ہے اور شہر فرخ آباد سے بفاصلہ ۱۸ میل لب سڑک واقع ہے۔ میر بہادر علی اپنے
تئین زین العابدین خان کے فرزند اکبر کی نسل مین سے بتلاتا ہے۔ زین العابدین مدینہ سے
آکر شہر مین بستا تھا اور کچھ لوگ اوسکی اولاد مین سے عرصہ دراز تک لاہور کے قریب رہاکئے
مگر بعد اسکے رفتہ رفتہ پورب کی طرف بڑھتے آئے اور قصبہ چھبرامؤ سرکار قنوج صوبہ اکبر آباد
مین آکر بسے اسبات کو قریب پانسو برس کے عرصہ گذرا۔ لکھا ہے کہ ایک زمانہ مین ستر سے اسی
تک سیدون کے گھر چھبرامؤ مین موجود تھے اور تین محلون مین آباد تھے لیکن دو یا تین سو
برس سے کوئی نہین رہا اب صرف ایک محلہ مین پانچ سات گھر سادات کے ہین مغلون کے
عہد حکومت مین ان گھرانون کے مرد دہلی مین تلاش روزگار کرتے تھے اور اکثر عہدون پر
مثل قاضی۔ مفتی۔ دیوان۔ محرر۔ تحصیلدار وغیرہ کے ممتاز تھے۔ اپنی تاریخ مین شجرہ
خاندانی لگانے سے بہادر علی معذور رہا ہے کیونکہ اس بدانتظامی کے زمانہ مین یعنی گنوارگردی
مین جبکہ مرہٹے سب گانون وغیرہ کو تاخت تاراج کرتے رہتے تھے سب کاغذ جنمین بہادر علی کے
بزرگون کے حالات تھے ضائع ہو گئے۔ بالفعل جو کتابین اوسکے پاس موجود ہین اونسے
مخطوطون کے ذریعہ سے خاندان کا چھ پشت تک پتا چلتا ہے۔ بہادر علی کا باپ اور دادا بھی
چھبرامؤ کے سادات سید کمال کی اولاد مین ہین۔ سید کمال لاہور سے آیا تھا اور

تلاش کوئی دستیاب نہیں ہوئی۔ منور علی لکھتا ہے کہ چونکہ مجھ کو زبان اردو میں بہت مہارت
نہ تھی اور نہ انشا پردازی کا ربط تھا لہذا میں نے اپنی تاریخ میر بہادر علی کو دیدی تاکہ وہ
ایک صورت قایم کردیں۔ ۱۲۵۵ ہجری میں مطابق مارچ ۱۸۳۹ء لغایت مارچ ۱۸۴۰ء میر
بہادر علی نے کتاب مذکور درست کرکے واپس کردی اور کچھ حالات جو انہیں معلوم تھے
وہ اس میں اضافہ کردیے۔ اور اوسکا نام عنوان خاندان بنگش یا لوح تاریخ رکھا گیا۔ تاریخ
ذیل سے ۱۲۵۵ ہجری برآمد ہوتے ہیں ÷

کیا بنی ہی میاں یہہ خوب کتاب

اس کتاب کے علاوہ دیباچہ کے آٹھ حصے ہیں۔ حصۂ اول میں نواب محمد خان غضنفر جنگ
اور حصۂ دوم میں نواب قایم خان۔ اور حصۂ سوم میں نواب احمد خان غالب جنگ۔ اور حصۂ
چہارم میں نواب دلیر ہمت خان مظفر جنگ۔ اور حصۂ پنجم میں نواب امداد حسین خان ناصر جنگ
اور حصۂ ششم میں نواب خادم حسین خان شوکت جنگ۔ اور حصۂ ہفتم میں نواب تجمل حسین خان
ظفر جنگ کے حالات ہیں۔ حصۂ ہشتم کے دو باب ہیں۔ باب اول میں منور علی خان نے
باب دوم میں میر بہادر علی نے اپنی سوانح عمری تحریر کی ہے۔ منور علی خان ولد میرزا علی خان
اشترزی کا بلانی پٹھان سنہ ۱۱۹۹ھ میں پیدا ہوا تھا۔ منور علی کے پردادا کی [illegible]
دولت خاتون سے شادی ہوئی تھی۔ یہہ دولت خاتون نواب محمد خان غضنفر جنگ کی
بیٹی تھی۔ بعد [illegible] میں منور علی خان کے والد نے [illegible] میرزا علی خان نے

چراغ علی [illegible] ہجری مین مطابق فروری [illegible] لغایت جنوری [illegible] پیدا ہوا تھا بحسب
بڑھاپے کی عمر مین اوسکی آنکھین جاتی رہین لیکن اُسکی جسمانی قوت بدستور تھی اور سمجھہ نہایت تیز
تھی اور بہت حاضر جواب تھا اور اوسکی قوت لامسہ ایسی تیز تھی کہ وہ روپیہ سیدھا اولٹا
جلد بتا دیتا تھا اوسکو نقشہ عمارت بنانے کی بہت عمدہ لیاقت تھی اور حکمت بھی کیا کرتا تھا
اور یہہ فن حکمت اوسنے اپنے والد غلام حسین سے سیکھا تھا اوسکا حافظہ نہایت عمدہ تھا
اور اس شخص کے خاندانی حالات جو چھپرامئو کے گرد نواح مین رہے اوسے مفصل یاد تھے
چراغ علی نے ۱۴ رمضان ۱۲۴۷ ہجری کو مطابق ششم فروری ۱۸۳۲ع وفات پائی
بہادر علی کا ننہال چھونگام مین تھا یہہ ایک قصبہ لب سڑک ضلع مین پوری مین چھپرامئو
سے بچھان کی طرف بفاصلہ ۴ میل واقع ہے ۔ بہادر علی کی والدہ شیخ خلیل الرحمان صاحب طبیب
ولد شیخ خیر اللہ خان خاطب کی دوسری بیٹی تھی ۔ بہادر علی ۱۰ شوال ۱۱۹۵ ہجری کو
مطابق [illegible] اکتوبر ۱۷۸۱ع پیدا ہوا ۱۲۰۰ ہجری مین مطابق ۱۷۸۵ع بہادر علی کا دادا اُسکو
شہر فرخ آباد مین لایا اور نواب دایم خان چیلہ کے پھاٹک مین سکونت اختیار کی یہان بہادر علی
نے چھ سال تعلیم پائی وہ معمولی فارسی کتابین فارسی کی پڑھتا تھا اور روزمرہ ایک مسودہ
لکھکر اوسپر اپنے استاد سے صلاح لیتا تھا پیر لکھو فقیر اوسکے خوشنویسی سکھلانے پر مقرر تھا
بہادر علی نے کچھہ علم [illegible] سے سیکھا اور چند کتابین صرف و نحو اور علم طب کی بھی پڑھی تھین اور
کل کلام مجید حفظ تھا اوسکی عادت تھی کہ اوس وقت کے جو متقی اور دیندار آدمی تھے اونکے
[illegible] اونکی خدمتین اکثر جایا کرتا تھا اور ایک مرتبہ حافظ غلام محمد [illegible] صاحب

ارمان کی ایک لڑکی سے جسکا نام علی امجد تھا قصبہ چھبرامؤ میں سکونت جسکا کی تھی اور اسکے
تعلقات سے جو میں پرگنہ تالگرام متصل قنوج اور خاص تالگرام اور سانڈی اور بار سروا کے بیچ
میں لوبھ پاتیں کرتے تھے ... بہادر علی کے سب بزرگ بعض علانیہ اور بعض مخفی
طور پر شیعہ مذہب کے پیرو تھے - بہادر علی کا دادا غلام حسین ۱۱۶۱ ہجری میں مطابق اکتوبر ۱۷۴۸
لغایت ستمبر ۱۷۴۹ء پیدا ہوا تھا اور ۱۲۲۶ ہجری میں مطابق جنوری ۱۸۱۱ء لغایت جنوری
۱۸۱۲ء فوت ہوا - غلام حسین کے حشمت علی اور چراغ علی دو بیٹے تھے غلام حسین ایک
زمانہ میں نجیب خان اور شجاع الدولہ کی سرکاروں میں رہا پہلی جگہ سے ماہوار ۵۰ اور دوسری
جگہ سے ۱۰۰ روپیہ ماہواری پاتا تھا - پھر چالیس برس تک اس نے نواب امام خان چیلہ
نواب احمد خان کی ملازمت کی اول مشاہرہ اسی ۸۰ روپیہ ماہوار فوجداری اور پھر مشاہرہ یکصد
فوجداری حکیم رہا اور پھر بیس روپیہ ماہوار پنشن پاتا تھا اور آخر کو مشاہرہ بیس روپیہ ماہوار
نواب کے بیٹوں اور بیوی کے پڑھانے پر مقرر ہوا - اپنی وفات کے قریب تک وہ شہر
فرخ آباد میں نواب امام خان کے مکان کے پھاٹک میں رہا - مرنے سے پانچ چھ سال پیشتر جبکہ
وہ بہت ضعیف ہوگیا تھا اسکے بیٹے اور پوتے سمجھا کر اسے چھبرامؤ لے گئے وہاں اس نے
ماہ رمضان ۱۲۲۶ ہجری کو ... کے وقت انتقال کیا - بہادر علی کو اپنے دادا کی نسبت
حسن ظن تھا کہ وہ بھی معجزہ دکھانے کی قدرت رکھتے تھے - وہ روایت کرتا ہے کہ انکا دادا ایک شخص کو جو
... خواب میں دکھلائی دیا اور اس سے کہا کہ میری قبر سے گھاس اکھیڑ ڈال ...
... نے ایسا ہی کیا اور ... ہوگیا - بہادر علی ...

[illegible] پٹھان کے عہد مین فوج مین ملازم رہا جب سرکار انگریزی نے شہر فرخ اباد لے لیا
تب بہادر علی ۱۲۱۸ ہجری کے آخر مین اپنے گھر آیا اور بہت عرصہ تک معلمی کے ذریعہ سے
اپنی بسر اوقات کی آخر کو وہ راجہ جسونت سنگہ بگھیلہ ٹھاکر تروا کا معلم مقرر ہوا تروا ضلع فرخ آباد
مین جنوب اور مشرق کے کونے مین ہے یہان اوسکے آٹھ روپیہ ماہوار اور دو چٹھی علاوہ نذر کے
مقرر ہوگئے پھر راجہ کی سفارش سے اوسکو چھبرامئو کی تھانہ داری ملگئی اور دو برس تک
تھانہ دار رہا بعد ازین حسب درخواست راجہ مذکور کے بہادر علی اضلاع مین پوری بریلی اور
محگرہ مین عدالتہاے کلکٹری اور مال اور دیوانی اور نیز عدالت اپیل مین راجہ تروا اور
اوسکے بھائی کنور پتیم سنگہ کی طرف سے وکیل رہا جب راجہ کے انتقال پر بہادر علی کی
نوکری جاتی رہی تو وہ فرخ آباد آیا یہان کئی برس وہ لالہ دلیر سنگہ کایتہ سری باستبھ
چھاونی والے کے لڑکون کو پڑہاتا کیا اور آخر مین چند سال رای چندی پرشاد کایتہ سکسینہ
ساکن محلہ سید واڑہ کے یہان ملازم رہا دو برس تک وہ مسٹر مارٹن تاجر نیل کے پاس
شمس آباد کی کوٹھی مین پندرہ روپیہ ماہواری کا پروانہ نویس اور پھر ڈیڑھ سال تک
جائنٹ مجسٹریٹ سندہ پورہ ضلع ایٹہ کے کچہری مین منشی ظہور علی عباسی شیخپوری کی سفارش
سے بیس روپیہ ماہوار کا ملازم رہا جب یہ محکمہ شکست ہوگیا تو بہادر علی تین برس لکھنؤ مین
جا کر رہا وہان وہ تھوڑے دن دریاباد کے تھانہ مین جو لکھنؤ سے ۴۲ میل کے فاصلہ پر
مشرق مین واقع ہے محرر رہا اور پھر کچھ عرصہ تک ایک سوداگر کے پاس حساب نویسی پر ملازم رہا
اور بعد ازان معلمی کے ذریعہ سے بسر اوقات کرتا رہا جب لکھنؤ سے فرخ آباد کو واپس آیا

قران کا اُدسے پڑھایا تھا جب بہادر علی بارہ برس کا ہوا تو اُوسکا چچا حشمت علی لکھنوسی اپنے
گھر آیا حشمت علی پندرہ برس تک لکھنؤ مین رہا تھا اور وہان لالہ لچھمن سنگھ اور لالہ بدھ سنگھ
کے یہان لڑکون کو پڑھانے پر مقرر تھا یہہ دونوں صاحب سارست برہمن تھے اور راجہ
ٹکیت راے نایب کے ملازم تھے سنہ ۱۲۰۵ ہجری مین حشمت علی لکھنو کو واپس گیا اور بہادر علی
کو بھی اپنے ہمراہ لیگیا وہان حشمت علی نے بہادر علی کو تعلیم کیواسطے میر ساجد علی کے سپرد کیا
ساجد علی حشمت علی کا بڑا دوست تھا اور معلمی کا پیشہ کرتا تھا بعد ایک سال کے بہادر علی ملا
کمال الدین شاہجہانپوری کے پاس صرف و نحو پڑھنے کیواسطے بھیجا گیا شعرا سے راہ و رسم
اور تصنیف پیدا کرنے کی غرض سے وہ اکثر مولوی پیر علی رسولپوری کے مکان پر جایا کرتا
تھا اول کچھہ قلیل عرصہ تک بہادر علی مولوی غلام محمد فایق کا شاگرد رہا اور تخلص
کرتا تھا لیکن جب شعرگوئی کا اُسکو بہت شوق بڑھا تب اوسنے اپنے چچا سے درخواست کی
کہ میان غلام ہمدانی مصحفی سے میری ملاقات کرا دو غرض چند سال تک اُوس نے مصحفی کی
شاگردی کی اور گردش اور واثق تخلص کرتا رہا اوسی زمانہ مین اوسنے ایک دیوان فارسی
جو الہ عشق تصنیف کیا وہ سب شاعرون مین جو میان جرأت انشا اللہ خان میر تقی
میان مصحفی شہزادہ سلیمان شکوہ میان منتظر اور اور لوگون کے مکان پر پندرھوین دن ہوا
کرتے تھے برابر شریک ہوتا تھا اور فارسی اور اردو مین غزلین گردش اور واثق کے تخلص
سے پڑھا کرتا تھا جب تک کہ بہادر علی لکھنؤ مین رہا یعنے گیارہ برس ۱۲۱۶ ہجری تک وہ
وہان چند جگہ معلم رہا اور یہی اُسکی معاش تھی کچھہ عرصہ تک وہ نواب وزیر کے یہان اسداللہ

اور تعلیم دینے اور اشعار کے پڑھنے اور کتابیں تصنیف کرنے مین صرف کیا کرتا تھا اور
ہمیشہ خدا کی عنایات کا شکریہ ادا کرتا تھا اُسکا مقولہ تھا مصرعہ کہ ہرچہ ساقی ما ریخت
عین الطاف ہست ﷺ اُسنے علاوہ چھوٹے چھوٹے قصّون کے تیرہ کتابین تصنیف کی
ہین تیرہوین کتاب تاریخ فرخ آباد ہی جس کا نام عنوان خاندان بنگش یا لوح تاریخ ہی سنہ ۱۸۴۲ع
یا سنہ ۱۲۵۸ھ کے قریب سے وہ اپنا تخلص سید کرنے لگا اُسنے ہندی بھاکھا مین بھی کچھہ
لکھا ہی اور اُسی مین نام (یعنے تخلص) منہی رکھا ہی بہادر علی نے لکھا ہی کہ مینے کتابین
اِس غرض سے تصنیف کی ہین کہ بجائے اولاد کے بعد مرگ میری یادگار رہین اِن کتابون
کے لکھنے مین اُسکا وقت بہت خوشی سے کٹتا تھا وہ دعوی کرتا ہی کہ جسدن سے مین نے
کتابون کا لکھنا شروع کیا کبھی کسی امیر آدمی کی تعریف مین کچھہ نہ لکھا اور نہ اُنکی عنایت کا
خواستگار ہوا جب کبھی کوئی صاحبزادون مین سے شہر کے اُسکو بلواتا تھا وہ جانے سے
انکار کرتا تھا اُسکا قول تھا کہ دنیا مین دو باتین ہین قاعدہ یا فایدہ اور جس شخص کو دونون
مین سے کسیکی خواہش نہین ہی وہ کیون بڑے آدمیون کی خوشامد کرنے لگا وہ دعا مانگتا تھا
کہ خدا مجھے باقی زندگی مین بھی ایسی ہی آزادی عنایت کرے شروع سنہ ۱۲۵۲ ہجری سے
(مطابق فروری سنہ ۱۸۳۶ع لغایت جنوری سنہ ۱۸۳۷ع) بہادر علی اپنے بھائی محمد علی کی مدد سے
تعزیہ داری سالانا کیا کرتا تھا کیونکہ وہ شیعہ تھا چونکہ اُس کے مکان مین گنجائش حسب
دلخواہ نہ تھی اُسنے دروازے کے نزدیک قریب دو بیگہ کے زمین بایں ارادہ خریدی
کہ اُس مین ایک امام باڑہ اور رہنے کے لئے ایک مکان بنوائے اُسنے ایک چھوٹا مکان

[illegible] ہوئے لالہ مولسکھ رائی ولد لالہ شنکر پرشاد [illegible] جوان [illegible]

تھا کہ جن دنوں رہتا تھا اسی زمانہ میں سیکڑوں چھوٹے بڑے آدمی اسکے شاگرد ہوئے تھے لیکن

[illegible] نے اسکی کبھی کسی طرح کی خدمت نہ کی نہ کچھ محبت ظاہر کی اور نہ کوئی اسکا [illegible]

[illegible] بچوں نے کہ انمیں سے بڑے بڑے عہدے تک پہنچے تھے ایک بھی [illegible]

[illegible] نے کہا کہ مجھے کسی پر کچھ دعویٰ نہیں ہے مگر کسی طرح کا حق [illegible] مجھکو

[illegible] شکایت ہو وہ جس کا یہ ہے کہ اپنے ناشکر گذار اور احسان فراموش آدمی رہتے

تھے کبھی نہ نکلتا تھا آخر ذوالحجہ [illegible] ہجری کو مطابق [illegible] فروری [illegible] کو

[illegible] شیخ [illegible] آبادی [illegible] تھا [illegible]

کچھ زمینداری اور باغات وغیرہ تھے جو باپ دادا کی میراث سے ملے [illegible]

ہوئے تھے اور کچھ آمدنی سالانہ اور وظیفہ [illegible] تھے لیکن چونکہ اس زمانے میں [illegible]

تھا [illegible] اسی وجہ سے [illegible] جب [illegible] محمد علی [illegible] آیا تو [illegible] کر

[illegible] کے خسر اور اسکے چچا [illegible] اور ایک [illegible]

[illegible] کے واسطے [illegible] لیکن [illegible]

[illegible] اپنے دادا [illegible] پہنچے اسی [illegible] لوگ [illegible]

[illegible] پیش کر [illegible] محمد علی کی [illegible]

[illegible]

[illegible] عمری کے نو اوراق اور کچھہ اوراق آخر مین کم مین خلاصہ بنگش کے [illegible] حوالہ جو محمد خان کے
مین لکھے گئے (جو عہد شروع ۱۷۱۳ء سے نہایت ۱۷۴۳ء تک رہا) وہ تاریخ مین
پایا ہوا ہی نہ خلاصہ بنگش سے اور نہ مجموعہ خطوط سے جنہین [illegible] صاحبزادے کے پوتے
منشی دلپت رای نے (بتاریخ ۲۸ مارچ ۱۸۷۲ء مین) لکھا ہی مجھے کچھہ پتا ملتا ہی دیگر
[illegible] سے جو مدد لیگئی وہ اظہر من الشمس ہی علی الخصوص سیر المتاخرین تاریخ مظفری،
[illegible] نامہ عماد السعادت سوانح عمری حافظ رحمت خان جھگڑہ نامہ کرنون کا ترجمہ
[illegible]ت نامہ مفتاح التواریخ (مطبوعہ ۱۸۶۸ء) سے مدد لی گئی ہی کتاب ماثر الامرا مین باب
[illegible]وم بہ عبد المنصور خان مین (جب قایم خان کے وفات کا ذکر ہی لکھا ہی کہ شرح احوال
اُسکے وفات کا اُسکے والد محمد خان بنگش کے احوال کے شمول مین دیکھنا چاہیے مگر مین نے
[illegible]س کتاب مین محمد خان کی سوانح عمری نپائی حدیقة الاقالیم مصنفہ مرتضی حسین سے بھی
[illegible]ن نے کچھہ انتخاب کیا ہی *

احوال نواب محمد خان بنگش غضنفر جنگ

[illegible] خاندان محمد خان کرلانی کا عزی فرقہ کا بنگش تھا ملک قیس عبد الرشید کی جو پٹھانون
[illegible] امجد تھا تین لڑکے تھے سربن بٹن گھرگشت دوسرے لڑکے نے جسکا نام شیخ حیات
[illegible] یہ لقب بوجہہ صلح کاری اور پرہیزگاری کے حاصل کیا تھا کیونکہ ان کی زبان مین لفظ بٹن
[illegible]یعنی بین پاک بٹن کے تین لڑکے تھے اصل شیون کا جین اور ایک لڑکی بھی تھی
[illegible] بٹنی کو مشہور [illegible] جو تم اولاد [illegible] مین [illegible] اسکے

[illegible]

گو یہ وجہ افلاس کے وہ اسکو اختتام کو نہ پہنچا سکا بہادر علی لکھتا ہی کہ مجھے لیسیر الاما

من میری وفات کے تیار ہو جاویگا تاکہ میری روح اس قبر مین آرام سے رہے بہادر علی

مطابق اپنی درخواست کے ایک کچی قبر مین امام باڑہ کے اندر دفن کیا گیا تھا بہادر علی

نے ۲۲ شعبان ۱۲۷۰ ہجری مین (مطابق مئی ۱۸۵۴ع) انتقال کیا ایک کتاب ہی موسوم

حالات شغلیہ بہ افاعنہ جس کی ایک جلد مولوی منظور احمد ڈپٹی کلکٹر نے مجھے تلاش

کر دی تھی انہیں صاحب کا مین مشکور ہون کہ انہون نے مجھے لوح تاریخ بیشتر منگوا دی تھی

ن کتاب مین اکثر جگہ تو نظم ہی اور باقی بھی اسقدر رنگین اور مبالغہ کی عبارت مین ہی

کہ یہ واقعات بہت کم رہگیا ہی تاریخ اِس نسخہ کی جنوری ۱۸۳۴ع ہی مگر نام مصنف اور

اصل مالک کتاب کا بالکل مشکوک ہی میری رائے مین یہہ کتاب تاریخ متذکرہ بالا سے بہم

بل تصنیف کی گئی ہی یا دیگر کتب سے اسمین مدد لیگئی ہی کیونکہ اس کتاب مین اکثر ایسے

واقعات مین جو اور کسی کتاب مین نہین پائے جاتے مین یہہ کتاب قلمی سوا نو انچہ طول

.. اور سوا چہہ انچہہ عرض مین ہی اور کل (۱۰۱) اوراق ہین اور فی صفحہ ۱۴ سطور مین جسمے

۴۹ اوراق ایک مجموعہ رپورٹ کے جسے ایک لکھنؤ کے عامل نے شروع ۱۱۶۲ ہجری

لغایت ۱۱۸۴ ہجری تک لکھے ہین انتخاب کئے ہین انکو دیکھکر مین سمجھتا ہون کہ

نعمت اللہ خان خانعالم فوجدار کوڑہ ہی ان خطوط کے دیکھنے سے کچھ حالات

[illegible] اور کچھ واقعات [illegible] وفات اول [illegible] کے جو ئے دریافت ہو [illegible]

وہ لڑکا کاغ زئی کہلانے لگا لفظ بنگش کے لغوی معنے ہین پہاڑی ملک کچھ عرصہ کے بعد اسکے معنی ہوے باشندے پہاڑی ملک کے جو لوگ بلند پہاڑیون پر رہتے تھے بالا بنگش کہلاتے تھے اور جو پہاڑیونکے نیچے کے ملک مین سکونت گزین تھے یعنے کوہاٹ مین پائین بنگش مشہور تھے اب قوم بنگش کوہاٹ مین بہت کثرت سے ہی اور باقی لوگ اُسکے جانب مغرب کرم اور شلوزام مین بود باش رکھتے ہین بنگش کی وادی پہاڑیوں سے محیط ہی سب سے زیادہ لنبائی مشرق سے جانب مغرب ہی اور مشرق اور گوشہ جنوب و مشرق مین قوم خٹک کی پہاڑیومین پائی جاتی ہی شمال مین عرق زئی ہین اور گوشہ جنوب و مغرب مین وزیر کی سرحد ہی اور جانب مغرب ملک کرم واقع ہی وہ بنگش جو کرم اور پیوار مین رہتی ہین توری کی زیر حکومت مین اور جو شلوزام مین بود باش رکھتے ہین خود مختار ہین اور باشندگان کوہاٹ رعایای سرکار انگلشیہ مین ان سب مقامون مین بنگش قریب اٹھارہ ہزار گھر کے ہین کئی سال بعد پہلے بود و باش کے بہت سروانیون نے بالا بنگش کی سکونت ترک کر دی اور اُسوقت سے کاغزائی کہلانے لگے اور جو لوگ اپنے جاے قدیم مقیم رہے سروانی ہی کہلاتے رہے بعد ازان ایک جماعت کرلانیون کی کہ جس نے سروانی کاغزائی کے قرب مین بالا بنگش مین مسکن مقرر کیا تھا کاغذی کہلانے لگے ہرچند کہ وہ لوگ درحقیقت نہ سروانی ہی تھے نہ کاغ کی نسل سے تھے القصہ کاغذئی کے دو اقسام ہین (۱) کرلانی کاغذئی (۲) سروانی کاغذائی عہد سلطنت اورنگ زیب عالمگیر ہین دمن ابتدائے ۱۶۰۰ء لغایت ۱۷۰۷ء ملک مین خان کرلانی کاغذائی اپنے وطن کو بلایا دہ ہندوستان میں رشید آباد میں آیا

خاوند شاہ حسین ولد معز الدین سے غلزئی لودہی اور سروانی کہلاتی ہیں قیس کے بڑے
بیٹے سربن کے ۲ لڑکے تھے اور اُن میں سے بڑے بیٹے شرف الدین نامے کے پانچ بیٹے
تھے جن میں سے سب سے چھوٹا امیر الدین تھا ایکروز جب امیر الدین شکار کھیلنے گیا تھا
ایک پڑاؤ پر اُسنے ایک سید کے لڑکے کو پسند کیا اور اُس کا کرلانی نام رکھا جب وہ لڑکا
جوان ہوا اُس کی شادی اُسی فرقہ کی ایک عورت کے ساتھہ ہوئی اور اُسکی نسل کرلانی کہلائی
کرلانیون کے درمیان بھی چار فرقہ ہین دلازاک آفریدی خٹک ملک میری باعتبار صدا قت
روایت مذکور کے قوم کرلانی اپنے تئین سید خیال کرتی ہی چونکہ کرلانی نے اور میر ولد امیر الدین
کے یہان پرورش پائی اُسکے جانشین فرقہ ہرنہ مین شمار کیے جاتے ہین وجہ تسمیہ کا غدلی
کی تشریح ذیل ہی ایک مرتبہ کا ذکر ہی کہ شیخ حیات عرف بٹن نے اپنی لڑکی مٹو کی شادی
شاہ حسین ولد معز الدین محمود کے ساتھہ کرنا چاہی۔ معز الدین جمال الدین حسین کا لڑکا تھا
جمال الدین سلطان بہرام کا جس نے اپنے ملک گور کو بوجہہ تباہی کے جو حملہ اول اُس پر
ہوئے تھے چھوڑ دیا تھا۔ بنابران ایک شخص از قوم کاغ یعنے مطرب گور میں جو وطن
مین کا تھا بھیجا گیا تا کہ شاہ حسین کا حسب نسب دریافت کرے واپس آنے پر
شاہ حسین کو دھمکایا اور کہا کہ تم میری لڑکی سے شادی کرلو ورنہ مین مشہور کر دونگا کہ
یہ شاہ حسین کے عالی خاندان ہونے مین شک ہی تب شاہ حسین نے اُس کی بیٹی مسماۃ
سے جو بیز سرو کہلاتی تھی نکاح کرلیا چونکہ اس لڑکے کی کوئی اولاد نہوئی اُس نے
سوت مٹو کے ایک بیٹے کو متبنی کر ا اُسکا نام سروانی رکھا بوجہہ مس تبنیٰ

کہ یہان کی زمین مین ایسے بہادر اور مضبوط آدمی پیدا ہونگے کہ اپنے ہمعین ہونگے ۞

بیان محمد خان کے ایام خورد سالی کا

خان کی شادی مؤ مین ہوئی بعد مرگ اُسکے دو بیٹے رہے ہمت خان سیزدہ سالہ اور محمد خان یازدہ سالہ چونکہ محمد خان نے ماہ دسمبر ۱۸۴۳ء میں بعمر ہشتاد سالگی بحساب سالہائے قمری وفات پائی اسوجہہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ۱۱۹۵ء مین تولد ہوا تھا روایت ہے کہ ایکدن محمد خان اپنے بڑے بھائی کے گھوڑے پر سوار ہوکر کنارے کنارے دریا کے گیا تھا اور واپس آنے پر گھوڑا بالکل پسینہ مین غرق تھا ہمت خان نے اس خوف سے کہ مبادا اس گھوڑے کو کسیدن ہو کہ خود بھی مضروب ہو کچہہ اُسکو سخت سست کہا محمد خان ناخوش ہوکر ایک فقیر کی جھونپڑی مین بھاگ گیا اُس فقیر نے اُس کی دلجوئی کے لئے پیشگوئی کی کہ تو ایکدن باون ہزاری ہوگا جسکے معنی ہین سپہ سالار باون ہزار پر اِس عرصہ مین اُسکے بڑے بھائی ہمت خان نے دکن مین نوکری کی اور وہین وہ فوت ہوگیا اُوسکی لاش مؤ مین شیر محمد خان کے باغیچہ مین دفن کی گئی جو عہد نواب رشید خان مین لگایا گیا تھا ہمت خان ایک لڑکی مسماۃ بی بی فاطمہ چھوڑ گیا تھا جو عنایت علی خان بنگش کا عزیز تھا منسوب ہوئی جب محمد خان کا سن بیس برس کا (یعنے قریب ۱۸۰۰ء کے) اُس نے یسین خان بنگش کی جو اُسوقت مین مؤکے پٹھانون کا نامور سردار تھا نوکری کی ماہ اکتوبر مین ہر سال یسین خان چار پانچ ہزار سوار پیادہ لیکر سے جمنا پار جایا کرتا تھا اُن دنوں ۞ رئیسان بندیل کھنڈ مین باہم متواتر جنگ و جدال

ی خان ... دلی ہوا ... مین جو اسوقت خان زادہ تھا ... ان ... مین ...

رہوا ملک صف خان ولد گوہر خان ولد سبزہ خان ولد جہان خان ولد سارنگ خان ہریا خیل

ہے جو فرقہ شامل یوسف زئی و شامل ترینی کے فرقہ دولت خیل سے تعلق رکھتا تھا جو دولت خان عرف

حاجی بہادر کے جانشین مین پس حاجی بہادر کو وہ حاجی بہادر کوہاٹی نہ سمجھنا چاہیے جو

شیخ آدم بنوری کے خاندان سے تھا قصبہ محمود رشید آباد اب اسی نام ہر گیا ہو اس موقع پر ایک

بستی تھا جسکو کاکہت ہوتا ہی یہہ قصبہ قریب بلند کنارہ دریائے گنگ کے واقع ہی جہان سے

... ترائی دہار اور نیز زمین نشیب کی جو درمیان ترائی اور بنی دہار گنگا کے ہی نظر پڑتی

ہی قصبہ فرخ آباد سے اکیس میل جانب مغرب اور قصبہ قدیم شمس آباد خورد سے پانچ میل جانب

مغرب اور جدید اور سبز قصبہ قائم گنج سے ایک میل جانب گوشہ شمال و مشرق کے واقع

ہی ہر چند کہ مئو مین اب تھوڑے باشندہ ہین مگر اسکے گرد و نواح کے قصبہ جات مین مثل شاہجہانپور

... اور عطائی پور کے بہت پٹھان دیگر مقامات سے آکر بسے ہین جن سے وہان بڑی جم...

ان سب مقامات مذکورہ بالا کے باشندہ ضلع کے باہر مئو پٹھان کہلاتے ہین یہہ لوگ

ہمارے ہندوستانی سوارون مین بہت ہین اور انہون نے مثل سپاہیون کے بڑے بڑے ...

... گئے ہین بنیاد محمد رشید آباد کے جسکو بیشتر مئو شمس آباد کہتے تھے عہد سلطنت جہا...

... عطائی ... ۱۶ ... نواب رشید خان جاگیردار شمس آباد نے اسکو ...

... اسکے ... سے جو خانزادہ مشہور ہین ابہی زندہ ہین مگر ...

... وہ ... ہے ... جانکو ... کی ...

مشہور ہی کہ ایکبار

کی نوکری چھوڑکر دوسرے راجہ کی خدمت اختیار کرتے تھے اور اسی طرح سے کئی سال
بکسر اور بندیل کھنڈ میں رہتے رہتے گذر گئے بندیل کھنڈ کے معاملات انکی شہرت
کے پہلے سے غایت درجہ ابتر تھے مین اسباب کو اور کتابون سے پایۂ ثبوت کو نہین
پہونچا سکتا ہون صرف ایک یا دو روایات لکھنا کافی ہے جنسے محمد خان کی اوائل عمر کا
حال جو اور بھی سرگذشت کے طور پر ظاہر ہوتا ہے ایک روایت یہہ ہے کہ جب راجہ
دیتا نے وفات پائی اُسکا بڑا بیٹا پرتھی سنگہ اُس کا جانشین ہوا اُس شخص نے
تخت پر بیٹھتے ہی فوراً اپنے بھائی رامچند کو نکال دینے کا ارادہ کیا رامچند نے
محمد خان کو باقرار ادا ے نقد کثیر اپنے ملک پر بلایا اور محمد خان کی معاونت سے
پرتھی سنگہ شکست کھاکر خاص محمد خان کے ہاتھہ سے قتل ہوا پٹھان لوگ مئو مین
ہنوز پہونچنے بھی نہین پائے تھے کہ ایک سرگرم پیغام رسانی کا مدار شاہ والی
سیہری اور بھالون کی طرف سے پہونچا اُسنے یہہ خبر دی کہ محمد امین خان پچاس ہزار
سے زیادہ فوج شاہی ہمراہ لیکر مجھے دبانے آیا ہے تب محمد خان نے سب فوج جمع کرکے
بہت جلد راجہ کی امداد کو کوچ کیا مگر اُسکے پہونچنے سے کچھہ پیشتر راجہ کو بھاگ جانے
ہی مین بہتری معلوم ہوئی تاہم محمد خان اور محمد امین خان کے درمیان کئی لڑائیان ہوئین
آخرکار صلح ہوگئی معمولی قاعدہ اِس لوٹ مار کا یہہ تھا کہ افسر پانچ سو آدمیونسے لیکر ہزار
آدمیون تک اپنے اور دوسرے فرقہ کے رکھتا تھا محمد خان نے اپنی دلیری سے اپنی [illegible]

[illegible] سے اور سپاہی آدمی کا روزگار [illegible] جب کوئی راجہ سیلوٹ [illegible]

سے مقابلہ کرتا ہوتا تھا یسین خان کی آمد سنتا تھا تو اپنا وکیل بدین غرض اُس کے پاس
بھیجتا تھا کہ اُس باغی کو سزای اعمال دے شرط یہہ تھی کہ جو کچھہ لوٹ مین مال و اسباب
آوے چہارم اُسکا یسین خان کو دیا جاوے جب اس شرط کے لکھنے کی نوبت پہونچے
تو نصف روپیہ بطور اُجرت یعنے پیشگی کے یسین خان نے طلب کیا یہہ روپیہ کل فوج
مین کیا سوار اور کیا پیادہ برابر تقسیم ہوگیا بعد ازان کوچ کیا گیا ایک جگہ نامزد کی گئی اور
پھر اُسیجگہ کا محاصرہ کیا گیا اگر باشندہ وہان کے لڑائی پر آمادہ ہوئے تو افواج کا خوب
مقابلہ ہوا اگر عہد و پیمان کی خواستگاری ہوئی تو صلح ہوگئی جو کچھہ روپیہ دستیاب ہوا اُسمین
وضع کرنے مقدار مناسب کے راجہ کے پیش کیا گیا جو کچھہ فوج کو ملا باہم تقسیم ہوگیا اور حصہ
سپاہی مقتول کا علیحدہ کر کے بعد اُسکی بیوی کے پاس بھیجا گیا ایکعرصہ تک یہہ نوبت
ہوتی رہی اور ماہ جون مین سب لوگ مئو کو لوٹے بوجہہ مرتبہ خاندان یسین خان اور نیز بسبب رشتہ
جو اس خاندان سے تھا یسین خان محمد خان سے بہت محبت رکھتا تھا یسین خان کا متوطن [illegible]
اشترائی بنگش تھا اور محمد خان کی والدہ کا رشتہ دار تھا ایکدور یسین خان اُس جائے
محاصرہ گئے پڑا تھا جو سرحد دینا پور واقع ہی ایک گنوار نے بندوق چلا کر اُسکو مار ڈالا تب
پٹھانون نے محمد خان کے ماموں شادی خان بنگش ساکن مئو کو اپنا سردار بنایا کچھہ
عرصہ کے بعد محمد خان اور شادیخان مین باہم تکرار ہوئی اور محمد خان نے معہ کشتہ جماعت اپنا
کے شادی خان کو چھوڑ کر اپنی رائے اور نوکری تلاش کرلی رفتہ رفتہ سب مئو کے

گالون سے بہت خون جاری تھا جب اُس نے آدھا دھڑ چھت سے باہر نکال لیا تو راجہ کی مستورات نے جو بہت قریب اپنے اپنے کمرون مین تھین موسل اور پیتل کے برتن اُسپر کھینچکر مارے اِس ضرب سے محمد خان اور بھی بے دم ہوگیا مگر عورتون کو علحدہ کرکے چھت پر سے درخت کی مدد سے دیوار کے نیچے کود پڑا اور پھر اُس جھیل کو تیر کے اپنے لشکر مین پہونچا دوسرے دن صبحکو زمینداروں نے قلعہ کو خالی کردیا اور روپیہ ادا کردیا بلکہ نذر گذرانی اور محمد خان کے قدم چھوکر یہ بات کہی کہ خان جیو تم تو منئی ہنین دیوتا ہو تمہارے سنکمہ یعنے مقابلہ کے ہم نہین ہین نواب محمد خان پیرانہ سالی مین یہہ احوال لوگون سے کہا کرتا تھا کہ اگرچہ مین بارہا زخمی ہوا مگر کبھی مجھکو ایسی تکلیف نہین ہوئی جیسی کہ اُس چھت کے تختے کے اُکھاڑنے سے ہوئی یہانتک کہ جب برسات آتی ہے تو اب تک وہ دکھتا ہے اِسوقت تک یعنے پیتالیس برس کے سن تک محمد خان قزاقی کرتا رہا اور بہر صورت معلوم ہوتا تھا کہ اغلباً باقی عمر بھی وہ اسی پر بسر کریگا مگر قسمت سے اسکو اعلیٰ درجہ کی عزت ملی جسکا احوال ہم آگے لکھتے ہین +

محمد خان کا خدمت سلطانی مین ممتاز ہونا

ماہ فروری ۱۷۰۷ع مین (مطابق ماہ محرم ۱۱۱۹ھ) بہادر شاہ جانشین عالمگیر اورنگزیب بعمر ہفتاد سالہ کے جان بحق تسلیم ہوا اُسکے لڑکون کے درمیان نسبت مسند نشینی کے لڑائی ہوئی مگر اُن مین سے معز الدین فتحیاب ہوکر جون ۱۷۱۲ع مین بہ لقب جہاندار شاہ تخت نشین ہوا۔ یہ تھا ایک بھائی عظیم الشان تھا کہ تخت کے جہاندار شاہ سے لڑکر

حاصل کی ہی بعد اُس ملک کے تمام راجہ [illegible] جب [illegible]
کو کافی طور سے محفوظ نہیں پاتا تھا اُسکا فوراً محاصرہ کرکے وہان کے افسر سے نذرانہ منگواتا
تھا اگر ایک یا دو ہزار روپیہ پیش کئے گئے تو خیر ورنہ اُسجگہ پر حملہ کرکے اُسکو لوٹ لیتا تھا
بعض مرتبہ ایسے مواقع پر سخت لڑائی ہوئی تھی اور روایت ہی کہ ایکبار ۳۲ آدمی خاص محمد خان
کے ہاتھ سے ایک قلعہ پر حملہ کرتے وقت قتل ہوئے کبھی چار پانچ لاکھ روپیہ کا مال لوٹ
مین اُسکو ملجاتا تھا اسعرصہ مین ایکبار محمد خان نے تین سو سوارونسے ایک راجہ کے کہنے سے
کسی قلعہ پر یورش کیا پہلے بار حملہ مین قاصر رہکر اُسکا محاصرہ کرلیا مگر پھر بھی کچھہ نتیجہ نہ نکلا
محصوران قلعہ نے خوب بہادری سے مقابلہ کیا قلعہ کے ایک طرف خوب عمیق پانی
بھرا تھا جسجگہ کو راجہ نے بدین خیال غیر محفوظ چھوڑ دیا تھا کہ اُدھر سے کوئی حملہ نہیں
کرسکتا ہی ایک شب کو محمد خان نے آدھی رات کو اپنے ساتھہ چند آدمی مسلح اور چست وچالاک
لیکر اُس چشمہ کے اندر گیا اور اُسکو عبور کرکے فصیل قلعہ کے نیچے پہونچکر ایکدرخت کے
سہارے سے اوپر چڑھکر قلعہ کے اندر کود پڑا راجہ وہین پر سو رہا تھا اِن لوگون کے
ہی بیدار ہوکر بھاگا اور اپنے ساتھیون کو اپنی امداد کے لئے پکارا راجہ اپنی جان بچاکر ایک
کوٹھری میں بھاگا مگر محمد خان نے اُسکا تعاقب کرکے اُس کوٹھری ہی میں اُسکو تمام
کیا اتنے ہی میں اس کثرت سے زمیندار جمع ہوگئے کہ محمد خان کے سب ہمراہی قتل
ہوئے اور دروازہ اُس کمرہ کا بند کردیا گیا تب محمد خان نے اپنے تئیں خدا کے سپرد کرکے
اپنی سپر کو تختہ مین جاکر ایک شہتیر اپنا سر لگاکر اُکھاڑلیا اب اُسکو کچھہ ہوا لگی مگر اُسنے

[illegible] خطوط اطراف و جوانب مین متضمن طلب کمک مشہور اور عظیم الشان سردارون کو
بھیجے گئے منجملہ اُن کے ایک شاہی شُقّہ اور ایک خط سید بھائیون کیطرف سے بنام محمد خان بھی
جو اُن دنون مین کوڑہ کے علاقہ مین آٹھ یا نو ہزار آدمی لئے پڑا تھا بھیجا گیا صاحبرای کایستھ
جو سنہ ١١٢٣ھ سے (مطابق ماہ اگست ١٧١١ع لغایت اگست ١٧١٢ع) محمد خان کا میر منشی تھا
مین غرض محمد خان کیطرف سے بھیجا گیا کہ معلوم کرے کہ کونسا فریق غالباً فتحیاب ہوگا بمجرد
پہنچنے خبر مرسلہ صاحبرای کے محمد خان نے کوچ کیا اور بارہ ہزار فوج سے کھجوا مین فرخ سیر
سے جا ملا آخر کار سموگڑھ کے میدان مین جو پرگنہ فتح آباد مین نو میل مشرق طرف آگرہ سے واقع ہے
ان بادشاہون کا باہم مقابلہ ہوا اِس مقام پر آخر لڑائی چہاردہم ذی الحجہ سنہ ١١٢٤ھ (مطابق یکم
جنوری سنہ ١٧١٣ع) ہوئی اگرچہ ذکر محمد خان کا کسی معتبر تواریخ سے مثل سیر المتاخرین وغیرہ کے
نہیں پایا جاتا ہے مگر اِس مین کوئی شک نہین ہے کہ محمد خان میدان جنگ مین بہادرانہ سب سے
پیش قدم تھا اور یہہ بات سید عبد اللہ خان نے بچشم خود دیکھی ایک لفٹنٹ شیر محمد خان نامی
محمد خان کا جان بحق تسلیم ہوا جہاندار شاہ نے قریب غروب آفتاب میدان چھوڑ دیا اور کچھ
دیر کے بعد اُسکا خاص معاون ذوالفقار خان بھی پسپا ہو گیا فتح و ظفر فرخ سیر کے حصہ مین
آئی تاریخ پانزدہم ذی الحجہ یعنی جنگ کے دوسرے روز سید عبد اللہ خان نے عبد الصمد خان
چین قلیچ خان اور محمد امین خان اِن سب کو فرخ سیر کے روبرو لا کر حاضر کیا اور سبھون نے اطاعت
قبول کی عبد اللہ خان اور لطف اللہ خان معہ دیگر ارکان دولت کے دہلی کو راہ درست کرنے
کے لئے روانہ کئے گئے بعد ایک ہفتہ کے فرخ سیر بھی اپنی دار السلطنت کو روانہ ہوا تاریخ

اور شکست کھا کر بھاگا اور دریاے راوی میں غرق ہوا عظیم الشان جب اپنے گورنمنٹ
بنگالہ سے روانہ ہوا تھا ایک لڑکا اسمی مرزا جلال الدین فرخ سیر راج محل میں چھوڑ
آیا تھا اِس لڑکے نے اپنے باپ کا عیوض لینا چاہا تو پہلے اُسنے حسین علیخان صوبہ دار بہار
کو معاونت پر اپنے راضی کر لیا بعد ازان عبد اللہ خان بڑا بھائی حسین علی خان کا جو
صوبہ الہ آباد پر قابض تھا اُسکا شریک ہو گیا حسین علی خان اور فرخ سیر صوبہ
عظیم آباد سے کوچ کر کے الہ آباد پہونچنے نہیں پائے تھے کہ سید عبد الغفار خان گرزبردی
نے جو جہاندار شاہ کی طرف سے بافسری دس بارہ ہزار سپاہی کے بھیجا گیا تھا عبد اللہ
خان پر الہ آباد کے نزدیک حملہ کیا عبد اللہ خان قلعہ گیر رہا اور اپنے ایک چھوٹے
بھائی کو مقابلہ سیف الدین علی خان جنگ میں بھیجا ناگاہ غل مچا کہ عبد الغفار خان مارا گیا یہہ سنتے
ہی اُس کی فوج بھاگ اُٹھی اِس خبر کے مسموع ہونے پر جہاندار شاہ نے اپنے
بیٹے عزیز الدین کو ہمرہی پچاس ہزار فوج بسر کردگی خواجہ احسان خان روانہ کیا عزیز الدین
معام آگرہ سے کوچ کر کے کھجوا تک پہنچ گیا تھا مگر یہہ سنکر کہ حسین علیخان اور فرخ سیر
عبد اللہ خان سے متفق ہو گئے ہیں ٹھہر گیا اور مورچہ بندی کی فرخ سیر معہ عبد اللہ خان
کے آگے بڑھا اور صفیں آراستہ ہوئیں اور وقت غروب آفتاب سے رات کے تین
بجے تک توپ چلتی رہی طلوع آفتاب سے کچھہ قبل عزیز الدین اور اُسکا کاندہ نجیب
یعنے سپہ سالار بیدل ہو کر بھاگے اور فوج بھی سرداروں کی علٰحدگی سے پریشان
ہو گئی سب اسباب اور سباب وغیرہ فرخ سیر کے ہاتھہ لگا ۔

جن تعداد مین دس ہزار تین سو تئیس تھی اور نیز یہان تحصیلی کا صدر مقام ہی اور فرخ آباد سے

اکیس میل جانب شمال و مغرب کے واقع ہی اُسی سال قلعہ و قصبہ محمد آباد کی بنیاد فرخ آباد

سے ۲۴ میل جانب گوشۂ جنوب و مغرب حصص پانچ دیہات یعنی کلما پور کبیر پور

روہیلہ محمد پور تقی پور کی لیکر ڈالی گئی روایات سے وجہ پسند کرنے اسجگہ کی بشرح ذیل

ہی پیشتر حملہ اول اہل اسلام کی ستائیس گانون راجہ کھور نی دکھور کو اب شمس آباد کہتے ہین

کھوڈا کالستون کو جو اُس کے نوکر تھے دیدیئے تھے محمد خان نے پیشتر اپنے زمانہ ترقی کے

جبکہ وہ صرف سوارون مین نوکر تھا ہر پرشاد قانون گو کو بہت ترغیب دی کہ مجھے بطور جاگیر

ایک گانون کے جو کالی ندی پر پٹنہ اعظم نگر ضلع ایٹہ مین واقع ہی درج کا غذات

کردی مگر اُس قانون گو نے بحکم اپنے افسر اعلی کے اسبات سے قطعی انکار کیا جب

محمد خان ذی اقتدار ہوا اُسکو یہہ بات یاد آئی اور اُسی کاسیت کی زمین مین ایک پشتہ

بلند پر جو موسوم بہ کل کا کھیڑا ہی قلعہ محمد آباد کا تعمیر کرایا ایک برج میں جو ہنوز رائی صاحب

کا برج کہلاتا ہی ہر پرشاد قانون گو زندہ چن دیا گیا وہ قلعہ قدیم چھوڑا گیا اور نیز وہ تحصیل

جو زیر قلعہ ہی ۱۸۵۸ء تک نواب رئیس کے قبضہ میں رہی محمد آباد قا ئمگنج سے چھوٹا ہی مگر

تھانہ پولیس کا صدر مقام ہی اور فرخ آباد سے مین پوری جاتے ہوئے پہلا پڑاو ہی پرم نگر

صدر مقام پرگنہ پرم نگر کو جو ضلع فرخ آباد مین جانب چپ دریای گنگ کے واقع ہی

بعض مرتبہ محمد گنج نام پر نواب محمد خان کے کہتے ہیں لیکن اسکی تاریخ بنیاد معلوم نہین ہی ۔

چہاردہم محرم ۱۱۳۱ھ مطابق ۲۰ جنوری ۱۷۱۹ء بادشاہ بارہ پل کے نزدیک قریب شہر دہلی قیام پذیر ہوا انعام واکرام تقسیم ہوئی منجملہ اوروں کے محمد خان کو خلعت عنایت ہوا اور ایک ہاتھی ایک گھوڑا ایک پالکی ایک سپر ایک تلوار مرصع قبضہ کی ایک مرصع بگلہ ایک جھنڈا جسپر شکل مچھلی کی نمودار تھی نقارے اور نشان علاوہ نقد روپیہ کے مرحمت ہوئے اور اسوقت چار ہزار فوج کا افسر کیا گیا اور نواب بھی اوسی دن سے کہلایا پرگنہ جات مفصلہ ذیل بوجب بندیل کھنڈ میں ہیں محمد خان کو اپنی افواج کی پرورش کیواسطے بطور جاگیر دی گئی ارچ بھاندیر کالپی کونچ سیانڈھا موددھا سیری جالون اشخاص ذیل برای انتظام محال مذکورہ صدر مقرر ہوئے ۔ دلیر خان چیلہ کونچ اور موندھا اور سیانڈھا کو بھیجے گئے احمد خان داؤد زئی کی ایچ اور بھاندیر سپرد ہوئی ۔ پیر خان چچا بی بی صاحبہ زوجہ خاص نواب محمد خان کا کالپی کی طرف اور شجاعت خان علزئی سیری اور جالون کو روانہ کیا گیا +

نواب محمد خان کا قائمگنج محمد آباد فرخ آباد کی بنیاد ڈالنا

اسی سال میں عہد فرخ سیر کے محمد خان دو مہمات پر بمقابلہ راجہ انوپ شہر اور راجہ سیدا نکے بھیجا گیا تھا راجہ انوپ شہر تو فوراً تابع فرمان ہوا مگر راجہ سیدا مقید ہو کر بدست داؤد خان چیلہ بادشاہ کے پاس بھیجا گیا ۔ بعد ازان محمد خان نے اپنے وطن جانے کے لئے رخصت لی اور گھر پہنچکر ایک قصبہ کی بنیاد مؤ سے جانب گوشہ جنوب و مغرب کے اندر حدود چلولی موضع رشید آباد خیر پور اور سبحان پور کی ڈالی اور اُس قصبہ کا نام اپنے فرزند اکبر قائم خان کے نام پر قائمگنج رکھا یہ قصبہ اب بڑی تجارت کا مقام ہے باشندے یہان کے تجارت

ہمراہیوں نے بڑی بہادری سے اپنی حفاظت کی مگر آخر کار مغلوب ہوکر مقتول ہوئی قاسم خان جہاں مارا گیا وہیں مدفون ہوا اُس کی قبر کا ایک محراب وسط میں ایک حاطہ کے جو تاڑ کے درختوں سے محیط ہی اب تک قایم ہی ایک باغ آم کا اُس قبر کی مغرب طرف ڈالا گیا اور نام اُس گانون کا جمال پور سے مبدل بہ اسم قاسم باغ ہوا اور یہی نام کاغذات مالگذاری مین درج رہا جب تک وہ فتحگڑھ کی چھاونی کے حدود کی اندر لیلیا گیا جو قاسم خان کے ساتھیوں میں سے زندہ بچے دوسرے دن مئوین داخل ہوئے محمد خان اپنی بی بی کی دلجوئی کے لئے دہلی کو روانہ ہوا وہان شہنشاہ فرخ سیر نے اُسکی بڑی خاطر و تواضع کی اور بی بی صاحبہ کو بطور اُس کے باپ کے خونبہا کے تمام و کمال باون گانون بم ٹیلوں کی دیدئے محمد خان کو خلعت ہوا بلکہ لوگ مشہور کرتے ہیں کہ وہ ناظم گوالیار مقرر کیا گیا مگر اِس بیان کی صداقت مین نہایت شک ہی بادشاہ نے اپنی مرضی ظاہر کی کہ ایک شہر میرے نام سے آباد ہونا چاہئے اُس موقع پر جہاں پر کہ قاسم خان مارا گیا اور کل باون گاؤن بم ٹیلون کے اُسکے حدود کے اندر شامل رہیں - اِسجگہ سے جو محمد خان نے پسند کی کوئی دوسری بہتر جگہ اِس شہر کے لئے نہین ملسکتے تھے یہہ قطعہ زمین دست راست کنارہ گنگا کے کمپل سے قنوج تک نہایت درجہ آباد اور زرخیز کل شمالی ہندوستان میں ہی یہان پانی کی بہت کثرت ہی اور چونکہ نیچے زمین سخت تھی اسوجہہ سے کنوئین مطابق مرضی کے ہر جگہہ کھُد سکتے ہین اور ہندوستانی کہاوت راست اور بلا مبالغہ ہی کہ فرخ آباد مین گھر گھر کنوان ہی روایت ہی کہ پیشتر اِس شہر کی بنیاد پڑنے کی نواب حسب اتفاق اُس بلند پشتہ پر جو جگہہ چھوٹی سی ہوئی گانون کی ہی اور جس مقام

شہر فرخ آباد

نواب محمد خان کا اب قصد جداگانہ طریق پر تھا اُسنے ایک شہر کی بنیاد ڈالنا چاہی جو اپنی موجودہ تباہ حالت مین بھی شمالی ہندوستان کے صدر مقامات سے شمار کیا جاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ نواب کے پسند خاطر سکونت مئو کی نہ تھی پٹھان لوگ اسکو اندر گلی کوچون کے ہاتھی پر سوار نہین ہونے دیتے تھے اسلئے کہ اونکی مستورات کی بے پردگی ہوتی تھی اقوام آفریدی طوریا اور خانزادے کثیر الجماعت تھے مگر بنگش لوگ قلیل المقدار تھے جب نواب گھر سے باہر نکلتا تھا تو آفریدی لڑکے اُسپر مٹی کے غلیلے پھینکا کرتے تھے اسوجہ سے محمد خان قصبہ کے باہر جاکر رحمت خان شہید کی قبر کے نزدیک ہاتھی پر سوار ہوا کرتا تھا اکثر اوقات نواب بی بی صاحبہ سے پٹھانوں کی بدسلوکی کی شکایت کیا کرتا تھا *

اب موقع حصول زمین کا واسطے ایک مقام کے باجازت بادشاہ محمد خان کے ہاتھ لگا قاسم خان بنگش والد بی بی صاحبہ کا جو محمد خان کی خاص زوجہ تھی ایک خوش تقدیر سپاہی آدمی تھا جو دکن کے کسی راجہ کی خدمت میں تین سو آدمیون پر افسر ہوگیا تھا سنہ ۱۱۲۶ھ مین (مطابق ۶ جنوری ۱۷۱۴ء لغایت ۲۶ دسمبر ۱۷۱۴ء) قاسم خان معہ اپنے کل مال ومتاع کے اپنے وطن یعنے مئو کو جاتا تھا کہ اُسمقام پر جہان کہ اب ہندوستانی پیادون کی لین اور گورا بارگ بنی ہوئی ہین اور جسجگہہ پر اُسوقت مین جنگل تھا ایک ٹھاکر راجہ قوم بم ٹیلہ نے جسکے گاؤن محمد آباد کے راستہ مین تھے اُسکو آکر گھیر لیا سیکڑون آدمی طریق غارتگری مین کنارہ لگا اور مئو تک اِس راجہ کے ہمراہ تھے قاسم خان اور اسکے

۱۱۲۶ھ مین (مطابق ۶ جنوری ۱۷۱۴ء لغایتہ ۲۷ دسمبر ۱۷۱۴ء) بنیاد شہر فرخ آباد کی بنگرانی نیکنام خان ڈالی گئی اللہ غنی اُسکی تاریخ ہی یہہ الفاظ اُس خاندان مین عموماً شروع مین نوشت وخواند کے استعمال ہوتے تھے کل عمارات فرخ آباد یا محمد آباد کی آدم نامے ایک معمار کی حسن تدبیر اور نگرانی سے طیار ہوئین جسکا نام قلعہ کی ایک دہلیز کے جواب منہدم ہوگئی ہی کتابہ کے اوپر لکھا ہوا ہی ہمکو ایک خط بنام یعقوب خانسے جسمین احوال سستی اور بی ایمانی ایک شخص محمد دانش کا لکھا ہوا تھا معلوم ہوا کہ اُن دنون مزدورون کے دو فلوس اور کاریگر معمارون کے پانچ فلوس اور کم ہوشیار معمارون کے چار فلوس روزآنہ مقرر تھے اور ہر شخص کو ہر شب اُسکی محنت دیجاتی تھی *

بمٹیلون نے اپنی ملکیت سابقہ کو بی جنگ وجدل نچھوڑا تعمیر شہر پناہ کی دن مین ہوا کرتی تھی مگر بمٹیلے جو گرد نواح مین رہتے تھے ہر شب کو کثیر الجماعت ہوکر آتے تھے اور دیوار گرا جاتے تھے اُن لوگون نے قلعہ کے اندر بھی کچھہ عمارت گرادی اس خلش کے اندفاع کے واسطے جو ٹھاکرون کی طرفسے تھی محمد خان نے فوج شاہی کو جو شہر کے اطراف میں کچھہ فاصلہ سے مقیم تھی طلب کیا تب بمٹیلے قریب کے دیہات میں سے نکالدیئے گئے اور گانون کے جس باشندے نے اُنکو مدد دی سزای اعمال کو پہنچا فوج شاہی تا وقتیکہ شہر بالکل طیار ہوگیا وہین رہی پھر نواب کے نوکر اُس فوج کی جگہہ مشتغل ہوئے *

ملک نیز خیرخواہ راجاون سے لیگئی لوگ کہتے ہیں کہ ملک سنگہ گور راجہ سردار گنہ

اب شہر کا قلعہ بنا ہوا ہی جو اُس زمانہ مین گنگا اب کی نسبت بہت قریب بہتی تھی اور ہر طرف بفاصلہ چند میل بڑی بہار معلوم ہوتی تھی نواب نے یہہ جگہ پسند کی اور کہا کہ اگر یہان رہنے کا مکان بنے تو بہت پُر فضا ہوگا ترائی مین پٹھان لوگ مگر اور گوہ کا شکار کھیلا کرتے تھے یہان قاز اور شکار بہت سے تھے لوگ یہہ بھی کہتے ہین کہ یہانکی لمبی گھانس اور بیٹھون مین چیتے اکثر چھپ رہتے ہیں اور کبھی کبھی آدمیونکو ہلاک کرتے ہین فی الحقیقت تمام ممالک مغربی کے کسی میدان مین ایسی کیفیت اور بہار نہین مشاہدہ ہوتی ہی جیسے کہ قلعہ فرخ آباد سے ہر موسم مین نظر پڑتی ہی منصف کی کچہری کے بنگلہ اور عمارت تحصیل کی پشتہ سے آگے بڑھکر باغ مین جو بالای قلعہ ہی لوگ جاتے ہیں اور کچھہ توقف کرتے ہین اور مسٹر سی آر لنڈسے کی کمیٹی گھر کی تعریف کرتے ہین جانب شمال نظر کرنے سے سب سے پیشتر پائین باغ مین نواب کے عالیشان محل کے خرابہ پر نظر جاتی ہی اُس سے آگے کربلا کے بلند میناروں پر نگاہ کو تازگی حاصل ہوتی ہی اُس کے بعد نواب کا رمنا چلا گیا ہی جس مین ہنوز کچھہ درخت کہین کہین موجود ہین سب کے بعد گنگا کی دہار مثل چاندی کے کنارہ آسمان سے ملی ہوئی معلوم ہوتی ہی دست راست پر کچھہ پھرنے سے شہر پر نگاہ جاتی ہی جو سایہ دار نیم کے درختون کا جنگل معلوم ہوتا ہی اور اون درختون کے درمیان سے یہان وہان بعض صاحبزادون اور دولتمند رئیسوں کی دو منزلی حویلیان دکھائی دیتی ہیں پیچھے پھر کر یعنے جانب مغرب توجہ کرنے سے مقبرے نوابان سلف کے دیکھنے احمد خان کی قبر اندر چار دیواری بہشت باغ کے اور محمد خان اور نیز قایم خان کی قبر آگے بڑھکر مو دروازہ کے باہر مشاہدہ ہوتی ہین

عمدر بڑا دیوانخانہ کہلاتا تھا بڑا دیوانخانہ نواب مظفر جنگ نے (جو ۱۷۷۱ء سے لغایتہ ۱۷۹۶ء نواب رہا) مسمار کرا دیا اور نواب ناصر جنگ نے جو ۱۷۹۶ء لغایت ۱۸۱۳ء نواب رہا ایک کوٹھی اُسی جگہہ پر بنوائی قلعہ کے اندر بہت دکانین چھوٹے سوداگرون کی تھیں مگر اوایل مین کوئی دوسری عمارت سوای عمارت متذکرہ بالا کی نہ تھی بعد غدر نواب کا محل بالکل منہدم ہوگیا اور بجز ایک مسجد کے جو شاید وہی ہی جسکا اوپر بیان ہوچکا ہی کسی اور عمارت کا نشان بھی غدر کے ایام مین نہ تھا ✦

شہر کے بارہ دروازے تھے قطب[۱] دروازہ پائین[۲] دروازہ جسکو حسینی دروازہ بھی کہتے ہین گنگا[۳] دروازہ امیٹھی[۴] دروازہ قادری[۵] دروازہ لال[۶] دروازہ مدار[۷] دروازہ ڈھلاول[۸] دروازہ گھنڈیا[۹] دروازہ جسمئی[۱۰] دروازہ ترائین[۱۱] دروازہ مو[۱۲] دروازہ پہلا اور آٹھوان اور گیارہوان تینو دروازے اب بند ہوگئے ہین امیٹھی اور ڈھلاول اور جسمئی یہہ نام اُن دیہات کے ہین جو ایک دوسرے کے متصل ہین دیگر اسما اپنی تشریح خود کرتے ہین سات دروازون پر سرائین بنوائی گئی تھین تاکہ جسطرف سے مسافر آوے عمدہ آرام کی جگہ پاوے مو سرائے مو دروازے کے قریب بی بی صاحبہ زوجہ نواب نے طیار کروائی تھی ایک سرائی جسمئی دروازے کی نزدیک نصف طیار ہوکر گرا دی گئی تب یہہ زمین نواب عظیم خان کے بیٹون کے تصرف مین رہے مدار دروازہ ایک پختہ سرائی تھی جہان کہ اب مدار باڑی کھڑی ہی جسکو نواب مظفر جنگ نے بنوایا اور جسمین ۱۸۰۳ء مین قتل پسر محمد علیخان عرف بلاقی ولد دلدار خان امیر امرا زادہ نواب مظفر جنگ کا تھا

شمس آباد کا جو بفاصلہ دس یا گیارہ میل فرخ آباد سے گوشہ جنوب و مغرب میں واقع
ہے جب خود بوجہ پیرانہ سالی کی نہ آسکا تو اُسنے اپنے بیٹے اکبر شاہ کو (جو آخر میں چیلہ
ہوکر یر دل خان کہلایا) جس کا سن پندرہ یا سولہ برس کا تھا بسر کردگی سات سو چھوٹ
اپنے ہی فرقہ کے روانہ کیا یہہ لوگ مئو دروازہ کے باہر جہانسے کہ بم ٹیلون کی بہت
آمدرفت رہا کرتی تھی بھیجے گئے یہہ لوگ ایکہفتہ یا عشرہ وہان مقیم رہے تھے کہ
بم ٹیلے حسب دستور دیوار کے نقصان رسانی کے لئے آپہنچے اسمرتبہ بم ٹیلے قطب
دروازہ سے جو شہر کے شمالی رخ پر ہے گھوم کر آئے اور اندر داخل ہوئے اکبر شاہ گور
نے بھی صف بندی کری اور خوب میدان کارزار گرم رہا بم ٹیلون کی طرف تین سو ۳۰۰
سپاہی اور اکبر شاہ کے پانچ سو آدمی کام آئے لعل شاہ افسر بم ٹیلون کا مجروح ہوکر
مقید ہوا +

باوجود اس خلش کے نیکنام خان چیلہ نے قلعہ طیار کرلیا اور اُس میں تین دروازے
شمالی رخ پر قایم کئے تھے اُسنے نیز ایک خندق قدآدم عمیق کھدوائی اور بیس برج
مٹی کے اُٹھائے تھے اُن بروج کا نشان ۱۸۳۹ء تک کچھہ معلوم ہوتا تھا اگرچہ
اُسوقت مین بھی وہ بے مرمت پڑے ہوئے تھے اب ذرا بھی نشان اُنکا باقی نہین
ہے اسی چیلہ نے ایک محل اور ایک مسجد اور ایک دیوان بنوایا تھا وہ محل بڑا محل کہا جاتا تھا
۱۸۳۹ء مین اُس محل کی بارہ دری چھوڑکر باقی جگہہ مین مختار محل بیوہ نواب شوکت جنگ
مرحوم نے خانہ باغ ڈالا وہ مسجد بڑی مسجد کے نام سے مشہور تھی اور دیوان علم بند کو

ناسوای حصص متفرق دیہات کی شہر پناہ کے اندر تھے اور ارادہ یہہ تھا کہ ہر قسم کی تجارت
کا ایک جداگانہ بازار ہونا چاہیئے بنابران قطعات شہر تجارت کے نام سے موسوم ہوئے۔
کسیرہٹا کسیروں کے لئے + پسرہٹا پساریوں کے لئے + صرافہ صرافون کے لئے + لوہائی
آہن فروشون کے لئے + نونہائی نمک فروشون کے لئے + کھنڈیائی شکر فروشون کے لئے
علی ہذا القیاس ہر محلہ علیحدہ قسم کی تجارت کیواسطے مقرر ہوا اور دیگر محلہ جات خاص خاص
ذات کے لوگون کیواسطے مخصوص کئے گئے۔ کھترانہ کھتریون کیواسطے موچیانہ موچیون کے
واسطے کولیانہ کولیون کے واسطے سدھواڑہ سادھون کیواسطے بہمن پوری برہمنونکے واسطے
جولاہ پوری جولاہون کے واسطے مہاجن پورہ بنگش پورہ خشک پورہ سید پورہ اور
علی ہذا القیاس یہہ ترتیب زمانہ حال مین ابتر ہوگئی ہے اور اقوام باہم کم و بیش ملگئے ہین ہنوز
کہین کہین وہ انتظام دیکھنے میں آتا ہے کیونکہ اسمین کچھہ شک نہین کہ کوئی سادھہ باہر
سدھواڑہ اور صاحبگنج محلہ کے جو ایک شاخ سدھواڑہ کی ہے نہین رہتا ہے +

دو اقعات سنہ ۱۷۱۹ء سے لغایت سنہ ۱۷۲۶ء) فرخ سیر کے وقت مین نواب محمد خان دربار مین بہت
کم حاضر ہوا کرتا تھا کیونکہ اُسکو فرخ آباد کی بنیاد ڈالنے کے سبب فرصت نہین ہوتی تھی
اسعرصہ مین دہلی مین بڑے بڑے واقعات نظر آئے تاریخ نہم ربیع الثانی سنہ ۱۱۳۱ ہجری کو
مطابق ۱۸ فروری سنہ ۱۷۱۹ء سید بھائیون نے یعنے عبداللہ خان اور حسین علیخان نے بادشاہ
فرخ سیر کو تخت سے اُتار کر قید کردیا بعد حکومت دو لڑکون کے جو یکے بعد دیگرے تخت نشین
ہوئے ابو الفتح ناصر الدین بہ لقب محمد شاہ ملقب ہو کر بتاریخ پانزدہم ذیقعدہ سنہ ۱۱۳۱ ہجری کو

ایک سرای پختہ اینٹی دروازہ انگوری باغ کے مقابل تھی جسے نواب کے جانشینون نے
کھدواکر ملوہ اُسکا فروخت کرڈالا اور اب اُسیجگہ پر لکڑی اور پولا وغیرہ بکا کرتا ہی ایک بہت
مضبوط سرای لعل دروازہ بنی ہوئی تھی جسکو انگریزون نے گرواکر از سرنو انگریزی وضع پر
تعمیر کروایا ہر دروازے پر پانچ سو جوان مسلح متعین تھے اور دو توپین دونون طرف
رہتی تھین نواب کے لڑکے اور غلام یعنے خانہ زاد جن کے پاس نوجین تھین اُنکو باہر
شہر کے گرد رہنے کے لئے مکان دیدیئے گئے تھے نواب کا ارادہ تھا کہ صراف
اور تجار اور دستکار آدمی درمیان مین رہین یہ کل جگہہ کچی چار دیواری سے محیط تھی
محمد خان نے اپنے بائیس لڑکون مین سے ہر ایک کے لئے ایک پختہ قلعہ اور مستورات کے
رہنے کے لئے مکان بنوادیئے تھے اور ہر گھر مین ایک خانہ باغ لگا دیا تھا۔

شہر پناہ کے گرد ایک کھائی تھی جسکے کنارے ڈھالو اور ہموار تھے اور پندرہ گز وسیع
اور تئیس فیٹ عمیق تھی حین حیات محمد خان کے وہ کھائی ہر روز صاف کیجاتی تھی اور
دروازون پر بڑی محافظت رہتی تھی قلعہ کے گرد چیلون کی مکانات تھے جو اپنے کام پر شب و روز
مستعد رہتے تھے باغات بکثرت ڈالی گئی تھی اونمین نولکھہ اور بہار باغ قابل دید تھی
جن مین انبہ کا درخت ایک بھی نہ تھا صرف امرود بیر شریفہ اور نارنگی کے درخت
تھے نواب کے بیٹون اور چیلونکو اجازت تھی کہ شہر کے باہر جہان مرضی ہو باغ لگائین یہانکی
کی زمین آم کے حق مین بہت اچھی تھی اور آم یہان بہت بڑا ہوتا ہی تربوز بھی یہان
بہت بڑا شیرین اور کثرت سے ہوتا ہی۔ تمام دکمال دو گانون یعنے بھیکم پورہ اور ڈیوٹھان

کو شاہ شروع ہوا بعد استماع خبر وفات برادر کے عبداللہ خان نے سلطان ابراہیم ولد رفیع القدر
ولیعہد بہادر شاہ کو مسند شاہی پر بٹھایا یہ واقعہ پانزدہم ذالحجہ ۱۱۳۲ ہجری کو مطابق ۵ اکتوبر ۱۷۲۰ء
ظہور میں آیا جو کچھہ لشکر اسوقت جمع ہو سکا لیکر ۱۰ ذی الحجہ ۱۱۳۲ھ کو مطابق ۱۱ اکتوبر ۱۷۲۰ء
عبداللہ خان دہلی سے روانہ ہوا اس موقعہ پر محمد خان بعد بڑے غور اور تامل اور مشورہ دوستان
اپنے شجاعت خان علزئی اور دیگر احباب کے بادشاہ کا شریک حال ہوا اور تین ہزار
سپاہ سے جاکر ملا لوگ کہتے ہین کہ عبداللہ خان نے محمد خان کو لکھا تھا کہ مین نے تمہارے
ساتھ بڑے سلوک کئے ہین مجھے ایسے وقت نازک مین مدد دو اگر تمہارے ذریعہ سے ہم لوگ
فتحیاب ہوئے تو مین تمکو کل اپنے قلمرو مین اعلیٰ ترین افسر بناؤنگا مگر ایک فرمان محمد شاہ
کیطرف سے اور دوسرا اسکی ما قدسیہ بیگم کی جانب سے اور خطوط دیگر امرا اور ارکین کے
اسیوقت وصول ہوئے چونکہ کچھہ اپنا فایدہ اور کچھہ عزت بھی خاندان سلطانی کی مدنظر
تھی اسوجہہ سے محمد خان بادشاہ کا طرفدار رہا ؁

جسوقت قطب الملک عبداللہ خان بفاصلہ تین کوس بادشاہ کے لشکر سے حسین پور پہنچا
تو وہان ٹھہر گیا اور بتاریخ دوازدہم محرم ۱۱۳۳ھ مطابق ۲ نومبر ۱۷۲۰ء اپنی فوج کی صف
بندی کی ۴ نومبر کو صبح سے لڑائی شروع ہوئی اور تمام دن اور تمام رات ہوتی رہی پانچوین
کو عبداللہ خان ہاتھی پر سے پیادہ پا لڑنے کے واسطے نیچے اترا اور پیشانی پر ایک تیر
کھاکر زخمی ہوا حیدر قلی خان نے پہچانا مگر اسکو معہ اسکے بھائی نجم الدین علیخان کے مقید
کرلیا اور پھر ہاتھی پر سوار کرا کے بادشاہ کے پاس لیگیا شادیانے فتح و نصرت کی بجنے لگے

مطابق ۱۰ ستمبر ۱۷۲۰ء تخت جلوس پر جلوہ گر ہوا اصلی تاریخ سلطنت اسی دن سے شمار
کیجاتی ہے جس دن سے رفیع السیر تخت سے اُتارا گیا بعد جد و جہد اور تدابیر کے جو واسطے گھٹانے
طاقت سیدون کے عمل مین آئین یہہ قرار پایا کہ حسینعلیخان ہمراہ بادشاہ کے دکن کے منحرف
صوبون کو زیر کرنے کے لئے جاوے کوچ سید حسینعلیخان کا آخر شوال مین (مطابق آخر اگست
۱۷۲۰ء) شروع ہوا نہم ذیقعد ۱۱۳۲ ہجری کو (مطابق ۲ ستمبر ۱۷۲۰ء) بادشاہ کا پہلا کوچ
آگرہ سے تین کوس پر ہمراہی عبد اللہ خان ہوا بادشاہ نے چاہا کہ ۱۰ تاریخ تک جو روز
سالگرہ تخت جلوس کا تھا وہین قیام کرے مگر حسین علیخان نے آگے بڑھنے کی ترغیب دی
۱۴ تاریخ کو (مطابق ۸ ستمبر ۱۷۲۰ء) فوج نے فتحپور سیکری سے کچھ آگے کوچ کیا چار پانچ روز
کے بعد یہہ لوگ جانب جنوب بڑھے عبد اللہ خان پیچھے رہکر ۱۹ ذیقعد کو (مطابق ۱۲ ستمبر ۱۷۲۰ء
دہلی کی جانب روانہ ہوا حال مفصلہ ذیل کتاب سیر المتاخرین مین پایا جاتا ہے جو محمد خان
کی نیکنامی میں دھبہ لگاتا ہے وہ یہہ ہے کہ دہلی جاتے ہوئے محمد خان بنگش عبد اللہ خان کی ملاقات
کو آیا اور ظاہر کیا کہ مین حملہ دکن مین حسینعلیخان کا شریک ہونگا اگر کوئی وجہہ مانع نہ ہوئی عبد اللہ
خان نے اُسکو پچاس ہزار روپیہ دیا اور کئی لاکھ روپیہ حسینعلیخان نے محمد خان کو پہلے دیا تھا
اس غرض سے کہ محمد خان مدد دینے پر آمادہ ہو تب محمد خان جھوٹ بولا جو بظاہر سچ معلوم ہوا
کہ مین بادشاہ کے لشکر مین جاتا ہون یہہ کہکر رخصت ہوا اور عبد اللہ خان دہلی کی طرف چلا
تاریخ ۶ ذی الحجہ ۱۱۳۲ھ کو (مطابق ۳۰ ستمبر ۱۷۲۰ء) جب فتحپور سیکری سے پینتیس کوس
آگے پہونچے وہان حسین علی خان بادشاہ کی رضا و رغبت سے مقتول ہوا اب تمام لشکر کا افسر

نواب امین الدولہ اُسکو اکثر منگواتا تھا اور نہایت درجہ کی لاوری دیتا تھا جس دلاوری سے وہ لیگئے تھے +

۱۸ محرم ۱۱۳۳ھ (مطابق ۶ نومبر ۱۷۲۰ء) بادشاہ محمد شاہ نے دہلی کی طرف عنان عزیمت پھیری اور بسرعت چلا ۱۹ کو (مطابق ۹ نومبر ۱۷۲۰ء) وہاں پہونچا دو روز تک وہاں نزدیک مینار خواجہ نظام الدین کے خیمہ زن رہا جن لوگون نے کارنمایان کیئے تھے وہ حاضر ہوئے اُسوقت محمد خان جو محمد شاہ کی تخت نشینی کے وقت چھہ ہزار فوج کا سردار کیا گیا تھا بدرجہ ہفت ہزاری یعنے بافسری سات ہزار سوار ممتاز ہوا ایک خلعت بھی معہ سات لاکھہ روپیہ نقد کے اُسکو عنایت ہوا اور خطاب غضنفر جنگ کا جسکے معنی ہیں شیر لڑائی کا محمد خان کو عطا کیا اور پرگنہ جات بھوجپور اور شمس آباد جو اب ضلع فرخ آباد میں شامل ہین بطور جاگیر اُسکو دی گئی تھوڑے عرصہ کے بعد محمد خان درمیان ۲۲ اکتوبر ۱۷۲۰ء اور ۱۱ اکتوبر ۱۷۲۱ء کے صوبہ دار الہ آباد مقرر ہوا اُسوقت مین اُسکے عامل یا نائب حاکم اسطور پر تھے - الہ آباد کا حاکم بھور یخان چیلہ آرچ بھاندیر اور کالپی کا حاکم دلیر خان چیلہ سپری اور جالون کا کمال خان بھوجپور کا نیکنام خان چیلہ شمس آباد کا داؤد خان چیلہ بداؤن اور سہسوان یہہ دونون مقام اب ضلع بداؤن مین ہین، اور محمد آباد کا (جو اب شاہجہانپور کے ضلع میں ہے) حاکم شمشیر خان چیلہ تھا +

۱۱۳۴ھ میں (مطابق یکم اکتوبر ۱۷۲۱ء لغایت ۲۰ ستمبر ۱۷۲۲ء) صو

محمد خان اس لڑائی میں قلب سپاہ میں لڑ رہا تھا صاحب رای کے کاغذات میں ایک خط از طرف
محمد خان بنام راجہ جی سنگہ سوائی ہے جسمین احوال اس جنگ کا مندرج ہے مگر اس مین اُس کا
ذاتی حال کوئی نہیں پایا جاتا ہے محمد خان کو بجلدوی اِن خدمات کے چھہ لاکھہ روپیہ بنگالہ سے
خزانہ آجانے پر دینے کا وعدہ کیا گیا مگر روپیہ پھر دیا نہین گیا +

اگر اسجگہ کی روایت پر یقین کیا جاوے تو محمد خان نے نسبت اُسکے جو تواریخ مین درج ہے
بہت زیادہ بہادرانہ طریق پر کار نمایاں کئے ہیں نقل ہے کہ محمد خان نے اپنے کل سپاہ سے
عبداللہ خان پر حملہ کیا نواب کے ہاتھی پر پیچھے مقیم خان اور داؤد خان چیلے بیٹھے ہوئے تھے
جب نواب کا ہاتھی سید عبداللہ خان کے ہاتھی کے پاس پہونچا تو محمد خان نے کہا سلام علیکم
سید نے جواب دیا وعلیکم اور اپنا ہاتھہ ہودے سے باہر نکالکر بڑھایا کہ محمد خان اُسے چومے
محمد خان نے اپنا ریشمی پٹکا ہاتھہ پر ڈالدیا اور سید کو ہودے کے باہر کھینچ لیا اس جھٹکے
مین عبداللہ خان کی پگڑی گر پڑی تب محمد خان نے ایک کشمیری شال اُس کے پاس
پھینک دیا کہ اپنے سر سے باندھے سید نے اُسکے لینے سے انکار کرکے محمد خان کی طرف
دیکھکر تھوکا اتنے مین مقیم خان اور داؤد خان کود پڑے اور سید عبداللہ خان کو پکڑلیا مقیم خان
نے اُس کی سپر اور داؤد خان نے اُس کی تلوار چھین لی اُس کی رہائی کیواسطے کوشش
اُسکے فوج کی بفایدہ ظہور مین ائی قریب بود پھر نواب محمد خان اپنے لشکر معہ اپنے قیدی
عبداللہ خان کے پہونچا حسب الطلب بادشاہ کے سید کو بادشاہ کے حوالہ کردیا وہ سید الہ داد خان
ولد نواب مقیم خان تا زمانہ نواب شوکت جنگ (جو [illegible] لغایت [illegible] نواب تھا) رہا

کی تھی اور دو موسم تک دسمبر سنہ ۱۷۲۳ع سے لغایت سنہ ۱۷۲۶ع غارتگری کرکے خراج لیا تھا محمد خان پانچ ہزار سپاہ کا افسر ہو کر بھیجا گیا اور دو لاکھ روپیہ ماہواری بابت تنخواہ سپاہ کے معین ہوئے محمد خان نے اکبرآباد مین روپیہ کے آنے کا انتظار کیا اور پھر اُسکو حکم ہوا کہ گوالیار کو جاوے وہان محمد خان نے جاکر دس ہزار سوار رکھے اور سات مہینے تک بیکار پڑا رہا مہم مسطور صدر سے واپسی کیوقت خان دوران خان نے جس کی جاگیر مین پرگنہ جات بھونگام اور تالگرام تھے محمد خان سے درخواست کی کہ دو ہزار آدمیون کو مہتیا سدانند کی کمک پر واسطے سرکوبی جسونت سنگہ زمیندار مین پوری کی بھیجدو روایت اسطور پر ہے کہ چوہان راجہ دلیپ سنگہ نے نواب کی تعظیم کرنے مین غفلت کی تھی بنابران بھوریخان پانچ سو سوارون سے اُسکو حاضر کرنے کے واسطے بھیجا گیا تھا جب وہ راجہ نواب کے روبرو آیا تو اُس نے سلام کرنے مین دیرنگ کی تب بھوریخان نے اپنے ہاتھ سے اُس کی گردن پکڑکر جھکائی راجہ نے فوراً اپنے تئین چھوڑاکر تلوار کھینچی وہین نواب محمد خان نے ایک ایسا تیر اُسکے سر مین مارا کہ راجہ اُسی جگہ پر نشانہ تیر قضا ہوا تب اُسکا لڑکا جسونت سنگہ جانشین ہوا اور نواب نے فرخ آباد کی راہ لی +

معاملات بندیل کھنڈ

یہ بات ظاہر ہو چکی ہے کہ جو جاگیر مین محمد خان کو زمانہ فرخ سیر اور شروع حکومت محمد شاہ مین ملین اُنکا بڑا حصہ بندیل کھنڈ مین تھا فرخ سیر نے در زمانہ سلطنت سنہ ۱۷۱۳ع سے لغایت سنہ ۱۷۱۹ع پرگنہ جات سیہنڈہ اور مودھا جاگیر مین دیدیئے تھے یہہ دونون پرگنہ دلیرخان چیلہ کے

نے صوبہ آگرہ راجہ جے سنگہ سوائی کو دلوا دیا جی سنگہ کچھہ دنون بعد برای سرکوبی
چوڑامن جاٹ روانہ ہوا اِس قصور پر کہ اُس نے وزیر عبداللہ خان کی طرفداری
کی تھی محکم سنگہ ولد چوڑامن نے سر دربار اپنی باپ کو بہت سرزنش کی جب چوڑامن سے یہہ
خفت و بیحرمتی برداشت نہ کی گئی تو اُسنے خودکشی کی بدن سنگہ برادرزادہ چوڑامن راجہ
جی سنگہ کا مددگار ہوگیا قلعہ تہون کا نہم صفر ۱۱۳۵ھ کو مطابق ۸ نومبر ۱۷۲۲ء قبضہ میں
آگیا اور بدن سنگہ باپ سورجمل کا اُسی ملک کا مالک ہوا اس مہم میں بھی محمد خان شریک
تھا پانچویں برس (جنوری ۱۷۲۲ء سے لغایت دسمبر ۱۷۲۳ء) محمد خان ہمراہ فوج کی جو زیر
حکم شرف الدولہ ارادتمند خان اور راجہ جی سنگہ کے جو جیت سنگہ راٹھور راجہ مارواڑ کی
تنبیہہ کیواسطے بھیجے گئے تھے گیا تھا قبل اِس کے کہ سپاہ اُسکے ملک میں پہونچے اجیت سنگہ اپنے
بیٹے بخت سنگہ کے ہاتھہ سے مارا گیا دھونکل سنگہ نے دیہ لقب بھائی سنگہ ولد اجیت سنگہ
کا تھا بوسالت محمد خان غاشیہ اطاعت بادشاہ بدوش دلپر رکھا محمد خان معہ ابھائی سنگہ
عرف دھونکل سنگہ کے میرٹھا نہین پہونچنے پایا تھا کہ اتنے ہی مین محمد خان واپس بلایا گیا کہ
بندیل کھنڈ کو قبضہ میر سال سی باہر نکالے چھہ مہینے اِس مہم پر بھی گذرنے تھے کہ بمجرد استماع
اِس خبر کے کہ مبارز خان فوجدار برہانپور مارڈالا گیا اُسکو حکم ہوا کہ بندیل کھنڈ سے واپس
و آب کو جاوے اور پھر وہاں سے اکبر آباد کے راستہ سے بغرض مقابلہ مرہٹون کے
روانہ ہووے +

نے برہند کے شمال میں سر اُٹھایا تھا اور گردھر بہادر بادشاہی حاکم مالوہ چڑہائی

بعدہ دلیرخان کی امداد کو طیار ہوا +

محمد خان نے بادشاہ سے کہا کہ اگر سزای باغیان بدل منظور نہین ہی تو فوج کا لوٹنا بہتر ہی

بادشاہ نے محمد خان کو تقویت وجرات دلائی اور لکھا کہ تم مستقل رہو مگر بسبب اُن خطوط کے

جو اُسکے دشمنون نے ہندو رائگان کو بھیجے تھے محمد خان کا دل ٹوٹ گیا اور اُسنے دلیرخان کو

متواتر لکھا کہ دشمنون کے قلعے اور گانون وغیرہ جو کچھہ کہ لیا ہی واپس کردو کیونکہ زمانہ اب

نااتفاقی پر ہی اور ضرور ہی کہ میدان چھوڑ دیا جاوے برخلاف ان احکام کے دلیرخان اپنی

بہادری کے غرور مین آکر فوج عدو کی قوت کو غور نکر کے حملہ وغیرہ کرنے سے باز نرہا ۲۹ رجب

۱۱۳۳ھ مطابق ۱۳ مئی ۱۷۲۱ع چتر سال تیس ہزار سوار اور بیشمار توپ خانہ لیکر آگے بڑھا

دلیرخان چار ہزار سوار و پیادہ جو کچھہ کہ اُس کے پاس تھے لیکر حملہ کیواسطے طیار ہوا دلیرخان

نے معہ پانچ سو آدمیوں کے دشمن کی طرف باگ اُٹھائی اور سپاہ غنیم کو گھبرا دیا چونکہ تقدیر

موافق نہ تھی سوای زخم شمشیر و نیزہ کے دو گولیان کھائین ایک پیشانی پر دوسری سینہ پر

اور اُسی جگہ جان بحق تسلیم ہوا اُسکے پانچ سو سوار بعد ظہور عجیب وغریب مردانگی کے مارے گئے

بادشاہ نے دلیرخان کی موت کا حال سنکر محمد خان کو از راہ دلجوئی ایک مرصع تگلہ اور ایک

خلعت عطا کیا +

دلیرخان چیلہ ذات کا بندیلہ ٹھاکر تھا یہہ شخص جوانمردی مین شہرۂ آفاق تھا معلوم ہوتا ہی

کہ یہہ بہت عیاش اور فضول خرچ تھا اُسنے اپنے مالک کا محاصل ایک سال کا سترہ ہزار سوار

طیار کرنے میں صرف کر دیا تھا اور اُنکو عمدہ وردیان اور ہتھیار دیئے تھے ایک تربیہ کا

سپرد ہوئے محمد شاہ کی بادشاہت کے پہلی برس دفروری ۱۷۱۹ء سے لغایت فروری ۱۷۲۰ء
کالپی ایرج اور دیگر مقامات واقعہ بندیل کھنڈ تنخواہ مین محمد خان کو مرحمت ہوئے اُسی سال
دیعنے ۱۷۱۹ء سے لغایت ۱۷۲۰ء ہیہ خبر آئی کہ بندیلون نے کالپی کو لوٹ لیا اور
پیر علیخان عامل محمد خان کو معہ اُسکے بیٹے کے قتل کیا اِن لوگون نے معزز مسلمانون کی
عورات اور بال بچون کو گرفتار کر لیا اور اُن کے مکانات اور مساجد اور مقبرے وغیرہ سب
مسمار کر دیئے نواب برہان الملک نے چاہا کہ مغلون کو بمقابلہ حملہ اوران بھیجا چاہئے
مگر بادشاہ نے محمد خان کو اُن کی تنبیہہ کے لیئے بھیجنا کافی سمجھا دلیر خان چیلہ سا تھ
سپاہ مناسب کے بھیجا گیا اور اُسنے بزودی روانہ ہوکر غنیم کے تہانون کو پرگنہ کالپی اور
جلال پور سے اُٹھا دیا تب باشندگان غارت شدہ قصبون مین لوٹے اسعرصہ مین نواب
امین الدین اعتماد الدولہ اِس ملک فنا سے راہی ملک بقا ہوا بعضے دشمنون کا خیال ہے
کہ محمد خان پر وزیر مرحوم کی نظر عنایت تھی اُنہین دشمنون نے خطوط راجگان چندیری اور
اُرچھا اور دیگر زمینداروں کو لکھوائے تھے جن مین اشارہ تھا کہ تم لوگ مقابلہ کرو ہندون
کی جماعت کثیر قریب بیس ہزار سوار کے جمع ہو گئے اور پیادے تو بیشمار تھے ❖
قایم خان ولد نواب محمد خان جو اُن دنون مین سرکار گھورے کا فوجدار تھا سال بھر سے
قصبہ ترہنوان مسکن پہاڑ سنگھ کو محاصرہ کئے پڑا تھا اس جگہ مین چار قلعے بہت مضبوط تھے
جنکے گرد جنگل اور عمیق کھائیان تھین اور بڑے دشوار گذار راستے درمیان پہاڑیونکے تھے
قایم خان کے پاس دس ہزار سوار تھے مگر اُسنے جہد بلیغ کرکے اُسمقام کو لے لیا بعدہٗ

[illegible] طرف چلا مگر سینہ مین ایک زخم گولی کا لگا کر راہی ملک بقا ہوا تمام دکہال مین یہ
سواروں کا بھی اُسکے یہی حال ہوا دلیرخان کی فوج بمجرد استماع اس خبر کے راجہ چتر سال
کے مقابلہ کیواسطے نکلے اور راجہ کو پسپا کر دیا دلیرخان موضع مودہا مین دفن کیا گیا اور
تمام باشندگان بندیل کھنڈ نے اُسکے وفات پر کف افسوس ملی ہر پنجشنبہ کو شیرینی اُس کی
قبر پر چڑھائی جاتی ہی ہر بندیلہ کا لڑکا جب بارہ برس کے سن کو پہنچتا ہی تو اُس کے والدین
اُسکو مودہا لیجاتے ہین تلوار و سپر کو دلیرخان کی قبر پر رکھتے ہین اور نذر گذرانتے ہین پھر لڑکا
تلوار کمر سے باندھتا ہی اور سپر ہاتھہ مین لیتا ہی اُسوقت والدین خدا سے دعا مانگتے ہین کہ یہہ
لڑکا دلیرخان کے مثل بہادر ہووے ❊

نقارے برابر اُسکے مدفن پر بجا کرتے ہین دلیرخان کی وفات پر یعنے سنہ ۱۱۳۳ھ مطابق اکتوبر
سنہ ۱۷۲۰ع لغایت اکتوبر ۱۷۲۱ع) محمد خان الہ آباد کا گورنر مقرر ہوا مصنفان لوح کا یہہ قول ہی
کہ سند الہ آباد کی امین الدولہ نبیرہ نواب محمد خان کے پاس جو [illegible] سے لغایت [illegible]
نائب جیلر رہا کرتے تھے اور اسلام خان بخشی کے پاس اُس کی نقل رہتی تھی اب نہیں معلوم
کہ وہ سند اور نقل کیا ہوئی مالگذاری سیکے لوگ کہتے ہین کہ بیاسی لاکھہ روپیہ کی تھی ۱۷۲۲ع کے
آخر مین جب محمد خان معہ اجیت سنگہ ولد جسونت سنگہ والی مارواڑ کے دربار جاتے ہوئے
میرٹھ پہنچا تو ایک فرمان معہ ایک حکم مہری امیر الامرا (خاندوران خان) کے وصول ہوا جس مین
تحریر تھا کہ چھتر سال نے علاقہ کثیر بادشاہی مین اپنا تصرف کر لیا ہی اور یہہ کہ برہان الملک
اُسکے مقابلہ کیواسطے بسرعت تمام بھیجا گیا ہی تم بھی بزودی ہر چہ تمامتر وہین جاؤ ❊

سنا ذکر ہی کہ محمد خان نے سخت احکام دلیرخان کو واسطے ادای مالگذاری کے بھیجے تب
دلیرخان اپنی کل جمعیتون کو لیکر آیا اور جہان پر اب پائین باغ زیر قلعہ ہی وہان ٹھہرا اور
دربار مین حاضر ہوکر اپنے ہر ایک آدمی سے ایک اشرفی نذر دلوائی اور پھر نواب
کی پاپوش اٹھاکر پیچھے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ مین صرف آپ کی پاپوش برداری کے
لایق ہون آپ یہہ صوبہ کسی ایسے شخص کو جو آپکو روپیہ کا انبار دیا کرے دیدوین میری لگاکے
یہہ سترہ ہزار آدمی ہین جو آپ مجھسے لے سکتے ہین اسبات پر نواب کو تبسم ہوا دلیرخان کو
چھاتی سے لگایا اور اُسی کے ضلع مین اُسے واپس بھیجدیا دلیرخان تقریباً کل لڑائیون مین
جو محمد خان لڑا شریک تھا پٹھان اور بندیلے بسبب جوانمردی کے دلیرخان کو سورمان کہتے
تھے جس کی علامت یہہ ہی کہ آدمی کے ہاتھہ بقدر لمبے ہون کہ جب سیدھا کھڑا ہو تو زانو تک
پہونچین یہہ بات دلیرخان مین پائی جاتی تھی ✣

روایت دلیرخان کی موت کی بشرح ذیل ہی۔ ایکدن دلیرخان ہمراہ تین سو سوارون کے
شکار کھیلنے گیا تھا باقی فوج لشکرگاہ مین تھی ایک جاسوس نے اسبات کی خبر راجہ چھترسال
کو دی اور راجہ بہت سا لشکر لیکر نکلا طرفین سے گولہ بازی شروع ہوئی نواب دلیرخان
کے ہمراہیون نے کہا کہ لوٹ چلنا مناسب ہی مگر دلیرخان نے یہہ بات نہ مانی اور کہا
کہ ہر شخص کی موت لابدی ہی خواہ آج آوے یا کل یہہ کہکر دعای آخر یعنے فاتحہ پڑھکر
گھوڑے کی باگ اٹھائی اور سیدھا راجہ کی فوج مین گھسکر راہ مین آدمیون کو کاٹتا
چھانٹتا دوسری طرف پاک صاف نکل گیا بندیلون کی جماعت کثیر کام آئی پھر راجہ کے

صوبہ عظیم آباد تک تخت و تاراج کر دیا تھا اور الہ آباد مین آگ آتش فتنہ و فساد مشتعل کی
تھی نوین سال جلوس سے (یعنے ۱۱۳۹ھ سے لغایت ۱۱۴۰ھ) محمد خان کے پاس ایک
فرمان پہنچا جسمین حکم تھا کہ اپنے صوبہ الہ آباد کا انتظام جاکر درست کرو اُن دنون مین بندیل
کھنڈ صوبہ الہ آباد کا ایک ماتحت حصہ تھا پہلے دو لاکھ روپیہ ماہواری محمد خان کا مقرر ہوا
بعد مدو روپیہ کے عوض مین کوڑے کا چکلہ دیدیا گیا تھا +

محمد خان نے الہ آباد پہنچکر فوج جمع کی سوار کی تنخواہ سترہ روپیہ اور جمعدار کے بیس روپیہ مقرر
کیے ۱۲ جمادی الثانی ۱۱۳۹ھ کو (مطابق ۲۸ جنوری ۱۷۲۷ء) اکبر خان نواب کے تیسرے
لڑکے نے فوج ہراول کا سردار مقرر ہوکر جمنا کو عبور کیا محمد خان اپنی کوچ کے خیمے جمنا پار بھیجکر
خود بھی بہت جلد پندرہ یا سولہ ہزار سوار اور اُسیقدر پیادے لیکر پیچھے سے روانہ ہوا اُسوقت
بندیلون نے بیس ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادون سے کل بھاگل کھنڈ مین ٹہنہ تک
اور ملک سنگرات اور نیز ماندو مین (جسے مادھو بھی کہتے ہیں) ہلدی تک دخل کر لیا
صرف قلعہ بیوند جسکو شاید بندیا بیوند کہتے ہیں) جسکا محاصرہ ہردی شاہ اور جگت راے
نے بیس ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادون سے کیا تھا بچا ہوا رہا تھا ملاحظہ اس زبردست سازش
کے محمد خان نے وزیر سے درخواست کی کہ فوج امدادی اودت سنگہ راجہ ارچھا و رامچند
والی دتیا و پرتھی سنگہ زمیندار سینڈا و درجن سنگہ زمیندار چندیری و راجہ جی سنگہ والی
نرورھا و کھانڈی ہرام نرواری و راجہ گوپال سنگہ بھدوریا سے لینا چاہیے نیز بیسنے
فوجدارون سے بھی سید نجم الدین علیخان و ثابت خان و جان نثار خان و ترنگ جیون

بنظر تعمیل اِس حکم کے محمد خان ساتوین سال دو ماہ دسمبر ۱۷۲۸ء سے نہایت دسمبر ۱۷۲۹ء تک صوبہ الہ آباد کو معہ اپنے کل سرکارون کے حال مین اُسکو عطا ہوا تھا روانہ ہوا بسبب مقابلہ چھتر سال کے محمد خان کے نایب بندیلکھنڈ مین کامل طور سے قبضہ نکر سکے بعد قیام دو ماہ کے محمد خان الہ آباد مین بندھرہ ہزار سوار جھنگر کے معہ اُنکے جمنا کے کنارون سے بھاگنی پور کی طرف آگے بڑھا قبل ازین برہان الملک لوٹ آیا تھا اور اپنے صوبہ اودھ کو واپس گیا تھا +

متواتر احکام اِس مضمون کے پہونچے کہ آگے بڑھنا چاہیے بنابران چند سردار جمنا پار بھیجے گئے تب محمد خان نے بھی دریائے جمن کو عبور کیا چھبھینے لڑکر محمد خان نے پرگنہ سیہنڈا تک جو باندے کے جنوب میں واقع ہے عمل دخل کر لیا اُسوقت فرمان اور احکام مرسلہ خان دوران خان بذریعہ آیا محل بدین مضمون صادر ہوئی کہ چونکہ مبارز خان مقتول ہوا ہے لہذا چڑھائی ہندون پر ملتوی کی گئی اگرچہ دشمن مغلوب ہوتے آتے تھے مگر نواب محمد خان کو مجبورانہ اس عمدہ موقعہ کو چھوڑ دینا پڑا دشمنون نے بہت سخت قسمین کھائین کہ ہم کبھی محمد خان کی جاگیر کے اندر قدم نرکھین گے اور فوج اسلامیہ سے بفاصلہ تین کوچ گزیر کر گئے محمد خان اُس ملک مین اپنے تھانے بٹھا کر لوٹ آیا چونکہ گوالیار پر مرہٹون کے حملے کا دغدغہ تھا جسکا بیان اوپر ہو چکا ہے اسلئے محمد خان اُنکو روکنے کے لئے وہان بھیجا گیا اس کی عدم موجودگی کو بندیلون نے مغتنمات سے سمجھکر قسم وعہد وپیمان کو شکست کر کے بیجا یانی پرگنہ باندھی اور وصول مالگذاری مین سدراہ ہوئے +

اس عرصہ مین ہردی نراین اور دیگر پسران چھترسال نے تمام وکمال بھاگمل گھنشا کو سرحد

ترہوان سے چودہ لاکھ روپیہ نقد آئے - قلعہ ترہوان مین جو صدر مقام پہار سنگھ کا تھا تین کچے قلعے اور تین پختہ گڑھیان تھین جنکے گرد ایک وسیع جنگل تھا برسون تک کسی مسلمان حاکم نے اُس پر حملہ نہین کیا تھا کئی مہینون تک اُنہون نے قلعہ کو خوب بچایا اہل قلعہ سبھا سنگھ پسر ہردی نراین و نبیرہ چتر سال سکنہ برحکم تھے اور نیز ہربنس زمیندار برگڈہ نے معہ کچھ مرہٹون یعنے برکی وغیرہ کی اُنکی امداد کی تھی تاریخ ۹ جمادی الاول سنہ ۱۱۴۲ھ کو مطابق ۱۲ دسمبر ۱۷۲۹ء، بعد سخت لڑائی کے قایم خان نے ہاتھی سے پھاٹک تڑوا کر باہر کے قلعہ میں دخل کر لیا ہندو لوگ کچھ جد و جہد کے بعد دوسرے قلعہ سے بھی نکال دئے گئے اور اُنکو مجبورانہ تیسرے قلعہ مین پناہ لینا پڑی قریب دو ہزار کے محصوران قلعہ تلف ہوئے چوتھے قلعہ کی فصیلون پر سے محصورین نے جلتی ہوئی اشیاء ڈالنا شروع کئے اور قریب پندرہ گھنٹہ تک لڑائی برابر ہوتی رہی تین گھنٹہ قبل از طلوع آفتاب باقی ماندہ لوگوں نے بارادہ گریز قلعہ سے خروج کیا اُسوقت تین سو آدمی اُن مین کام آئے اور اسیقدر دریا مین غرق ہوئے تب قلعہ مین کامل طور سے دخل ہو گیا اِس محاصرہ مین عرصہ پانچ یا چھ مہینے کا لگا بعد فتح و ظفر کے قایم خان نے واسطے قلعہ کلیان سنگھ (جو آٹھ کوس ترہوا سے ہے) اور محکم گڑہ کے جو اُسی نواح مین ہے کوچ کیا +

جس عرصہ مین قایم خان ترہوان اور اُس کے ملک شرقی پر رجوع تھا اُس زمانے مین محمد خان سیندڈھا سے چلا تھا چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ایک مہینا اکیس دن برابر ہوتی رہین غنیم نے اپنے مورچون کی خوب مضبوطی کی تھی جن پر سے دریا کی دھار اور گانون کا قلعہ

و نایب فوجدار جونپور سے محمد خان نے ملک چاہی کہ تمہی کس طرح اُن کی ... بزرگ والی مودھا کے احکام دہلی کی تعمیل نہ کی *

پہلے بندیل کھنڈ کا شرقی حصہ دشمنون سے پاک کرنیکے لئے کارروائی کی گئی قلعات لوگ وچ کھنڈے دگڈبہ تگر یلے و مو واقعہ ملک سنکراٹ پرسنگ پور کے لے لئے گئے رام نگر و قلعات کھتولی و صحرا و کلیان پور معہ سو کوس تک ملک متعلقہ باندھو و باندہ کے قبضہ مین آگئے کچھ عرصہ تک افواج غنیم پہاڑیون پر نزدیک ترہوان کے سرگردان رہین ما بعد قلعہ گیر ہوئین خود چھترسال نے بھاگنے مین سلامتی دیکھی محمد خان قایم خان کو محاصرہ ترہوان کے لئے چھوڑکر خود سیندڑا سے بفاصلہ چار کوس چلا گیا مگر دشمن بھر فرار کرگئی پرگنہ جات بھنڈ و مودھا و پیلانی و اگواسی و سموتی و گھاٹ پار اترنے کے خس و خاشاک دشمنون سے پاک ہوگئے اِس جنگ مین اول قبضہ ترہوان تک دس مہینے یا ایک سال لگا قایم خان نوزند اکبر نواب محمد خان معہ اپنے دوسرے بھائی ہادی داد خان کے بارہ ہزار سوار و بارہ ہزار پیادون سے محاصرہ ترہوان کے لئے پیچھے چھوڑا گیا اور بابو چھترسنگہ ولد راجہ جی سنگہ والی مودھا معہ فانجہان و حلیم خان و محمد ذوالفقار خان و رای ہرپرشاد اور دو زمیندارون ساد و و ہربنس کے قایم خان کے زیر حکم تھا سنگرام راؤ و انندی داس نے بھی اپنی فوج سے شریک ہونے کا قایم خان سے اقرار کیا تھا قایم خان کی صلاح یہہ تھی کہ مقام مذکور جب تک حملہ ممکن ہوسکے لیوین اور پھر محمد خان سے معہ توپخانہ و سیسہ و باروت وغیرہ کی جوانشیاد ترہوان و کلیان پور و گکروری میں ہاتھ لگے تھے جا ملیں زمیندار لوگ خوش ہوئے کیونکہ

گھاٹیوں سے محیط تھی واقع تھا یہان چھترسال کا صدر مقام تھا اور دس ہزار سوار اور بیس ہزار پیادے موجود تھے محمد خان نے دشمن کا تعاقب کر کے مارنا شروع کیا بعد کئی گھنٹہ کے بندیلوں نے دریا کیطرف پھر کے رستہ سے جو بہت کھائیاں اور گرداب تھے بھاگ کر گھاٹیوں میں آدھ کوس اپنے لشکرگاہ کے پیچھے پناہ لی یہان بھی جا سے سلامت نہ دیکھکر چھترسال معہ اپنے لڑکوں اور رشتہ دارون اور متعلقون کے گھوڑے پر سوار ہوکر بارہ کوس پر جنگلون مین فرار کر گیا تمام سامان لشکر کا خیمے اور توپخانہ وغیرہ غازیون کے ہاتھہ لگا دو کوس تک مفرورین کا تعاقب کیا گیا پھر مسلمان لوگ ٹھہر گئے اور خیمہ زن ہوئے اب یہہ دریافت ہوا کہ بندیلے سالمٹ و درست دہمانہ لسپواڑہ کی افواج میں چلے گئے ہیں ان مقامات میں بلند پہاڑیان عمیق جھیلین کھائیان اور بڑے بڑے پرخار جنگل تھے یہان پر بندیلہ سرداروں نے رستہ پر لڑنے کیواسطے مورچہ بندی کی تھی خود چھترسال نے چند کوس جیت پور کے جنوب مین نزدیک سورج مئو کے مورچہ لگایا تھا +

محمد خان نے نقصان اپنے فوج کا جنگ مذکور مین شمار کیا تو پانچہزار آدمی مقتول و مجروح پائے اور فوج غنیم مین بارہ تیرہ ہزار آدمی تلف ہوے فوج اسلامیہ میں چودہ یا پندرہ ہزار سوار تھے اور پانی اور چارے کی نہایت قلت تھی کسی راجہ یا فوجدار نے محمد خان کی مدد نہین کی تھی +

بندیلون کی افواج امدادی مین یعنے چالیس ہزار سوار اور ایک لاکھہ پیادے، فوجین راجہ راتھہ دگھلا سیحبے پوید کھانڈی راو نر والی و زمینداران مالوہ و تمام و کال کنڈ دانہ بالکہ تم

دونون معلوم ہوتے تھے روایت سے ظاہر ہوتا ہی کہ وہ جگہ اچولی ہی جہان پر یہہ جنگ عظیم واقع ہوئی شاید اُسی اچھونی سے غرض ہی جو باندہ سے گیارہ میل پر دریاے سبانی پر واقع ہی اگرچہ یہہ جگہ مقام جنگ سے قریب ہی مگر باقی حالات کی تصدیق یہان نہین ہوتی اور نہ اِس ضلع مین کچھہ مسلمانون کی لڑائی کا ذکر ہی*

حدیقۃ الاقالیم مین اِس نام کو دیعنے اچولی کو اچونی یا انچولی لکھا ہی اور یہہ بھی تحریر ہی کہ یہہ مقام پرگنہ مہوبا میں ہی تاریخ جنگ مسطورہ بالا کی ۲ شوال ۱۱۴۰ھ دیعنے ۱۲ مئی ۱۷۲۸ء ہی*

دو گھنٹہ بعد طلوع آفتاب کے پہلا مورچہ جہان پر ہروی لڑائن اور ہندو سنگہ چندیلہ بیس ہزار سوار اور چالیس ہزار پیادون سے موجود تھے مسلمانون نے جو انتظام اور ہستگی سے آگے بڑھے تھے فتح کرلیا اِس موقع پر بہادرخان و دلاورخان و امام خان و غلام محمد خان و عبدالرسول خان و محمد زمان خان کام آئے نیز اکبرخان پسر نواب محمد خان کے بھی ایک گرز گولی کی رگڑ تک گئی سید مظفر حسینخان والہ یار خان و گل خان مجروح ہوئے بندیلے ایک اور قلعہ مین جہان جگت راے و دوسرا بیٹا راجہ کا پانچ گیر معہ پندرہ ہزار سوارون کے چلے گئے پہر معرکہ آرائی ہوئی اِس میں احمد خان و ارادت خان و سردار خان و حسین خان مقتول ہوے اور رحمت خان معہ کچھہ سوارون کے مجروح ہوا*

آخر کار ہردے نراین و جگت نراین و موہن سنگہ پسران چھترسال معہ ہندو سنگہ چندیلہ کے تیسرے قلعہ میں بھاگ گئے یہہ قلعہ نزدیک ایک گانون کے پہاڑ و عار جو دشوار گذار

کے بلند تھے ایکبارگی مسلمانون کو معلوم ہوا کہ دو بندیلے سوارون نے برچھی ہاتھہ مین لیکر
باگ اٹھائی جب یہہ لوگ قریب لشکر اسلامیہ کے پہونچے تو کچھہ مقابلہ کسی سے نکیا آدمیون
سے روکے جانے پر جوابدیا کہ ہم کچھہ تمہارے نواب سے کہا چاہتے ہین ٭
آخرکار نواب کے ہاتھی کے قریب پہونچکر ٹھہر گئے ایک نے اُنمین سے اپنی کمر سے ٹٹوا نکالکر
تنباکو کھائی پھر برچھی کو ہاتھہ مین مضبوط پکڑ کر پکارا کہ بنگش ہوشیار ہو مین آپہونچا یہہ
کہکر اُسنے گھوڑے کو ایسا دبایا کہ اُسنے اپنے دونون اگلے پاؤن ہاتھی کی مستک پر
رکھدیئے بندیلے نے برچھا مارا مگر نواب نے اُس ضرب کو بچاکر ایسا تیر مارا کہ وہ گھوڑے
پر سے مرکر گر پڑا اُسکے گھوڑی کو بھی ہاتھی نے مار ڈالا دوسرے بندیلے نے بھی پہلے
کی نقل کی مگر اُسی طرح پر نشانہ تیر قضا ہوا نواب نے منگل خان سینگری سے کہا کہ یہہ
بندیلے کیسے بہادر تھے بھورے خان چیلہ چند بہادر پٹھانون کا سرگروہ ہوکر فوج اعدا
مین بارادہ قتل چہترسال گھس گیا بھوریخان کام آیا اور نواب کے بیٹے اکبر خان کے ایک
گولی کا زخم لگا بھوریخان کی وفات پر نواب نے اشک حسرت بہائے اور عرصہ تک
بعد لڑائی کے نارنجی رنگ کا لباس زیب تن کیا جو علامت رنج و ماتم کی ہی اور کہتا تھا
کہ بھوریخان جو کچھہ مجھہ سے کہتا تھا وہ صحیح نکلا کہ مین تم سے پیشتر مرجاؤنگا غروب آفتاب
سے دو گھنٹہ قبل ہاتھی محمد خان اور راجہ چہترسال کے مقابل ہوئے چہترسال لوہی کی
عماری مین بیٹھا ہوا آخر حملہ کے لئے اپنی فوجکو ہمت دے رہا تھا نواب محمد خان نے فولادی
سانگ اُس عماری پر ایسے زور سے ماری کہ اُسکو توڑکر ہاتھی پر ضرب پڑی چہترسال کو بھی

سے کے ہمہ تمام گور اور پہاڑ لوگون کی جو گرد نواح ملک مین رہتے تھے شامل تھین +

ایک زبانے روایت سے اس لڑائی کا حال زیادہ عجیب طور پر ظاہر ہوتا ہے ایک روز قبل لڑائی کے محمد خان نے نوے ہزار روپیہ اپنے لشکر مین تقسیم کیا نقیب نے خبر دی کہ کل کا دن اخیر لڑائی کا مقرر ہوا ہے ہر ایک شخص مسلح آدھی رات سے طیار رہے دوسری طرف چتر سال نے طیاریان کی تھیں چتر سال کے پاس اُسوقت ایک لاکھہ پیادے اور ستر ہزار سوار تھے علاوہ ازین چند دیگر راجگان بھی اُسی کے شریک تھے صبح کی نماز کے وقت سے لڑائی شروع ہوئے ایک طرف سے محمد خان دوسری طرف سے چتر سال ہاتھیون پر آہستگی کے ساتھہ ایک دوسرے کی طرف آگے بڑھا دونون طرف سے کچھہ سپاہی نکلکر لڑنے لگے خلیفہ کہا کرتا تھا کہ ایکبار تب کل تیر میرے ترکش کے خرچ ہو گئے اور اسقدر تیر چارون طرف سے پڑے ہوئے تھے کہ مین نے زین کو پکڑ کر جھک کر ایک مٹھی مین اٹھارہ تیر اُٹھا لئے قریب دوپہر نواب کا ہاتھی منگل جان مسینگری کے ہاتھی سے لڑکر کچھہ دور تک اُسکا تعاقب کرتا چلا گیا چتر سال کی فوج نے خیال کیا کہ محمد خان بھاگتا ہے بندیلون نے ایک دل ہوکر چلا کر کہا کہ بنگش بھاگے یہہ شور سُنکر محمد خان نے اپنا مُنہہ پیچھے ہودی کی طرف پھیر کر بآواز بلند کہا کہ بہادرو یہی وقت بہادری کا ہے اور فیلبان سے پوچھا کہ یہہ کیسی لڑائی ہوتی ہے ایسی بات تو کبھی نہین واقع ہوئی تھی مہاوت نے جوابدیا کہ چتر سال کے ہاتھی سے لڑنے کے لئے مین نے اپنا ہاتھی آگے بڑھایا ہے تب ہاتھی محمد خان کا پھر بمقابلہ دشمنان پھیرا گیا +

محمد خان سر سے پانون تک لوہے مین غرق ہودے مین کھڑا ہوا تھا جس کے کنارے پر ترکش

(مطابق ۹ جون سنہ ۱۶۱۲ع) محمد خان اپنی فوج کے آگے ہو کر بڑھا پیشتر اُن لوگوں کے پہونچنے
کے جو وقت کہ یہہ کوس بھر کے فاصلہ پر تھے دشمنوں نے ہوبا اور دیگر اطراف مین فرار کیا
جنھوں نے بھاگنے مین درنگ کی مقتول ہوئے قلعات بازی گدہ مسکن خانجہان خواہر زادہ
چند سال کا اور لاہوری جموم دستہ ہائے فوج نے جو بھیجی گئی تھی لے لئے فوج اسلامیہ ہوبا
سے ایک کوس کے فاصلے پر خیمہ زن ہوئے مگر فوج غنیم سلہٹ کی پہاڑیون مین روپوش
ہوگئی افواج طرفین کے درمیان فاصلہ دو کوس کا تھا پھر بوجہہ کثرت بارش کے محمد خان
کے فوج کو آگے بڑھنے مین دیر ہوئی کیونکہ وہان کی زمین پر قدم رکھنا دشوار تھا +
یہان پر معلوم ہوتا ہے کہ پانچ یا چھہ مہینہ کا وقفہ لگا اور فوج آگے نہ بڑھہ سکی - ۷ ربیع الثانی
سنہ ۱۰۲۱ھ کو مطابق ۲۱ نومبر سنہ ۱۶۱۲ع فوج اسلامیہ سلہٹ کے قریب پہونچی اُسی دن ہردی کر شاہ
جگت رائے کی مدد پر آ پہونچا دشمنون نے جو دُھس وغیرہ پہاڑیون پر بنائے تھے وہان سے
وہ بندوقون کی باڑھہ سر کرنے لگے اور تیر مارتے رہے دن بھر یہی ہوتا رہا اور عدو کی
جانب ایک سو آدمی مقتول اور بہت سے مجروح ہوئے تھوڑے سے مسلمان بھی تلف ہوئے
غروب آفتاب پر فوج غنیم کے پاؤن اُٹھہ گئے جن میں سے جماعت کثیر توپوں کی باڑھہ
سے ضائع ہوگئی نصف جنگل اور پہاڑی پر قبضہ ہوگیا تب مسلمانوں نے جنگل کے کاٹنے اور
راستہ کی طیار کرنے میں جہد بلیغ کی +
اب اور دیر چار مہینے کی لگی محمد خان کی شکایت یہہ تھی کہ دشمن تمام ملک مین مانند
مور و ملخ کے پھیلے ہوئے ہین بغیر فوج کثیر کے یہان کچھہ نہیں ہوسکتا ہے صرف اُسیقدر

بھی غش آگیا چتر سال کے ہاتھی پر جو لوگ پیچھے بیٹھے ہوئے تھے اُنھوں نے مہاوت سے
کہا کہ ہاتھی بڑھاؤ اب کل لڑائی ہوگی ہاتھی بھی کئی میل تک بھاگا چلا گیا فوج چتر سال کی
لوٹی اور آنی راؤ جو چتر سال کے بھانجوں میں تھا کام آیا مسلمان لوگ اِدھر اُدھر مفرور
بندیلوں کو مارتے پھرتے تھے بہت رات گئے چتر سال کو ہوش آیا تو پوچھنے لگا کہ کون
جیتا اُسکے مصاحبین نے جواب دیا کہ فتحیاب کوئی نہیں ہوا جسوقت ہم نے آپ کو بیخودی
کے عالم میں دیکھا تب ہم بفاصلہ آٹھہ یا دس میل لوٹ آئے کل علی الصباح پھر لڑینگے
چتر سال یہہ بات سنکر اپنے بھائیوں بھتیجوں پر غایت درجہ ناخوش ہوا اور کہنے لگا کہ میں
محمد خان کے سامنے سے کبھی پیچھے قدم نہ رکھونگا تم مجھکو کیوں یہاں لے آئے یا تو میں
اُسکے مقابلہ کے واسطے لوٹ جاؤنگا ورنہ اپنے تئیں ہلاک کرونگا اِن باتوں پر چتر سال
کے کسی نے کچھہ لحاظ نہ کیا ✦

بوجہہ خوف واپسی بندیلوں کے محمد خان کی تمام سپاہ میدان جنگ میں تمام شب مسلح
رہی ایک فرد بشر نے بھی روٹی پانے کے لئے چھٹی نہ لی اُسمقام پر ایکدرخت بیر کا تھا
جسمیں تھوڑے سے کچے پھل لگے ہوئے تھے یہہ پھل تھوڑے سے لوگوں نے کھائے
اور نواب کے فیلبان نے ہاتھی کو درخت کے پاس لا کر تھوڑے سے بیر توڑے اور
نواب کو بھی دئے ✦

بتاریخ ۱۰ شوال ۱۱۳۲ھ مطابق ۱۰ جون ۱۷۲۰ء ستائیس دن بعد پہلی لڑائی کے فوج
شاہی نے دشمنوں کے مورچہ کیطرف کوچ کیا پھر قبل از طلوع آفتاب بتاریخ یکم ذیقعد ۱۱۳۲ھ

نے بہ ماتحتی اکبر خان ولد نواب کے سپاہ اعدا کو جلد یا بہگا دیا محمد خان بذات خاص اسکی کمک
پر وہان آپہونچا سیکڑون سر دشمنون کے لشکر حاضر کئے گئے اور بہت گھوڑے و اونٹ باربرداری
کے مال و اسباب سے لدے ہوئے فوج اسلامیہ کی لوٹ مین آئے مسلمانون نے کل
پہاڑ کے مقابل ڈیرے ڈالے اس مقام سے جیت پور دست راست پر اور کچھ حصہ سندھاری بہی
اسی طرف تھا پہاڑیان سلہٹ کی جنپر دشمن تھے دست چپ پر واقع تھیں جب محمد خان کی
فوج جنگل صاف کرتی جاتی تہی تب لڑائیان بندیلوں سے ہوا کرتی تھیں +

اب فوج عدو پہاڑیون پر چیتر کے جو بفاصلہ تین کوس جیت پور سے ہے اور سورج مئو
مین جو اسیقدر فاصلہ پر مقام مذکور سے ہے جمع ہوئی مسلمانون کا کیمپ پہاڑیوں پر جیت پور کے
اسطرف چلا گیا اور پھر خاص جیت پور کا محاصرہ بچستی تمام کیا گیا بندیلون کو جانب مغرب مقام
اچھیتر تک بہگا دینے مین عرصہ بیس مہینے کا لگا یہ بیس مہینے ۱۲ جمادی الثانی ۱۱۴۱ھ سے
مطابق ۲۴ جنوری ۱۷۲۹ء) جو تاریخ جمنا کے عبور کرنے کی ہے لغایت ماہ صفر ۱۱۴۲ھ (مطابق
ماہ اگست ۱۷۲۹ء) ہوتے ہین موسم بارش مین (جولائی سے اکتوبر تک ۱۷۲۹ء مین) کارروائی
محاصرہ مین دہنگ کے ساتھہ ہوئی بوجہہ زیادتی نمی کے سرنگ بعد کھودے جانے کے فوراً
مٹی سے بھر جاتی تہی قلعہ جیت پور کی ایک جانب بہت عمیق جھیل تہی جسکا پاٹ کوس بھر کا اور
لنبائی کئی کوس کی تہی یہہ قلعہ ایک پہاڑی پر بنایا گیا تھا اور دشمن اسپر توپ در مکلہ لیکر
چڑھ گئے تھے چار مہینے یا کچھہ زیادہ عرصہ کے بعد یہہ مقام ہاتھہ لگا جسوقت یہہ مقام لیا گیا اسوقت
بندیلون کے خلاف اس چڑھائی کو عرصہ چوبیس مہینے سے زیادہ گذر چکا تھا (یعنے جلوس شاہی

فوج ہی جسکو دولاکھہ روپیہ ماہواری کفایت کرتے باقی اور فوج بسر کردگی قایم خان مجامرہ
ترعوان مین مصروف ہی ۶ رمضان ۱۱۸۴ھ کو (مطابق ۵ - اپریل ۱۷۷۰ء) فوج محمد خان
کی اپنے لشکر گاہ مین درمیان سلہٹ وکل پہاڑ کے پہنچی ۲۰ رمضان (یعنے ۱۹ اپریل ۱۷۷۰ء)
کو حملہ کیا گیا کل پہاڑ سے ایک کوس کے فاصلے پر کثرت سے بلند پہاڑیاں ہین جنپر
بڑے پر خار جنگل ہین اسی موقع پر بندیلون نے سات مورچے اور اُن کے مقابل بہت
مضبوط دو دُہس بنائے تھے گرد اُس پہاڑی کے فصیلین اور کھائیان طیار کردی تھین
چوٹی پر پہاڑیون کے بہترین حصہ فوج متعین تھا جنہون نے مسلمانون کو دیکھتے ہی تیر
بارڈہ مارنا شروع کی پہلے دیوارین گولون سے توڑکر حملہ کیا گیا بعدہ جب غنیم دوسرے
دُہس مین بھاگ گئے تو پھر لڑائی ہوئی غرضکہ رفتہ رفتہ پہاڑی اور کل مورچے بندیلون
کے خس و خاشاک دشمنان سے صاف کردئے گئے دوسرے دن قریب نصف شب کے
ہردوے نراین وجگت راے وموہن سنگہ نے شبخون مارا اگرچہ باوجود تین متفرق حملون کے
کچھہ نتیجہ نہ پایا +

۲۱ رمضان ۱۱۸۴ھ (مطابق ۲۰ اپریل ۱۷۷۰ء) محمد خان مقام مندھاری کو روانہ ہوا جہان
ایک قلعہ سنگین ایک پہاڑی پر جو وسیع جنگل سے محیط تھی بنا ہوا تھا باوصف گولہ بارانی
اہل قلعہ کے محمد خان کی فوج نے چڑھکر قلعہ پر قبضہ کرلیا پھر فوج وہان ڈیرے ڈالکر آگے
بڑھنے کے لئے طیار ہوئی سرداران سپاہ اعدا نے اپنی فوج پیادہ کو اُس جنگل مین جسکا عرض
وطول کوسونکا تھا لاکر درختون کی پناہ سے تیر مارنا شروع کئے اور بارہ بنادق کی اسرکی ...

تعمیل احکام مسطورہ صدر کے بذریعہ امداد افواج بہہ جودیا کی گئی ◆

یہہ بات ملاحظہ ناظرین مین آچکی ہی کہ ترہوان پہلے قایم خان کی موجودگی مین جمادی الاول سنہ ۱۱۴۲ھ (مطابق دسمبر سنہ ۱۷۲۹ع) لے لیا گیا تھا پھر قایم خان بندیل کھنڈ کی مشرق کی پہاڑیون کو دشمنون سے صاف کر کے سید عارف علیخان کو وہان چھوڑ کر اپنے باپ سے ملگیا تھا اور سدو زمیندار کو عارف علیخان کی مددپر کو دیدیا تھا اتنے مین خبر پہنچی کہ زمیندار برگڈھہ و ہندو سنگہ باغواے پسران چہترسال معہ پانچہزار سوار و دس ہزار پیادون کے باغی ہو گئے قایم خان پانچہزار سوار و پانچ ہزار پیادون سے واپس بھیجا گیا جسوقت قایم خان ترہوان سے بارہ کوس پر تھا تب اُس کے جاسوسون نے خبر دی کہ غنیم نے حال مین پہلا دھس قلعہ کا پھر لیلیا ◆ یکم ربیع الاول سنہ ۱۱۴۲ھ (مطابق ۲۴ دسمبر سنہ ۱۷۲۹ع سنہ ۱۱ جلوس مین جب محمد خان اجھیتر کے پہاڑیون بندیلون کا پیچھا کر رہا تھا اور محاصرہ جیت پور میں مصروف تھا اُسوقت قایم خان نے دوسری مرتبہ ترہوان پر حملہ کیا اِس مرتبہ بیرونی قلعہ صرف قبضہ مین آیا ایک مہینے سے کچھ زیادہ عرصہ کے بعد یعنے ۹ ربیع الثانی سنہ ۱۱۴۲ھ کو (مطابق یکم نومبر سنہ ۱۷۲۹ع) سنہ ۱۱ جلوس مین آخر حملہ کیا گیا ایک سرنگ بھی ایک برج کے اندر لگا کر باروت سے بھر دی گئی تھی سرنگ کے اُڑتے ہی حملہ ہوا چھہ سو آدمی حملہ آورون مین سے اور اِس سے بھی زیادہ محصورین مین سے راہی ملک بقا ہوئے باقی ماندہ ترہٹ کی طرف فرار کر گئے فوج اسلامیہ نے اُنکا تعاقب کیا مظفر و منصور ہو کر قلعہ ترہوان مین دخل کر لیا قایم خان برابر فتحیاب ہوتا گیا اور میدان جنگ مین پانچ چھہ مرتبہ ہزیمت فوج اعدا کو دیکر اُسکو برگدہ مین

سنہ ۱۲۹ ھ سے لغایت جمادی الاول ۱۲۳۵ھ مطابق جنوری ۱۸۰۷ء سے لغایت دسمبر ۱۸۱۹ء

اسعرصہ مین محمد خان دربار کے طریق بدسلوکی کانہایت شاکی تھا اُسکا قول ہے کہ مین نے شب و روز لڑکر سات آٹھہ آدمیون کا کام انجام دیا مگر کچھہ عزت و توقیر میری لڑکون اور رشتہ دارون کی نہ ہوئی اور نہ مقتولان جنگ کے لڑکے بالون کی پنشن مقرر ہوئی بالعوض انعام دینے کے جاگیرین میری ضبط کرلی گئین محمد خان کو اب بتایا گیا کہ پرگنہ شاہ پور تمکو ایک فصل کیواسطے عنایت کیا گیا تھا مگر درحقیقت بات یہہ تھی کہ پرگنہ مذکور بالعوض ادای دو لاکھہ دام کے محمد خان کو دیا گیا تھا اجیت سنگہ والی ماڑہوار کے معاملات مین تو لاکھون روپیہ دیئے گئے تھے مگر محمد خان تو ایک پرگنہ کی واپسی چاہتا تھا۔

چھہ مہینے سے دشمنون نے پرگنہ نواڑی مین مفسدہ برپا کر رکھا تھا درک سنگہ نامی چترسال کے ایک رفیق نے دو ہزار سوار و پانچ ہزار پیادون سے قلعہ ہینڈی مین جگہ پکڑی تھی یہہ قلعہ کنارے پر ایک دریا کے تھا جسکا عبور نہایت درجہ دشوار تھا محمد نسبتاً جاگیر حاکم راٹہہ کو حکم دیا گیا کہ درک سنگہ کی سرکوبی کرکے اُس کے قلعہ کو لے لیوے اس شخص مین سرگرمی اور جرات بہت کم پائی گئی کیونکہ اپنی عرصہ تک ضلع اولی مین بحیلہ تالیف قلوب سپاہ قیام کیا پھر جلال پور مین درنگ کی جب بہت تیز احکام مین مضمون پہونچے کہ اولی پر اور امجند کے حوالہ کردو تب بشارت محمد خان نے پرگنہ راٹہہ کو دشمنون سے صاف کیا نیز سردار خان معہ کنور پنچم سنگہ کے اس غرض سے بھیجا گیا تھا کہ راو امجند کی فوج کو قلعجات و تھانہ جات واقعہ ملک راجہ پرتھی سنگہ کے محاصرہ سے ہٹا وے

کردین عرصہ دراز تک کوئی معاملہ بندیلون کے ساتھہ طی نہ ہوا جب محمد خان نے درخواست
کی کہ ہماری جاگیرین ہمکو واپس کردو جو تم نے لے لین ہین تب اُنہوں نے جواب دیا کہ
ہمارے پاس سوائے ہماری فوج کے اور کچھہ نہین ہی آخر کار وہ لوگ حکومت سلطانی کے
مطیع ہوئے۔ اور قسمین جو ہندؤن مین پاک سمجھی جاتی ہین کھائین کہ اب کبھی دایرہ اطاعت
سے قدم باہر نہ رکھینگے بلکہ اِسبات پر راضی ہوئے کہ ہم سے کل مقامات منضبطہ واپس
لے لئے جاوین اور ہمارے ملک مین سلطانی تھانے وچوکیان بٹھادی جاوین +
دہلی سے کچھہ جواب نہ مرحمت ہوا اور عرصہ تین مہینے کا گذر گیا اِس وقفہ کو بندیلون
نے فورِ عظیم جانکر قاصدون کو پیغام دیکر برہان الملک کے پاس روانہ کیا برہان الملک نے
اُن کی خاطر وتواضع کی دربار سے خانگی خطوط بنام چہترسال آئے جس مین اغوا تھا
کہ کارروائی مخالفانہ پھر شروع کردو بندیلے اب تک یہہ سمجہتے تھے کہ محمد خانکے طرفدار
دربار مین بہت ہین مگر اِن خطوط سے ایکبارگی جرات پاکر اُنہوں نے مقابلہ پر کمر ہمت چست
باندھی جب اسطرح پر تین مہینے گذرے تو ہار ہولی کا آپہونچا چہترسال کو اُسکے بیٹے مالکی
مین محمد خان کے پاس لائے اور بیانکیا کہ بوجہہ پیرانہ سالی و کمزوری و قید کے ہمارا باپ
سخت علیل ہی اگر یہہ لشکر مین مرگیا تو لوگ یہی کہینگے کہ کسی نے اِسکو مارڈالا الغرضکہ اِن
حیلون سے اُنہوں نے اجازت لیکر بوڑھے راجہ کو سورج مؤ بفاصلۂ تین کوس لشکر اسلامیہ
سے پہنچادیا مسلمان اُسوقت پہاڑیون پر کچھہ فاصلہ پر جیت پور کے جنوب مین پڑے ہوئے
تھے جگت راج اور اُسکے بھائیوں کو اجازت ملی کہ ہولی کا تیوہار ہر جا مین فروری۔ مارچ ۱۷۲۹ع

ایسا دبایا کہ وے لوگ مطیع فرمان بخوشی ہو گئے ان کارروائیون مین عرصہ کئی مہینے کا

لگا ہوگا کیونکہ قایم خان کو حکم تھا کہ اپنے باپ سے فوراً ملجاوے اور قایم خان ابھی تک نہ ملسکا

تھا یہانتک کہ مرہٹون نے د ۱۲ مارچ ۱۷۲۹ء کو خروج کیا تاکہ محمد خان سلسلہ فتح و نصرت میں

خلل انداز ہو کہ شکست پر شکست دیوین +

جب جیت پور محاصرہ میں تھا محمد خان نے پہاڑیون کی طرف بڑھکر متواتر لڑائیان افواج چہتر سال

و ہردے نراین و جگت رای سے لڑین آخر کار ہردی شاہ و جگت راے و موہن سنگہ و لچھمن سنگہ

اور آور بیٹے و پوتے معہ قبائل کے حاضر ہوئے اور کچھہ عرصہ کے بعد چہتر سال نے بذات

خود دس ہزار سوار و پندرہ ہزار پیادہ لیسے بڑھکر اپنی رانی اور پوتون کو حاضر کیا تین یا چار

مہینے تک (یعنے دسمبر ۱۷۲۸ء سے لغایت جنوری و فروری ۱۷۲۹ء) بندیلون نے نواب

محمد خان کی رپورٹ کی جواب کا انتظار کیا جو محمد خان نے بادشاہ کو بھیجی تھی

جسمین تحریر تھا کہ اگر اجازت ہو تو مین اسیران جنگ کو لیکر دربار مین حاضر ہوؤن +

باوجود جواب نہ آنے کے پیغام صلح جانبین سے جاری رہے علی الخصوص دیوان ہردی

شاہ محمد خان سے بہت اُنسیت رکھتا تھا اکثر اوقات محمد خان و ہردے شاہ سیر کرنے

اور شکار کھیلنے جایا کرتے تھے اور باہم گفتگو کرتے تھے کہ کہین چلکر ملک گیری کرین صرف

سواری کی غایت درجہ ضرورت تھی اسلئے محمد خان نے قایم خان سے درخواست کی تھی

کہ یاقوت خان کو روپیہ اخراجات کے لئے اور سواری واسطے پندرہ ہزار سوارون کے دیکر

روانہ کرو۔ قایم خان اور اُس کی فوج کے آدمیون نے سواریان دستیاب کرکے روانہ

سیسہ اور ایکہزار من باروت اور دو بڑی توپین اور پچاس رہکلے بھیجنے کے لئی درخواست کی تھی
فوج مرہٹہ زیر حکم باجی راؤ دیوان راجہ ساہو وپلیا جادون و دیگر سرداران کے بھی
جو کلہم بارہ سردار تھے بوقت روانگی سرداران مذکور کے فوج کی کچھہ تعداد نہین معلوم ہوسکی
تھی مگر رستہ مین جماعت کثیر زمینداران شریر ومفسدہ انگیز کی بارادہ غارتگری وبربادی
علاقہ سلطانی کے اُنسے ملگئی تھی ان لوگون کے ملجانے پر فوج مرہٹون مین ستر ہزار آدمی
ماسوا اسقدر تعداد بندیلون کے ہوگئے بروز چہارشنبہ تاریخ ۲۲ شعبان سنہ ۱۱۴۱ ہجری
(مطابق ۱۲ مارچ سنہ ۱۷۲۹ء) سنہ گیارہ جلوسی مین مرہٹون نے ایکدستہ فوج اچھیتر کی
پہاڑیون پر بھیجا جسنے محمد خان کے خیمون سے بفاصلہ ایک کوس پہنچکر اُس موقع کی گرداوری
کی یہہ لوگ لشکریون کے چوپاؤن پر گر پڑے مگر مسلمانون نے اُنکو ہٹا دیا اور تین آدمیون
کے سر کاٹ کر اور کچھہ گھوڑے لے آئے دوسرے روز قبل از طلوع آفتاب مرہٹون نے
دہنے بائین جانب سے فوج اسلامیہ کے پیچھے کے حصہ کی طرف بڑھکر اونٹون اور دیگر
جانوران باربرداری کو جو گھاس کیواسطے گئے تھے روک رکھا تب مسلمانون کی طرفسے واسطے
رہائی جانوران کے کچھہ فوج بھیجی گئی اور دوپہر تک میدان کارزار گرم رہا ۲۴ شعبان کو
(مطابق ۱۴ مارچ سنہ ۱۷۲۹ء) پھر وہی جنگی کارروائی دشمنون کی طرف سے عمل مین آئی ناگہ پھر
ہزیمت ہوئی اور بیس سر دشمنون کے کٹکر حاضر کئے گئے ۲۵ شعبان (مطابق ۱۵ مارچ سنہ ۱۷۲۹ء)
محمد خان نے حملہ کیا اور تمام دن دشمن پہاڑیون مین چھپے رہے قریب غروب آفتاب مرہٹے
یکایک نکلکر حملہ آور ہوے مگر پسپا کردیئے گئے اور پانچ آدمی و چار گھوڑے اُنکے مارے گئے

چونکہ محمد خان کے رفیقون کو ہر طرح سے امید تھی کہ یہہ چڑھائی جلد ختم ہو جائیگی اسوجہہ سے اپنے اپنے گھر واپس گئے تھے بہت سپاہی رخصت پر گئے ہوئے تھے یا الہ آباد کو لوٹ آئے تھے اور کچھہ جابجا تھانون مین جو محمد خان نے بیٹھائے تھے متعین تھے کلھم قریب چار ہزار سوارون کے محمد خان کے پاس موجود تھے اتنے مین افواہ ہوئی کہ مرہٹے جنہوں نے گردھر بہادر نظام مالوہ کو شکست دیکر قتل کیا تھا بندیلون نے طلب کئے ہین مگر محمد خان نے بندیلون کے عہد و پیمان کو معتبر سمجھہ کر ان اخبار کو بالکل جھوٹ خیال کیا اسی وجہہ سے اُسنے نہ ضروری اشیا، نہ رسد کا کچھہ اہتمام کیا تھا جب مرہٹے محمد خان کے لشکرگاہ سے گیارہ کوس کے فاصلے کے اندر پہنچے تب محمد خان کو یقین کلی اُنکی آمد کا ہوا محمد خان نے محنت شاقہ کرکے نو یا دس ہزار سوار اور اُسیقدر پیادے جمع کرکے اپنے لشکرگاہ کے گرد ایک کھائی بنانے کی طیاری کی دیوان ہردے شاہ فرزند اکبر و ولیعہد چھترسال وفاداری پر کمر ہمت چست باندھکر اس حملہ مین بذات خاص شریک ہوا لیکن باقی سب مرہٹون سے متفق ہوگئے محمد خان کا رفیق صرف راجہ جی سنگہ والی مودھا تھا لیکن وہ بھی دل شکستہ تھا کیونکہ اُسنے ایکہزار آدمی مین سے جو اُس کے زیر حکم تھے بہت سے موقوف کردئے تھے اور اپنے پاس سو سوار اور سو پیادوں سے زیادہ نہ رکھے تھے کنور لچھمن سنگہ برادر راجہ اُچھا کچھہ روز تک پانچ سو آدمیون سے شامل رہا مگر جلد وہ بھی کسی حیلہ سے دست بردار ہوگیا محمد خان کو بوجہہ عدم موجودگی روپیہ کے سخت تکلیف تھی کیونکہ مالگذاری جکلہ کوڑا کی وصول نہوئی تھی نیز باروت و دیگر اشیا کی بھی ضرورت تھی محمد خان نے بادشاہ سے ایکہزار من

سمجھکر جیت کو راہی ہوے نواب کے پاس ایکہزار آدمی سے زیادہ نرہی بندیلون نے فوج
کے لوٹ جانے کا حال سنکر اچھیتر کی پہاڑیون سے خروج کیا محمد خان اُنکے مقابلہ کیواسطے
سوار ہوکر آگے بڑھا اور ایک فرد لشکر کو بھی پیچھے لشکر گاہ مین نچھوڑا شام سے غروب آفتاب
کے دو گھنٹہ کے بعد تک برچھی و تلوار و تیر و بندوق کی لڑائی ہوتی رہی آخر کار غنیم اچھیتر
کی پہاڑیون کی طرفسے پسپا کر دیئے گئے محمد خان تین گھنٹہ اپنی جگہ پر قایم رہا اور اُس کے
سردار مفرورین کے جمع کرنے کے لئے روانہ ہوئے پیشتر پہونچنے سرداران مذکور کے مقام
جیت پور مین آدمی محمد خان کی کل اطراف و جوانب مین منتشر ہوگئے تھے اُس کے ساتھیون
نے صلاح دی کہ لوٹ چلنا بہتر ہے اب تک محمد خان ثابت قدم رہا اور اُسنے ارادہ مصمم کیا
تھا کہ اپنے سپاہانہ نام کو قایم رکھے مگر سب کچھہ عزتین اُسکو حاصل ہو چکی تھین اب اُس نے
چاہا کہ فوج مفرور کے جمع کرنیکے واسطے کوچ کرے محمد خان چاہتا تھا کہ موت سے اپنے نجات
پاوے مگر چونکہ پیمانۂ حیات مستعار ہنوز لبریز نہ ہوا تھا محمد خان آدھی رات تک ایسا لڑا کہ
کوئی کافر اُس کے چپ و راست نظر نہیں آتا تھا جیت پور پہنچکر محمد خان نے مورچون کا
استحکام کیا مگر سامان رسد کچھہ بھی موجود نہ تھا نہ منگوانے کا وقت تھا مرہٹے قایم خان کو شکست
دیکر جلد لوٹے اور قصبۂ جیت پور اور اُس کے قلعہ کو بھی جس مین محمد خان نے معہ اپنی فوج کے
پناہ گیر ہوکر پھاٹک بند کر لئے تھے محاصرہ مین کر لیا طرفین سے گولہ باری شروع ہوئی
اکبر خان ولد نواب نے جو طاقت مین شہرۂ آفاق تھا بڑے بھاری پتھر فصیل قلعہ پر سے نیچے
ڈھلکا کر بہت سے مرہٹے کچلڈالے جب محاصرہ گیرون نے جائے مذکور کو حملہ سے لینا مشکل

پھر رات گئے جسوقت خوب تاریکی چھائی ہوئی تھی بازو دی دہات پر لڑائی ہونے لگی اور ایسی آگ
برستی تھی جیسے پتے درختون سے گرتے ہین چار سپاہی فوج اعدا کے کام آئے اور کچھہ
گھوڑے اور اونٹ گرفتار کر لئے گئے اسوقت یہہ خبر دی گئی کہ باجی راؤ نے اپنے بھائی
کو جو اُن دنون گوٹا و بوندی کی جوانب کو لوٹ مار کر رہا تھا طلب کیا ہی +

مرہٹون نے بتدریج مسلمانون کو چارون طرف سے گھیر لیا اور پیچھے فوج کے ناکے قایم کر کے
وہانسے بڑی ہوشیاری کے ساتھہ اُنکے نگران رہے ہر طرف سے اُنکے رستہ بند کر دیئے
نرخ غلہ گران ہوگیا منڈوا جوار نی قسم کا اناج ہی بیس روپیہ کا سیر بھر ملتا تھا اور دوسرے
قسم کا اناج بالکل دستیاب نہین ہوسکتا تھا فوج اسلامیہ مین سب امیر و غریب (۱۰ مارچ سے
لغایت ۱۰ مئی ۱۷۲۹ء) تکالیف سخت گوارا کر کے گھوڑے و اونٹ و گائے کے گوشت پر
بسر کرتے رہے کسیوقت دن و رات مین اُنکو آرام نہین ملتا تھا دن بھر مین اُنکو پانچ یا چھہ
مرتبہ مقابلہ کرنا پڑتا تھا جسطرح پر ستارے طلوع آفتاب کے پیشتر نہان ہوجاتے ہین
اُسی طرح پر ہر روز دشمن کھائیون اور جوف مین پہاڑیون کے بھاگ جاتے تھے محمد خان کے
پاس اسقدر فوج بھی نہتی کہ کسیقدر سپاہ کو خیمون کی محافظت کے لئے چھوڑ کر باقی آدمیونسے
دشمنون کی جائے پناہ پر حملہ آور ہووے یا یہہ کہ دشمنونکے بھاگنے پر اُنکا تعاقب کرے +

جب مرہٹون نے سُنا کہ قایم خان بیٹا نواب کا مقام سوپا مین چھہ کوس چیت پور کے دوسری طرف
معہ سامان رسد و سپاہ امدادی کے آپہونچا تو اُس کے مقابلہ کے واسطے اودھر چلے محمد خان
کی فوج چونکہ بوجہہ گرانی غلہ و عدم وصول تنخواہ کے عاجز آگئی تھی اس موقع کو غنیمت

سرکاری توپ واپس کردو اور جاگیرون مین دست اندازی کرنے سے باز رہو ایک اور بھی
وعدہ تھا جسکا ایفا نہ ہوا تھا وہ یہہ تھا کہ جگت رای کے گماشتے آٹھہ لاکھہ روپیہ مالگذاری
سینڈاکی ادا کرینگے محمد خان ہردے ساہ کو یاد دلاتا ہی کہ وہ جاگیرین پچاس یا ساٹھہ لاکھہ
روپیہ سالانہ آمدنی کی ہین مین کبھی اپنے دعوے نہ چھوڑونگا وہ عہد صرف مصلحت وقت
دیکھکر کیا گیا تھا اب مین بمدد خدا اپنے حق کا دعوی کرونگا جو اگر اپنے تئین تم دوست بناتے
ہو وہ جاگیرین اورون کی دست برد مین جانے دوگے تو اسبات کے جوابدہ ہوگے
اُسی خط مین محمد خان لکھتا ہی کہ مین خوش ہون کہ تم نے پرگنہ جات اولی وکھار و رام دیر
وکونچ وغیرہ لچھمن سنگہہ سے لے لئے ہین اور مجھے امید ہی کہ تم کالپی وجلال پور وسینڈا و
موندھا کو بھی لے لوگے یہہ کل احکام بطور دہمکی کے سمجھے گئے جنکی تعمیل کبھی ممکن نہ تھی
محمد خان کو اب حکم ہوا کہ صرف پانچسو آدمی لیکر قایم خان کو باقی ماندہ فوج کا افسر کرکے
دربار مین حاضر ہو محمد خان نے جواب لکھا کہ مین گھر کو جاتے ہوئے جلال پور تک آپہونچا
ہون مگر میری فوج نے آمادہ فساد ہوکر مجھے روک رکھا ہی کیونکہ ایک کرور روپیہ سے زیادہ
اُنکو واجب الادا ہی جب لڑائی ہوتی تھی تب فوج کو سوائے جنگ وجدل و مقابلہ کے کچھہ
دوسری فکر نہ تھی مگر جب سے کہ بلا و مالتہ مین آنا ہوا ہی اور قایم خان شریک ہوا ہی تبھی
سے فوج نے تنخواہ و خوراک کے تقاضے مین بہت زیادتی کی ہی یہہ لوگ صبح وشام
اور دن رات تقاضا کیا کرتے ہین یہانتک کہ مجھہ کو کھانا و سونا حرام ہوگیا ہی حقیقت مین محمد خان
کی عقل پریشان تھی اور اس زندگی سے اُسکو موت بہتر معلوم ہوتی تھی محمد خان نے بادشاہ

سمجھا تو آمادہ ہوئے کہ محصوران قلعہ کو بھوکوں مار ڈالیں محاصرہ جیت پور کئی مہینے تک رہا
یہانتک کہ غلہ کھانیکے واسطے بالکل نرہا تب سپاہیوں نے گھوڑے و بیل ذبح کرنا شروع کئے آٹا
سو روپیہ سیر بھی نہین دستیاب ہوتا تھا بعض مرہٹے شب کو آٹا لاتے تھے جسمین نصف آرد
استخوان ملا ہوتا تھا قلعہ کے اندر کے لوگ رسّی کے ذریعہ سے روپیہ نیچے اُتار دیتے تھے اور
آٹا سو روپیہ سیر کے نرخ سے لیکر اُسے رسّی سے اوپر کھینچ لیتے تھے بہت سپاہی فاقہ کشی
کرکے مرگئے اور بہت سے نواب کو چھوڑ کر قلعہ سے بھاگ نکلے باجی راؤ نے گارد کو حکم
دے رکھا تھا کہ جو کوئی آدمی محمد خان کا ہتھیار حوالے کردے اُسی پر قانع رہو محمد خان کو
یہہ معلوم نتھا کہ میرا بیٹا میری مدد پر آتا ہی جب محمد خان جیت پور سے کئی کوچ نکل آیا تب قایم خان
اُسکو ملا اور اُسنے یہہ صلاح دی کہ لوٹ کر پھر لڑنا چاہئے مگر محمد خان نے عہد شکنی کرنے سے
انکار کیا مصنف سیر المتاخرین بھی باوصف اِسکے کہ بڑا ناآشنا مزاج اور قایم خان کے
خلاف ہی ایسے وقت نازک پر قایم خان کی اِس عمدہ کارروائی کی تعریف مجبورانہ کرتا ہی ؛
محاصرہ جیت پور تین مہینے اور دس روز تک رہا یعنے نصف مئی سے آخر اگست ۱۷۲۹ء تک
مطابق ماہ شوال ۱۱۴۱ھ سے لغایت صفر ۱۱۴۲ھ، محاصرہ اُٹھنے پر محمد خان کا تعلق اُس حصہ
ملک سے نرہا اپنے حین حیات بادشاہ اور اُسکے نارضامند وزیر کو اپنے نقصانات و
دعوی جتاتا رہا حدود بندیل کھنڈ مین جو جاگیرین براے نام اب بھی اُس کی تعین تھیں
نہ اُسکا کچھہ اختیار رہا نہ اُنکی مالگذاری اُسکو وصول ہوئی ایکمرتبہ صرف جب محمد خان
مالوہ مین تھا اُسنے اپنے جلی دوست ہردے شاہ کو لکھا کہ موافق عہدنامہ مقام کرلیہ کے

بعض آدمیون نے بھوک کی وجہہ سے ہتیار دیکر چلا جانا پسند کیا صرف قریب ایکہزار یا بارہ سو آدمیون کے نواب کے ساتھہ رہگئے ✤

جسوقت مرہٹے محمد خان کو گھیرے پڑے تھے اُسوقت قایم خان بہت دور پر ترہوان کے قریب تھا حسب الحکم اپنے باپ کے قایم خان اُس کی مدد کو بڑھا جب مقام سوباپر چند میل کے فاصلہ پر جیت پور سے پہونچا تو وہان مرہٹون سے مقابلہ ہوا چونکہ قایم خان کے پاس ہزار آدمی سے زیادہ نہ تھے اسوجہہ سے شکست کھائی بہت آدمی کام آئے اور رسد وغیرہ بھی جو ہمراہ تھی سب برباد ہوگئی اب قلعہ والون کی امید جلد نجات پانے کی بالکل منقطع ہوگئی صرف محمد خان کا بادشاہ و دیگر اُمرا اور رجپوتان سے ایسے وقت نازک میں اپنی رہائی کیواسطے مدد چاہنا باقی رہگیا مگر یہہ کوشش بھی سودمند نہ ہوئی باوصف اِسکے کہ اطراف وجوانب مین مدد رسانی کے لئے استدعا کی مگر ایک فرد بشر بھی دستگیری پر آمادہ نہ ہوا جب ایسی مصیبت مین کوئی فکر کام نہ آئی تو محمد خان نے اپنے بیٹے قایم خان کو لکھا کہ سعادت خان برہان الملک بہادر جنگ اور عبدالمنصور خان کے پاس جاکر مدد طلب کرو محمد خان نے حکم دیا تھا کہ اُس فوج امدادی کو خود اپنی کمان مین لیکر مجھے مرہٹون کے جال سے خلاصی دو قایم خان فیض آباد کو پاس سعادت خان و عبدالمنصور خان کے گیا سعادت خان کی لڑکی کے ساتھہ عبدالمنصور خان نے شادی کرلی تھی اور نیز وہ سعادت خان کا بھانجا تھا ✤

امراے مذکور نے کچھہ فوج قایم خان کو دینا نہ چاہی بلکہ اُسے بھی ششش و پنج مین

سے سند عالی تھی کہ جو دو لاکھ ماہواری کا وعدہ قبل عبور جمنا کے کیا گیا تھا اُس مین سے کچھہ فوج کی رضامندی کے واسطے مرحمت ہو +

یا یہہ کہ ایک فرمان الہ آباد پر اُنکو عطا ہووے تا کہ اُنکی تنخواہ اُن محال سے جو دشمنون سے بندیلکھنڈ مین واپس لئے گئے ہین دیجاوے ایک سند بنام قایم خان واسطے سرکار گھوڑے کے شروع ۱۱۲۱ھ سے جبکہ سید عبداللہ خان پر چڑھائی ہوئی تھی اور جس زمانہ مین دلیر خان کی درخواست پر حکم عطای سرکار مذکور لکھا گیا تھا دیجاوے اور نیز ایک سند بنام اکبر خان واسطے فوجداری پرگنہ ارچ کے مرحمت ہووے +

اب محمد خان نے بادشاہ کو خبر بھیجی کہ میری کل فوج نے ٹوا کو عبور کیا اور بسرعت کالپی پہونچکر جمنا کو عبور کر گئی جمنا پر سب چھوٹی بڑی سولہہ کشتیان موجود تھیں اس عرضداشت مین محمد خان پھر سلسلہ شکایت جاری کرتا ہی وہ لکھتا ہی کہ درباریون نے مجھہ کو بیوفا اور باغی مشہور کیا ہی اور باوجود احسن خدمات کے وہ ۲ لاکھہ روپیہ ماہواری بھی نہ دیئے گئے ہیں +

قایم خان نے حال مین بہت فوج اکٹھا کی تھی بادشاہ نے یہہ سمجھا کہ روپیہ کہان سے آویگا کیا بادشاہ یہہ سمجھتا تھا کہ قایم خان کو علم کیمیاگری ہی یا زمین سے دفینہ نکال سکتا ہی اگر اور کسی شخص نے ایسے وقت مصیبت میں اسقدر سپاہ کثیر جمع کی ہوتی تو بڑا انعام پایا ہوتا اُسوقت نواب کے سپاہیون کو معلوم ہوا کہ جو تنخواہ ہمکو فرخ سیر کے زمانہ مین ملا کرتی تھی وہ اب بند ہوگئی یہہ بات بڑی بے انصافی کی ہوئی اُسکو ملا تشدد چلا جانے دو

سعادت خان نے ایک سو سوار کو واسطے لانے قایم خان کے بھیجا مگر نواب کے اِس
حکم کا کچھہ لحاظ نہ کرکے قایم خان نے شاہجہانپور کی طرف راہ لی وہان اہلوگ بھی اُسکے
شریک ہوگئے پھر وہانسے بمقام بنگ گڈہ مین جو علیمحمد خان روہیلہ کا مسکن تھا پہونچکر اور کمک
حاصل کی موہیونچنے پر بہت سی رنگروٹ اُسکے نوکر ہوگئے اب فوج قریب ...ہزار کے جمع ہوگئی چونکہ
ہر شخص کی تنخواہ سو روپیہ ماہواری مقرر تھی اسوجہہ سے صرف کثیر تھا قایم خان نے پہلے
کل مال و اسباب نواب کا اور بہت روپیہ صرافونسے قرض لیکر اُن لوگونکو دیدیا تھا اب اُن لوگون
نے اپنا نام لکھایا تھا اب آگے بڑھکر جمنا کو عبور کرکے بندیل کھنڈ مین گذر ہوا جب
بندیلون نے سنا کہ قایم خان فوج عظیم لیکر آتا ہی تو محمد خان سے جلد عہد و پیمان کر لیا
اُنہون نے محمد خان سے تحریری اقرار کرالیا کہ اب کبھی ہم پر چڑھائی نکرو بلکہ جو کچھہ
خراج قدیم سے مقرری محمد خان بادشاہ کو لکھتا ہی کہ اگر آپ عنایات قدیم کو دوبالا
کرین تو مین خدمت مین بسر و چشم حاضر ہون ورنہ مین لباس فقیری پہنکر دنیوی امورات
کو چھوڑ دونگا برضای جناب زیارت مکہ کے واسطے چلا جاؤنگا محمد خان غایت درجہ
متردد تھا جو کچھہ اُسنے لکھا فوج کی خاطر جمعی کے واسطے تھا جسکو سب خطوط دکھائی گئے
تھے اگرچہ اُن لوگون کی تنخواہ اسقدر باقی تھی مگر بوجہہ لحاظ ہمقومی کے اُنہون نے
محمد خان کو دربار جانے سے نہ روکا جب محمد خان نے سنا کہ دربار مین یہہ خبر مشہور
ہی کہ محمد خان حاضر نہین ہوا چاہتا ہی تو بہت متالم ہوا اور دعا مانگی کہ خدا کا قہر و غضب
اُس شخص پر نازل ہو جس نے یہہ بے بنیاد بات اُڑائی ہی پھر ایک حکم تازہ مشعر طلبی

والا تھا ایکدن سعادت خان کی فوج کے ایک رسالدار قوم آفریدی سے جو بارہ سو سوار کا
افسر تھا قایم خان سے کہا کہ تمہیں نہ یہان سے فوج ملیگی نہ تم خود یہانسے جانے پاؤگے
اب تم کوئی اور تدبیر کرو قایم خان کی مان بی بی صاحبہ نے جب دغابازی کا حال سنا
تو نیکنام خان چیلہ کو فیض آباد کو روانہ کیا اِس شخص نے وہان پہونچتے ہی رسالدار موصوف
کے پاس جاکر اسکو معہ اُسکے پٹھانون کے جو مئو و فرخ آباد و شاہجہانپور و آنولہ کے
رہنیوالے تھے یقین کامل دلایا کہ محمد خان کو گرفتار کرا دینے کی نسبت تمہارے حق مین
یہہ بہتر ہوگا کہ اُس کی خلاصی کراؤ نیکنام خان نے اُن لوگون سے کہہ رکھا تھا کہ جسوقت
نقارے میرے لشکر مین بجین اُسیوقت سب لوگ جمع ہو جاؤ اُسیدن قایم خان و نیکنام خان
عبد المنصور خان کی ملاقات کو گئے اور روانگی کے لئے رخصت چاہی عبد المنصور خان نے
جوابدیا کہ مین نے فوج طلب کی ہے وہ چندروز مین پہنچنے والی ہے اُسکا انتظار لازم ہی
نیکنام خان نے محمد خان کو زبردستی سے اُٹھایا اور سعادت خان کی طرف اشارہ کرکے
قایم خان سے کہا کہ تم محمد خان کو اُنکے ذریعے سے رہائی نہیں دلا سکتے ہو یہہ کہکر
حالت غضبالی مین قایم خان کو باہر دیوان عام کے ہاتھہ پکڑ کر نکال لایا امرائے مذکور
کے ساتھہ ساتھہ پٹھان زرہ بکتر پہنے ہوئے موجود تھے جنکو یہہ حکم تھا کہ اگر کوئی انکی
طرف اُنگلی چھونے کے واسطے اُٹھائے تو اُسکو مار ڈالو جب قایم خان و نیکنام خان
لشکر میں پہونچے تو نقارے کوچ کے بجے اُن کی آواز سنتے ہی بارہ سو پٹھان جو
عبد المنصور خان کے نوکر تھے اُسکو چھوڑ کر قایم خان کے پیچھے ہوئے بمجرد اجتماع اِس جمع

(مطابق ۱۹ ستمبر ۱۷۳۵ء) سنہ ۱۷ جلوسی مین ملی صوبہ الہ آباد کی علحدگی نسبت بخشی
کے جو بادشاہ کو محمد خان کی کارروائی سے مقام مالوہ مین ہوئی ظہور مین آئی جہانکہ
محمد خان اُسوقت موجود تھا *

ایک نقل جس سے حال اُسوقت کی کارروائی کا ظاہر ہوتا ہی شرایف عثمانی مین درج ہی
کہ جب محمد خان بندیل کھنڈ سے واپسی پر قنوج پہونچا تو روح الامین خان بلگرامی جو
قایم خان کی فوج مین بطور ایک افسر کے بھرتی ہوا تھا محمد خان کے پاس بلگرام کے
ایک قاضی مسمی محمد احسان کو لایا جسکی جاگیرین برہان الملک نے ضبط کرلی تھین
نواب نے اُس سے وعدہ کیا کہ مین بادشاہ سے تمہاری سفارش کرونگا وہ قاضی
محمد خان کے ساتھ دہلی کو روانہ ہوا - اوسوقت مین سلطنت کا ستارہ اوج پر تھا اور
یہہ کہاوت درست تھی کہ ہندوستان کا بادشاہ مثل خدا کے زمین پر رہتا ہی *
دہلی پہونچنے پر محمد خان نے پہلے حضور سے صوبہ الہ آباد مانگا مگر بادشاہ نے یہہ
حیلہ کیا کہ اب اُسکا دینا مصلحت نہین ہی بمجرد استماع اس جواب کے محمد خان نے
ہاتھ بڑھا کر خاص بادشاہ کے پاندان سے پان لئے اور جہان کھڑا تھا وہین بیٹھہ گیا
صمصام الدولہ خان دوران اس کی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگا کہ نواب غضنفر جنگ
اس کے کیا معنی محمد خان نے جواب دیا کہ جب تک مین نوکر تھا کھڑا رہا اب مین خدمت
سلطانی سے مستعفی ہوا ہون پھر کیون کھڑا ہوون بادشاہ نے محمد خان کو ٹھنڈا
کرنا چاہا مگر کچھہ سودمند نہوا اُسی دن بادشاہ نے حکم دیا کہ محمد خان کی فوج کی تنخواہ

دینے کے وصول ہونے پر محمد خان حالات مصرحہ صدر کو پھر دوہراتا ہے +

بتاریخ ۱۱ ربیع الاول سنہ ۱۱۴۲ھ کو (مطابق ۲۳ ستمبر سنہ ۱۷۲۹ء) واپس آنے پر جمنا
کا عبور ہوا دریا بہت طغیانی پر تھا اور فوج کشتیون پر اُترنے کو تھی محمد خان کے اعلی
افسرون کے پاس گھوڑے نہ تھے کیسلئے کہ وہ بڑی چڑھائی سے ٹوٹ گئے تھے اور جو
گھوڑے خریدے تھے وہ ابھی تک نہ پہونچے تھے اسوجہہ سے یہہ لوگ سواری
سے مجبور تھے دربار پہونچنے پر محمد خان کو امید تھی کہ روشن الدولہ میرا کفیل ہوگا اور
مجھے اسناد واسطے زمینداری و فوجداری سرکار گھوڑا کے بنام قایم خان دلوادیگا
میر علیخان جو دربار مین محمد خان کا گماشتہ تھا اوس کے پاس وہ حکم تھا جس سے کہ
بادشاہ نے زمینداری و فوجداری سرکار گھوڑا کے دلیر خان کو دیدی تھی نہ کچھہ جواب
درخواست عطاے فوجداری اُرچ پر مرحمت ہوا تھا القصہ محمد خان دربار پہونچا پہونچنے
کے بعد گیارہ مہینے تک (اکتوبر سنہ ۱۷۲۹ء سے لغایت ستمبر سنہ ۱۷۳۰ء) محمد خان اُن بدسلوکیون
جو اُسکے ساتھہ کی گئین بعین بیان کرتا رہا مصنف سیر المتاخرین لکھتا ہے کہ بندیلکھنڈ
مین ناکامیاب رہنے کے باعث صوبہ الہ آباد محمد خان سے لے لیا گیا تھا یہہ بات
بالکل صحیح نہیں ہے کیونکہ اگر کتاب تبصیرۃ الناظرین معتبر سمجھی جاوے تو اُس سے پایا
جاتا ہے کہ صوبہ الہ آباد سربلند خان مبارز الملک کو سنہ ۱۱۴۳ھ تک (مطابق جولائی سنہ ۱۷۳۰ء
سے لغایت جون سنہ ۱۷۳۱ء) عطا نہ ہوا تھا قبل اسکے محمد خان پر پھر نظر الطاف و کرم بند
ہوگئی تھی اور اُسے ایک سند واسطے نظامت مالوہ کے ۱۰ ربیع الاول سنہ ۱۱۴۳ھ کو

جو بجائے علاقہ تھا اُسکو نہ ملا صرف صوبہ مالوہ پر جسے مرہٹون نے تخت و تاراج کیا تھا اور
جسمین اب بھی ہر وقت اُن کی حملہ آوری کا خدشہ تھا قناعت کی سند تقرری مالوہ کی
رقم زدہ ۲۰ ربیع الاول سنہ ۱۲ جلوسی ہجری مطابق ۱۱۴۳ھ ۔ ۱۹ ستمبر ۱۷۳۰ء الفاظ سند
کے یہہ ہین بشروط بدستور معمول حسب الضمن ❊
روشن الدولہ کے ذریعہ سے یہہ صوبہ حاصل ہوا تھا اور ایک لاکھہ روپیہ جو خزانہ سے
ملا تھا روشن الدولہ نے اپنے تصرف مین کیا دو ہزار روپیہ اسمیں سے بطور رشوت
فیلخانہ کے نوکرون کو دیا گیا تاکہ اُن سے چار ہاتھی باسانی ملجاوین باقی روپیہ
روشن الدولہ نے اپنے تصرف مین کر لیا ایک لاکھہ روپیہ دینے کا وعدہ کو کہہ جیو
سے کیا گیا تاکہ دعوی جاگیرات کا جلد تر تصفیہ ہوجاوے خزانہ شاہی سے پہلے تو
ساٹھہ لاکھہ بعدہ بچاس لاکھہ روپیہ مقرر ہوا تھا مگر بتدریج تعداد انعام کی بہت حقیر رہگئی
حالانکہ راجہ جیسنگہ سوائی کو دو مہینے کی مہم کی بابت بتیس ۳۲ لاکھہ روپیہ عنایت ہوا
جسوقت محمد خان دہلی سے روانہ ہوا تب امیر الامرا خاندوران خان و روشن الدولہ نے
یہہ اقرار محمد خان سے کیا تھا کہ تمہارے متھرا یا اکبرآباد پہونچنے پر دوستون کیواسطے
جاگیرین اور سند واسطے فوجداری گوالیار کے تمکو دیجاویگی محمد خان گوالیار پہونچگیا
مگر ابھی تک کچھہ انعام و اکرام نہ آیا منگل خان تو جبہ نہ ایفا ہونے اُن وعدون کے
دربار مین ابھی تک ٹھہرا ہوا تھا منگل خان کی جاگیرین پرگنہ جات مورانوہ و سبر سندیا
دہلی کی اور میر محافی نیم کھارکی روشن الدولہ نے بہت عرصہ سے اپنے قبضہ مین

بیناق گردو نواب محمد خان اور روح الامین خان کے درمیان بابت بقایا ایک لاکھ روپیہ کے جو روح الامین خان سے واجب الادا تھے اور جسے وہ دینے سے انکار کرتا تھا جھگڑا ہوا قاضی مذکور کا مددگار جھوٹ گیا اور محمد خان نے فرخ آباد کی راہ لی ٭

انشاء یار محمد مین ایک جگہ لکھا ہی کہ اسوقت مین اکبر خان نواب کا بیٹا الہ آباد مین بطور نایب کے محمد خان کا کام کرتا تھا اپنے سوانح عمری کی طویل بیان مین یار محمد نے یہہ بھی لکھا ہی کہ مین بھگونت رائے کو چھوڑ کر بارادہ لینے ایک قلعہ کے نول سنگہ سے متفق ہوگیا تھا جب یہہ دونون اپنے مقصد مین ناکامیاب رہے تو پھر الہ آباد کو گئی نول سنگہ اکبر خان کا نوکر ہوگیا اور یار محمد نے بھی اپنے ساتھیون کو موقوف کرکے ایک عارف مسمی خوب اللہ کے مکان مین پناہ لی اکبر خان نے ایک عصا بردار اس کے لانیکے واسطے بھیجا مگر چونکہ یار محمد کا آٹھ نو مہینے کا اُسی دن مرگیا اِسوجہہ سے اُس نے جانے سے انکار کیا اسبات پر فساد ہوا اکبر خان نے زیادتی کرنا چاہی مگر بھائیون نے کہا کہ ہم عارف کے مکانپر کبھی حملہ نکرینگے وجہہ اکبر خان کے دخل دینے کی یہہ تھی سعادت خان برہان الملک نے استدعا کی تھی کہ یار محمد فراری کو گرفتار کرکے بھیجو غرضکہ اکبر خان اُسکو گرفتار نہ کرسکا بعد ایک ہفتہ کے ایک سند سربلند خان صوبہ دار گجرات کیطرف سے آئے جس مین تحریر تھا کہ روشن خان تراہی میرا نایب مقرر ہوا ٭

مہم مالوہ

۱۱۴۲ھ کے آخر مین دہلی پہونچکر محمد خان نے عرصہ دراز تک پیغام رسانی کی صوبہ الہ آباد

لیکن انہوں نے شکستہ اور ناقص توپین حوالے کی من جملہ صرف تین فلوس سے
وزن کی گولی جا سکتی ہو اور انکا پتہ بھی بہت کم ہو میں اُنکی عوض میں خبر آئی ہے لونگا
اُن میں نہ گاڑی نہ بیل وغیرہ تھے اور محمد خان کو مجبورانہ جیسی کہ وہ تھیں لے لینا پڑیں
محمد خان کے گماشتہ سے کہا گیا کہ میر آتش کا حکم نسبت سپردگی اُن اتواپ کی جنمین
ایک سیر سے تین سیر تک وزن کا گولہ پڑ سکے حاصل کرو محمد خان کا ارادہ ہوا کہ جسقدر
توپ مہیا ہو سکین لیکر روانہ ہووے چونکہ وہ بڑی توپ جو بادشاہ نے دی تھی اُسکا
پیالہ خراب ہو گیا تھا اور دوسری جو پیشتر نجابت علیخان کے پاس تھی دربار کو
واپس کر دی گئی تھی لہذا ایک بڑی توپ کے واسطے جسمین چودہ سیر سے پندرہ سیر
تک کا گولہ پڑ سکے اور نیز دو کسیقدر چھوٹی توپوں کیواسطے استدعا کی گئی یہ توپین قلعجات
اکبر آباد و گوالیار سے جہاں بڑی بڑی توپین سلح خانہ مین موجود تھیں ملسکتی تھیں *
اکبر آباد مین تین چار سو سواروں نے ہر روز اپنے گھوڑے دغوانے کے لئے حاضر کئے
حاضری پر پندرہ یوم کی تنخواہ اور کچھہ واسطے ضروریات کے ہر فرد بشر کو پیشگی دیا گیا
محمد خان نے آٹھہ ہزار دو سو سوار اور دو ہزار پانچسو پیادے جمع کئے یہہ فوج بطریق
ذیل تقسیم کی گئی تھی *
پانچسو سوار اور ایکہزار پیادے زیر حکم مقیم خان کے تھے - چار سو سوار اور سات سو پیادے
داوُد خان کے زیر کمان تھے - چھہ سو سوار اور چھہ سو پیادے ماتحتی مین سعادتخان
کے - دو سو پیادے بختاور خان کی کمان مین - الہیارخان اور دملیپور بارہ کے

کرلی تعین اس دعوی کے تصفیہ کے لئے منگل خان نے اصرار کیا تاکہ جاگیردار اپنی
طیاری کا سامان مہیا کر سکے دیگر جاگیرات مطلوبہ محمد خان حسب ذیل ہیں +
دس لاکھ دام واسطے منگل خان کے اُس کے وطن قصار کی مالگزاری سے ـ بیس لاکھ
دام واسطے عبدالنبی خان کے پرگنہ اونٹہ سے جو اُس کے باپ کے قبضہ میں بطور جاگیر
رہا تھا ـ دس لاکھ دام واسطے شیخ بیچی کے پرگنہ جات شیرگڈھ و تھانہ کی آمدنی سے جو اسکی
خاندان کی جاگیر تھی ـ پانچ لاکھ دام واسطے سید شرف علیخان کے اُسکے وطن قنوج
کی آمدنی سے ـ ~~پندرہ لاکھ دام واسطے سید شرف علیخان کے اُس کے وطن قنوج کی آمدنی~~
سے ـ پندرہ لاکھ دام واسطے سید جعفر حسین خان کی مالگزاری شاہ پور سے ـ دس لاکھ
دام واسطے کالیخان و شجاعت خان کے بدایون سے ـ پانچ لاکھ دام واسطے دلاور علی
خان اورنگ آبادی کے مالگذاری کرنال سے جو قدیم الایام میں اُسکے آبا و اجداد
کی جاگیر میں تھا ـ پانچ لاکھ دام واسطے مصطفی خان کے مصطفی آباد سے پانچ لاکھ
جھوسی سے اور پانچ لاکھ چائل سے واسطے صداقت خان کے ـ پانچ لاکھ دام
واسطے حیدر علی خان کے پرگنہ اکبر آباد سے ـ نواب کے کارندوں کو ہدایت ہوئی
تھی کہ اِن معافی کے روپیوں کا سیاہہ نہ لیویں اگر وہ مشروط بہ بائی باقی نہوں
تاریخ پنجم جمادی الاول ۱۳ سنہ جلوس کو مطابق ۱۷۷۱ء ـ ۵ نومبر ۱۷۷۱ء محمد خان
نے آگرہ سے لکھا کہ منجملہ اُن ساٹھہ توپوں کے جنکی سپردگی کا حکم ہوا تھا قلعہ دار نے
صرف اونتیس ضرب توپ حوالے کی ہیں باانیہمہ کہ دو ہزار توپ سلحخانہ میں ہیں

فوج نے ہو [illegible] سے دھولپور سے کچھ فاصلے پر چمبل لیے قیام کیا مقیم خان و داؤد خان

و سعادت خان نے معہ توپ خانہ کے عبور کیا مگر آٹھوین کو باقی فوج دریاے چمبل سے

پار ہو سکی کیونکہ اسوقت مین دریا پایاب نہ تھا اور کشتیان بھی چھوٹی اور تعداد مین کم تھین

نوین کو محمد خان بھی پار ہوا اور لشکر بھی اُس کے پیچھے روانہ ہوا وہان سے ایک رات

کوچ کر کے یہہ لوگ گوالیار داخل ہوئے محمد خان نے گوالیار پہونچکر مکرر درخواست واسطے

فوجداری گوالیار کے کی کیونکہ بغیر ایسے دباؤ کے ماتحتان و دیگر افسران زیر کمان

محمد خان سے دلی مدد کی کچھ امید نہین ہو سکتی تھی محمد خان کے دہلی چھوڑنے کے پیشتر

[illegible] نے فوجداری دینے کا وعدہ کیا تھا مگر جب اسے دہلی سے نکال پایا تو پھر اُسکی

عرایض پر کچھ توجہ نکی جے سنگہ والی شیوپوری و کلاہ سن نے یہہ سنا کہ سند واسطے گوالیار

کے نہین پہونچی فوج جمع کر کے کھنڈی نام سے جسے کہ اُس نے قلعہ بجور سے نکال دیا تھا

جنگ شروع کر دی کر ابر کی فوج کو اپنے گہرون کے پاس نوکریان ملگئین لوٹ جا کر انکا مین

شریک ہو گئے اگر ماتحتان و فوج نا آشنا کو یہہ معلوم ہو جاتا کہ محمد خان فوجدار گوالیار

ہو گیا تو کبھی ہو سے ریاست اپنے ملک کے اور کہین نوکری کی تلاش نہین کرتے

لوہت سنگہ والی اُچھا اور اُسکے بیٹے [illegible] راؤ محمد راجہ وتیا جے سنگہ

عالم شیوپوری و کلاہ سن [illegible] جن سنگہ راجہ چندیری وغیرہ کے لیے دہلی

سے احکام آئے کہ بموجب حکم محمد خان کے کارروائی کرو سید نجابت علی خان فوجدار ایرج

کو بھی حکم ہوا [illegible] راجہ [illegible] سنگہ والی [illegible] سنگہ [illegible]

دلّان کے دو ہزار سوار سے زیادہ لائے تھے - پانچسو سوار زیر حکم شایستہ خان و مصری خان و خداداد خان و محمد خان و دیگر سرداروں کے جو کاہم سات سردار فیروز آباد و شکوہ آباد کے تھے - فتح خان یوسف زئی و عبرت خان و دیگر سردار دو سو سواروں کے ساتھ آئے تھے اور اسیقدر سوار راجہ ہیرا پرشاد عامل راجہ جیسنگھ سوائی نے بھی زیر حکم متھرا کے چوبوں کے روانہ کئے تھے - ماسوائے ان افواج کے موضع شاہجہانپور و شاہ آباد و کٹھر سے قریب دو ہزار سوار کے آئے تھے نیز کچھہ سپاہ شاہجہان آباد سے آکر ملگئی تھی نواب روشن الدولہ نے بھی پانچسو سوار و ایکہزار پیادے رومیوں و عرب و حبشیوں میں سے جو اسکے نوکر تھے دینے کا وعدہ کیا تھا عمر خان و دلیر خان یار محمد خان ولد دوست محمد خان و دیگر اعلی سپاہیان روحین و نرواڑ و سرہنچ نے خبر دی کہ ہم لوگوں کے پاس بیس ہزار سے زیادہ سپاہ طیار ہی حکم ہوا کہ ہم سے متعلم نروار دکالا باغ میں ملجاؤ اگر یہہ لوگ گوالیار کو طلب کئے جاتے تو دو مہینے کی تنخواہ پیشگی مانگتی اور روپیہ انعام کا خزانہ سالانی سے بیشتر گوالیار چھوڑنے کے صرف ہو جاتا محمد خان نے کوشش بلیغ کی کہ روپیہ تا پہونچنے اوجین سکے یعنے دو ماہ آیندہ تک کفایت کرے

القصہ بتاریخ ۲ رجمادی الاول ۱۱۴۲ھ مطابق ۹ نومبر ۱۷۳۰ء فوج کا کوچ ہوا اکبر آباد کو چھوڑکر اس سے اونیس میل کے فاصلہ پر جانب جنوب مقام جاجو جو دریائے بان یا اوٹنگن پر واقع ہی خیمہ زن ہوئی دوسری صبح کو یعنے ۳ رماہ رواں کو مطابق ۱۰ نومبر ۱۷۳۰

(مطابق ۱۵ جنوری سنہ ۱۸۲۱ء) سارنگ پور مین جو فاصلہ پچاس میل اوجین سے ہی داخل ہوا اسکے آمد کا حال سنکر ملہار ہولکر نے جو بیس ہزار آدمیون سے گرد نواح سارنگ کو تباہ کر رہا تھا اپنا سب اسباب و رسد وغیرہ نربدا کے پار بھیجدیا اور ہلکے سامان سے شاہجہانپور کا محاصرہ کرتا رہا جو سارنگ پور سے قریب گیارہ میل کے جانب گوشہ جنوب و مغرب کے اور اوجین سے قریب اکیس میل کے جانب گوشہ شمال و مشرق کے واقع ہے

جس دن مسلمان سارنگ پور کے قریب پہنچے اور فوج ابھی کوچ کرتی چلی آتی تھی کہ ایک گھنٹہ قبل از غروب آفتاب یکایک دشمنوں نے نکلکر مقابلہ کیا محمد خان عماری ہاتھون پر سے علیحدہ کر دی اکر پالکی مین سوار ہوا اور کچھ فوج اپنی کمان مین لیکر آگے بڑھا فوج اعدا جب دستو پھیل کر چارون طرف سے حملہ آور ہوئی مگر بہت جلد مثل کوون کے غلیل کے دیکھنے پر گریز کر گئے چھ آدمی غنیم کے فنا ہوئے اُنکے سر حاضر کیئے گئے اور اُنکے گھوڑے بھی گرفتار ہو گئے چونکہ رات آگئی تھی اسوجہہ سے مفرورین کا تعاقب نکیا گیا

بتاریخ ۱۹ رجب سنہ ۱۲۳۷ھ (مطابق ۱۷ جنوری سنہ ۱۸۲۲ء) فوج اسلامیہ سارنگ پور سے شاہجہانپور پہنچے دوسرے دن قریب دیہہ تلوڑی کے مقام کیا سہ پہر کو جب دشمنون نے صورت دکھائی تو چند دستہ ہاے سپاہ اُنکے مقابلہ کیواسطے آگے بڑھی محمد خان کے بڑھنے پر مخالفوں کے پانؤں اُٹھ گئے تین کوس تک اُنکا پیچھا کیا گیا ستر آدمی تلوار و برچھی سے مارے گئے مقتولین کے سر اور گھوڑے معہ چھ یا سات قیدیوں کے حاضر کیئے گئے پہر رات گذرنے پر تعاقب موقوف کیا گیا اور فوج اسلامیہ لشکر گاہ کو واپس آئی

م زنلام بھیجے گئے مہاراؤ آدے پور نے خبر دی کہ مینی راؤ گمراج دھبالی لومحہ فوج
ونو ہچانہ کے مندیشوار کی جانب بھیجدیا ہے*

جبکہ محمد خان گوالیار ہی مین تھا ایک تاکیدی خط مرسلہ خانہ دران خان بدین مضمون وصول ہوا کہ چونکہ [illegible]ون نے دریاے نربدا کو عبور کرنے کا ارادہ کیا ہے لہذا ضرور ہے کہ تم بیدرنگ وتساہل کوچ کر کے بغیر قیام کرنیکے سرونج مین آگے بڑھو اور بوقت عبور دریا دشمنون سے مقابلہ کرو اسعرصہ تک چار مہینے ضایع ہوچکے تھے بمجرد صدور احکام مذکورکے معیم خان آگے روانہ کر دیا گیا اور بعد کچھہ مقاتلہ اور مجادلہ کے سرونج تک بآرام تمام پہنچگیا سعادت خان مندیشوار کو اور داؤد خان سارنگ پور کو بھیجا گیا جب محمد خان مقام مندسوری مین جو اٹھارہ میل طرف جنوب کے سرائے نو کے اسطرف اوجین کی جانب واقع ہے پہنچا تب ایک خط رقمزدہ جمادی الثانی ۱۱۴۲ھ مطابق دسمبر ۱۷۲۹ء مرسلہ آصف جاہ نظام الملک وصول ہوا اس امیر نے محمد خان کی تقرر کی مبارکباد دیکر یہ تحریر کیا تھا کہ دریاے نربدا پر ہم تم ملین تاکہ مخالفان اہل اسلام کے خلاف کارروائی کرنے کا مشورہ کیا جاوے نظام الملک نے نزدیک [illegible] ان پور کے عبور کیا تاکہ فتنہ وفساد مقام بلاد کو فرد کرے کیونکہ اسنے خیال کیا کہ ایسا موقع پھر کبھی مجھے نہ ملیگا اسوجہہ سے کہ [illegible] حصہ صوبہ مین بہت کم جایا کرتا ہون محمد خان نے نظام الملک کی اس راے کو پسند کیا اور سمجھا کہ چونکہ مرہٹون نے باغواے ہندوان ارادہ غارتگری مالوہ کیا ہے تو [illegible] الملک حامی دین اسلام ہو کر انکو نربدا ہی پر روک دیگا بتاریخ ۱۰ رجب ۱۱۴۲ھ

ازدلانہ ہوستے یہہ بات کہ مرہٹوں نے چند تجار کو قصبہ اندروسے کے نزدیک متعلقہ مندلیسر
سندلیبی میں لوٹا غلط تھے ۔

اسی عرصہ میں محمد خان مقام دھار پر ۲۰ شعبان سنہ ۱۲۴۶ھ کو مطابق ۱۴ فروری سنہ ۱۸۳۱ء
پہنچگیا تھا۔ ۲۲ ماہ رواں کو یعنے ۹ فروری سنہ ۱۸۳۱ء علی الصباح مرہٹے دہار کے
قرب وجوار میں نمودار ہوئے مسلمانوں نے چند کو قتل کرکے اُن کے سر کاٹ کر معہ اُن کے
گھوڑوں کے حاضر کیے سہ پہر کو لڑائی بند ہوئی دوسرے دن بوقت صبح ہلکر نے معہ فوج
کے روبرو آکر سلیمان خان پر جو تین ہزار سوار و نکا افسر تھا پہلا حملہ کیا لیکن پسپا کر دیا گیا
سرزم خان [illegible]ہزار سوار کمان میں لیکر دست راست پر اور محمد عمر خان فوجدار مانڈو دست چپ پر
بسرعت آگے بڑھے محمد خان نے بزودی آگے بڑھکر فوج خصم کو ہزیمت دی ماسوا مجروحوں کے
چند سردار بچاس ترک سوار میدان جنگ میں چھوڑ دیئے گئے مسلمانوں کی طرف بارہ آدمی
کھیت رہے دو کوس تک دشمنوں کا تعاقب کیا گیا بعد پہر رات آنے کے غازی اپنے
خیموں کیطرف واپس آئے دس روز تک یعنے آخر ماہ شعبان تک مطابق ۱۹ فروری
سنہ ۱۸۳۱ء باہم جدال و قتال گرم رہا ۔

کچھ عرصہ تک کوئی خبر نظام الملک کے روانگی کی برہان پور سے سننے میں نہیں آئی
آخرکار ۲ر شعبان یعنے مطابق ۲۵ فروری سنہ ۱۸۳۱ء کو ایک خط آیا اور محمد خان نے
قصد روانگی بسوی خرد اکیا اس سے پیشتر کچھ درنگ بوجہ عدم رسیدگی دلیر خان کے
ہوئی تھی دلیر خان نے محمد خان کو اب لکھا کہ یار محمد پہنچ ہی کچھ فوج و چند دستہ

باعث ... ان ملک ... خوف زدہ تھے کہ مرہٹے صرف ایک ترک سوار ایک تھر یا گاؤں میں
خراج جمع کرنے کیواسطے چھوڑ گئے تھے بعد محمد خان کی آمد اور اپنی شکست کے مرہٹے نربدا
کے اسطرف بخوشی چلے گئے ۱۲ رجب سنہ ۱۱۴۲ھ (مطابق ۲۰ جنوری سنہ ۱۷۳۰ع) اوجین یعنے
دار الفتح میں محمد خان کا لشکر وارد ہوا ٭

جاسوسوں نے خبر دی کہ مرہٹے اپنا اسباب نربدا کے اسطرف چھوڑکر بارادہ غارتگری
قصبہ جات و دیہات مالوہ پار اترتے ہیں اور یہہ بھی اطلاع دی کہ اُنہوں نے قصبہ لبانی
کا محاصرہ کر لیا ہے بنا بران بتاریخ یازدہم شعبان سنہ ۱۱۴۲ھ (مطابق ۸ فروری سنہ ۱۷۳۰ع) محمد خان
نے اپنے خیمے نصب کرکے بیرد ھار کی طرف بڑھکر میدان پکڑا کل افواج امدادی میں سے کوٹہ
بہادر والی اُرچھا کی کمکی فوج پہنچی تھی ٭

جب محمد خان دھار کیطرف گیا تو اُسنے اپنے بیٹے احمد خان کو معہ عظیم خان و یار محمد خان
و دلیر خان کی بسرکردگی بارہ ہزار سوار و بیس ہزار پیادوں کے جانب سارنگ پور
و شاہجہانپور بمقابلہ ہلکر روانہ کیا مخالف بعد تباہ کرنے پرگنہ تولائے کے مندسور کیطرف
چلے گئے یار محمد نے ملہار ہلکر سے خفیہ دوستی پیدا کرلی اور دونوں سرداروں نے
پگڑیاں تبدیل کیں حیلتاً یار محمد نے فوج کو جہد پور کیطرف بڑھایا اس نمک حرام یعنے یار محمد نے
ہلکر سے کہا کہ ملک اوجین غیر محفوظ ہے اسکو لوٹو اگر تم کامیاب ہو تو وہاں سے محمد خان پر دھار
کیطرف حملہ کرو ملہار نے بتحریک یار محمد اوجین پہنچکر رکاب گنج میں دو یا تین مکانات پھونک دئے
نایب دعظیم خان بمقابلہ مرہٹان نکلا اور بعد کچھ جنگ و جدل کے مرہٹے محمد خان کیطرف

دی تھی کہ اُنکے پیغام قبول کرکے اُنکو اپنی جانب متفق کرلو *

۲۰ رجب (مطابق ۱۸ جنوری ۱۷۳۱ع) کو نظام الملک نے پھر مقام گالنہ سے محمد خان کو لکھا کہ ۱۷ رجب یعنے ۱۵ جنوری ۱۷۳۱ع کو بمجرد دیکھنے تمہارے خط کے مین برہانپور روانہ ہوا۔ نظام الملک کو یقین تھا کہ محمد خان بالکل تساہل نکریگا اور ہم دونون ملکر نسبت تدابیر کے گفتگو کرینگے بقول شخصیکہ دولت ہم از اتفاق خیزد پھر ایک نامہ محمد خان کو اطلاع دیتا ہی کہ راجہ ابھائی سنگہ باجی راؤ سے صلح کیا چاہتا ہی پیلاجی گائکوار و کنٹہ باندوا اودا جی پوار و انند راو نی نظام الملک کے ساتھہ عقد دوستی مستحکم باندھا تھا اور ترنبک راو بہاڑیہ جو حال ہی مین اپنے باپ کا جانشین ہوا تھا اِن لوگون کے ساتھہ کارروائی کر رہا تھا اِن رفقا کی فوج قریب بیس ہزار سوار کے ہو گئے جمنا براد رباجی راؤ کے پاس نو ہزار سوار تھے اور وہ نانا باری کی گھاٹی سے جو گجرات کی طرف سے بڑھا چاہتا تھا باجی راؤ کی کمان مین تین یا چار ہزار سوار تھے ملکر تین ہزار سپاہ لیکر مالوہ کی جانب گیا تھا روز جمعہ بتاریخ یکم شعبان ۱۱۴۳ھ (مطابق ۲۹ جنوری ۱۷۳۱ع) نظام الملک نے جو قریب دھامن گانون کے تھا محمد خان کے خط کا جسمین اُسنے لکھا تھا کہ مین مقام سدھوڑے میں پہونچا جواب لکھا چونکہ دھامن گانون برہانپور سے تین کوس پر شمار کیا جاتا تھا اِسوجہہ سے نظام الملک کو جلد برہانپور پہنچنے کی امید تھی *

نظام الملک نے بہت عجلت نہ کی کیونکہ وہ بروز یکشنبہ یعنے ۱۷ شعبان ۱۱۴۳ھ

اپنے گھر چلا گیا ہے اور میرا بھی ارادہ شریک ہونے کا ہے آپ میرا انتظار کریں غرضکہ ۲۸ کو دلیر خان آپہونچا اور ۲۹ شعبان مطابق ۲۶ فروری ۱۷۳۱ء کو دونوں سرداروں نے ذیل کوچ کرتے ہوئے نربدا کی طرف راہ لی دیگر اسباب تاخیر کی شاید یہہ تھی کہ محمد خان بغیر امداد کے کوچ کرنے کے قابل نہ تھا یا یہہ کہ بوجہہ اپنی شان کے اُسنے چاہا کہ ملاقات کیجائے مقررہ کو جانی کے حد سے زیادہ عجلت نہ کرے مرہٹے اوجین اور مندسور دھار دیپال پور سے کچھہ عرصہ کے لئے نکالدئے گئے اور اُن کے قلعجات سنے نربدا مسمار کردئے گئے دوسرا خط مرسلہ نظام الملک وصول ہوا جس میں درج تھا کہ ہمنے دریا کو نزدیک غروان بیج کے بتاریخ ۲۰ جمادی الثانی ۱۱۴۳ھ مطابق ۳۰ دسمبر ۱۷۳۰ء برای الطعام [illegible] فتنہ و فساد ضلع بگلانہ عبور کیا ہم سنتے ہیں کہ باجی راو گجرات جاتے ہوئے سلطانپور و نندر بار پہونچ گیا ہے میں خیال کرتا ہوں کہ کنہیا باند و پیلاجی گائیکوار بابت چوتھہ صوبہ گجرات کے میرے خلاف ہے میں ضرور انہیں نکالدونگا اور چونکہ اُن میں جھگڑا و فساد باہمی ہے تو وہ خود مالوہ پر حملہ کرنے کا موقع نپا وینگے ۔

جاسوسوں نے خبر دی کہ باجی راو کا بھائی نوا پورہ کے راستے سے سورت و گجرات کی طرف کوچ کرتا ہے اسعرصہ میں باجی راو سلطانپور و نندر بار کو چھوڑ کر کھرگھن ہوتا ہوا مالوہ کو جاویگا اُسکا بھائی دوہلہ کی راہ سے اُسکا شریک ہو جاوے گا اور دونوں یعنے باجی راؤ اور اُسکا بھائی، ملکر کنہیاجی و پیلاجی گائیکوار کی تہانی مالوہ سے اُٹھا دینگے کنہیاجی و پیلاجی گائیکوار و دانپوار نظام الملک سے گفتگو شروع کی تھی اور محمد خان کو نظام الملک نے صلاح

[illegible] مطابق [illegible] مارچ [illegible] ہوا

نظام الملک اکبرپور سے قلعات راجور و بداوانی کے فتح کرنے کو جو گھاٹ کی دوسری طرف
واقع تھی اور جہان موہن سنگہ رہتا تھا روانہ ہوا ۴ شوال مطابق یکم اپریل ۱۷۳۱ء
سے محصوران قلعہ صلح کے واسطے بعجز و الحاح ملتمس ہوئے اور تجویز کی کہ قلعہ خالی کرکے
نظام الملک کے ایلچیون کو حوالہ کیا جاوے اس امیر کو ایک مہم تازہ و خطرناک درپیش ہوئی
جسوجہہ سے اُسکو ملک کی اون نواح سے چلے جانے مین عجلت کرنا پڑی یعنی اُس نے
یہہ سُنا کہ باجی راؤ نربدا کو چھوڑکر سورت و نرپورہ کی جانب گیا ہی اسوجہہ سے ضرور ہوا
کہ نظام الملک بھی بغیر درنگ ایک لحظہ کے اورنگ آباد و دیگر پرگنہ جات و قلعات ضروری
کی محافظت کی فکر کرے اُس کے مخبرون نے بھی خبر مسطور کی تصدیق اسطور پر کی کہ ہملوگ
جس رات کو چلے تھے اُسکے دوسرے روز باجی راؤ کوچ کرنے کو تھا جمنا جی داموردر رہا
ہوکر بڑودہ سے بیس میل بجانب گوشہ جنوب و مشرق بمقام ڈھوئی مین پہنچ گیا ہی اور
اُسنے اپنے لڑکے کو لکھا ہی کہ باجی راو کوچ کرکے نانا بیاری کے گھاٹ کیجانب گیا ہی
وجہہ نظام الملک کے تردد و عجلت کی یہہ تھی کہ اُسنے سُنا تھا کہ میرے رفقا یعنی پیلاجی
گیکوار وغیرہ نے بتاریخ یکم اپریل ۱۷۳۱ء درمیان بڑودہ و مقام ڈبھوئی واقعہ گجرات کے
شکست کھائی اوداجی و جمناجی پنڈت مقید ہوگئے اس شکست سے کل پیغامات عہد و پیمان
تھے مابین ہر دو سردار یعنے نظام الملک و محمد خان بنگش کے بے سود ہوگئے محمد خان کو کنایتاً
فائدہ پہنچا کیونکہ نظام الملک کو مجبورانہ مقابلہ باجی راؤ میدان پکڑنا پڑا اور اسیوجہہ سے

مطابق ۱۴ فروری سنہ ۱۷۳۱ء اپنی بیادیق کلان و توپ خانہ اور بھاری سامان کو پیچھے چھوڑ کر
نور کو روانہ ہوا ۲۲ کو (یعنی ۱۹ - فروری سنہ ۱۷۳۱ء) مقام سال گانون میں جو برہانپور
سے بائیس کوس کی مسافت پر ہے پہنچکر ارادہ کیا کہ کھرگھن کی راہ سے نربدا کو جاوے
محمد خان سے استدعا کی گئی کہ تو بہرا کی گھاٹی سے جو معمولی راستہ تھا آوے روز شنبہ
بتاریخ ۲۳ کو نظام الملک بیس کوس پرگنات سے اکبرپور کی جو نربدا پر واقع ہے پہنچا پیش
خیمے دوسرے دن جانے کو تھے اور ۲۰ - (یعنی ۲۲ - فروری سنہ ۱۷۳۱ء) کو امید اکبرپور
پہنچنے کے تھے نظام الملک کے داروغہ نے بوقت واپسی خبر دی کہ محمد خان ہنوز اکبرپور
کے گھاٹ کے قریب پڑا ہوا ہے اگرچہ ملاقات کا بہت اشتیاق تھا مگر نظام الملک نے
خیال کیا کہ بوجہہ شان و شوکت کے محمد خان باقی ماندہ مسافت دو کوچ میں طے کریگا
محمد خان بجواب ایک خط منجملہ دیگر خطوط کے شکایت کرتا ہے کہ کنہیاجی و جمناجی و دیگر
مددگاران نے کچھہ فوج بھی میری کمک پر نہیں بھیجی نظام الملک اُس کی دلجمعی کرتا ہے
کہ یہہ لوگ بہت دور پر نزدیک مانڈوی کے ضلع سورت میں ہیں کچھہ عرصہ نظام الملک
کے ایک قلعہ کے لینے میں صرف ہوا اور عرصہ تک ملاقات مقررہ اسی وجہہ سے ظہور میں
نہ آئی ہمکو خبر اُن حالات کی جو وقوع میں آئے نہیں معلوم ہوئی ہے بجز اسکے کہ دونوں صوبہ
اُنھوں نے (یعنی نظام الملک و محمد خان) بالاتفاق مرہٹوں کی سرکوبی کے واسطے
کارروائی کی محمد خان نے جو رپورٹ خدمت بادشاہ میں ارسال کی اُسمیں نظام الملک
کی نہایت درجہ تعریف لکھی کہ یہہ بڑا نمک حلال و فرمانبردار رعایاے سرکار دہلی میں سے ہے

راہ گم کی تھی اب ہماری فوج سمندر کے خلیج کے کناروں پر آئی +

بیشتر ہماری فوج درمیان جنگلوں اور ممالک غیر متصرفہ خاندیس و سورت و کوکن کی گذری جہاں بوجہہ کثرت اشجار کے راہ ملنا ممکنات سے تھا جب یہہ لوگ سورت مین داخل ہوئے مخالف دشمن کیجانب جو قلمرو انگریزی مین تہی ہٹا دئے گئے اور پھر وہانسے بھی کوکن کی طرف جو دکن کی سرحد ہی پس پا کر دئے گئے تب اعدا ایک مقام پر جہان سے کہ تل کوکن سے گھاٹ کے قریب کے ملک مین جانے کا راستہ ہی پکڑ لئے گئے شکر ہی خدای ذوالجلال کا کہ صوبہ گجرات باجی راو کے دست برد سے امن و امان مین رہا مالوہ کو بھی کچھہ مقام خوف و خطر نہین ہی اور قلعہ سورت جو خانہ خدا یعنی مکہ کا دروازہ ہی کافران بداندیش کے قبضہ سے نکال لیا گیا +

جب محمد خان نظام الملک سے ملنے گیا تھا اسوقت اسنے اپنے بیٹے احمد خان کو بھمری مقیم خان واسطے فتح کرنے قلعجات کالکلی و جکلدہ کے جو نربدا کے دستار است پر واقع ہی اور جاودوا نپوار کے صدر مقامات تھے بھیجا تھا ہر دو مقامات مذکورہ صدر مضبوطی مین مشہور تھے خصوصا جکلدہ جسمین چار قلعجات و عمیق کھائیان ہین اور تین طرف جنگل چوتھے جانب دریاے نربدا تھا چونکہ ان قلعہ جات کی افواج نے مقابلہ سخت کیا اسوجہہ سے محمد خان نے ارادہ کیا کہ خود اپنے لڑکے کی کمک پر جاوے اور بتاریخ یکم شوال ۱۱۴۵ھ (مطابق ۲۹ مارچ ۱۷۳۲ع) کو اکبرپور چھوڑکر دو روز مین نزدیک کالکلی کے جا پہنچا ایک حملہ مین اس قلعہ کو لیکر پھر یہہ لوگ دوسرے دن جکلدہ کے محاصرہ کے واسطے آگے بڑھے

مالوہ کچھہ عرصہ تک غارتگری مرہٹان سے پناہ مین رہا باجی راؤ دوکن مین لڑائی مین اپنا
بچاؤ کرتا رہا +
گرانٹ ڈوف لکھتے ہین کہ کوئی بڑی لڑائی درمیان باجی راؤ و نظام الملک کے اپریل
سنہ ۱۷۳۱ع تا وقوع صلح باہمی (یعنے لغایت ماہ اگست سنہ رواں) نہین ہوئی نظام الملک
اخیر خط مین محمد خان کو حال فتحیابی باجی راؤ بطریق ذیل لکھتا ہی کہ باجی راؤ نے
بڑودہ کا محاصرہ کر لیا تھا جہانکہ اُسی کے قوم کے لوگ رہتے تھے مگر فوج اسلامیہ کی آمد کی
خبر سُنکر مرہٹون نے محاصرہ اٹھا کر سورت کی طرف راہ لی اور بخیال فاصلہ کے اپنے
آپ کو امن سمجھکر گرنہ کلا کو تاراج کرنے کیواسطے لوٹ پڑے +
یہہ خبر سُنتے ہی نظام الملک لکھتا ہی کہ مین نے اکبرپور کے گھاٹ کو چھوڑکر مانڈو کے قلعہ
کے نزدیک سے گذر کیا اور اپنا بھاری ساز و سامان و بڑی توپین برہانپور روانہ کردین
کوچ بر کوچ کرتا ہوا مین دریا پر پہونچا اور چونکہ توپون کا پار اترنا بہت دشوار تھا انہین پیچھے
ہی چھوڑ دیا بعدہ' بشتابی ہرچہ تمامتر بندر سورت مین پہونچا اور تیسری مرتبہ مالوہ مین بھاری
اسباب جو مانع عجلت تھا چھوڑ دیا اگرچہ بھوک اور پیاس سے عاجز آگئے تھے مگر ہماری
فوج آگے بڑھتی گئی سواری کا ملنا بہت دشوار ہوگیا دو تین روز تک بہت کثرت سے
آدمی ضائع ہوئے بہت عرصہ تک جنگل و بیابان مین گذر ہوا اور بعد عبور گھاٹ کے
ہماری فوج نے دشمنون کے قریب پہنچکر یکایک اونپر حملہ کیا فوج غنیم کے پاؤن اوکھڑ گئے
توپ و بندوق و گولی نے جماعت کثیر مفرورین کو قید کرلیا علی الخصوص رات کو جب دشمنون نے

ور بادشاہ کے مشیر تو بالکل اِن معاملات کو نہیں سمجھتے ہیں چونکہ یکم اپریل ۱۷۲۱ء کی شکست
سے اتفاق درمیان نظام الملک اور محمد خان کے ٹوٹ گیا تھا اِس سبب سے یہہ شکایتیں
بے سود تھیں ذیل ہیونچے خط کے قلعجات لیلئے گئے تھے اور زمین کے برابر کردئے
گئے تھے *
محمد خان قلعہ کوفی کے لینے کیواسطے روانہ ہوا جو مالوا کے بھیلان کا رہنے کا مقام تھا
س قلعہ میں چار گڑھیان تھین اور اُنکے گرد ایک عمیق خندق پانی سے بھرا ہوا تھا
ہر طرف سے ڈھالو پہاڑیان اور دشوار گذار راستے تھے شب و روز بندوق و بان
وغیرہ و تیر و رہکلہ و توپ کی لڑائی ہوتی رہی پہلا مورچہ چھین لینے پر اہل قلعہ عہد و
پیمان کے واسطے درخواست کی اور اُنکی درخواست منظور ہوئی یہہ قلعہ توڑا نہ گیا کیونکہ
دشمنون کی دست برد و غارتگری سے اسکی وجہہ سے پناہ رہا کرتی تھی جب محمد خان
ان قلعجات کے لینے مین مصروف تھا اُسنے سنا کہ ملہار ہلکر ممالک مہوزہ و مندسُور
میں لوٹ مار کر رہا ہی فوج شاہی نے قرب و جوار میں سارنگ پور و شاہجہانپور و دھار
کے اُسکا مقابلہ کیا تھا تب وہ تھوڑے عرصہ کیواسطے علاقہ جے پور میں چلا گیا تھا
اُسوقت میں تھوا ایک مرہٹہ سردار نے کانتھہ کے گردپیش کے دیہات کو غارت
کیا یہہ دونون سردار (یعنی ملہار و تھوا) متھوارہ سے متفق ہو گئے کہ شاہجہانپور
و اُت کے درمیان کی راہ کو لوٹ مار کرین اطلاع اِن واقعات کی شیخ امانالله مہتمم
شاہجہانپور جاگیر نظام الملک و نیز داؤد خان چیلہ نایب فوجدار سارنگ پور کی جانب سے

... جن مضبوط مقامات کے عوض ... سبب مغلوب ہوکر عاجز آئے آج سے
خوشگوار ہوئے تین ہزار آدمی زن و مرد مطیع فرمان ہوئے اور رہا کردیئے گئے فصیل
و خندق و برج ... کر دیئے گئے او کنجیان سونے کی بطور علامت فتح و ظفر کے
بادشاہ کے روبرو حاضر کی گئین جب مسلمان نزدیک جیکلدھ کے پڑے ہوئے تھے
اُسوقت مین باجی راو مقام جانجوہ کی طرف لوٹ مار کر رہا تھا اور راجہ ابھائی سنگھ
اسکا مقابلہ کر رہا تھا محمد خان چاہتا تھا کہ بعد صاف کرنے ان مقامات و منہدم کرنے
قلعجات کے اوسطرف کی راہ لی ٭
اودواجی کے قلعون پر دخل کرنے سے نظام الملک نے شکایت کا دفتر کھولا اوس نے
پیشتر محمد خان کو لکھ بھیجا تھا کہ اوداجی اور اُس کے دوست باجی راو کے دشمن ہین پس
اونکے ساتھ سلسلہ پیغام جاری کرنے مین لحاظ کی کارروائی کرنا چاہئیے اگر کوئی
آدمی ملک کا قلعون مین ہووے تو اُسکو گرفتار کرنا چاہئیے ورنہ حملہ وغیرہ ملتوی رکھنا
چاہئیے کیونکہ اُن قلعون کو دینے اوداجی وغیرہ کو فساد بات کے لئے ناراض کرنا
اسیطرح بیرقائل تحسین نہین ہی قبل انہین یکسال راجہ ادھراج (یعنی راجہ جیسنگھ سوائی
والی جیپور) نے اُن قلعون کو خالی کرلیا تھا مگر وہ بھی قایم نرہا بعزا لکان قدیم اُن پر
مسلط ہوئے اگلے نظامون نے اُس مقام کے واسطے جو اُجین سے کچھ فاصلہ پا
گوشتہ مین واقعہ ہی اپنے آپ کو تکلیف نہ دیے اُنپر دخل کرنے سے تکلیف تو بہت نہ
اور فائدہ بہت کم ہی علاوہ اِن باتون کے ایسے وقت مین ... دست اندازی ... کا ...

لیکن دوسرے دن جب نواب شاہجہانپور داخل ہوا تو داؤد خان نائب سارنگ پور نے

اطلاع دی کہ اگر آپ بہت جلد میری امداد نکرین گے تو مہار مجھے تنگ کرینگے الغوث

اس خبر کے آدھی رات کو مہاراو اور کنور بہادر اور پسران راجہ چندیری فوج ہراول کے

کمان پر متعین کے گئے اور سپاہ روانہ ہو کر سارنگ پور مین جو شمالی رخ پر انیس میل کے

فاصلہ پر شاہجہانپور سے واقع ہو غروب آفتاب کے یکنیم گھنٹہ بعد داخل ہوئے افواج

ہنوز کوچ کر رہی تھین یا عبور ندیا مین مصروف تھین کہ ناگاہ ملکر اور انتھو معہ دیگر مرہٹون

کے نمودار ہوئے مسلمان لوگ فوراً بر سر مقابلہ ہوئے اور غروب آفتاب کے ایک گھنٹہ بیشتر

تک لڑائی ہوتی رہی مرہٹے بھاگ اٹھے اور افواج اسلامیہ نے چار میل تک انکا تعاقب

کر کے بہت سے مار لئے محمد خان معہ سپاہ کے آدھی رات میدان جنگ مین رہکر اپنے

آدمیون کو تعاقب کے لئے ہدایت کرتا رہا اور خیمے اور ساز و سامان اعدا کا جنکو مرہٹی

زبان مین پڑاو کہتے ہین لوٹتا رہا جب متعاقبین مقام سنیرے کے نزدیک جو قریب

[illegible]

[illegible]

آئے تھے اُسوقت مین بھی فتحسنگھ داؤل بانسی و دیگر مرہٹان نے نربدا کو عبور کیا تھا لیکن
پر ہندوستانی افواج نے اُنکا مقابلہ نہ کیا تھا اور یہہ لوگ ملک مانڈو کو غارت کرتے ہوئے
بادی گڈھہ کے راستہ سے اپنے وطن کو چلے گئے تھے +
محمد خان لوٹ کر بتاریخ ۱۲ ذیقعدہ ۱۳ سنہ جلوسی کو (مطابق ۹ مئی ۱۷۳۱ء) اوجین پہنچا
محمد خان شکایت کرتا ہی کہ میرے سوا اور کوئی شخص دلسی خواستگار مرہٹون کی شکست
کا نہین ہی سب سے بڑی مصیبت یہہ تھی کہ محمد خان کی فوج نے بغاوت کرکے اپنی تنخواہ
کی بقایا طلب کی اُسوقت محمد خان نے اُنکو کسی نہ کسی طرح سے رضامند کرلیا پھر راجہ
کنور سنگھ ولد راجہ اجیت سنگھ پرگنہ محمد پور کو اور سید فتحعلیخان بارہ پرگنہ بھدآور
کو بدین غرض بھیجے گئے کہ اِن مقامات کو مخالفون سے محفوظ رکھیں اور اُن کی راہ آنیکی
بند کردیں انور خان اوجین ہی مین چھوڑا گیا اور مقیم خان کو حکم ہوا کہ جو کوئی دشمن
اوجین مین آوے اُسے نکالدو بعد اِس انتظام کرنیکے محمد خان نے ۱۹ ذیقعدہ (یعنے
۵ امئی ۱۷۳۱ء) اوجین کو چھوڑا پھر اودرجن سال حاکم کوٹہ وکنور بہادر والی ارچھا و پسران
راجہ چندر بری سے درخواست کی گئی کہ محمد خان کی فوج اپنے زیر کمان لیکر انتھو پر
جو اُسوقت مین کانتہ کے نزدیک ایک ہزار فوج سے پڑا ہوا تھا، اور ملیار پر جسنے
چنگرد نواح سارنگ پور مین سرشورش اُٹھایا تھا) چڑھائی کرو یہہ بابت سرداران
مذکور الصدر نے نامنظور کی +
۷ ذوالحجہ کو (مطابق ۳ جون ۱۷۳۱ء) محمد خان کانتہ کے نزدیک پہنچگیا انتھو نے جگہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

یہاں شاہی اور فوج اسکے پیچھے ہی تو یہہ لوگ ہٹتے تھے نہ رستے پر لوگوں میں [illegible]
بھاگ کر نہیں آیا ہے اور اگر فوج انکے علاقوں میں چلی آئی تو وے اپنے حرجہ کی بڑی
شکایتیں کرتے تھے اسیطرح ہر ایک معاملہ حالت ابتری میں چھوڑ دینا پڑتا تھا اور ملک کا
از سر نو انتظام غیر ممکن تھا ۔

رام پورہ کے زمیندار ملہار ہولکر سے سازش رکھتے تھے اور ملک کی غارتگری میں ممد و
معاون تھے جب فوج شاہی انکا تعاقب کرتی تھی تو راجہ جے سنگہ سوائی دربار میں [illegible]
ہوتا تھا اور محمد خان بنگش [illegible] محمد خان اپنے بچاؤ کے لیے جو کچھ ہوا تھا
اوسکا بیان کرتا تھا ۔

[illegible] آخر [illegible] تھا [illegible] راجہ اور مہاراج نے فیصلہ کیا کہ
[illegible] ایک [illegible] محمد خان کے
[illegible] اپنے گھر کو پھری چالیس سال [illegible]
[illegible] کے [illegible] جے سنگہ سوائی کے آدمی [illegible] کوس کے فاصلہ
[illegible] سے [illegible] نے اسکو ٹھہرا کر
[illegible] ملاقات کرنے کی اجازت [illegible]
[illegible] راجہ اور مہاراج جو اکبر آباد
[illegible] ابوالمنصور خان [illegible] صوبہ مالوہ پر
[illegible] مقرر [illegible]

[illegible] کال میں محمد [illegible] نے جو اور لوپذیریت [illegible]

[illegible] روپیہ کی ضرورت ہے اور میری فوج کے طور و طریق باغیانہ

[illegible] بھی غیر ممکن الوقوع ہے آپ میری روپیہ اور میری فوج سے مدد

[illegible] ضروری عرائض کا مرحمت نہ ہوا ٭

[illegible] سے اور بھی زیادہ ہوگئی یقین کہ صوبہ مالوہ تمام و کمال جاگیر

[illegible] مرحمت کر دیا گیا تھا جنگی خان دوران خان روشن الدولہ اسی کا

[illegible] زمینداروں کی بھی شکایت دربار میں کرتے تھے مگر زندہ بھی

[illegible] کے واسطے نہ بچی تھی کہ اپنا پاؤں رکھے اور

[illegible] ایک تالاب سے جو [illegible]

[illegible]

...ہ وصول نہ ہوتا آخر کار اِسنے شفیق اللہ خان کو گھیر لیا اور اُس کی رسد بند کر دی بلکہ
...بنگہ محمد خان کے ہندوستان میں آمد و رفت کے راستہ میں تھا اسوجہسے وہ محمد خان
...بہت ستاتا تھا جو دوار جو بطور ایک دروازہ کے ایک وقت میں ایک آدمی کی گذر کے لائق ہی
کھلا ہوا رہتا رہگروؤن کے واسطے تھا بعد اُسکے جو رستہ تھا اُسے بعد دربار راجہ نے
بند کر دیا تھا سات یا آٹھ مرتبہ چھتر سنگہ کے آدمیون نے قاصدون کو دوار کی گھاٹی میں
لا تھا اور اُن کے خطوط لے لئے تھے صرف دو قاصد بعد دینے خطوط کے
...جان بچا کر بھاگ گئے تھے اِس تکلیف کے رفع کرنیکے واسطے محمد خان نے پھر درخواست
کی کہ میرا لڑکا اکبر خان فوجدار دوار و بھدا و رمقرر کیا جاوے یا اگر یہہ ناپسند ہووے تو
...شخص بنگال کی قوم کا متعین کیا جاوے کہ رستہ آمد و رفت کا برابر کھولدے یہہ عرضداشت
...دربار میں وجہہ نامنظور ہوئی کہ شاہ آباد حال میں راجہ چھتر سنگہ سے لے لیا گیا ہی اور اب اُسکا
واپس ... دوار بغیر کسی قصور کے نہیں لیا جا سکتا ہی بطور دوسری تجویز کے نواب نے اصرار کیا
...چھتر سنگہ کی جاگیر و منصب چھین لینا چاہئے تاکہ اور لوگ اِس بات سے سبق حاصل کریں
...آئندہ تا ... حکم سلطانی میں ... کئی مرتبہ لکھنے کے جواب ... بے فائدہ تھا محمد خان نے
... چھتر سنگہ کے مقابلہ کے واسطے جنگی کاروائی کرنے کا مصمم قصد کیا +

... [illegible] کے دوسرے سال کے شروع میں ۱۰ اکتوبر - نومبر ۱۷۳۷ء کو محمد خان ... سے
... کوچ کیا جو قریب پچاس میل کے شمال میں مرو ... کی ہی اعلان یہہ کیا کہ میں دربار کو
... تاریخ ۴ جمادی الاول ۱۱۵۰ھ مطابق ۲۲ اکتوبر ۱۷۳۷ء کو فوج نے دیکھا

کش ادا کیا کرتا تھا ایک لاکھ روپیہ راجہ گردھر بہادر کو علاوہ چار ہاتھیوں کے ادا
محمد خان نے بالعوض نقصان سالانی کے اس جاگیردار کو فائدہ پہنچایا جب معلوم ہوا
تو اس نے زمینداروں پر لگان اضافہ کیا اور روپیہ وصول کر کے جاگیردار کو دیا
[illegible] حصہ علی خان کا، جاگیرات عبدالرزاق خان و خواجہ مظفر خان
تھا بعد بندوبست [illegible] کے محمد خان کا ارادہ ہوا کہ [illegible] کو جاگیر راجہ ہوا
چھوڑا ہے جب محمد خان نے دیکھا کہ کوئی پیسہ بابت [illegible]
کرنا ہر ایک نائب کی جگہ [illegible] ہوا [illegible] آئے اور
آباد [illegible] میں بھی جس کی فوجداری راجہ جبر سنگھ نے ابھی تک نہیں چھوڑی
[illegible] اللہ خان نائب محمد خان سے [illegible] کی بھی بندوبست کر کے اس
کو [illegible] خان نائب [illegible] کو پہنچ گئیں اور کچھ شک نہیں ہو کر اس وجہ
واپس بلایا گیا ۔
[illegible] جس کی [illegible] خان [illegible] کی کہ [illegible]
[illegible] محمد خان [illegible]
[illegible] کے قریب [illegible]
[illegible] کے قبضہ میں [illegible]
[illegible] ہوا [illegible] اس حکم پر [illegible]

بہر جگہ مرہٹے دیہات کھیجن و اوہاں کو سوتی میں کثیر التعداد تھے اگر . . میں یہہ لوگ

چوتھہ یعنے چہارم ہی لیا کرتے تھے مگر انہوں نے مالوہ و گجرات کے نصف حصہ دہیا

نا تین حصوں سے بھی زیادہ لیے چونکہ اس سال (یعنے سنہ ۱۱[illegible]ھ) انہوں نے انہیں

نے گجرات بالکل سلامتی میں چھوڑا تو ایک لاکھ سوار مالوہ میں لائے فتح سنگھ کا [illegible]

چاروں و اسندھو جرا اور اودا جی پوار تاباجی و دیگران نے پچیس ہزار سے زیادہ سواروں

ملاسان کے قریب مشرقی رخ پر چھپر سرونج سے جانب چندیری [illegible] سپاہیات کو مع سرونج کے

قائم کیا تھا اور باجی راؤ و ملہار و دیگران مع فوج تیس ہزار سوار ہو کے قصبہ استوارہ میں ٹھیرے

تھے اور بھی فوج قریب بارہ ہزار کے تھی جسنے نربدا کو عبور نہیں کیا تھا دوسری فوج

جو دس سے بارہ ہزار تک خیال کیجاتی تھی مالوہ کی جانب گڑہ کے راستہ سے

بڑہ رہی تھی اس طرح سے کل افواج اعدا اسی یا نوے ہزار چاروں طرف سے بڑھتی آتی تھیں

وقت مرہٹوں نے نربدا کو عبور کیا تو زمینداروں نے اپنے گماشتے بھیجے کہ تعدا

[illegible] کی جاوے گی مقرر کرلیویں تب روپیہ ادا کردیا گیا اور پھر یہہ راجہ اپنے علاقہ

[illegible] اپنے گھروں میں [illegible] و دیگران

[illegible] خراج ادا کرتے [illegible] راجہ ارچھا [illegible] راجہ [illegible]

[illegible] خراج انکو دینا تھا اسکا [illegible] زمیندار

مرہٹوں کے ساتھ [illegible] بدلی اور اتحاد کرلیا +

لیکار اُسکا محاصرہ کر لیا گاؤن والون نے اپنے قلعہ کی طاقت پر بھروسا کرکے مقابلہ کیا اور تین

پہر تک لڑے آخر کار بھاگ اُٹھے اور وہ چھوٹا قلعہ بسبب سواری نے لیا گیا فوج قلعہ مین جماعت

کثیر کام آئی یا بہت سے نیم بسمل سمجھکر چھوڑ دیے گئے دوسرے دن چاندور پر جہان ایک مضبوط

قلعہ تھا اور جہان کے زمیندار شرارت مین مشہور تھے حملہ کیا گیا تمام دن لڑائی ہوتی رہی انجام

کار یہہ قلعہ بھی قبضہ مین آگیا اور جانبین سے بہت سی جانین تلف ہوئین ✦

مسلمان لوگ پھر چرگون کی طرف گئے یہہ قلعہ ایک بلند پہاڑی پر واقعہ تھا اور ایک جنگل اور

متعدد دمدمون سے محیط تھا قلعہ کے محافظ اپنی تعداد پر بھروسا کرکے اُن جھاڑیون اور

گھاٹیون مین چلے گئے چوبیس ۲۴ دن تک صبح شام لڑائی ہوتی رہی یہانتک کہ دشمن

صلح کے خواستگار ہوئے اور صلح ہوگئی تب فوج شاہی بھاندھ کو جو کہری سنگہ نبیرہ چترسنگہ

کا مضبوط قلعہ تھا پہری کہری سنگہ رات کو بھاگ گیا اور اُسکا قلعہ لے لیا گیا دو تین اور

قلعجات اسیطرح پر حیطہ تصرف مین آئے ✦

شاہ آباد مسکن چترسنگہ پر سب سے پیچھے حملہ کیا گیا لوگ بیان کرتے تھے (شاید کچھہ مبالغہ ہو)

یہہ قلعہ مثل قلعہ گوالیار کے مضبوط ہے تھوڑے عرصہ کے بعد چترسنگہ نے مقابلہ کرنا چاہا

اور محمد خان نے اوسکو بلا لینے کی کوشش کی یہہ بات قرار پائی کہ چترسنگہ محمد خان کی

تا شریک ہووے اتنے مین خبر پہونچی کہ باجی راؤ نے ایک تازہ حملہ کیا

اُس دن کے جو کوچ کے لئے مقرر ہوا تھا چترسنگہ نے اپنی [illegible]

منظور کیا گیا لیکن بات کو چترسنگ

البتہ اپنے

اور زیادہ [illegible] جانا لازم واسطے مقابلہ مرہٹوں کے صادر ہو تو ضرور [illegible] اور روپیہ بھی
جاوے اور اگر صلح منظور ہووے تو میں اسی کی مطابق عمل کروں

محمد خان نے ۱۷۳۸ء کے موسم برشگال میں سرونج میں بود و باش رکھی اور اپنی [illegible]
حضرت میں دہلی کو واسطے مدد ہی کے لکھا کرتا تھا وہ پیشین گوئی کرتا ہے کہ اگر مرہٹے
لئے تو دوسری سال نربدا کے کناروں سے اکبرآباد و الہ آباد و قریب علاقہ بہار تک
پھیل جاوینگے اور آخر کار اجمیر پر آگرینگے صوبہ مالوہ کی آمدنی فوج کی تنخواہ کے لئے بھی
کفایت نہیں کر سکتی ہے جس برس میں نے خاندان سلطانی کی خدمت کی لیکن جو کچھ
روپے پیس انداز کیا تھا سب خرچ ہو گیا ہے میری جاگیریں بھی بندیلوں کے ہاتھ میں [illegible]
جب میں مالوہ کو بھیجا گیا تھا تو وزراے مجھ سے سخت قسمیں لی تھیں کہ جب تک صوبہ مذکور
انتظام نہ ہو جاوے تب تک اپنی جاگیروں کے چھوڑانے کی کوشش نہ کرنا عرصہ
میں جان نثار خان فوجدار کو ڈانے عرصہ تین برس سے سہنڈا سے زرکثیر وصول کیا
دیگر پرگنہ جات اندی سنگرام کو بطور امانت سپرد کر دی گئی بغیر چالیس ہزار
پچاس ہزار سواروں کے انتظام نہیں ہو سکتا ہے اور میرے پاس اسقدر روپیہ بھی نہیں ہے
سواروں کی تنخواہ ادا کروں بدین وجہ میں [illegible] لاکھ روپیہ ماہواری اور [illegible]
[illegible] اور [illegible] ہنگام [illegible] طالب ہوں مرہٹوں کے پاس چار یا پانچ افواج
ایک دوسرے سے پانچ یا چھ میل کے فاصلے سے پڑی ہوئی ہیں اور یہی انتظ
[illegible] کا بھی [illegible] جاوے اگر میری بات میں [illegible] ہو [illegible] ایسا ہی [illegible]

خان جو ہری ریاست مین اعلیٰ درجہ کا مرتبہ و قدرت رکھتا ہی میر سے بچا ما

بر کیا ہنا جو مدعا ہو اسکو کھینچا جائے یہلا جاوون اور ہمارا ملک ہدیت پیرو ہان کے ماتحت

سے بہرور اُس ملک کی مرضی کے مطابق عمل کرینگے ۔

جب محمد خان نے سُنا کہ دشمن کھلاسا کی جانب بڑھتی جاتی ہین تو لو وہ ڈمگر کوہ

قندہار سے بہ روز کوچ کرکے سروج پہنچا یہہ قرار پایا کہ کل علی الصباح دشمنون پر حملہ

کی جن کی نسبت خبر تھی کہ تعداد مین تیس ہزار تھے تب یہہ خبر ملی کہ ہمارے استوا

دیا اور بچا بیس ہزار سوار کے ساتھ روانہ ہو کر جہانا د کو نے سے کھنڈل شہر اکر سروج

مسیل کے اندر آپہنچا یہہ بیس ہزار آدمی ہندستو لر واد مین و شاہجہانپور مین جا

و مغرب سروج کی پھیلی ہوئی ہی ۔

یہہ صحیح بات تھی کہ اگر محمد خان کھلاسا کو جاتا تو دشمنون کو شکست دیتے اور انکا

نے مین دس سے پندرہ دن تک صرف ہوتی اور اُس کی عدم موجودگی میں

پر سپاہیر وار سروج و کھیلسا و دیگر قصبہ جات کو لوٹتا محمد خان نے اُس وقت

تمام سپاہیر داروں کو بلوا کر لڑائی جلدی کے متعلق مشورہ کیا اور

یہہ بچاؤ [illegible] ہو جانے کے مرضی کو [illegible] سے چلے گئے اور

دن کے قریب [illegible] یہہ لوگوں نے [illegible] مرشون کے محمد خان

تھا مگر محمد خان نے [illegible] ہو کے آنکے پیچھے سے انکار کیا

بچھاڑ دربار مین پہنچ جاتا تمہارے گماشتون کی سازش سے ہوا شاہنواز خان لکھتا ہی
مین نے بڑی سعی و کوشش سے پرگنہ اکبرپور کا علیہ ۱۱۲۶ فصلی سے ازسر نو
حل کیا ہی حالانکہ حضور فرماتے تھے کہ چند سال ہوئے کہ یہہ پرگنہ صرف ایک فصل کے واسطے
عطا کیا گیا تھا اور افسران دیوانی بھی اعتراض کرتے تھے کہ وہ خالصہ بھی ہو چکا
اسوقت مین لکھا گیا تھا خان دوران خان بڑے شد و مد سے اپنی دیانتداری کا بیان
کرتا ہی اور کہتا ہی کہ سوائے اُس جاگیر اضافہ شدہ کے جسکی قیمت ایک کروڑ دام تھے
اور جو سیدون کی عملداری مین ۱۷۱۳ء لغایت ۱۷۲۰ء مجھکو عطا ہوئی تھی مین نے کچھہ
مین پایا ہی علاوہ اسکے اور کوئی چیز مجھکو حرام کے برابر ہی پھر مجھہ کو موقوفیون اور اسامیون
جاگیرون پر تقرر کرانے سے کیا ملیگا جب تم مالوہ پر متعین ہوئے تھے تو بوجہ دوستی
کے مینے اپنے ایک خاص رشتہ دار کو جسکو پہلے وہ جگہ نامزد ہوئی تھی بڑی مشکلون سے
علیحدہ کرایا تھا ۔

ایک فرمان خاص دستخطی بادشاہ سرونج مین پہنچا جسمین محمد خان کو اطلاع دی گئی تھی
جنگ جو اُسکا جانشین مقرر ہوا تم مستقر الخلافت اکبرآباد مین حاضر ہو وہان
دولت بھی نیند کھلنے کے محفوظ جنگلات شیولی مین جو نزدیک دہلی کے ہیں تشریف
لے گئے مین اطلاع اپنی روانگی کی کچھہ پیشتر بتاریخ ۲۸ جمادی الاول مطابق
... محمد خان کو ... خطوط مرسلہ قائم خان ... خطوط مرسلہ ...

مرہٹوں کو کام آئے میں مجھی اُس کی ماتحتی میں کام کرونگا کہ تجھ کو لکھتا ہوں

بادشاہ نے گرنا ہوں جانب سے انکو فتح کیا معاملہ اسکے کیسا آسان ہوگا

مرہٹوں سے ملک کے ایک گوشہ کو نجات حاصل ہووے اگرچہ

بیچ ہو دین اگر یہہ معاملات اسطرح پر چند روز اور چلے گئے تو یہہ مفسدہ بہت

تک طویل ہوجاویگا بدین وجہہ یہہ بہتر ہے کہ مرہٹوں کی دست اندازیاں انکے

یادین مختصر سرچشمہ بامدگار جن یہہ سیل جو جو برشدہ شاید گزشتہ ہو

لعوض ملک بائی کے خط لکھا ہے تاہم چند زمیندار ان کے بدین ابھار آئے

نظام مقرر ہوا چاہتا ہے تم لوگ اسکی آمد کا انتظار کرو اور محمد خان سے ست

نظر کو حرارت انگیز خطوط مرہٹوں کو بھیجے گئے اگرچہ نظام الملک سے

محمد خان نے عرض کی تھی مگر اس نے بھی کچھ اشارہ نہ کیا تب کچھ فاصلہ سے مدد

حاصل کرنے کی کوشش کی گئی از روئے ایک پرچہ مورخہ ۲۰ رمضان

سنہ جلوس میں نواب نے سترہ ہزار روپیہ مالوہ کے سرداروں

ہمراہیوں دیتا ہوں اور افاغنہ کو کابل میں رہتے تھے بھیجا اسنے زر

پر فوج بھرتی کرو مگر کوئی شخص بھرتی ہونے نہ آیا

محمد خان نے عرائض کے جواب میں دربار سے ایک ملامت آمیز خط ملا

جس میں یہ مضمون تھا کہ تم نے مرہٹوں کو تمام ملک میں پھیل جانے دیا اور تمہارے

کچهه عرصه کے بعد اس کے پاس ایک فرمان مرسله بادشاه بدین مضمون پهنچا که خبر هو که
رهٹے سروج و مهدار کے درمیان مین مین اور زمینداران فرقه اسیت سکے لوٹنے مین مصروف
عمدة الملک اعتماد الدوله قمرالدین خان اُنکے مقابله کے واسطے مقرر کیا گیا هی اور تم بهی
کے شریک هو اعتماد الدوله نے بهی ایک خط اسی مضمون کا محمد خان کو لکها تها ٭

ب خان وزیر الممالک سکے همراه ظهیر الدوله مجاهد جنگ معه بهائی سکے اور خان فیروز جنگ
ولد آصف جاه نظام الملک اور داماد وزیر کے آئے اور جب اکبرآباد پهونچے تو محمد خان
سے ملنے اور اُنکا استقبال کرنیکے واسطے نکلا دوسرے دن وزیر نواب کے گهر آیا اور
مقرر هوا که اس مهم مین شریک هو محمد خان اس جنگ کو بطور جهاد کے سمجهکر شریک هونے
رضامند هوا تب همراهی خان فیروز جنگ و مجاهد جنگ کے محمد خان نروار کے اُسطرف
وه انگر کی طرف جو کلارس کی جنوبی طرف واقع هی بڑها وهان سُنا که کافرون نے
دریا کو عبور کیا هی لیکن راجه جیسنگه سوائی نے اِسوجهه سے که اُنکی راه مسدود نکر سکا
ب مکان پر اپنے ملک کو روانه کر دیا اور خود بهی ایک منزل اُسطرف کو روانه هو چکا هی
اسی عرصه مین ایک خط راجه جیسنگه سوائی کا آچکا تها محمد خان کو اسوجهه سے که موسم
ب آگیا هی اور اسوقت کچهه نهین هو سکتا هی تاکید او واپس آنے کا لکها محمد خان بمطابقت
اور [illegible] وزیر سے پهر مل گیا۔
نے کے واسطے سرکوبی اُسیر کو کوچ کیا جس سکے اغوا سے جان نثار خان فوجدار

بار میں محمد خان کا قائم مقام تھا پہنچ گئے تھے احکام منعم خان کے نام جاری

ہوئے سپاہ و چین و دیگر متعلقات کو راج ادھر راج کے نوکروں کے حوالے کر کے محمد خان مع

خاندان ۲ ماہ روانگی کر مطابق ۱۲ اکتوبر ۱۷۳۸ء) نواب کا خاندان و متعلقین اپنے گھر

روانہ ہوئے منگل خان نے جو آدمی جمع کئے تھے وہ برضای بادشاہ راج ادھر راج

(جی سنگھ سوائی) کے نائبوں کے حوالے کر دیئے گئے تب محمد خان مالوہ کو چھوڑ

کر آباد میں بتاریخ ۲۲ جمادی الثانی (مطابق ۲ دسمبر ۱۷۳۸ء) پہنچا جہاں کہ وہ

سے نکل گیا تھا ⁎

علاوہ روپیہ کی تنگی اور فوج کی تمام ناکامیابی کی تین وجوہ تھے جو محمد خان کو

کا باعث تھی (۱) شکایتیں جاگیرداروں کی جو محل میں رسوخ رکھتی تھی (۲) جلا چتر

بندواری پر جسکا معاون انکا دوست حافظ خدمتگار خان اور دیگر اشخاص تھے (۳) جب

درمیان محمد خان و نظام الملک کے جس کے اعمال پر چند ذی اختیار شخصوں کا

نظر رکھتا تھا بعدہ مرہٹوں کا حملہ بڑھنا محمد خان کی بیانات کی صداقت کر دی

ظاہر ہے کہ محمد خان نے قلیل سپاہ و روپیہ سے اگر زیادہ نہیں تو سعید کر دکھایا

[illegible] امیر الامرا نے بعد کل فوج سلطانی سے انجام کو پہنچایا ⁎

مہمات بمقابلہ مرہٹان

([illegible] لغایت [illegible] مطابق [illegible] لغایت [illegible])

راجہ کے قلعہ پر طلوع آفتاب کے ۲ گھنٹہ بعد سے بہت رات تک گولہ اندازی ہوا

ن مین قلعہ کے خندق کے نزدیک جو مکانون کے گرد تھے توپخانے قایم کردئے گئے بھگونہ

ریلی مین بھاگ گیا اور سہ تھر مین جو ایک مضبوط جگہ اُسی کے قبضہ مین تھی پناہ گیر ہوا سب

محمد خان دریا کے جمن پر نزدیک گھاٹ چار کھاجری کے خیمہ زن ہوا اور فوج مغرور

ت مین گئی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد خان نے کچھہ روپیہ لیکر اس معاملہ کو

... حاصل سکے خطوط مین کچھہ بیان نہین ہے کہ یہہ معاملہ کیسے انجام کو پہنچا معلو

محمد خان مظفر خان کی مہم مین جو سنہ ۱۹ جلوسی مین (مطابق سنہ ۱۱۴۹ھ – سنہ ۱۱۵۰ھ

۱۷۳۷ع) ہوئی شریک نہ تھا اور نہ مہم قمر الدینخان مین جو سنہ ۲۱ جلوسی مین (مطابق سنہ ۱۱۵۲ھ

سنہ ۱۱۵۳ھ) ہوئی شرکت رکھتا تھا اُسوقت مین محمد خان کو ایک خطرناک مرض پیدا ہوا

یہہ چودہ روز تک اُسنے سوای آب برنج کے نہ کچھہ کھایا نہ پیا ؁

سنہ ۱۱۴۸ھ مین (مطابق مئی سنہ ۱۷۳۵ع – مئی سنہ ۱۷۳۶ع) یا سنہ ۱۱۴۹ھ مین (مطابق مئی

سنہ ۱۷۳۷ع محمد خان نے بادشاہ کو خبر دی کہ پسر باجی راؤ معہ دیگر افسران کے بند

یلہ اور کچھہ لوگ معہ ۲ یا ۳ سو سوارون کے جمنا کے کنارون پر آئے تھے اور بہت

مقامات تحقیق سکے جہان سے کہ دریا پایاب تھا اور یہہ بھی افواہ ہے کہ یہہ لوگ دو آب

صد رکھتے ہین بجواب اسکے بادشاہ نے تحریر فرمایا کہ پسران چھترسال

ش رکھتے ہین اور اُنھون نے دشمنون کو راہ دی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دو

جنگ آزادی [illegible]

[illegible] لوگ دریائے [illegible] کے زمیندار [illegible]

[illegible] گئے

[illegible] یا مین [illegible]

[illegible] کے باشندوں نے جنگ [illegible]

[illegible] کو اپنا امین [illegible] اور شاید [illegible]

[illegible] مطابق ۱۴ جنوری ۱۸۵۸ء کو نواب محمد خان کی فوج نے دریا [illegible]

[illegible] کی تاریخ [illegible] اول [illegible] لیکن

[illegible] کے قریب پہنچ گئے [illegible] باشندگان [illegible]

[illegible] کے [illegible] کی فوج [illegible] وقت [illegible]

[illegible] کر لے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] دور کرینگے

یا دہان [illegible] [illegible] ہو انکی [illegible] کے دونو [illegible] سے

[illegible] میں یہہ ہے کہ اس صوبہ کا بچاؤ کیا جاوے اور شہر میں

[illegible] رہے ہو وہ [illegible] قائم رہے [illegible] عزیز

[illegible] اگر آپ خانگی تر ددات سے نجات پاؤ

نے بھی صوبہ داران کے ساتھ جناب [illegible] مراسلت [illegible]

[illegible] صوبہ داران سے جو [illegible] کے [illegible] میں [illegible]

[illegible] کے [illegible] کی [illegible] کی آمدنی ایک صوبہ

صوبہ دہلی اور تمام علاقہ اکبر آباد کی [illegible]

[illegible] راجپوت [illegible] کے ساتھ موافقت ظاہر کرتے

[illegible] تک کی [illegible] ایک ہندوستان

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کہیں گر جانے کی [illegible]

[illegible]

[illegible] کی بھی [illegible] تھا کی [illegible]

[illegible] ہوا تھا [illegible] اس وقت کے [illegible] تھا [illegible] الملک کے [illegible]

کے [illegible] کی شرطیں یہ تھیں کہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] خان [illegible] لکھا ہے

[illegible] سلطان [illegible] کو عنایت [illegible] خان [illegible]

[illegible] بیگم [illegible] انکے خلاف دہلی [illegible]

[illegible] کی درمیان میں [illegible] اور مال واسباب لوٹا

[illegible] بادشاہ کے [illegible] کی حفاظت کے لئے روانہ

[illegible] بنگال اور پٹنہ کی درخواست کرنا اور [illegible]

[illegible] حاصل کی اور [illegible] سے [illegible]

[illegible] دینے کا وعدہ کیا لیکن پس نظر سے کہ [illegible] جنگ [illegible]

[illegible] پوشیدہ رکھا تا وقتیکہ کوئی سند عطا [illegible] صوبہ کی

[illegible] تحریر [illegible] بادشاہ کی بعوض سند کے حاصل کرلی

[illegible] استقلال [illegible] ہی عرصہ کے بعد

[illegible] قاسم خان [illegible] آیا

[illegible] صوبہ بنگال عطا ہو کر میں نائب [illegible]

[illegible] خان کے حضور میں [illegible]

[illegible] خان نے [illegible] دینے کا وعدہ اور

[illegible] تحریر کرنے کا اقرار کیا لیکن [illegible]

اونکا توپ خانہ اور نشان بردار ہاتھی سے لیا گیا اس عرصہ مین شیخ اللہ یار پہونچ گیا اور شاہ نواز
نے بائین طرف سے دشمن کا مقابلہ کیا غنیم کی فوج کے سوار یہہ خیال کرکر کہ فتح حاصل ہو چکی ہی
گھوڑون سے اوترکر ایک خشک تالاب کی آڑ مین بیٹھے ہوئے تھے جب اہل اسلام قریب پہونچ
گئے سائیس بھاگ گئے صرف لعل بکرماجیت اور جسونت سنگہ اپنے گھوڑون پر سوار ہو پائے بقیہ
آدمی پیدل بھاگ کر ادھر ادھر چھپتے پھرتے تھے اور شیخ اللہ یار کی فوج اونکے تعاقب مین
تھی بہت سے گھوڑے بسبب ناہمواری زمین تالاب کے گر پڑے اور اپنے سوارون کو بھی گرا دیا
شیخ دین محمد بلگرامی کو بسبب اس کے کہ وزن پیکر کے بوجھ مین دبا ہوا تھا اور گھوڑا بھی اوسکا شایستہ
نہ تھا ایک گروہ نے دس راجپوتون کے آگھیرا اور گھوڑے پر سے اوسکو کھینچ لیا اسپر بھی اوس نے
دو آدمیون کے سر کاٹ ڈالے اور تیسرے پر اوسکی تلوار ٹوٹ گئی باقی ماندہ سات مین سے ایک آدمی
نے چاہا کہ شیخ دین محمد کے ساتھ کشتی کرے کہ اس عرصے مین سید محمد ملازم شیخ اللہ یار اپنے
گھوڑے پر سوار آپہونچا اور اوسکو چھوڑانا چاہا لیکن دین محمد نے اوسکو منع کیا اور کہا کہ تم مت بولو
حملہ کرنیوالون مین سے دو شخص بھاگ گئے اور ایک شخص ٹھوکر کھا کر گر پڑا اور دین محمد نے اوسکے ایک لات
ایسی ماری کہ وہ مرگیا باقی ایک راجپوت کو سید محمد نے زخمی کیا اوس راجپوت نے اپنی تلوار ڈال کر
جان بچائی —

اسکی عمر اوس زمانہ مین پندرہ یا سولہ برس کی تھی اپنے ہاتھی پر سے اس معرکہ کو دیکھ رہا تھا
کہ مین تک برابر تعاقب کیا گیا یہانتک کہ وہ لوگ بھی پہر کے پہاڑون تک بھگا دیے گئے صبح کو
[illegible] ہوا [illegible] شمار کی گئی [illegible] کی جانب ترائی [illegible] زخمی ہوئے تھے اور سات ہاتھی

[illegible] سپاہی کا [illegible] بادشاہ نے حکم دیا کہ محمد خان کو ہتھیار بند حاضر ہونے
کی اجازت ہے جب محمد خان رو برو حاضر ہوا پہلے اپنے بادشاہ کو آداب بجا لایا اور بعد اسکے بادشاہ
کی طرف پھر کر اپنا خنجر [illegible] نذر پیش کیا بادشاہ نے اسپر ہاتھ رکھکر واپس کیا تب محمد خان
[illegible] اپنی طرف جا کر [illegible] بادشاہ نے کہا کہ بھائی میرا محمد بیگ تمہارے [illegible] ہم
[illegible] محمد زمان خان اور محمد خان [illegible] لوگوں
[illegible] بیچ [illegible] کرنے کے [illegible]
[illegible] محمد خان [illegible] اگر [illegible] کہ مجھ سے زیادہ
[illegible] پہنچ جاتے اور مجھکو افسوس [illegible]
[illegible] تھوڑی دیر کے بعد ایک خلعت
[illegible] خلعت کو پہنکر محمد خان آداب
[illegible] اسکا سبب دریافت
[illegible] سپاہی کا کام نہیں ہے یہ کام امیروں اور وزیروں
[illegible] کے بعد محمد خان
[illegible] ننگی تلوارین
[illegible] بادشاہ نے میدان میں
[illegible] محمد خان کے ہمراہ تھا [illegible] بہت تیز و چالاک تھا
[illegible] اسکی [illegible]

جان سے مارے گئے تھے

نادر شاہ کا حملہ

جب نادر شاہ نے [illegible] مطابق [illegible] ہجری میں ہندوستان پر حملہ کر کے کرنال کی [illegible]
بادشاہی فوج کو شکست دی اور لڑائی سے ایک روز پیشتر محمد شاہ بادشاہ نے نواب محمد خان
[illegible] کی خدمت سپرد کی تھی یہ امر لڑائی کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے کہ محمد شاہ میدان جنگ
میں آیا نواب محمد خان کو بادشاہ کے شریک جنگ ہونے کا نہایت ملال ہوا اسی [illegible]
میں نواب محمد خان [illegible] جا کے چلا گیا جب [illegible] کے بعد نادر شاہ نے اپنے [illegible]
محمد خان کو بلا کیا بادشاہ نے آدمی بلانے کو بھیجا لیکن محمد خان نے کہلا بھیجا کہ میں بیمار
[illegible] آ گیا آخر کار نادر شاہ کے دو [illegible] محمد شاہ کی خواہش کے بھیجے گئے تب
محمد خان سے کوئی صورت [illegible] دیکھ کر اپنے رفقا سے کہا کہ یہ میرا آخری [illegible]
اور چار آئینہ اور خود اور دستار [illegible] اور رومال [illegible] لگا کر دربار شاہی کو روانہ
محمد خان کا بیٹا احمد خان بھی اپنے باپ کے ہمراہ تھا محمد خان [illegible] کہ اس [illegible]
[illegible] آدمی تھا [illegible] یا ترکی یا پشتو کا ایک لفظ [illegible]
[illegible] محمد خان [illegible] پوچھا نادر
[illegible] پہنچے تھے نادر شاہ کے [illegible] کی تلوار [illegible]
[illegible] تھے غرض [illegible] محمد خان [illegible] کی اطلاع کی اور یہ بھی [illegible]
[illegible] اور [illegible] سے انکار کرتا ہے [illegible] میں ایک سپاہی ہوں

یہ بیان مطلوب ہے اگر محمد خان مقرر کیا جاوے تو ہم نادرشاہ کا مقابلہ کریں جب محمد خان نے
بادشاہ سے اس بارہ میں گفتگو کی تو اول تو درخواست منظور کی گئی لیکن پھر نامنظور ہوئی - جب
باجی راؤ نے نادرشاہ کے چلے جانے کے بعد تمام اراکین کو واسطے برہمی تدابیر خاندان تیموریہ کے
متفق بدل کرنا چاہا تو محمد خان بھی منجملہ ان دکنیوں کے تھا جنکے نام تحریریں بھیجی گئیں نواب محمد خان نے
معقول جواب دیا اگرچہ خود اسکو اعتراف تھا کہ دنیاوی امور میں اسکو بہت کم حظ حاصل ہے [illegible]
لفظ [illegible] زیادہ ادہر [illegible] میں ایک شعر شاعر کا جسکا نام یہہ ہے سرفراز
[illegible] یہہ زمانہ عالم خراب ہو سکتے تشنہ مثل سراب ہے جو مکین ہر نقش
برآب ہے جو مکان مثل حباب ہے سنہ ۱۷۴۰ء میں باجی راؤ کے مرنے پر ان سب تدابیر کا خاتمہ ہوگیا

اکبر خان کی وفات

قریباً اسی وقت کے (۱۱۵۲ ہجری مطابق ۱۷۳۹ء) نظام الملک اور غازی الدین خان کو اسکا
ثمرہ ملا [illegible] اور محمد خان کو صوبہ الہ آباد پر بحال کردینے کا وعدہ کیا لیکن خلاف اپنے
وعدہ کے صوبہ الہ آباد امیر خان عمدۃ الملک کو دیدیا اسوجہہ سے محمد خان کو نظام الملک اور
اسکے بیٹے سے رنج پیدا ہوگیا محمد خان بلا حصول اجازت دربار چھوڑ کر اپنی ریاست کو چلا آیا
[illegible] خان [illegible] فوج کثیر کے ساتھ اس غرض سے بھیجے گئے کہ محمد خان کو اسکی ریاست
سے [illegible] تھا [illegible] اکبر خان [illegible] احمد خان اپنے بیٹون
کو مقابلہ کے لیے بھیجا اکبر خان کے ساتھ دس ہزار سوار تھے اور احمد خان کے ساتھ پانسو سوار
[illegible] علاوہ اسکے سپاہی بھی بہت کثرت سے تھے سکندرہ راہو ضلع علیگڈہ

موجود تھے نادر شاہ نے ایک پہلوان کو بلایا جو بڑا قد آور جوان تھا اور محمد شاہ سے کہا کہ اُن کے [illegible]
کون کشتی لڑے گا محمد خان نے اُسکے ساتھ لڑنے کا قصد کیا لیکن شیخ زادہ نے کہا کہ مین لڑونگا
تو محمد خان نے اُسپر ہنس کر کہا کہ مین نہین چاہتا کہ فوج کی ہنسی ہو لیکن شیخ زادہ نے ایک نہ سُنی محمد شاہ
کو اِس امر سے بہت تردد ہوا اور پسینہ اُسکے بدن سے ٹپکنے لگا اور اُس نے جناب باری مین دعا کی پس
جوڑ کو دیکھکر فارسی جوان نے کہا کہ مین اُسکو اپنے نیزے کی نوک پر اُٹھا کر پھینکدونگا — دونون پہلوانون
نے ایک دوسرے پر گھوڑے دوڑائے فارسی پہلوان نے کئی دفعہ قصد کیا مگر شیخ کو نہ چھو سکا آخر کو اسکا
بھالا شیخ کے جوشن مین گھس گیا اور فارسی نے اسکو گھوڑے کی پیٹھ سے اپنے نیزہ کی نوک پر مثل
ایک منٹ کے اُٹھا لیا اور کسقدر خون اُس کے بدن سے نکل آیا نادر شاہ ہنسنے لگا اور دوسری جانب
والون کے چہرون پر آثار خجالت کے نمایان ہوئے تب شیخ نے زخمی ہونے کی حالت مین تلوار کے سرے سے
ایک تیر چلایا جو اُس کے خود اور اُسکی زرہ سے گذرتا ہوا اُس کے گھوڑے کی پیٹھ سے گذر کر زمین پر
گرا فارسی جوان ایک منٹ تک اسطرح نیزہ کو ہاتھ مین لئے ہوئے گھوڑے پر ٹھیرا رہا شیخ نے اُسی
حال مین کہ نیزہ اُسکے بدن مین چبھا ہوا تھا آواز بلند کہا کہ آؤ اور اِس شخص کو ہٹاؤ کیونکہ یہہ مردہ ہے
نادر شاہ نے شیخ کی نہایت تعریف کی اور اُسکو ایک خلعت عطا فرمایا — ساتوین صفر ۱۱۵۲ ہجری مطابق
۵ مئی ۱۷۳۹ء کو نادر شاہ تمام مال و اسباب جسکی قیمت [illegible] کروڑ کی تھی لیکر روانہ ہوا محمد خان کے خطوط مین
نادر شاہ کے حملے کا حال بہت کم بلکہ نہین ہی غالباً اسوجہ سے کہ وہ اُس زمانہ مین دکن مین نہ تھا یا
حاضر رہا اور خطوط کے لکھنے کا موقع اسکو بہت کم ملا صرف ایک تحریر مین جو باجی راو کے نام تھی یہ
لکھا ہے کہ جب نادر شاہ نے قندھار پر حملہ کیا تو کابل کے افغانون نے یہہ لکھا کہ ہم کو صرف ایک

[illegible] کی [illegible] لیکر نواب محمد خان علی محمد خان اور راجہ
ہرنند نے [illegible] پر قبضہ کر لیا تھا مگر چونکہ ہرنند نے حریف تاک کی خاطر خطی اسکو دیدی تھی
لیکن تاہم [illegible] کے [illegible] نواب محمد خان نے قمر الدین خان وزیر کو علی محمد روہیلہ کی سفارش میں خط
لکھا اور یہ درخواست کی کہ آپ اپنے بیٹے معین الملک خان کو نواب راجہ ہرنند کی مدد کے لئے نہ بھیجیں اور
[illegible] محمد خان [illegible] کا [illegible] اور ہر سال دربار میں حاضر ہوتا ہے اور [illegible] میں
جب [illegible] نے [illegible] خان نے [illegible] پر چڑھائی کی تھی اسوقت میں یہ [illegible]
[illegible] تھا اور [illegible] اس نے [illegible] علی محمد کی جانب سے ایسی
[illegible] کیا جاتا ہے [illegible] ایسے وقت میں کہ باغی لوگ
[illegible] اگر [illegible] سے کوئی [illegible] رکھا کر تسلیم کیا جاتا
محمد خان نے [illegible] اس بارہ میں [illegible]
کرنا لیکن [illegible] کے [illegible] مضمون کے پہنچے کہ وزیر کو
[illegible] کہ وہ
راجہ [illegible]
[illegible] راجہ ہرنند
[illegible] شاہ اختیار کو یہہ پیام
[illegible] کہ وہ [illegible] اور مطلوب میں [illegible] عبد الصمد خان اور اسکے ہمراہ
[illegible] لوگ وزیر [illegible] سے گئے وہ [illegible] میں رحمت خان [illegible]

میں دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا محمد خان نے اپنے سرداروں کو ہدایت کی تھی کہ سوچا ان میں اکبر
گھوڑے پر سوار ہو کر میدان جنگ میں نہ جانے دیا کیونکہ محمد خان کو یہ خیال تھا کہ اکبر خان ایک نوجوان
اور تیز مزاج آدمی ہے اپنا [illegible] کوشش میں اگر غنیم کی فوج میں گھس جائے اور مارا جائے [illegible] سب
پٹھانوں نے اصرار کر کے اکبر خان کو میدان جنگ میں ہاتھی پر سوار کیا احمد خان کا ہاتھی اُس طرف
پر سے آرہا تھا اکبر خان نے چلا کر کہا کہ ہاتھی کو پیچھے رکھو تم اپنا ہاتھی میرے برابر کر [illegible]
مو اکبر خان کے مزاج میں بہت سختی تھی [illegible] سمجھا تھا لیکن اس پر بھی اپنے بڑے بھائی [illegible]
اُس کو بھی خیال میں نہیں لایا کرتا تھا اور لشکر کے ذہن میں یہ بات تھی کہ محمد خان کے بعد یہی ان کا
جانشین ہوگا احمد خان کو بھائی کے ان سخت الفاظ کا نہایت ملال ہوا اور اپنا ہاتھی [illegible]
[illegible] لڑائی شروع ہوئی اور دونوں طرف کے لوگ جو پہلے سے تھے مقتول ہوئے اور پٹھانوں کو
فتح حاصل ہوئی تب احمد خان نے اُسی رنج کی حالت میں توپوں کے منہ اکبر خان کی طرف پھیر کر
چلانے کا حکم دیا ایک تیر بندوق کا گولا اکبر خان کے دماغ میں لگا [illegible] اکبر خان بھی مر گیا اس کی
نعش کو گھر لائے محمد خان کو اکبر خان کے مرنے کا نہایت [illegible] اور [illegible]
لشکر ٹوٹ گیا اور کچھ بھی [illegible]

محمد خان کا قتل احمد خان کی طرف سے
بادشاہ کی حضور میں [illegible] دعوی کرنا

سنہ ۱۱۵۰ ہجری مطابق [illegible] مارچ [illegible] سنہ ۱۷۴۱ [illegible]
بھیجا گیا اور اسے حکم دیا گیا کہ [illegible] محمد خان [illegible] کے وقت [illegible] ۱۱

سرہی نگر اور سرمور بہت سے اپنے بھائی کو صلح کے واسطے بھیجا تھا برف کے گرنے کی وجہ سے روہیلہ رودرپور کو چلے گئے تھے اور جلد آنولہ کو لوٹ کر آنیوالے تھے محمد خان اپنی تحریرات مین اُس رائے کا ذکر کرتا ہے جو اُسنے اس بارہ مین دی تھی کہ چونکہ آب وہوا نہایت خراب ہے اور پیداوار کم ہے لہذا اُسکا تصفیہ کرلینا چاہیے محمد خان کا بیان ہے کہ ارکین دولت معاملہ کا طے ہونا مثل فتح کے سمجھے اور اُسنے علی محمد خان کو یہہ رائے دی کہ وہ دربار مین اس امر کی اطلاع دی کہ مین آپکے خوش کرنے کے لیے پہاڑ چھوڑ کر آنولہ لوٹ آیا۔

نراینداس کا نجیب علی خان کی لشکر کو لوٹنا

نراینداس راجہ جیسنگہ سوائی کا ایک افسر تھا اودہ مین انتظام قایم رکھنے کی غرض سے بھیجا گیا تھا نراینداس کے قیام کی حالت مین اُسکی فوج نے بسبب نہ ملنے تنخواہ کے باغی ہوکر نجیب علیخان کے لشکر کو لوٹ لیا نجیب علیخان قمرالدین خان وزیر کی ماتحتی مین ایک افسر تھا جو اُسوقت کرنال مین تحصیل کرتا تھا نواب محمد خان نے جو اُسوقت مین شکوہ آباد کا فوجدار تھا امر سنگہ اور شایستہ خان کو نراینداس کے پاس اس فہمایش کی غرض سے بھیجا کہ وہ سب مال واسباب جو لوٹا گیا ہے واپس کرے بردل خان معہ کچھہ آدمیون کے نجیب علی خان کی امداد کے واسطے بھیجا گیا اور جعفر خان بخشی کو بھی جو بیرون جات پر تھا تعاقب جلنے کی ہدایت ہوئی منگل خان بھی اسی غرض سے بھیجا گیا جب منگل خان سرائے جیت مل پہونچ گیا اور جعفر خان اٹاوہ کے قریب آگیا تو نراینداس جمنا کے پایاب گھاٹون سے بھاگ گیا منگل خان اور جعفر خان نے اُسکا تعاقب کیا اور ایک ہاتھی اور ماہی نقارہ اور چند ہزار روپیہ اور توپ مین معہ گاڑی اور بیل کے اُس سے

پاس پہنچ گیا تھا اور چند روز سے اُس کی لشکر میں مقیم تھا تب وہ رخصت ہوا اور راجہ تین یا چار
دن میں بیس بیس کوس کی منزلیں کرکر علی محمد خان کی فوج کے قریب پہنچا جو اوس سے آٹھ کوس پر
پڑی ہوئی تھی ایسی درمیان میں محمد خان نے علی محمد خان کو یہہ لکھا کہ اسوقت میں روپے کا خیال
نہ کرنا چاہیے بلکہ معاملات کو طے کر دینا چاہیے میں نے تمہاری فوج کو کبھی نہیں دیکھا ہے تقریباً وہ
اچھی ہوگی لیکن وہ دوستوں کی امداد سے بوجہ احسن انجام پا سکتے ہیں مگر چاہیے کہ
اپنے مقامات کا استحکام کرو اور آدمی اور روپیہ کی فراہمی کا بندوبست کرنا چاہیے اپنے سب آدمیوں
کو سب جگہ سے بلا کر ایک ناکہ پر تعینات کرنا چاہیے کوئی غنیم یا مخالف زمین کو کہیں اٹھا نہیں
سکتا اور جب دشمن اس پار ہو جاوے تو تھانہ جات چند روز قائم ہو سکتے ہیں اگر فوج جا بجا منتشر
رہیگی تو ایک دوسرے کی مدد نہیں کرسکتی اگر ایک گروہ کو فوج کی شکست ہوگئی تو باقی سب بیدل
ہو جاوینگے میں نے ان سب امور کا تجربہ کر لیا ہے جہانتک ممکن ہو نرمی کے ساتھ گفتگو کرنا چاہیے
اور اس آفت سے نجات پانے کے لیے روپیہ خرچ کرنا چاہیے اگر کسی طرح معاملہ طے ہوا اور ایک لاکھ
کی جگہ دس لاکھ بھی خرچ کرنے پڑیں اگر کام نہ نکلے تو صفدر جنگ کے سامنے عرض کرنا چاہیے یہہ معاملہ راجہ
جھمن سنگھ کے مقتول ہو جانے کی وجہہ سے ختم ہوگیا محمد خان نے جو زرسے تا امکان
اپنے علی محمد خان کی سفارش کی اور یہہ کہا کہ علی محمد خان کا ارادہ لڑنے کا نہ تھا اور یہہ مصیبت
جو پیش آئی اس میں اُسکا کوئی قصور نہ تھا وہ اب بھی اطاعت کے لیے موجود ہے تو نواب محمد خان
نے خط لکھا جس سے یہ خاتمہ ختم ہوئی جس میں پانچویں رمضان سنہ ۱۱۵۸ ہجری مطابق ۳ نومبر سنہ ۱۷۴۵ء کو بعد سیلون
کا الور مصیبت گیا اور ان میں پہنچا دیں پہاڑی لوگ مرچ کے پیلے پار بھاگ گئے تھے اور جنہ

اودہ کو جو برسون تک فرخ گڈہ مین مقیم رہا تھا ہیجر مہدی علیخان نے کہا کہ مجھے اِس مزہ کے انبہ کھانے کا اتفاق نہین ہوا اور اونسے چند قلمین اُس درخت کی مانگین نواب شوکت جنگ نے قلمین دینے جانے کی اجازت دی لیکن جس روز سے اُس درخت مین سے قلمین لیگئین اُسی دنسے وہ صل درخت خشک ہونا شروع ہوا اور ایک سال کے اندر بالکل خشک ہوکر جاتا رہا۔

محمد خان کی وفات اور اُسکا چال چلن

محمد خان کی وفات کا زمانہ آپہنچا تھا اسی سال سے اُسکی عمر تجاوز تھی کہ اُسکے گلے مین ایک پھوڑا نکلا بادشاہ نے یہہ خبر سنکر ایک خط عیادت مین بھیجا اور اپنے خاص طبیبون مین حکیم علوی خان کو روانہ کیا لیکن حکیم صاحب کے علاج نے کوئی نفع نہ بخشا اور دوسری ذیعقد ۱۱۵۶ ہجری مطابق ۹ دسمبر ۱۷۴۳ع کو محمد خان نے داعی حق کو لبیک کہی جب محمد شاہ نے محمد خان کی وفات کا حال سنا تو یہہ تاریخ کہی دستون باب ملک ہند افتاد مرنے سے کوئی تین گھنٹہ پیشتر نواب نے اپنی طاقت خداداد ظاہر کرنے کی غرض سے اپنا تیر و کمان بستر سے اُٹھایا اور چھت پر اِس زور سے نشانہ لگایا کہ تیر چھت کی کڑی مین گھس گیا حیات باغ واقع موضع بیکپور خورد پرگنہ پہاڑا مین جو مئو دروازہ کوئی آدہ میل پر بجانب غرب واقع ہی نواب محمد خان دفن کیا گیا مقبرہ ایک بلند چبوترہ پر واقع ہی اور ایک بہت بلند گنبذ سے مسقف ہی جو ہر چہار جانب سے چند میل کے فاصلہ سے نظر آتا ہی یہہ مقبرہ نواب نے اپنی حالت حیات مین بنوایا تھا اور اُس کے گرد اُسکے ایک باغ لگوایا تھا جسمین ہر قسم کے میوہ دار درخت جو دہلی مین ملسکتے تھے موجود تھے اِس باغ کی آبپاشی کے لئے چالیس کوئے بنوائے گئے تھے اور بارہ گانون کا محاصل اِس مین صرف

تاریخ وفات

ے لینا چاہین نہایت دشواری سے ایک فارغخطی نجیب علیخان سے حاصل کر کے وزیر کو بھیجی گئی

انبہ کا قصّہ

بطور مثال اُن لوگون کی عادات کے مین یہان پر ایک قصّہ فرخ آباد کے عجیب انبہ کے درخت کا
لکھتا ہون ایکدن محمد خان شکار مین محمد شاہ بادشاہ کے ہودج کی خواصی مین تھا بادشاہ نے
ایک انبہ تناول فرمایا جو وزن مین آدہ سیر کا اور نہایت خوشرنگ اور خوش مزہ اور پتلے رس کا تھا
بادشاہ نے گٹھلی محمد خان کو عنایت فرمائی محمد خان نے اُسکو نہایت احتیاط سے اپنے رومال
مین لپیٹ کر اپنے بیٹے قایم خان کے پاس جو اسوقت فرخ آباد مین تھا بھیجدیا قایم خان نے اُسکو
نہایت عزت کے ساتھ لیا اور اُسکے استقبال کے لئے سوروزن تک گیا جسمین ہو کر قبل کاسگنج
کے آباد ہونے کے دہلی کی راہ تھی وہ گٹھلی حیات باغ مین رکھی گئی جہان کہ اب محمد خان کا مقبرہ
ہے جب وہ درخت پرورش پا کر بارور ہوا تو باوجودیکہ اُسکا انبہ اصل انبہ کے درخت کے پھل
کے نصف ہوتا تھا تاہم فرخ آباد مین اُسکا مثل نہ تھا جب اُس درخت مین پھل آتا تھا تو ایک کمپنی
نجیبون کی اُسکے گرد بغرض حفاظت پھیلائی جایا کرتی تھی اور جب پھل آنے کا زمانہ ہوتا تھا تو
تیس سیر دودہ ہر روز اُس کی جڑ مین ڈالا جایا کرتا تھا وہ درخت ناصر خان کے مقبرہ کے سرہانے
جو سابق مین صوبہ دار کابل کا تھا نصب تھا نواب مظفر جنگ نے (۱۷۷۱ء لغایت ۱۷۹۶ء)
اُسکی قلم حاصل کرنا چاہی نہایت ہی دقت سے نواب مظفر جنگ کے باغ ڈالون کو ایک درخت
مل پایا جو علی باغ مین رکھا گیا اور گولہ عنبہ کے نام سے مشہور ہوا ایک مرتبہ نواب شوکت جنگ نے
(۱۸۱۳ء لغایت ۱۸۲۳ء) حیات باغ کے درخت کے چند انبہ حکیم مہدی علیخان جبکہ وہ محمدی ملک

اُسکے بیٹھنے کے لیے اور وہی کھانا اُسکے کھانے کے لیئے ہوتا تھا اور آنیوالے لوگون کو

اِس بات کا تعجب ہوتا تھا کہ اِسقدر دولت اور مقدرت والا آدمی اور اِسقدر اُسکی سادہ عادتین جب

کوئی شخص وارد ہوتا تھا تو نواب ہر روز کسی چیلہ کے نامزد کرتا تھا کہ زرق برق ہوکر اُسکی خدمت

مین حاضر رہے ایک مرتبہ نواب امیر خان عمدۃ الملک مع اپنے ساتھیون کے پورب

سے آتے ہوئے فرخ آباد مین ہوکر گذرا اُسکے ساتھی ایسے زنانہ اطوار تھے کہ وہ آنکھون

مین کاجل لگاتے تھے دانتون مین مسّی ملتے تھے ہاتھ پیرون مین مہندی لگاتے تھے

انگوٹھی چھلّے اور چاندی کے تعویز اور کانون مین بالے پہنتے تھے اور خود نواب کی

بھی یہی وضع تھی اُس کا خیمہ لکھولا باغ مین نصب ہوا جو نواب قایم خان نے قبل

اپنی مسند نشینی کے لگایا تھا قایم خان امیر خان کی ملاقات کے لئے گیا کیونکہ دہلی مے

اُس سے ملاقات تھی امیر خان نے قصد کیا کہ نواب محمد خان کی ملاقات کے لیے

جاوے قایم خان نے کہا مین آج بابا خان (اپنے باپ) کو اطلاع کردون تو کل

آپکو لیچلونگا چنانچہ قایم خان اُٹھکے سے گیا اور اپنے باپ سے جاکر کہا دوسرے

روز دیوانخانہ ایک سپید چاندنی سے آراستہ کیا گیا اور ایک سادہ گاؤ تکیہ رکھا گیا اور

محمد خان نے ایک سادہ بچی ٹوپی جیسی کہ اُس زمانہ مین مئو مین پہنی جاتی تھی سر پر رکھی

اُسکے سامنے ایک پاندان رنگین لکڑی کا اور ایک پھول کا اُگالدان رکھا گیا امیر خان

پہونچا اور نواب محمد خان کے برابر بیٹھلایا گیا اور ذرا سی دیر کے بعد نواب محمد خان نے

پاندان مین سے ایک بنا ہوا پان نکالکر اور ایک لکڑی کے عطردان مین سے ایک شیشی عطر کی

ہوتا تھا روشنخان چیلہ خاص اوسکی نگرانی پر متعین تھا جب کہ مقبرونکی بنیاد کھودی جاتی تھی
تو ایک لوہے کا گز پانچ من کا وزنی پایا گیا معماروں نے چاہا کہ اُسکو قبہ کی چوٹی پر نصب کرین
لیکن روشنخان نے کہا کہ پانچ من لوہا بہت آسانی سے ملسکتا ہی اور اُسنے ایک کلس سونیکا
بنوا رکھا ہے تب وہ لوہے کا گز باغ کے دروازہ پر ڈالدیا گیا اور نوجوان لوگ ہر روز بطور قوت آزمائی
کے اُسکے اُٹھانے کے لئے جایا کرتے تھے ۱۷۹۶ء عہد نادر خزگس مین کسیطرح وہ ٹوٹ گیا اور
ٹکڑے اُسکے ۱۸۳۹ء تک اُوسی دروازہ پر پڑے تھے اور ہندو اُسکی پوجا کرتے اور یہہ کہتے تھے کہ
یہہ بھیم سین کے بھالے کا سر ہی نواب محمد خان نے آخر تک اپنی سادہ وضع اور سپاہیانہ
طریقون کو نہین چھوڑا اُسکی عادت تھی کہ اپنی حیثیت سے زیادہ کوئی کام نہین کرتا تھا غرور اُسکے
پاس ہوکر نہین نکلا اور خود آرائی اُس مین نہین تھی وہ ہمیشہ بالکل سادہ کپڑے پہنتا تھا اُس کے
دیوانخانے اور مکان مین صرف چٹائی کے صفون کا فرش تھا اور اُس پر پٹھان اور چیلے اور
اور لوگ بیٹھتے تھے نواب خود کبھی کبھی گدی پر بیٹھتا تھا اور کبھی وہ بھی نہین ہوتا تھا پٹھان
جب حاضر ہوا کرتے تھے تو یہہ کہا کرتے تھے اجی نواب سلام علیک اور انہین صفون پر بیٹھ جاتے
تھے اور کھانے کے وقت پانچ سو یا چھہ سو پٹھان ایک ہی دسترخوان پر کھاتے تھے ہر ایک
شخص کو برابر حصہ دو آدھ سیر کے وزنی اور ایک پیالہ گوشت اور ایک رکابی پلاؤ کچھہ ہوتا تھا برابر
ملتا تھا اور یہی کھانا نواب کے سامنے ہوتا تھا پٹھان اکثر کالے چنے کا پلاؤ کھاتے تھے اور یہی
نواب کو بھی مرغوب تھا اُسکو چپاتی پسند نہین تھی کہتے ہین کہ اُسکے باورچی خانہ کا خرچ پانسو
روپیہ روز کا تھا جب کوئی امیر دہلی سے نواب کے پاس آتا تھا تو کوئی نئی بات نہین کیجاتی تھی وہی چپاتی

ہر ذات کی عورتین تھین ان مین سے بہتون نے اپنے مالک کا چہرہ تمام زندگی مین ایک ہی مرتبہ دیکھا تھا لیکن تمام عمر انکو ماہوار تنخواہ جو ابتداً مقرر ہوئی تھی برابر ملتی رہی سترہ سو محل مین سے کوئی نو سو نواب کی زندگی مین مر چکی تھین جنکی قبرین بلند باغ مین تھین جہان کوئی مرد نہین دفن کیا جاتا تھا قایم خان کے وفات کا حال معلوم ہونے کے تھوڑے دنون کے بعد محمد خان کی بیوہ بی بی صاحبہ نے نہایت ہوشیاری کا کام کیا کہ بڑے محل کے دروازے کھلوا دیے اور ان داشتہ عورتون سے یہہ کہلا بھیجا کہ تین دن کی مہلت تم کو دیجاتی ہی اس عرصہ مین اگر تم نکلجانا چاہو تو نکلجا سکتی ہو تم مین سے جو رہنا چاہیگی اسکو جو کی روٹی اور گزہی کا کپڑا ملیگا کیونکہ نہ محمد خان نہ قایم خان زندہ ہی جو تمہاری پرورش کرے قریب چار سو عورتون کے اپنا مال ومتاع لیکر چلی گئین صرف چار سو عورتین بی بی صاحبہ کی جو کی روٹی پر پڑی رہین -

چیلون کا بیان

مسلمانون مین غلامون کا رکھنا اور پالنا دہی طریقہ ہے لیکن میرے نزدیک بہت کم ایسے لوگ ہونگے جنہون نے آخر تک اس طریقہ کو ایسی کثرت سے اختیار کیا ہو جیسے محمد خان نے غلامون کو برابر والون پر واسطے نیابت صوبہ کے ترجیح دیجاتی تھی غلام فوجون کی سپہ سالاری کرتے تھے اور محمد خان کے یہان ایک باڈی گارڈ بھی غلامون کا تھا منجملہ اسباب ترجیح کے ایک یہہ سبب تھا کہ اسکی برادری کے یعنے مئو کے پٹھانون نے ایک مرتبہ اسکو بہت تنگ کیا تھا یعنے ان مین سے بہتون کے پاس مستاجری کے پٹہ پرگنون کی تھی اور جب کبھی محاصل کی بابت انسے مطالبہ کیا جاتا تھا تو وہ مستعد جنگ کے ہوتے تھے لیکن روپیہ نہین دیتے تھے اگر کوئی ان مین کا لعلت باقیداری کے

نکالکر عطر پان محمد خان کو دیکر رخصت کیا نواب امیر خان کو اس فقیرانہ مدارات پر ہنسی آئی اُسنے
راہ مین قایم خان سے کہا کہ اگرچہ تمہارا باپ باون ہزاری ہے لیکن ایک دہقانی سا معلوم
ہوتا ہے تم کیون نہین اپنے باپ کو سمجھاتے قایم خان نے اس بات کو مذاق مین ٹالدیا امیر خان کے
چلے جانے کے بعد نواب محمد خان نے اپنے چیلے جعفر خان بخشی کو جسکے نام سے محلہ مرزا جعفر خان
ابتک مشہور ہے حکم دیا کہ ایسی دعوت کرو کہ ہمارا نام دلی مین برائی کے ساتھ نہ لیا جاوے جعفر
نے کئی ہزار چاندی کے برتن بنوائے اور کئی ہزار روپے کی قیمتی سنہری کمخواب کٹوا کر اپنے تمام باغ
مین سرخ بانات کا فرش کروایا شہر کے تمام گانیوالے طایفے بلوائے گئے اور نہایت نفیس
کھانے پکوائے گئے نواب محمد خان نے امیر خان سے کہلا بھیجا کہ جعفر خان کے یہان آج آپکی
دعوت ہے کھانے سے فارغ ہونے کے بعد امیر خان کے ساتھ کئی آدمیون نے چاہا کہ چاندی کے
ظروف خالی کرکر صاحب خانہ کے ملازمون کے بحفاظت سپرد کرین لیکن جعفر خان نے انکار کیا
اور کہا کہ یہ خدمتگارون کا حق ہے اور سنہری کمخواب سب شاگردون کو دیدی گئی یہ حال
دیکھکر نواب امیر خان نے محمد خان کی تعریف مین بہت مبالغہ کیا دوسری ملاقات مین نواب محمد خان نے
ایک خوشنما تحفہ پیش کیا اور معذرت کی کہ مجھسے آپ کی کچھ خاطر تواضع نہین ہوسکتی کیونکہ
مین ایک سپاہی آدمی ہون نواب محمد خان بہت حسن پرست تھا اسکے باون لڑکے اور بائیس
لڑکیان تھین جو جوان ہوئی اور انکی شادیان ہوئین اگر بچون کی تعداد پر خیال کیا جاوے تو کہا
جاسکتا ہے کہ وہ سلیمان ثانی تھا لوگ کہتے ہین کہ اسکے محلات مین ستر سو عورتین تھین اسکے علاوہ
نواکھاٹ سے سو سو عورتون کے علیحدہ تھے جسمین کاچھی چمار کولی راجپوت بنیے برہمن سب شامل تھین

نہیں ہوئی تھی جو باقی رہے اُنکی اولاد ابتک موجود ہے اور غضنفر بچہ کے لقب سے مشہور ہے
یعنے اولاد غضنفر کیونکہ محمد خان کا لقب غضنفر جنگ تھا نواب محمد خان کی زندگی مین یہہ لوگ چیلے
نہین کہلاتے تھے بلکہ طفل سرکار کہے جاتے تھے اعتبار کے کام اُنکے سپرد ہوتے تھے نواب کا
تمام خانگی انتظام اُنکے سپرد تھا اور تمام سامان اُنکے تفویض رہتا تھا اُنمیں سے بہت چیلے کے لئے
بادشاہ کے حضور سے خطاب نوابی کا حاصل کیا تھا جو چیلہ جس ذات کا ہوتا تھا اُسی ذات کی
لڑکی کے ساتھ اُسکی شادی کیجاتی تھی مثلاً رجپوت چیلہ کو راجپوت لڑکی اور برہمن کو برہمن یہہ طریقہ
نواب احمد خان غالب جنگ کی عہد تک (۱۷۵۰ء لغایت ۱۷۷۱ء) جاری رہا اُسکی بعد سب
آپسمین ایسے مخلوط ہوگئے کہ اب اُن میں کوئی قوم کا امتیاز نہین ہو سکتا اُن چیلون مین سے بعض
بڑے بڑے راجاؤن کی لڑکے بھی تھے جو اپنی بدنصیبی سے گرفتار ہوکر مسلمان کر لئے گئے تھی
چنانچہ شمشیر خان مسجد والے کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ وہ ایک بنافر راجپوت تھا
شیر دل خان نومر تھا بیر دل خان کورد اوُد خان برہمن وقس علی ہذا نواب محمد خان ہمیشہ اپنے چیلون سے
کہتے تھا کر جسقدر روپیہ مال و اسباب او جواہرات جمع ہو سکے جمع کرو تاکہ تنگی کی وقت
تمہارے اور ہمارے کام آوے لیکن جو شخص کسی گانوں مین پختہ عمارت بنواتا تھا وہ فوراً ملازمت
سے علیحدہ کر دیا جاتا تھا بجز خام اینٹون و گارے کے مکانون کے اور کسی عمارت کے بنانے کا حکم
نتھا چیلہ کو اجازت تھی کہ ایک کمرہ بطور دیوان خانہ کے بنالیوے صرف یاقوت خان جان بہادر
اِس ممانعت سے مستثنی تھا جسکا عنقریب ہم ذکر کرتے ہیں جو چیلے کم عمر تھے اُن کی تعلیم کے لئے ایک
معلم کہ لقمان شاہ نام مقرر تھا جب کوئی لڑکا پڑھنے لکھنے لگتا تھا تو وہ نوابصاحب کے روبرو پیش

قیدکیا جاتا تھا تو تمام پٹھان مسلح ہو کر آمادہ جنگ ہو جاتے تھے اور اُنکو چھوڑا لیتے تھے اِسے
سبب سے نواب محمد خان نے مقدرت حاصل ہونے کی چند سال کے بعد بہت سا روپیہ افغانستان
کو بھیجا اور بنگش قوم کو جو اُس ملک میں آبادھی اِس امر پر تحریص کی کہ وہ اُس ملک کو چھوڑ کر شہر
فرخ آباد میں آباد ہوں چنانچہ اُنکے آنے اٹھارہ شخصوں کو منتخب کر کر جمعدار کیا ہر امر مین اُنکی رعایت
ملحوظ رہتی تھی اور نواب اُنکو اپنا قوت بازو سمجھتا تھا اپنی لڑکیوں کے ساتھہ اُنکی شادی کی تھی
اور شہر مین گنگا کے کنارہ مکانات بنوانے کے لئے اُنکو زمین دی تھی کہ وہ قطعہ آجتک بنگش پورہ
کے نام سے مشہور ہے ایک اور یہہ طریقہ اختیار کیا گیا تھا کہ راجپوتوں اور برہمنونکی لڑکی پکڑ پکڑ کر
مسلمان کی جاتی تھی بعضے تو برضامندی لی جاتی تھی اور بعض باداے قیمت اور کچھہ با قید اُنکے
لڑکے ہوتے تھے جو گرفتار کر کر مسلمان کئے جاتے تھے اِسطور پر ہزاروں لڑکے جمع کئے گئے اور اُنکو دین اسلام
کے احکام تعلیم ہوئے اُنہیں شخصوں مین سے فوجکی سپہ سالاری اور پرگنوں کی تحصیل کے لیے منتخب کیے جاتے تھے
محمد خان کو اپنے چیلونکی تعداد بڑھانیکا نہایت شوق تھا تمام عاملوں اور صوبہ دارونکو حکم تھا کہ جسقدر ہندوان کے
لڑکے سات برس سے تیرہ برس کی عمر تک کے ملسکین اُنکو بھیجدینے جاوین جیسے وہ ہوشیار ہو جاتے
تھے تب پولس یا فوج مین بھرتی کئے جاتے تھے یا خانگی کام پر مامور ہوتے تھے جب کوئی عامل کسی مفسد
گانوں سے لڑتا یا اُسکا محاصرہ کرتا تھا تو جسقدر لڑکے اُس کو ملسکتے تھے پکڑ کر نواب کے حضور مین
بھیجدیتا تھا بعضے اپنی خواہش سے بھی مسلمان ہو جاتے تھے اِسطرح پر ہر سال سو دو سو لڑکے مسلمان
ہو جاتے تھے اور محمد خان کے آخر دم تک کوئی چار ہزار چیلے ہو گئے اُن مین سے بہت سے نواب
کی زندگی مین ہی لڑائیوں مین مارے گئے اور بہت سے لاولد فوت ہوئے کچھہ کی شادی

نہین ہے لہذا یہہ مستنبط ہے کہ یاقوت خان نے سات گنج آباد کئے ۔

کاسگنج[۱] جسکو یاقوت گنج بھی کہتے ہین یہہ ایک نہایت مشہور قصبہ ضلع ایٹہ کا ہے جسکی مردم شماری سنہ ۱۸۷۲ء مین پندرہ ہزار سات سو چونسٹھہ تھی ایٹہ سے بجانب شمال بفاصلہ انیس میل کے واقعہ ہے ۔

علیگنج[۲] جو پرگنہ اعظم نگر ضلع ایٹہ مین ایٹہ سے چوبیس میل بجانب مشرق اور فرخ آباد سے بیس میل گوشہ شمال و مغرب مین واقعہ ہے سنہ ۱۱۴۳ ہجری مطابق ۶ جولائی سنہ ۱۷۳۰ لغایت ۲۵ جون سنہ ۱۷۳۱ء مین یہان کا قلعہ تعمیر ہوا اس قلعہ کا معمار غالبًا وہی محمد آدم محمد خان ہی جس نے فرخ آباد کا قلعہ تعمیر کیا جسکا ذکر ہم پیشتر کر چکے ہین ۔

گوڑیاگنج[۳] شاید یہہ وہی گوڑیا گنج ہے جو پرگنہ اکبر آباد ضلع علیگڑھ مین علیگڈھ سے بارہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے ۔

خداگنج[۴] یہہ قصبہ کالی ندی کے کنارہ پرگنہ بھوجپور ضلع فرخ آباد مین کانپور کی سڑک پر فرخ آباد سے سترہ میل گوشہ جنوب و مشرق مین واقع ہی اسکا قدیمی نام سنولی ہی یاقوت خان نے اس گنج مین علاوہ بازار کے ایک پختہ سرائے بنوائی جسکا بہت بڑا دروازہ اور ایک مسجد دروازہ پر تھی تاریخ تعمیر ۱۱۵۲ ہجری ہے مطابق ۳۰ مارچ سنہ ۱۷۳۹ لغایت ۱۰ مارچ سنہ ۱۷۴۰ء یہہ دروازہ سنہ ۱۸۶۱ء تا سنہ ۱۸۷۰ء مین بغرض بنائے جانے سڑک جنگی فتحگڑھ کے گرا دیا گیا ۔

بشی گنج[۵] یہہ ایک چھوٹا سا بازار بر جانب سڑک پرگنہ کشنی بشی گنج ضلع مین پوری مین بیور اور چھبرامئو کے درمیان مین واقع ہے ۔

کیا جاتا تھا اور نواب کی طرف سے سو روپیہ ایک ڈھال ایک تلوار بطور خلعت کے عطا ہوتی تھی ان چیلوں میں سے اٹھارہ برس سے بیس برس کی عمر تک کے پانسو جوان نواب نے منتخب کر کر ایک رجمنٹ طیار کئے تھے اُنکے پاس لاہور کی بندوقیں اور سلطانی بانات کی وردی اور باروت کی کوہنیں رہتی تھیں اور ہر ایک کے پاس سو گولی اور ڈھائی سیر باروت رہتی تھی ایک دن یہہ رجمنٹ جمنا کے کنارے قلعہ دہلی کے نیچے کھڑے کئے گئے بادشاہ قلعہ کی دیوار پر بیٹھا اور محمد خان بادشاہ کے قریب ادب سے کھڑا تھا محمد شاہ نے اُن لوگوں کو کسی جانور کے اوپر جو دریا میں حرکت کرتا ہوا نظر آیا تھا بندوق چلانے کا حکم دیا اور اُن کی مہارت دیکھکر بادشاہ ایسا خوش ہوا کہ اُن سب کو خود لے لینا چاہا محمد خان نے یہہ کہکر انکار کیا کہ یہہ سب کے سب برہمن اور راجپوت ہیں اور دہقانی بات چیت اور تلوار لگانے کے سوا اور کچھ کام نہیں کر سکتے بادشاہ نے اِس عذر کو منظور فرما کر ایکہزار روپیہ بطور انعام کے اُنکو تقسیم کرنے کے لئے بھیجدیا اب ہم محمد خان کے خاص خاص چیلوں کا بیان معہ اُنکے متعلق واقعات کے جو معلوم ہو سکے شروع کرتے ہیں ٭

یاقوت خان کا بیان

جس لڑائی میں عبد اللہ خان گرفتار ہوا اُس لڑائی کے دوسرے روز محمد خان کے ایک دوست عظیم خان بڑے خیل نے محمد خان کو ایک خواجہ سرا بطور نذر کے دیا محمد خان نے اُسکا نام یاقوت خان رکھا اور محمد شاہ بادشاہ کے حضور سے اُسکے واسطے خطاب خان بہادر کا حاصل کیا مشہور ہے کہ یاقوت خان کو نظارت کا عہدہ تھا اور اُسکے مُہر پر یہہ الفاظ کندہ تھے ٭ یاقوت سرخرو بطفیل محمد است یاقوت خان عمارت کی تعمیر یا قصبات کی آبادی کی مخالفت سے مستثنیٰ رہتا تھا نواب کہا کرتا تھا کہ اوسکو اولاد

اُسکی نعش کو لیکر علیگنج بھاگ آیا اور وہین وہ دفن ہوا اُسکا مقبرہ ایک احاطہ کے درمیان میں واقع ہے قلعہ کی فصیل کے نیچے اور اُسکے گرد ایک چھوٹی دیوار کنگر کی ہے یہہ مقبرہ اور اُسکی چہاردیواری شمول ایک ویران مقبرہ کے جو اُسکے کنارے ایک اونچی جگہ پر واقع ہے ملکر نہایت دلچسپ مقام ہو گیا ہے اِس بیان مین کہ یاقوت خان محل مین ایک کٹہیا ٹھاکر انگریا کا تھا میرے نزدیک یاقوت خان اور بازبہادر خان چیلہ مین اشتباہ ہوکر مغالطہ واقعہ ہو گیا —

گزیٹیر کے صفحہ ۴۵ مین مرقوم ہے کہ خان بہادر کی کوئی اولاد نہین تھی یہہ امر غالباً صحیح ہے کیونکہ وہ خواجہ سرا تھا لیکن صفحہ ۹۶ مین بخت بلند خان کو اُسکا بیٹا لکھا ہے تاریخ فرخ آباد نامہ مصنفہ کالی رام کے صفحہ ۱۰۰ کی پندرہوین سطر مین درج ہے کہ کیسری سنگہ نام کٹہیا ٹھاکر انگریا کا جو مسلمان ہو گیا بازبہادر خان کے نام سے مشہور تھا اور وہ بخت بلند خان کا باپ تھا نہ یاقوت خان خان بہادر دلیر خان اُسکا حال ہم سابق مین بیان کر چکے ہین اُسکے نام سے ایک قصبہ دلیر گنج مشہور ہے جو فرخ آباد سے نو میل قایم گنج کی سڑک پر گوشہ شمال و مغرب مین واقعہ ہے —

شمشیر خان یہہ چیلہ سنہ ۱۷۲۸ لغایت سنہ ۱۷۳۲ء مین پرگنات بداوین و سہسوان و مہر آباد کا عامل مقرر ہوا ایک زمانہ مین اُسکے پاس پرگنات موسی نگر بلہور اکبر پور سیتا پور قنوج تھے یہہ سب قصبہ باستثناے قنوج کے اب کانپور کے ضلع مین ہین ایک مرتبہ عبدالمنصور خان صفدر جنگ فیض آباد سے دہلی کو جاتے ہوئے ناناموگہاٹ واقعہ پرگنہ بلہور مین گنگا اُترا شمشیر خان نے کہا کہ جب تک اُس نقصان کی بابت جو فصلون کو پہونچے معاوضہ نہ دیدیا جاوے تب تک میرے حدود ریاست مین صفدر جنگ کے خیمے کھڑے نہ ہون یہہ حکم شمشیر خان کا صفدر جنگ کو ناگوار گذرا اور اُسنے ایک

یاقوتگنج یہہ قصبہ پرگنہ بھوجپور ضلع فرخ آباد مین فرخ آباد سے سات میل گوشہ جنوب و مشرق میں واقعہ ہے کالی راے مورخ کہتا ہے کہ پانچ گانون یعنے حلکھا جیا وٹی مقرب پور مصطفی آباد عرف گوال گانون --- اور ایک حصہ نگلہ کیم کا ویران ہو کر یہہ قصبہ آباد ہوا چونکہ یہان ایک فقیر میان نوری شاہ نام یا بقول بعض کے خواجہ سرا رہتے تھے اور انہون نے ایک سرائے بنوائی تھی اس سبب سے اِس قصبہ کو سراے نوری بھی کہا کرتے تھے یاقوت خان کے وقت میں وہ سرائے ویران ہو گئی اور اُسنے دوسری سرائے پختہ وہان تعمیر کرائی اِس قصبہ مین اب تک ایک بہت پرانی مسجد موجود ہے اور جسپر یہہ تاریخ ثبت ہے --- تاریخ مسجد عالی بنا رحمت فزا ✤ از لطافت نور بخش فیض زا ✤ سال تاریخش خرد گفت اندرین ✤ فرض او اشد اندران بہر خدا ✤ جس سے ۱۱۸۸ ہجری نکلتے ہین مطابق مارچ ۱۷۷۴ لغایت مارچ ۱۷۷۵ء ---

دریاگنج یہہ قصبہ پرگنہ اعظم گڈہ ضلع ایٹہ مین علیگنج اور پٹیالی کی سڑک پر ایٹہ سے اٹھائیس میل گوشہ شمال و مشرق مین واقع ہے اثار ڈیری گڈہی کے جو گنگا کے سابق کنارے پر واقعہ تھی اب تک موجود ہین سابق زمانہ کے چیلہ کہا کرتے تھے کہ میان خان بہادر نے پچیس لاکھ روپے اِن گانون کے آباد کرنے اور اپنے مکانات کے بنانے اور باغات کے نصب کرنے مین صرف کیا مکان جسمین نواب معز الدولہ رہتے تھے خان بہادر کا ہی بنوایا ہوا تھا کالا باغ بھی خان بہادر نے ہی لگوایا تھا اور اُس مین ایک بارہ دری بھی بنوائی تھی جس مین نواب مظفر جنگ مدفون ہوئے ۱۱۶۱ع لغایتہ ۱۱۶۴ع یاقوت خان اپنے آقا قائم خان کے ہمراہ نومبر ۱۷۴۸ع کی پر آشوب لڑائی میں مارا گیا جو روہیلون کے ساتھہ دوری رسول پور مین متصل بداون کے ہوئی تھی کہتے ہین کہ اُسکا ہاتھی

مقیم خان۔ جس زمانہ مین نواب محمد خان صوبہ مالوہ کا حاکم تھا تو دس چیلہ کے پاس پرگنہ اوجین کا عملہ تھا یہ بھی منجملہ اون پانچ چیلون کے تھا جنکو صفدر جنگ نے مقید کر کر دہلی بھیجا تھا اور وہان وہ مقتول ہوئے اونکی مہر پر یہہ مصرعہ کندہ تھا۔ نہ فلک از نام محمد مقیم۔ مقیم خان نواب محمد خان کے ساتھ بہت ابتدا سے تھا اور بی بی صاحبہ اوس سے پردہ نہین کرتی تھین اوسکے بیٹے اعظم خان اور سلیمان خان تھے۔

جعفر خان یہہ شخص نواب کا بخشی تھا اوسکا مکان محمد زمان شاہ کے تکیہ کے قریب تھا محمد زمان ایک فقیر تھا جسکو نواب احمد خان نے دہلی سے لاکر پرورش کیا تھا بعد اوسکے جعفر خان کے مکان مین نواب بہت بیمار ہوئے اور بود و باش اختیار کی یہہ چیلہ بھی منجملہ اُن پانچ چیلوں کے تھا جو دہلی مین مقتول ہوئے فرخ آباد مین اب تک اس چیلے کے نام سے ایک محلہ نزدیک جعفر خان مشہور ہے۔

اسلام خان یہہ بھی منجملہ اون پانچ چیلون کے تھا جو دہلی مین مقتول ہوئے پرگنہ بھوجپور مین ایک موضع اسلام گنج ہے اور پرگنہ امرتپور کو بھی اسلام گنج کہتے ہین یہہ مین نہین جانتا کہ اسی چیلہ کے نام سے مشہور ہوا یا اور کسی وجہ سے اسکا ایک بیٹا عثمان خان تھا۔

سردار خان یہہ بھی منجملہ اون چیلون کے تھا جو دہلی مین مقتول ہوئے۔

داؤد خان اسکی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ پہلے یہہ برہمن تھا اور منجملہ اون چیلون کے تھا جو نواب کے ابتدا سے عمر سے اُسکے ساتھ تھے اور اسی سبب سے بی بی صاحبہ اوس سے پردہ نہین کرتی تھین ہم پیشتر اسکا ذکر کر چکے ہین کہ یہہ شخص سنہ ۱۱۴۳ لغایت سنہ [illegible] مین ایک سرکش راجہ کو پادشاہ [illegible] لغایت [illegible] کی خدمت پر مقرر ہوا تھا سنہ [illegible] لغایت سنہ [illegible] مین وہ پرگنہ

ساتھ نی سوار اس مضمون کا خط لکھکر فرخ آباد کو بھیجا۔ نواب نامدار سلامت شمشیر خود را در میان مکن وگرنہ آب نہ خواہد ماند ترجمہ نواب نامدار سلامت اپنی تلوار کو میان مین کرو ورنہ اُسکی آب جاتی رہیگی۔ محمد خان نے اپنے دیوان صاحب رائے کو جواب ترکی بہ ترکی لکھدینے کا حکم دیا منشی نے اُسی خط کی پشت پر سطر چیر جواب لکھا۔ نواب نامدار سلامت این شمشیر مردان در معرکہ میدان بے خون چشیدہ بمیان نمی آید۔

نواب نامدار سلامت شمشیر مردون کی میدان جنگ مین بغیر خون پیئے اپنے میان کو نہیں لوٹتی۔ صفدر جنگ نے یہہ جواب پاکر چاہا کہ شمشیر خان کے ساتھ مقابلہ کرے لیکن اُسکے مشیرون نے اُسکو لڑنے کی رائے نہین دی اور یہہ کہا کہ بادشاہ کی ناخوشی کا سبب ہوگا اُن لوگون نے یہہ بھی کہا کہ اگر آپ لڑے اور فتحیاب ہوئے تو کہا جائیگا کہ چیلون کے ساتھ لڑے تھے اور اگر خدانخواستہ تو دیگر معاملہ ہوا تو ہمیشہ کی لئے بدنامی کا ٹیکا آپ کے ماتھے رہیگا چنانچہ وہ اُس قرب وجوار سے فی الفور روانہ ہوکر دہلی چلا گیا۔ شمشیر خان کے افادہ سے اُسکی خاص فوج کا اسباب لٹ گیا کہتے ہیں کہ اپنی مزاج کی وجہہ سے [illegible] کے حکام [illegible] خان کے خاندان مین باہم ملال پیدا ہوگیا شمشیر خان کی وجہہ سے [illegible] کرتے تھے [illegible] اب [illegible] معاملات مین [illegible] خان کی وفات [illegible] پنج چیلون کے ساتھ گرفتار ہوکر دہلی بھیجے گئے [illegible] مین [illegible] گیا جسکا مفصل حال ہم عنقریب بیان کرینگے اوسکے پانچ بیٹے تھے حسن علی خان رحیم علیخان عمر علیخان کاظم علیخان رسول علیخان شمشیر گنج ایک قصبہ اوسکے نام سے پرگنہ [illegible] ضلع مین [illegible] آباد ہے

اوسکا [illegible] م خان عہد نواب شوکت جنگ مین سنہ ۱۸۱۳ء لغایت سنہ ۱۸۲۳ء خاص محل کی ڈیوڑھی پر متعین تھا روپیہ روزانہ اسکا وظیفہ تھا اوسکی اولاد سے ایک شخص غریب خان نام سنہ ۱۸۳۹ء تک زندہ تھا لیکن نان شبینہ کو محتاج تھا جب محمد خان کو نواب سعادت خان صوبہ دار اودہ برہان الملک کے ساتھہ لڑائی کا اتفاق ہوا تو نواب محمد خان نے اپنے چیلہ سعادت خان کو بھی چڑانے کے لئے برہان الملک کا خطاب دیدیا۔ محاصل ملک گوالیر کا جو اوسوقت عمر خان گوالیر کے تعلق تھا سندود مین ادا ہوتا تھا۔

۱۱ نیکنام خان یہہ منجملہ ادن چار چیلون کے تھا جن سے بی بی صاحبہ پردہ نہین کرتی تھین صیغہ تعمیرات فرخ آباد خاص کا اُنکے تعلق تھا اوسکی مسجد اور کنوان اور قلعہ اور باغ سنہ ۱۸۳۹ء تک موجود تھی اوسنے ایک مسجد چھپرامئو مین بھی قریب مقبرہ صدر جہان کے تالاب کے کنارے بنوائی تھی اوسکا سجع یہہ تھا۔ ہستم از لطف محمد نیکنام۔ ہم پیشتر بیان کر چکے ہین کہ یہہ شخص فیض آباد مین قایم خان کو نواب سعادت خان برہان الملک کے پیچھے سے چھپا لینے کی خدمت پر مامور ہوا تھا سنہ ۱۸۰۲ء لغایت سنہ ۱۸۲۱ء مین وہ پرگنہ بھوجپور کا عامل رہا۔

۱۲ جہان خان یہہ بھی بخشی تھا اور منجملہ پرانے چیلون کے تھا جس سے بی بی صاحبہ پردہ نہین کرتی تھین اوسنے پرگنہ بھوجپور مین جہان گنج اوسیکا آباد کیا ہوا ہی جو فرخ آباد اور چھپرامئو کی سڑک پر فرخ آباد سے نو میل جانب جنوب واقع ہی اوسکی بیٹی رحمت خان نے جو نواب احمد خان کا بخشی تھا شہر فرخ آباد کے مئو دروازہ پر ایک مسجد بنوائی۔

۱۳ کمال خان یہہ شخص کمالگنج کا بانی جو کانپور کی سڑک پر بفاصلہ ۹ میل گوشہ جنوب و مشرق مین فرخ آباد کے

شمش آباد کا عامل مقرر ہوا اور جس زمانہ مین نواب محمد خان کے پاس صوبہ الہ آباد تھا اُسوقت جونپور اور بنارس کی تحصیل اُسکے سپرد تھی اور نایب فوجدار سارنگ پور واقع ملک مالوہ کا بھی ہوا تھا پرگنہ اعظم نگر ضلع ایٹہ مین داؤد گنج اسی کا آباد کیا ہوا ہے۔

۹
بھورے خان اس چیلے کی نسبت ایک نقل مشہور ہے جسکو ہم بیان کرتے مین اور جس سے ناظرین پر بہہ واضح ہوگا کہ چیلون کو کیسے اختیارات حاصل تھے ایک روز بھورے خان دربار مین دیر کر حاضر ہوا جب وہ آیا تو بیٹھنے کے لئے جگہ نہ دیکھی ایک تکیہ جو نواب محمد خان اور قایم خان کے درمیان مین رکھا تھا اُسکو ہٹا کر وہ نواب اور نواب کے بیٹے کے بیچ مین بیٹھ گیا قایم خان کو نہایت غصہ آیا اور اُس نے کہا کہ آپ نے چیلون کو اسقدر منہہ لگایا ہے کہ وہ مطلق میرا ادب نہین کرتے محمد خان نے جواب دیا کہ مجھکو انکے ساتھ اتنی ہی محبت ہے جتنی اپنے بیٹون کے ساتھ قایم خان کو یہہ جواب سنکر نہایت طیش آیا اور اُسی حالت مین وہ وہان سے اُٹھکر اپنے مکان امیٹھی کو چلا گیا تب محمد خان نے بھورے خان کو تنبیہہ کی اور کہا کہ مجھکو تیرا اعتبار جاتا رہا کیونکہ جب میری زندگی مین تم لوگ میرے بیٹون کا ادب نہیں کرتے تو خدا جانے بعد میری وفات کے تم سے کیا کیا وقوع مین آئیگا بھورے خان نے دست بستہ ہوکر عرض کیا کہ خدا تعالی نہ کرے کہ مین آپ کی وفات کے دن کو دیکھوں یہہ شخص صوبہ الہ آباد مین نواب کا نایب تھا۔ ۱۱۶۳ء مین جو لڑائی بمقابلہ راجہ چتر سال کے بمقام اکولی ہوئی اُسمین محمد خان مقتول ہوا۔

سعادت خان جس زمانہ مین نواب مالوہ کا صوبہ دار تھا تو یہہ شخص ملک مالوہ مین مندسور کا عامل تھا جو اُجین سے جانب جنوب واقع ہے اُسکی مُہر پر یہہ الفاظ کندہ تھے ۔ بے لطف محمد سعادت نبود

دو تین ہفتے سے زیادہ ایک پرگنہ مین نہین رہتا تھا موقوفی اور بحالی فوراً ہو جایا کرتی تھی یہہ جواب
سُنکر نواب نے کہا کہ اِس مسخرے سے کہدو کہ تو ایک برس کے لئے مقرر کیا گیا۔

۱۹ رستم خان یہہ شخص سنہ ۱۱۶۳ھ مین قایم خان کے ساتھہ دوڑی کی لڑائی مین مارا گیا۔

۲۰ عبد الرسول خان وہ سنہ ۱۱۶۲ھ مین انجولی کی لڑائی میں مارا گیا۔

۲۱ حاجی سرفراز خان یہہ شخص احمد خان کے بخشیون سے تھا اور الہ آباد کی مہم اور بہار کی طرف سے
بازگشت کی ذکر مین اُسکا بیان کیا جائیگا۔

۲۲ جانثار خان یہہ اوجین صوبہ مالوہ مین مقیم خان کا نایب تھا نواب کے ناخوشی کی وجہہ سے اوسکے
بید لگاے گئے تھے چونکہ وہ نہایت نازک تھا لہذا پہلے ہی ضرب مین مرگیا۔

۲۳ رحمت خان رحمت گنج اوسکا بسایا ہوا ہے لیکن یہہ نہیں معلوم کہ کہان ہے اوسکو سواری والا کہتے
تھے اور ایک سوارون کی رجمنٹ کا وہ افسر تھا۔

۲۴ کرم خان یہہ ہاتھی خانہ کا داروغہ تھا اُسکی مہر پر یہہ سجع کندہ تھا بفضلِ محمد کرم نامدار۔

۲۵ جواہر خان یہہ داروغہ اصطبل کا تھا۔

۲۶ صلابت خان یہہ میر عمارت تھا۔

۲۷ شمشیر خان ثانی یہہ مرغ خانہ کا داروغہ تھا۔

۲۸ مہتاب خان یہہ باورچی خانہ کا داروغہ تھا۔

۲۹ نامدار خان یہہ شخص قوم کا گھیلوار تھا کمرسا کن موضع چلسرا پرگنہ شمش آباد مغربی تھا اور ابتک اُسی
موضع میں اوسکی اولاد زندہ ہے اور ایک مسجد اوس کی بنائی ہوئی اب تک موجود ہے اور گاؤن بسے

واقع ہے سنہ ۲۰ لغایت سنہ ۲۱ عمین سیہری اور جالون کا عامل تھا وہ نواب قایم خان کے ساتھ ڈورسے کی لڑائی مین مارا گیا۔

۱۴ روشن خان حیات باغ اور نواب کے مقبرہ کی عمارت اوسکی تعلق تھی روشن گنج اُسکا آباد کیا ہوا ہی جو چھپر اسوکی سڑک پر کسی جگہ واقع ہے سمت معلوم نہین۔

۱۵ دلاور خان اوسکا لقب چھوٹے تھا اور وہ داروغہ دیوانخانہ کا تھا غالباً یہہ وہی شخص ہوگا جسکہ کہ ایک مقام پر اورنگ آبادی کرکے ذکر ہوا ہی۔

۱۶ پردل خان یہہ گور راجہ سرولی کا بیٹا تھا اور اونٹ خانہ کا داروغہ تھا۔

۱۷ فخرالدین خان یہہ فوج کا بخشی تھا اور اُسکو فخرالدولہ بھی کہتے تھے سنہ ۱۷ء مین نواب مظفر جنگ کی مسندنشینی پر اُسکو ایک بہت ممتاز عہدہ ملا اور مقتول ہونے سے ایک سال پیشتر تک وہ نایب رہا وہ بہشت باغ مین جو مئو دروازہ پر ہے ایک علیحدہ مقبرہ مین مدفون ہوا دروازہ مین گھستے ہوے باءمین طرف تھوڑے ہی فاصلے پر اوسکا مقبرہ ہی۔

۱۸ علاول خان پہلے اسکا نام کیسری سنگھ تھا اور یہہ چیتر سنگھ ٹھاکر ساکن ہوضع براون کا بیٹا تھا موضع براون اور بابرپور مین اب تک اوسکی اولاد موجود ہی اس کی نسبت مشہور ہی کہ کسیقدر مسخرا تھا ایک مرتبہ محمد خان نے اوسکو کسی پرگنہ کا عامل مقرر کرکے بھیجا جب کہ علاول خان روانہ ہوا تو گھوڑے پر دُم کیطرف مُنہ کرکے بیٹھا تو نواب محمد خان نے کہا کہ اس مسخرے سے پوچھو کہ اسطرح سوار ہونے سے اِسکا کیا مطلب ہی تو اُس نے یہہ جواب دیا کہ مین یہہ دیکھتا ہون کہ میرے پیچھے کوئی دوسرا عامل تو مقرر ہوکے نہین آتا اِسکا سبب یہہ تھا کہ عامل بہت جلد بدلتے رہتے تھے اور کوئی شخص

کے قبضہ مین تھا اگر کوڑیا گنج خان بہادر کا آباد کیا ہوا ہی قرار پاوے ضلع علیگڈھ میں ایک قصبہ
ہی نواب کی ریاست کول علیگڈھ مین بابہ میل تک تھی عوام کا بیان ہے کہ پرگنہ مارہرہ ضلع ایٹہ سنہ ۱۷۲۰ء مین
جاگیرداران سادات سی ٹھیکہ پر لیا گیا لیکن جو تحریر اوسکی بابت ہوئی اوسکے باضابطہ ہونے مین کچھ فتور تھا
یہہ امر کہ بعد اون محمد خان کے قبضہ مین تھا ہم کو تاریخ گل رحمت سے معلوم ہوا کیونکہ جب فرخ آباد کے
ایک عامل اور چند زمینداروں سے ایک لڑائی ہوئی اوسوقت مین داود خان نے شاہ عالم خان حافظ
رحمت خان کے باپ کو قتل کروا ڈالا تھا۔ واقعات سے جو اوپر بیان کئے گئے یہہ امر بخوبی ظاہر ہوتا ہے
کہ نواب محمد خان اپنے ماتحتون پر کامل نگرانی رکھتا تھا۔ وقتاً فوقتاً اونکو تبدیل کرتا دیتا تھا۔ اور پختہ
عمارت کی تعمیر کی ممانعت رکھتا تھا اسوجہہ سے اوس کی پوری حکومت تمام ریاست پر رہتی تھی۔ اور
اوسکے احکام فوراً تعمیل کئے جاتے تھے۔ صاحب راے نے جو نواب محمد خان کی تحریرات کو جمع کیا ہے
اوسمین سے حالات مندرجہ ذیل منتخب ہو کر درج کئے جاتے ہیں (قنوج) محمد شاہ بادشاہ کے جلوس
کی دوسری سال (فروری ۱۷۲۰ء لغایت جنوری ۱۷۲۱ء) مین فوجداری سرکار قنوج کی نواب کے
بیٹے قایم خان کے نام تھی۔ بعد ازان جب راجہ گردھر بہادر صوبہ الہ آباد سے منتقل کیا گیا تو اوسنے
یہہ درخواست کی کہ مجھکو میرے وطن کے قریب کوئی ریاست عطا فرمائی جاوے جسمین میرے لواحق
سکونت اختیار کرین اوسوقت فوجداری قنوج کی گردھر بہادر کو عطا ہوئی اوسکی وفات کے بعد وہ ایک
سے دوسرے کو منتقل ہوتی گئی یہانتک کہ راجہ بھدوریا نے اوسکو پایا جب محمد خان کو سنہ ۱۱۴۵ ہجری مین
صوبہ الہ آباد دوبارہ عطا ہوا تو اوسنے اپنے وطن کی ریاست کو غیر شخصون کے قبضہ مین چھوڑنے سے
انکار مین زیادہ مبالغہ کیا لہذا وہ جاگیر اسیکو عطا ہوئی۔ صاحب رای لکھتا ہے کہ اوسوقت حاصل اوسکا

جانب مغرب آثار گنج یا قلعہ کی جو اُس نے بنا تھا موجود ہین -

نامدار خان ثانی - سلیمان خان - خوشحال خان - فولاد خان - نصر خان - شیر دل خان عم ہمراہ

ناہر دل خان - حفیظ اللہ خان - لطف اللہ خان - بخت بلند خان - فضل خان - اشرف خان

مبارک خان - نجم الدین خان - دل مست خان - بازا خان - بہا خان - تقی خان

نواب کے ملک کا بیان

ہم نہین جانتے کہ وہ ملک جسکا محمد خان فی الواقع وقت وفات حکمران تھا کیونکر حاصل ہوا تھا محمد شاہ نے اپنے جلوس کی پہلی سال اُسکو پرگنہ بھوجپور وشمس آباد جو بطور جاگیر کے دیا تھا وہی ابتدا اور پہلی ریاست محمد خان کی تھی - رہا باقی ملک اوسکی نسبت یہہ مثل صادق آتی ہے - جس کی لاٹھی اوسکی بھینس نواب کے ملک کی وسعت کے بیان مین یہہ قطعہ کسی شخص نے لکھا ہے - قطعہ

میانِ دو آب و میانِ دو کاف ❊ شدہ حاصلِ ملک جملہ معاف

شہر و قصبہ کول و کوڑا حد دو ❊ بدریا سے گنگ و جمن انصراف

اس قطعہ مین حدود کے بیان کرنے مین نہایت مبالغہ کیا گیا ہے اور گنگا پار کے پرگنہ متروک ہوے ہین - بالفعل کے ضلعون کی تقسیم شرقی و غربی پر خیال کرنے سے اسطرح پر حدود ظاہر ہوتے ہین کہ اگر ایک خط فرضی مستقیم موضع شکوہ آباد واقع کنارہ گنگا سے موضع نگر واقع کنارہ جمنا تک کھینچا جاوے تو ضلع کانپور کا نصف مغربی حصہ اور تمام ضلع فرخ آباد اور تمام ضلع مین پوری باستثنا شکوہ آباد ایک پرگنہ کے تمام ضلع ایٹہ باستثنا دو چھوٹے چھوٹے پرگنون کے جو گوشہ شمال و مغرب مین واقع ہین اور تقریباً نصف ضلع بداون اور اس پار گنگا کے اور ایک پرگنہ ضلع شاہجہانپور کا محمدی

ندہ پور اکبرآباد و سکندر پورہ کی نسبت بیان کیا گیا ہی کہ وہ نواب کے قبضہ میں تھے - ایکسال
اکبرآباد و سکندرپور کا محاصل پنیشہ یا ستر ہزار روپیہ پر پہونچا تھا - ایسا معلوم ہوتا ہی کہ سنہ ۱۱۳۶ ف
مطابق سنہ ۱۷۲۹ و ۳۰ع مین خشک سالی ہوگئی تھی کوپل اور سکندرہ کی نسبت بیان کیا گیا ہے
کہ سنہ ۱۱۳۶ ف مطابق سنہ ۱۷۲۹ و ۳۰ع مین نواب کے قبضہ مین تھے -

(سکیٹ) جب سے کہ اوس خزانے کی محافظت کا اہتمام جو جنت البلاد بنگال سے آتا تھا محمد خان کے سپرد ہوا یہہ قصبہ فرخ آباد مین شامل ہوا سکیٹ کا محاصل فوجدار اٹاوہ کی جاگیر کو جو یک ایک لاکھ روپیہ بیان کیا گیا ہے -

(کوراولی) قایم خان کو سترہ یا اٹھارہ لاکھ دام اس پرگنہ سے بطور تنخواہ فوجداری قنوج کے ملتے تھے -

(شکوہ آباد) ظاہرا یہہ پرگنہ بطور مضافات اٹاوہ کے محمد خان کے قبضہ مین تھا اور کرہل اوسمین شامل نہ تھا بھونگام و تالگرام سنہ ۱۷۲۶ع مین خاندوران کی جاگیر مین تھے -

(آنولہ) یہہ پرگنہ ایک زمانہ مین امیر خان عمدۃ الملک کی جاگیر مین تھا +

محمد خان کی زوجہ اور اولاد کا بیان

محمد خان کی نکاحی بی بی صرف ایک تھی جسکا نام مالحہ بانو یا رسیہ بانو تھا اور بی بی صاحبہ کے لقب سے مشہور تھی اور قاسم خان بنگش کی دختر تھی بی بی صاحبہ کا ذکر پیشتر اوپر ہوچکا ہی اور آیندہ بھی اکثر ذکر آویگا اُسکے دو لڑکے تھے قایم خان جو بعد نواب کے جانشین ہوا اور دایم خان جو بچپنے مین مرگیا - اور دو لڑکیاں تھیں روشن جہان جو روشن خان بنگش کو منسوب تھی اور ایک

اضمحلال کے چند سال تھا اور جمع بیس پچیس لاکھ دام سے لیکن اضافہ ہوکر ایک کرور دام تک نوبت پہنچ گئی تھی (شاہ پور) یہہ پرگنہ سنہ ۱۱۳۹ ہجری مطابق ۲۶ اگست سنہ ۱۷۲۶ع لغایت ۱۲ اگست سنہ ۱۷۲۷ع مین تبدیل کمند کے جانے کے قبل محمد خان کے قبضہ مین تھا بعد ازان وہ داخل خالصہ ہوکر صرف ایک فصل کے لئے عطا ہوا لیکن باوجود داخل خالصہ ہو جانے کے محمد خان نے چند سال تک اُسپر اپنا ہی قبضہ رکھا اور بعد اُسکے پھر واگذاشت کرالیا یعنی خاندوران خان کی وساطت سے دسوین رمضان المبارک سنہ ۱۱۴۳ ہجری مطابق تیرہوین فروری سنہ ۱۷۳۱ع کو وہ پرگنہ فصل ربیع سنہ ۱۱۴۲ فصلی سے مطابق مارچ سنہ ۱۷۳۵ع مستقل طور پر عطا کیا گیا چونکہ یہہ علاقہ سرحدی تھا اِسواسطے لٹیرون کے انتظام مین جو راجہ بندو سنگھ بچھیندے والے کی ریاست مین پناہ لئے ہوئے تھے کسیقدر دقت واقع ہوئی۔

(اٹاوا) محمد خان اخیر عمر مین اٹاوہ کا فوجدار تھا راجہ ادھراج جے سنگھ سوائی نے سنہ ۱۱۴۴ ہجری مطابق مارچ سنہ ۱۷۳۲ع لغایت مارچ سنہ ۱۷۳۳ع مین اوسکو وہان سے بیدخل کیا۔

(جلیسر) اِس پرگنہ مین جو جاگیرین کوکل تاش خان کی تھین اونکی بابت بوساطت راجہ جیسنگھ سوائی کے یاقوت خان کے نام سے ایک پٹہ حاصل کیا گیا تھا لیکن نواب نصیر الدولہ سعادت خان ظفر جنگ کو اوس مین انکار ہوا اور اسی وجہہ سے بادشاہ نے دوسری ذیقعد سنہ ۱۴ جلوس مطابق ۲۰ دسمبر سنہ ۱۷۳۱ع کو محمد خان کے نام ایک فرمان بھیجا اور محمد خان نے وہ پٹہ واپس کیا۔

(سوج و علی کھیڑہ) سوج خان دوران خان امیر الامرا کی اور کھیڑہ قرخ خان کی جاگیر تھی۔

(برہان سوہار) یہہ موضع جاگیر دارون سے یاقوت خان نے دس لاکھ دام پر ٹھیکہ لیا تھا

وزیر نواب کو منسوب ہوئی تھی لیکن نواب احمد خان نے شادی روک دی اور یہہ کہا کہ جب تک لکھنؤ کے خاندان کی کوئی لڑکی میرے بیٹے محمود خان کو نہ ملیگی تب تک خان خانان کی لڑکی لکھنؤ نہ جائیگی چھوٹا عبد النبی خان یہہ شخص قائم خان کے ساتھہ مارا گیا جب عبد النبی خان قائم جنگ کے ساتھہ لڑائی کے لیے ہاتھی پر سوار ہوتا تھا تو اوسکو چھینک آئی اور ایک بلی رستہ کاٹ گئی ان بدشگونون سے نواب عبد النبی خان زندہ نہ لوٹا اوس تاریخ سے چھینک اور بلی اسکے بیٹے عبد المجید خان کی چڑ ہو گئی اگر کسی ملازم کو چھینک آتی تو وہ باہر مکان کے جاکر چھینکتا تھا کسی ملازم کی یہہ مجال نہ تھی کہ بلی کا نام زبان پر لا سکے اگر کسی ضرورت سے بلی کا نام لینا ضرور ہوتا تھا تو مچھلی کھک بیان کیجاتی تھی نوکرون کو اس بات کی بھی سخت تاکید تھی کہ کسی کی موت کا ذکر اوسکے سامنے نکرے اگر کسی دوست کی موت مین نواب بلایا جاتا تھا تو ملازم اسطور پر بیان کرتے تھے کہ فلانے شخص کے گھر مین شکر جیشی ہو گئی کیونکہ معمول ہی کہ مرتے آدمی کے حلق مین شربت ڈالا کرتے ہین اگر تیجے کا ذکر کرنا منظور ہوتا تھا تو ملازم اسطور پر کہا کرتے تھے کہ فلان شخص کے یہان آج بڑی دھوم دھام ہی۔ جب نواب عبد المجید خان کہین سوار ہوتا تھا تو کچھہ روپیہ اپنے خانسامان کو دیا کرتا تھا اور خانسامان کو حکم تھا کہ ایک روپیہ چار آنے بنیے کو جسکی دوکان دروازہ پر تھی دیوے کہ وہ سوار ہوتے وقت نظر پیش کرے اور چار آنہ کسی باغبان کو دیے جاتے تھے تاکہ وہ گلدستہ سوار ہوتے وقت پیش کرے یہہ نیک شگون سمجھے گئے تھے۔ چند روپیون کی کوڑیاں بھنوائی جایا کرتی تھین اور دو دو پیسے کی کوڑیون کے ڈھیر الگ الگ رکھے جاتے تھے اور خانسامان کو حکم ہوتا تھا کہ تمام فوج کو آگاہ کر دے کہ نواب صاحب

اور جو بعد شادی کے مرگئی سبب بی بی صاحبہ کا انتقال ۲۸ ذیقعدہ [illegible] ہجری مطابق ۵ اپریل
سنہ [illegible]ء کو ہوا اور علیحدہ مقبرہ میں بہشت باغ نواب احمد خان کے مقبرہ سے گوشہ جنوب در
مغرب میں مدفون ہو میں شہر میں ایک بہت خوشنما مسجد اونکی بنائی ہوئی ہے جو بی بی صاحبہ کی مسجد
کے نام سے مشہور ہے بلکہ وہ محلہ بھی اسی نام سے مشہور ہے علاوہ اسکے ایک اور محلہ بی بی گنج
مئو دروازے کے قریب ہے ناہمواری اوس زمانہ کی اوس سے ظاہر ہوتی ہے کہ محمد خان کے
سات بیٹے لڑائی میں مارے گئے اور نو بیٹے مرگ مفاجات میں مرے اور صرف چھ بیٹے اپنی
موت سے مرے محمد خان کے اون بیٹوں کے نام جنکی اولاد اس کتاب میں درج کیجائیگی حسب
ذیل ہیں۔

۱
(قایم خان) یہہ [illegible] مطابق [illegible] میں اپنے باپ کا جانشین ہوا جسکا ذکر آگے کیا جاویگا
اوس نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔

۲
(دوسرا احمد خان) [illegible] میں جانشین ہوا اور [illegible] میں وفات پائی۔

۳
(تیسرا مرید خان) جو مرتضی خان نمبر ۴ کا حقیقی بھائی تھا قایم خان کے ساتھ لڑائی میں مارا گیا
تین لڑکے اوس نے چھوڑے۔

۴
(چوتھا) مرتضی خان یہہ بحکم نواب مظفر جنگ خلف احمد خان نمبر ۲ کے مبارک محل میں بحالت قید
قتل کیا گیا۔ اوسنے سات لڑکے چھوڑے تھے۔

۵
(پانچوان اکبر خان) یہہ شخص سکندرہ راو میں مارا گیا اوس نے دو لڑکے چھوڑے کہتے ہیں کہ
ان لڑکوں میں سے ایک خان خانان خان تھا جسکی لڑکی سعادت علی پسر نواب شجاع الدولہ

۹ نوان اسمعیل خان یہہ منجملہ اون پانچ شخص کے تھا جو الہ آباد مین مقتول ہوئے اسنے چار بیٹے چھوڑے

۱۰ دسوان کریم داد خان یہہ بھی منجملہ اون شخصون کے تھا جو الہ آباد مین مقتول ہوئے اس نے دو بیٹے چھوڑے۔

۱۱ گیارھوان امام خان اسکو بی بی صاحبہ نے قائم خان کے بعد جانشینی کے واسطے نامزد کیا تھا اور پانچ مہینے اور چند روز تک اوسنے مسند نوابی پر حکمرانی کی وہ گرفتار ہوکر بشمول حسین خان اور فخرالدینخان و اسمعیل خان و کریم داد خان کے الہ آباد بھیجا گیا اور وہان ۱۷۵۰ء مین بحکم صفدرجنگ مقتول ہوا اسنے دو بیٹے چھوڑے۔

۱۲ بارھوان خدابندہ خان یا خداوند خان۔ بعض شخصون نے اسکو بھی جانشینون کی فہرست مین درج کیا ہی لیکن ظاہرا یہہ امر صحیح نہین ہی بلکہ لوگون نے خوشامد کی راہ سے اسکے بیٹے امین الدولہ کے خوش کرنے کے لیے جو ۱۸۰۵ء سے لغایت ۱۸۰۸ء تک ذی اختیار نایب ہا یہہ روایت مشہور کردی تھی۔

خدابندہ خان نے نوین ذی الحجہ ۱۱۹۲ھ ہجری مطابق ۲۹ دسمبر ۱۷۷۸ء دہلی کے قلعہ مین وفات پائی اوسکی بیٹی امراؤ بیگم کی نواب مظفر جنگ سے شادی ہوئی تب پرگنہ سکراوہ اوسکی جاگیر مین ملا تھا اوسنے ایک بیٹا چھوڑا۔

۱۳ تیرھوان منصور علیخان۔ اس شخص کی ایک لڑکی تھی۔

۱۴ چودھوان ہادی داد خان۔ یہہ شخص قایم خان کے ساتھ مارا گیا اوسکی کوئی اولاد نہ تھی۔

۱۵ پندرھوان بہادر خان۔ یہہ شخص قائم خان کے ساتھ مارا گیا اوسنے دو لڑکے چھوڑے۔

کی سواری آتی ہی اور فوج راہ کی حفاظت کرے چنانچہ خانساماں کا معمول تھا کہ وہ نواب کی تمام رعایا سے جسمین نیچ اونچ ہر ذات کی آدمی تھی کہدیا کرتا تھا کہ نوابصاحب کی سواری آتی ہی تب نواب ایک گھوڑے پر جو چاندی کے زیور سے آراستہ ہوتا تھا سوار ہوتا تھا ایک خدمتگار چونری ہلاتا ہوا سامنے چلتا تھا اور چار یا آٹھ مصاحب یابوون پر سوار پیچھے ہوتے تھے جب نواب اپنے دروازہ پر پہنچتا تھا تو مہارام روپیہ بطور نذر کے پیش کرتا تھا اور پان فروش ایک دونا پان کا پیش کرتا تھا جسمین سے چند پان نواب کھاکر باقی خانساماں کے حوالے کردیتا تھا۔ باغبان پھول پیش کرتا تھا جسمین سے ایک پھول پسند کرکے نواب اپنی پگڑی مین رکھہ لیتا تھا جب سواری واپس آتی تھی تب خانساماں موافق حکم کے سب فوج کو موجود کردیتا تھا ہر شخص کو ایک ڈھیری کوڑیون کی بطور انعام کے دیجاتی تھی اور ہر شخص سلام کرکے رخصت ہوتا تھا جب صاحبزادون مین سے کوئی عبدالمجید خان کے ملنے کو آتا تھا تب مذاق کی راہ سے ناک مین آہستہ سے تنکا کرکے خواہ مخواہ چھینک بلائی جاتی تھی اور اوسوقت نواب سے معافی کی درخواست کیجاتی تھی لیکن نواب عبدالمجید خان اس سے اور زیادہ غصہ ہوا کرتا تھا اور صاحبزادون سے کہا کرتا تھا کہ آپ میرے پاس کبھی نہ آیا کرین تب صاحبزادے منہہ مین رومال دیکر ہنسا کرتے تھے۔

ساتوان حسین خان یہہ شخص الہ آباد مین صفدر جنگ کے حکم سے مقتول ہوا۔

آٹھوان قمرالدین خان کے ایک بیان سے ظاہر ہوتا ہی کہ یہہ شخص قائم خان کے ساتھہ مارا گیا دوسرے طور پر یہہ ظاہر ہوتا ہی کہ یہہ الہ آباد مین مقتول ہوا اس نے ایک لڑکی چھوڑی۔

سے سکہ زد در بحر و بر از اوج ماہی تا بماہ ثانی تیمور و بابر حضرت شایستہ شاہ + بخشی فخر الدولہ نے

ان روپیہ مین سے ایک روپیہ احمد خان کے پاس بھیجا اور ان تمام حالات کی اطلاع کی۔ احمد خان

بھی نہایت مضطرب ہوے کہ مبادا یہہ حالات بادشاہ کے گوش گذار ہون بخشی کو حکم دیا کہ شائستہ

خان کی جاگیر ہے لے اور جہانتک اس قسم کے روپیہ اوسکو ملسکین اسکو حاصل کر کر ضائع کرادے

اور شائستہ خان کو قلعہ مین محبوس کرے لیکن چند ماہ کے بعد شایستہ خان پھر آزاد ہو گیا۔

محمد خان کے بیٹون کا حال

سنا گیا ہی کہ امیر دوست خان والی کابل کے اسقدر لڑکے تھے کہ وہ خود اپنی اولاد کو پہچان نہین

سکتا تھا۔ بلکہ جب کسی نوجوان کو عمدہ لباس اور عمدہ سواری پر دیکھتا تھا تو وہ پوچھا کرتا تھا کہ

یہہ نوجوان میرا بیٹا ہی یا نہین کچھہ اسی کے مشابہ نواب محمد خان کی کیفیت تھی ایک دن اپنی

ایک کتخدا بیٹے کو زنانہ محل مین دیکھہ کے نواب محمد خان نے بی بی صاحبہ سے دریافت کیا

یہہ کونسا محل ہی بی بی صاحبہ نے ایک دوہتڑ اوسکے منہہ پر مار کر کہا کہ تمکو کیا ہو گیا ہی یہہ تمہاری

لڑکی ہی۔ وہ بیٹیین جنکی جوان ہو کر شادی ہوئی یہہ تھین

ا۔ بی بی روشن جہان حقیقی بہن قائم خان کی تھی اسکی شادی۔۔۔ نواب رشید خان بنگش

اشترزئی سے ہوئی لیکن اوس کی کچھہ اولاد نہین۔ روشن آباد جس آباد مغربی مین جو کہ قدیم سڑک

پر گوشہ شمال و مغرب مین فرخ آباد سے ۹ میل پر واقع ہے بازار اسی کا بنوایا ہوا ہے وہان

ایک چھوٹی سی مسجد بھی اوس کی بنائی ہوئی ہی جو اب نہایت خراب خستہ حال مین ہی اور روز بروز

گرتی جاتی ہی اور جسکے نقش سب جنپر تاریخ کندہ تھی مٹ چکے ہین۔ اُسکے قریب ایک کنوان بھی

سولھوان۔ شادی خان۔ جب مرہٹون نے اپریل۔ مئی ۱۸۰۱ء میں محمگڑہ کا محاصرہ کیا تھا اوسوقت یہہ شخص ایک توپ کا گولہ کھا کر مارا گیا اوسنے کوئی اولاد نہ چھوڑی۔

۱۷ سترھوان۔ صلابت خان ۱۸۰۴ء تک زندہ تھا اسنے چار لڑکے چھوڑے۔

۱۸ اٹھارھوان۔ نام آور خان اس نے چھہ لڑکے چھوڑے۔

۱۹ اونیسوان۔ محمد امین خان۔ اس شخص نے ایک زمیندار کو گالی دی تھی اسپر اوس زمیندار نے تلوار سے اوسکو مار ڈالا میان علیم اللہ شاہ پیرزادے نے جو دروازہ قلعہ پر جان علیخان کی مسجد مین رہتا تھا اوس زمیندار کو قتل کیا امین خان نے دو بیٹے چھوڑے تھے۔

بیسوان۔ عطاء اللہ خان۔ ایک روز نواب روشن خان بنگش اشترزئی نواب محمد خان کا برادر نسبتی بھبلپور سوارہ مین شیر کا شکار کھیلتا تھا اتفاقاً اوس کی بندوق کی ایک گولی عطاء اللہ خان کے جا لگی اور وہ مر گیا۔

۲۱ اکیسوان عظیم خان یہہ شخص محمد خان کے بعد بہت دنون تک زندہ رہا اور دس لڑکے چھوڑے

۲۲ بائیسوان شایستہ خان یہہ شخص بھی ۱۸۰۴ء تک زندہ تھا ایک لڑکا چھوڑا۔

زمانۂ عالمگیر ثانی مین (۱۷۵۴ء لغایت ۱۷۵۹ء) نواب احمد خان دو سال تک دربار مین حاضر رہا اور بخشی گری سلطنت پر معمور تھا جب احمد خان کہین چلا جاتا تھا تو شایستہ خان مکان مین بیٹھ کر تاج شاہی سر پر رکھا کرتا تھا اور جس طرح بادشاہ دربار عام مین بیٹھا کرتا تھا اوسی طرح وہ گولان باری کیا کرتا تھا اور خدمتگارون کو حکم ہوتا تھا کہ اوس کے حضور مین مثل بادشاہون کے آداب عرض کرین۔ کئی ہزار روپیہ شاہ ستارہ آنہ کے ڈھلوائے گئے جسپر یہہ سکہ درج تھا

۶- بیگم صاحبہ - یہہ ارادت علیخان بنگش پسر شجاعت علیخان کو منسوب تھی اسکے نہ کوئی حقیقی بھائی تھا اور نہ کوئی اولاد چھوڑی -

۷- بی بی کافیہ حقیقی بہن اسمٰعیل خان نمبر ۹ کی اور شایستہ خان نمبر ۲۲ کی تھی اور رستمخان بنگش کو منسوب تھی اسکے بھی کچھہ اولاد نہ تھی -

۸- نامعلوم الاسم زوجہ مصطفیٰ خان اور حقیقی بہن حسینخان نمبر سات کی تھی اسکے کوئی اولاد نہ تھی -

۹- بی بی دولت خاتون - یہہ خداداد خان بنگش اشتر زئی کرلانی کو منسوب تھی اور منور علیخان مصنف کتاب لوح تاریخ کی پردادی تھی اوس کا شجرہ یہہ ہے -

خداداد خان و دولت خاتون

سکندر علیخان

سرفراز علیخان

منور علیخان — حیات علیخان — حسین علیخان — سعادت علیخان — شجاعت علیخان — ایک دختر

وفات ۱۲۹۲ھ - پیدایش ۱۲۹۶ھ

کہتے ہین کہ بی بی دولت خاتون بہت خوش مزاج اور سخی تھین اپنے باپ محمد خان کے مقبرہ کو جو حیات باغ مین واقع ہے ازسرنو مرتب کرایا اوسنے میان عطا کریم شاہ سلونے کے ہاتھ پر بیعت کی - جب نواب مظفر جنگ نے تمام خاندان کی پنشن روک لی تو وہ دہلی بادشاہ کی حضور مین گئی اور بادشاہ نے بنگش گھاٹ کا محاصل اوسکو معاف کیا جب مظفر جنگ سے اور الٰہی خان

ہی جسکے ایک کنارہ پر ایک پتھر پڑا ہی اور اوسپر کچھ کندہ ہی اب کوئی کوئی لفظ اوسکے پڑھنے مین آتے ہین ۱۸۶۳ء مین اوس پتھر کا کندہ پڑھا گیا تھا تو معلوم ہوا کہ یہہ مصرعہ کندہ ہوئے چہ شیرین آب چاہ روشن آباد ۔ کالی رائے اپنی تاریخ کے صفحہ ایک سو تیرہ مین لکھتا ہی کہ اس مصرعہ سے ۱۱۴۹ ہجری نکلتے ہین (دیکم مئی ۱۷۳۶ء لغایت ۲۱ اپریل ۱۷۳۷ء) عربی بی روشن جہان کو شہر کی بی بی بھی کہتے تھے اور وہان کے دیہاتی اب تک یہہ عقیدہ رکھتے ہین کہ اوسکو بھوت پلید اوتارنے کی طاقت ہی کہتے ہین کہ وہ قائم خان کے مقبرہ واقع قائم باغ مین جو فتحگڈہ مین ہی مدفون ہوئے چنانچہ اسکا ہم پیشتر بھی ذکر کر چکے ہین اوس کی صرف ایک حقیقی بہن تھی جو بارہ تیرہ برس کی ہو کر ناکتخدا مر گئی ۔

۲- بی بی رحمت النسا ۔ یہہ عنایت علیخان کو بعد وفات اوسکی زوجۂ اول بی بی فاطمہ جو دختر ہمت خان اور بھانجی محمد خان کی منسوب تھی اس لڑکی کا کوئی حقیقی بھائی نہین تھا اسکے دو لڑکے تھے سلطان علیخان اور رستم علیخان ۔

۳- کریم النسا ۔ بعد وفات رحمت النسا نمبر دو کی یہہ بھی عنایت علیخان کو منسوب ہوئی اسکے بھی کوئی حقیقی بھائی نہ تھا دو لڑکے اسنے چھوڑے مراد علیخان اور اعظم خان ۔

۴- نامعلوم الاسم ۔ یہہ اپنے چچازاد بھائی شجاعت علیخان پسر عنایت علیخان کو منسوب تھی جو بطن اول سے تھا اس لڑکی کے نہ کوئی حقیقی بھائی تھا نہ اسنے کوئی اولاد چھوڑی ۔

۵- بھوری خانم ۔ یہہ اپنے چچازاد بھائی محمد علیخان بنگش کو منسوب تھی جو حقیقی بھائی شجاعت علیخان کا تھا اسکے کوئی حقیقی بھائی نہین تھا امیر علیخان اور قطب علیخان اسکے دو بیٹے تھے

سے افاقہ نہیں ہوا کیونکہ اوسکو کچھ شبہ زہر کا نہ تھا آخر کار جب زہر نے اپنا اثر
کیا اوس وقت ہر طرح علاج کیا گیا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا شام کے وقت اوسکا پلنگ
باہر نکالا گیا اور اوسکے پوتے سرفراز علیخان نے اپنے ہاتھ سے ایک دوا اوسکو
دی لیکن چونکہ اوسکے دانت بند ہو گئے تھے وہ دوا حلق سے نہ اوتری اور ۹ ربیع الاول
سنہ ۱۲۲۲ ہجری مطابق ۱۹ مئی سنہ ۱۸۰۷ع کو بی بی دولت خاتون نے اس جہان فانی سے رحلت
کی خود نواب نامدار جنگ اور سرفراز محل خاتون دولت کے مکان پر آگئے اور اپنے قفل
دروازون پر لگا دیے اور پہرے تعینات کر دیے تلاشی ہونے کے بغیر کوئی آ جا نہ سکتا تھا
دوسری صبح کو امین الدولہ [illegible] خان نے غسل میت کے بعد دیکھ کر کہا کہ میری خالہ
کو ضرور کسی شخص نے زہر دیا ہے لیکن اسکے سوا اور کچھ اوسنے نہیں کہا تجہیز و تکفین اپنے ہی
مکان میں وہ دفن کی گئی بعد اسکے نامدار جنگ نے اوسکا تمام مال و دولت کو ضبط کر لیا اور
سرفراز محل کے سمجھانے پر منور علیخان کے لیے صرف ایک وظیفہ مقرر کر دیا بعد اسکے
سرفراز علیخان اوسکا نواسہ اس پر مجبور کیا گیا کہ کچھ ذریعہ لیکر لا دعوی لکھدے۔
سرفراز علیخان نے لوگون کے کہنے سننے سے قاضی کے یہان جا کر راضی نامہ داخل
کر دیا [illegible] سنہ [illegible] ہجری میں جب بی بی دولت خاتون نے اپنے شوہر خداداد خان
سے برہم [illegible] نواب احمد خان کے یہان جو اوس وقت [illegible] حکومت تھے جانے کے
لیے کہا خداداد خان اپنی بی بی سے لڑکر دکن چلا گیا اور وہان سے خط و کتابت تو اوسنے
جاری رکھی لیکن پھر واپس نہیں آیا اور وہان پٹھانون کی ایک بستی میں جسکو کرپا کھنڈ

سے صلح ہوگئی تو وہ پھر واپس آئی اور موضع برہنہ خود پرگنہ بھوج پور اور نوسو بگھہ خام اراضی موضع کھنڈیہ پرگنہ کپل مین اور تاڑ والا باغ جسکو نولکھہ بھی کہتے تھے اوسکو جاگیر مین ملا۔ سکندر علیخان اپنے بیٹے کے مرنے پر بی بی دولت خاتون نے فقیری اختیار کی صرف سفید کپڑے اور جاڑون مین ایک کمل اوس کی پوشش اوسکے مزاج مین بہت غربت تھی اور اپنا وقت چرخہ کاتنے یا اپنے بیٹے کے مقبرہ مین عبادت مین مشغول رہنے مین صرف کرتی تھی منجملہ دیگر کمالات کے اوسنے معمارئی اسلحہ جاری کے کام مین بھی دستگاہ حاصل کرلی تھی کہتے ہین کہ قایم خان کی قلعہ اٹیٹی مین (۱۱۶۱ھ) مقتول ہونے پر بی بی خاتون نے اوسکی ستم رسیدہ بیوہ کی بہت دلدہی اور خبرگیری کی۔ بی بی دولت خاتون کو اپنے پوتے منور علیخان کے ساتھہ حد سے زیادہ محبت تھی اور ایک لحہ اوس کی مفارقت گوارا نہین تھی جب وہ پانچ برس کا ہوا تو اوس کی شادی سنجر خان ساکن رودائن پرگنہ کپل کی بیٹی کے ساتھہ کردی اور نواب ناصر جنگ کے حضور سے دس روپیہ ماہوار کا ایک وظیفہ اوسکے واسطے مقرر کرایا۔ ایک روز بی بی دولت خاتون اپنے گھر سے جسکو وہ بنگش یوسف کے اوس قطعہ اراضی مین تعمیر کرتی تھی جو اوس کے باپ نے اوسکو جہیز مین دیا تھا بڑے محل کی طرف کو آئی سواری سے اوترتے کے ساتھہ ہی اوسنے پانی پینے کو مانگا اسکی اصیلون نے پہلے سے اوسکے زہر دینے سے صلاح کر رکھی تھی فوراً زہر کا ملا ہوا پانی ایک کورے برتن مین اوسکے روبرو لاکر حاضر کیا۔ دولت خاتون نے پیکر تھوڑا سا جو باقی رہا منور علیخان کو پلایا لیکن منور علیخان کو فی الفور استفراغ ہوگیا اور اس وجہ سے وہ بچ گیا دولت خاتون

منیر خان

الف خان
عنایت علیخان

قاسم خان
مراد خان
خیراللہ خان
محمد خان

الہ یار خان
ایک دختر جو محمد علیخان کو منسوب تھی
صفدر علیخان نمبر ۱۲ کی زوجہ اور امین الدولہ کی ماں تھی
ایک دختر جو خدابندہ خان

مراد خان کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ بڑا دولتمند تھا - دوسرے رسول پور کی لڑائی مین جو نومبر [illegible]ء مین واقع ہوئی مراد خان اس قدر زخمی ہوا کہ وہ میدان جنگ مین ہاتھی پر سے گر گیا اور تین دن تک نعشون کے درمیان مین پڑا رہا کسیکو اوسکے حال کی اطلاع نہ تھی آخر کار ایک زمیندار نے نعشون مین سے ڈھونڈھ کر نکالا اور پہچانا -

ایک زمانہ مین نواب محمد خان نے اس زمیندار کو محبوس کیا تھا اور مراد خان اوسکی رہائی کا سبب ہوا تھا - یہہ زمیندار ایک ڈولی مین زخمی نواب کو اپنے گانون پر لیگیا اور اوسکے زخمون کا علاج کیا اور اوسکے کھانے کی خبرگیری کی جب وہ اچھا ہوا تو اوسکو فرخ آباد پہونچا[illegible] مراد خان کے جسم مین مختلف جگہون پر استی زخم لگے تھے اور ایک تلوار کے زخم نے اوسکی ناک کو ایسا بدقوارہ کر دیا تھا کہ وہ نکٹا پٹھان مشہور ہو گیا اوس کے گلے مین بھی ایک زخم

یا کر یا کھنڈ کہتے تھے اوسنے دوسری شادی بھی کرلی تھی اوس بی بی سے جو لڑکا پیدا ہوا تھا وہ واجد علیخان بنگش اوسی شہر کے ایک معزز رئیس کی لڑکی کو اپنے عقد مین لایا۔

خداداد خان کی جوانمردی کی نسبت بیان کیا گیا ہی کہ ہلکرا اور دولت رام سیندھیا کی لڑائی مین پنڈلی کی ہڈی پر گولی کھانے پر بااصرار گھوڑسے پر سوار رہا ہاتھی یا پالکی پر سوار ہونے سے اوس نے انکار کیا دولت رام نے اوسکو عزت دینے کی غرض سے نواب صاحب کا خطاب دیا لیکن خداداد خان نے اوسکو قبول نہین کیا اور کہا کہ فرخ آباد مین غلامون کو یہی خطاب دیا جاتا ہی تب دولت رام نے خان صاحب کا خطاب اوسکو دیا خیراتی خان بنگش و شیر محمد خان و نجیب علیخان و نواب عبدالکریم خان و میر نواب اوس زمانہ مین دولت رام سیندھیا کے یہان ملازم تھے۔

۱۰۔ اصالت خاتون۔ جو بنگش خان کی زوجہ اور عطاء اللہ خان نمبر ۹ کی حقیقی بہن اور ولی محمد خان کی مان تھی۔

۱۱۔ نام نامعلوم۔ جو یوسف خان کی زوجہ و منصور علیخان نمبر ۱۳ کی حقیقی بہن تھی اسکی کوئی اولاد نہین تھی۔

۱۲۔ کاملہ خانم۔ مراد خان بنگش عنایت علیخان کی چچازاد بھائی کے عقد مین تھی اسکے کوئی حقیقی بھائی نہ تھا یہہ خیراتی خان بنگش کی مان تھی اوس کے شوہر کے خاندان کی

تفصیل یہہ ہے

مولانا شیخ ابراہیم دانشمند

شیخ سراج الدین

شیخ محمود

شیخ احمد

قاضی عبد اللہ

خواجہ بایزید (عرف پیر روشن)

شیخ کمال الدین — شیخ خیر الدین — شیخ نور الدین — شیخ جلال الدین

نواب مرزا خان

عبد السبحان — عبد الرحمن — عبد الکریم — عبد الحکیم — خداداد خان

عبد الباقی — محمد مسعود — نواب رشید خان — نواب بادیا خان

رحمت اللہ خان (رحمت خان)

(انکی اولاد دکن میں تھی)

نواب العالم اللہ خان — حبیب اللہ خان — اسد اللہ خان — صاحبداد خان

اگا تھا جو مندمل ہونے کے بعد ایک سوراخ باقی رہ گیا۔ جب وہ کھانا پیتا تھا تو ایک موم کی ٹکیہ وہاں پر رکھ لیا کرتا تھا۔

۱۳۔ نامعلوم۔ جو حقیقی بہن کریم داد خان نمبر ۱ کی و زوجہ خان بہادر خان کی تھی

۱۴۔ نامعلوم۔ حقیقی بہن بہادر خان نمبر ۱ و زوجہ علی داد خان کی تھی۔

۱۵۔ نامعلوم الاسم حقیقی بہن بہادر خان نمبر ۱ کی و زوجہ سرداد خان کی تھی۔

۱۶۔ صاحب خاتون۔ یہ زوجہ جوہر خان بنگش کی تھیں اس کے کوئی حقیقی بھائی نہ تھا۔

۱۷۔ عابدہ خانم۔ جو عارفہ خانم کی بیٹی اور حرمت خان بنگش کو منسوب تھی اس کے کوئی حقیقی بھائی نہ تھا۔

۱۸۔ نام نامعلوم۔ بابر خان کو منسوب تھی۔

۱۹۔ الف خاتون۔ حقدار خان بنگش کو منسوب تھی

۲۰۔ لاڈلی خانم۔ محمد خان بنگش کو منسوب تھی۔

۲۱۔ خانم صاحبہ حقیقی بہن مرتضی خان نمبر ۴ کی تھی قبل شادی کے مر گئی۔

۲۲۔ ننی بی بی۔ یہ باز خان بنگش کو منسوب تھی

رشید خان اور خان زادونکا بیان

چند خان زادے رشید خان کی نسل میں سے جو مومین بحالت افلاس بالفعل پائے گئے وہ اپنے مورث کا حال اسطور پر بیان کرتے ہیں

اپنا مرز و بوم چھوڑ کر اپنی ماں کے ساتھ اپنے باپ عبداللہ کے پاس بمقام کانی کرم واقع کوہستان
رہ گیا ۱۰۰۰ ہجری مین مطابق اپریل ۱۵۹۱ء لغایت اپریل ۱۵۹۲ء یہہ مشہور ہوا کہ اوس سے
خرق عادات ظاہر ہوتے ہین اسپر بہت سے اقوام افغان اوسکے مرید ہوگئے اس زمانہ مین
اوسنے خیر البیان نام ایک کتاب زبان پشتو مین تصنیف کی کہتے ہین کہ جب یہہ کتاب مرزا
محمد حکیم حاکم کابل کے دربار مین پیش ہوئی تو وہان کے علما اوسکی تردید نہ کر سکے جب پیر اوشان فوت
ہوا تو بتیہ پور مین ایک پہاڑی پر دفن کیا گیا وہ چار پسر اور ایک دختر چھوڑ گیا لڑکون کے نام
یہہ ہین۔

۱- شیخ عمر۔

۲- نور الدین جسکا بیٹا مرزا خان ملازمت شاہی مین داخل ہوا اور جنگ کن مین نملب ۱۰۴۲ء
مین بمقام دولت آباد مارا گیا۔

۳- جمال الدین۔

۴- جلال الدین۔ جلال الدین ۹۸۹ ہجری مین مطابق فروری ۱۵۸۱ء لغایت جنوری
۱۵۸۲ء بعمر چاردہ سالہ اکبر بادشاہ کے ساتھ بوقت واپسی از کابل ہندوستان مین آیا اوس کی
بہت کچھ خاطر و مدارات کی گئی مگر کسی وجہ سے ناخوش ہوکر اپنے والد کے مریدون اقوام آفریدی
و اورکزئی کے افغانون کے پاس چلا گیا ان لوگون سے اوس سے کچھ قرابت بھی تھی۔
اکبر بادشاہ کے اکتیسوین سال جلوس مین مطابق اپریل ۱۵۸۵ء لغایت مارچ ۱۵۸۶ء اقوام
مہمند اور غریہ جو پشاور کے گرد و نواح مین بستے تھے اور جنکے دس ہزار سوار تک جمع تھا ان

خان زادوں سے صرف اسی قدر جانتے ہین فقط

جلالہ کے بابت جو تاریخ مین حالات مذکور ہین اون سے وہ بالکل ناواقف ہین رشید خان کے سوانح عمری کا بھی کچھہ اون کو حال معلوم نہین نہ یہہ جانتے ہین کہ رشید خان کہان کہان نوکر رہا اور کب وہ مرگیا۔ مولوی منظور احمد ڈپٹی کلکٹر نے جو اوس زمانہ مین قائم گنج کے تحصیلدار تھے اور جنکا مین اس امر خاص اور نیز دیگر امور کے بابت اطلاع دینے کا مشکور ہون صاف طور پر ثابت کردیا کہ کس درجہ وہ نام جو خان زادون نے بیان کیے اسماء مندرجۂ بابت جلالہ سے کس قدر مطابق ہین جسمین کہ زمانہ اکبر بادشاہ مین نہایت تکلیف دی (دیکھو صفحہ ۴۲ و ۵۵ و ۵۰۰ تاریخ حیات افغانی مصنفہ محمد حیات خان مطبوعۂ کوہ نور لاہور) اور صفحہ ۲۶۶ جلد اول تاریخ فرشتہ مطبوعۂ لکھنو بسبب عدم موجودگی دلائل کی منظور احمد اس باب کے بیان کرنے سے مجبور رہے کہ رشید خان بانی مؤ اور رشید خان پسر جلالہ جسکے حالات اکثر تواریخ مین مندرج ہین ایک ہی تھے یا کوئی اور۔ لیکن کتاب معاصر الامراء سے یہہ امر بخوبی ظاہر ہوگیا کہ یہہ دونون شخص ایک ہی تھے (دیکھو دوس کتاب کے رشید خان کے بیان مین) یہان پر مین معاصر الامراء کا ایک انتخاب جو اس بیان مین مذکور ہے مندرج کرتا ہون اور حالات الہٰ داد خان و الہٰ داد خان وہادی داد خان اور رشید خان جو کیول رام اگروالہ کے تذکرۃ الامرا مین مندرج ہی وہ بھی لکھا جاتا ہی۔ بانی ملت روشنان کا جسکو مذاق کی راہ سے تاریکی کہتے ہین شیخ بایزید تھا جو سراج الدین انصاری کی ساتوین پشت مین بمقام جلندھر بابر بادشاہ کے ہندوستان مین داخل ہونے سے ایک سال پہلے پیدا ہوا تھا یعنی ۹۳۱ھ یہہ شخص سن بلوغ کو پہونچنیر

قبضہ کرلیا مگر وہان قائم نہ رہ سکا - پینتالیس جلوس سنہ ۱۰۰۸ھ مطابق ۲۱ ستمبر ۱۵۹۹ء یا ۲
ستمبر ۱۶۰۰ء مین جبکہ جلالا لوہانیون کے ساتھ غزنی کے قریب تھا اوسپر اچانک حملہ ہوا اور
وہ زخمی ہوگیا مرادبیگ نے شریف خان کی کچھ فوج لیکر اوسکا تعاقب کیا اور قتل کیا
اوسکے بعد خلافت اداد پسر شیخ عمر کو ملی اداد جلالا کے برادر شیخ عمر کا بیٹا تھا اور اپنے
چچا جلالا کی بیٹی سے شادی کی تھی - عہد جہانگیری مین ۱۶۱۰ء سے لیکر تا ۱۶۲۶ء اوسنے
افواج شاہی کو سخت حیران کیا کبھی اون پر فتحیاب ہوتا تھا اور کبھی شکست کھا جاتا تھا ۱۰۳۵ھ
سے مطابق ۲۳ ستمبر ۱۶۲۵ء یا ۱۱ ستمبر ۱۶۲۶ء کو ظفر خان ولد خواجہ ابوالحسن نائب ز انتظام تحت
صوبہ دار کابل نے عمر کے قلعہ کا محاصرہ کیا بروز حملہ ایک گولی اوسکے لگی اور فوت ہوا اوسکے
بعد اوسکا بیٹا عبدالقادر اوسکا جانشین ہوا اسنے بھی تھوڑی مدت تک جنگ و جدال جاری
رکھی بالآخر سعید خان ناظم کابل نے کوشش کرکے اوسکو بادشاہ کی اطاعت کیطرف مائل
کیا چنانچہ وہ شاہجہان کا مطیع ہوگیا اور سلطان نے اوسکو ہزاری کے رتبہ پر ممتاز کیا ۱۰۴۳ھ
مطابق ۵ جون ۱۶۳۳ء تا ۲۴ جون ۱۶۳۴ء مین کابل مین متعین تھا اور وہین اوسنے
قضا کی - شاہجہان کے گیارہوین سال جلوس ۱۰۴۸ ہجری مطابق ۱۰ اکتوبر ۱۶۳۸ء تا
۲۹ اکتوبر ۱۶۳۹ء سعید خان نے اوسکی ماں بی بی علائی یعنی دختر جلالا کو اور اوسکے دو دلادون
محمد زمان - اور صاحب داد - اور قادر داد پسر محمد زمان کو دربار شاہی کی طرف روانہ کیا
سلطان نے انپر ترحم کرکے ان سب کو تلنگانہ مین رشید خان کے پاس بھیج دیا اوسی سال
کل اقوام نے جلالا کے چھوٹے بیٹے کریم داد کو از سر نو فساد اوٹھانے کے واسطے طلب کیا

لوگون کی تعمیل وار سید حامد کے ملازمین کے ظلم وستم سے عاجز آکر باغی ہوگئے ان باغیون نے جلالا یعنی (جلال الدین) کو اپنا سردار کرکے سید حامد پر حملہ کیا اور اوسکو قتل کرکے شیرا کو اپنے جائے امن مقرر کی راجہ مان سنگہ کابل کا ناظم شیرا پر چڑھا آیا اور حملہ کرکے آفریدون کو منتشر کر دیا اسکے بعد وہ علی مسجد کی طرف بڑھا اور جلالا کو کامل گوشمالی دی تھوڑے روز بعد زین خان کوکا راجہ کی جگہ مقرر ہوکر آیا اور اسنے باغیون کو بیخ و بن سے مٹادینے کی کوشش کی

اکبر شاہ کے تیسویں جلوس مین جو مطابق ۹۹۳ء ہجری یا ۱۵۸۵ء عیسوی افواج شاہی جلالا کو مجبور کیا کہ شیرا کو چھوڑکر بجور کو چلا جاوے یہ مقام یوسف زئی پٹھانون کا خاص لشکر گاہ تھا زین خان نے اوسکا تعاقب کیا اور اسمعیل قلیخان اور صادق محمد خان کو راستہ کے روکنے پر مامور کیا جلالا ان سے بچکر نکل بھاگا اور پھر شیرا کو آیا صادق محمد خان نے اقوام وردک زئی و آفریدی کو اس قدر تنگ کیا کہ انھون نے عاجز آکر ملا ابراہیم کو اوسکے حوالہ کر دیا جلالا اوس ملا کو بجائے والد کے سمجھتا تھا اور اوسکی بڑی عزت کرتا تھا۔ اب جلالا نے ان افغانون پر اعتماد نہ کرکے راہ توران کی لی افغانون نے اسکا کل مال و اسباب ضبط کرکے حاکم شاہی کے حوالہ کیا۔

اکبر بادشاہ کے سینتیسوین جلوس مین مطابق ۱۰۰۰ء ہجری یا ۱۵۹۲ء عیسوی جلالا توران سے واپس آیا اور پھر علم بغاوت کا بلند کیا آصف خان جعفر امن قایم کرنے کے واسطے بحکم سلطانی بھیجا گیا اوسنے باغی مذکور کو شکست دیکر اوسکے خاندان کو گرفتار کر لیا اور اون کو وحدت علی کے سپرد کیا ۱۰۰۸ء مطابق ۲۵ جولائی ۱۵۹۹ء یا ۱۳ جولائی ۱۵۹۹ء کو جلالا نے غزنی پر

کارنمایان کیے (شاہجہان کے اول جلوس) ۴ فروری ۱۶۲۸ع تا ۲۴ جنوری ۱۶۲۹ء اوپنی
جاگیر سے آیا اور منصب دار تین ہزاری اور پندرہ سو سوار پر حاکم مقرر ہو کر جھوجھار سنگھ بندیلہ و دیگر
ودو سے جنگ کرنے کے واسطے بھیجا گیا - دوسرے سال جلوس (۲۵ جون ۱۶۲۹ع یا ۱۴ جون
۱۶۳۰ع) ہمراہ رکاب بادشاہی کے دکھن کو گیا اور تیسرے سال مین بہت اچھے اچھے کام
اس سے وقوع مین آئے - چوتھے سال جلوس (۵ جنوری ۱۶۳۱ع یا ۲۵ دسمبر ۱۶۳۲ع جب
بماتحتی اعظم خان عادل شاہ و نظام الملک سے جنگ کر رہا تھا آپ زخمی ہوا اور اس جنگ
مین اوسکا بھائی اور دوسرے ہمراہی قتل ہوئے - پانچوین سال جلوس ۲۶ دسمبر ۱۶۳۲ع
یا ۱۵ دسمبر ۱۶۳۳ع رشید خان صوبہ اکبر آباد کی کچھ حصہ کا فوجدار مقرر ہوا - چھٹوین سال
جلوس یعنی ۱۶ دسمبر ۱۶۳۳ع یا ۵ دسمبر ۱۶۳۴ع شاہ شجاع کے ہمراہ دکن کو گیا - اور ساتوین
سال جلوس (۶ دسمبر ۱۶۳۴ع) یا ۲۵ نومبر ۱۶۳۵ع بیجاپور کی افواج سے جنگ کی -
آٹھوین سال جلوس - ۲۶ نومبر ۱۶۳۵ع یا ۱۵ نومبر ۱۶۳۶ع خان دوران کے پاس مامور
ہوا - اور نوین سال جلوس مین اسنے ایک قلعہ کے مفتوح کرنے مین بڑی بہادری کی و اس سے
ہر شخص کا خیال اسکی جانب ہوا - دسوین سال جلوس مین - ۲۰ اکتوبر ۱۶۳۶ع یا ۱۰ اکتوبر
۱۶۳۷ع عہدہ چہار ہزاری ہو کر برہان پور کا ناظم مقرر ہوا - گیارہوین سال جلوس مین - ۱۰
اکتوبر ۱۶۳۷ع یا ۲۹ اکتوبر ۱۶۳۸ع وہ علاوہ برہان پور کے سرکار بیج گڑھ کا بھی فوجدار مقرر ہوا
اٹھارہوین سال جلوس مین - ۴ اگست ۱۶۴۴ع یا ۲۲ جولائی ۱۶۴۵ع صوبہ تلنگانہ اوسکے سپرد
ہوا - ۲۲ سال جلوس مین - ۲۰ جون ۱۶۴۸ع یا ۹ جون ۱۶۴۹ع اوس ملک مین بمقام

یہہ اسوقت لوہاتیون مین بطور رہانہ بدوشون کے گذران کرتا تھا۔

سعید خان نے گلاب سنگہ کو پٹھانون کی طرف بھیجا۔ باستثنای قوم بلکن کے اور دو اور قومون نے اطاعت قبول کی ان قومون مین کریمداد پناہ گزین ہوا جب بہت عاجز ہوئے تب مجبور ہوکر ان افغانون نے کریمداد کو حوالہ کر دیا۔ بادشاہ کا حکم پہونچا کہ اسکو ہمارے پاس بھیجدو۔ زان بعد عمدۃ الملک سعد اللہ خان نے کریمداد کی دختر سے شادی کی۔ اوسی سے لطف اللہ خان اور دوسری اولاد پیدا ہوئی الہ ورد جلیل الدین کا بیٹا یا تو اون لڑکون مین سے تھا جو (۱۰۰۱ھ یا ۱۵۹۲ء) مین گرفتار ہوکر وحدت علی کے حوالہ ہوئے تھے ویا اپنے باپ کی وفات کے بعد (۱۰۰۹ھ یا ۱۶۰۰ء) اپنے بھائیون کے نزاع کے سبب سے ہندوستان کو چلا آیا تھا۔ اگر ان دونون قیاسون مین سے قیاس ثانی صحیح ہی تو گویا جو تاریخ ہمنے نورشید کے بنا ہونے کی لکھی ہے یعنی ۱۰۲۶ھ مطابق ۱۶۱۷ء وہ قبل از وقت ہی۔ شیخ الہ ورد کا حال اول اول قابل لحاظ ہی۔ گیارہوین سال جلوس جہانگیر بادشاہ ۱۰ جولائی ۱۶۱۵ء تا ۲۰ جون ۱۶۱۶ء ہوا اسوقت وہ ہزاری ملقب خان مقرر ہوا۔ بارہوین سال جلوس (۲۹ جون ۱۶۱۶ء تا ۱۸ جون ۱۶۱۷ء) مین اوسکو رشید خان کا لقب ملا اور ڈھائی ہزاری مقرر ہوا۔ چودہوین سال جلوس ۷ جون ۱۶۱۸ء تا ۲۷ مئی ۱۶۱۹ء اوسنے بمقام کابل بغاوت اختیار کی مگر پندرہوین سال جلوس ۲۰ مئی ۱۶۱۹ء تا ۱۷ مئی ۱۶۲۰ء اوسکا قصور معاف ہوگیا اور پھر سابق کے مراتب اوسے عطا کر دیے گئے۔ اٹھارہوین سال جلوس - ۲۵ اپریل ۱۶۲۲ء تا ۱۴ اپریل ۱۶۲۳ء مہابت خان کی ماتحتی مین دکن مین

فوجدار مقرر ہوا - اٹھائیسوین سال جلوس مین - ۱۵ اپریل ۱۶۵۴ء یا ۴ اپریل ۱۶۵۵ء ڈیڑھ ہزاری کا منصب دار ہوکر ایلچ پور کا فوجدار مقرر ہوا اور اس سال مین فوت ہوا - الہام اللہ رشید خان کا دوسرا بیٹا بھی بائیسوین سال جلوس شاہجہانی مین اپنے والد کی وفات کے بعد منصب دار ہوا - اور اپنے بھائی اسد اللہ کی وفات کے بعد اٹھائیسوین سال جلوس شاہجہانی مین - ۱۵ اپریل ۱۶۵۴ء تا ۴ اپریل ۱۶۵۵ء اوس کی جگہ چاندور کا تھانہ دار مقرر ہوا - تیسوین سال جلوس مین - ۲۴ مارچ ۱۶۵۶ء یا ۱۲ مارچ ۱۶۵۷ء اپنے چچا ہادی داد کی وفات کے بعد الہام اللہ متعین ہوکر اوسکا جانشین کیا گیا اور بادشاہ نے اوس کی فوج کو جمع کیلئے ڈیڑھ ہزار سوار پر حاکم مقرر ہوا - جب اورنگ زیب دکن سے ہندوستان کو واپس چلا الہام اللہ شاہزادہ کے ہمراہ رکاب تھا - جب جسونت پر حملہ بہ کامیابی اختتام کو پہنچا اپریل ۱۶۵۸ء مندرجہ کتاب الطبین صاحب صفحہ ۱۲۵ - اوسکو منصب سہ ہزاری او تین ہزار سوار عطا ہوئے اور اوسکے نام کے ساتھ رشید خان کا لقب جو اوسکے پدر کو حاصل تھا اضافہ کیا گیا - ماہ جون ۱۶۵۸ء مین داراشکوہ سے جنگ اول کے بعد اوسکو بیس ہزار روپے کی جاگیر عطا ہوئی اور جب جنوری ۱۶۵۹ء مین شاہ شجاع کو شکست ہوئی تب وہ بخشی معظم خان و شاہزادہ محمد سلطان کے ماتحت صوبہ بنگال کو بھیجا گیا - چوتھے سال جلوس اورنگ زیب مین ۲۵ جنوری ۱۶۶۱ء یا ۱۴ جنوری ۱۶۶۲ء الہام اللہ کوچ بہار و آسام کی مہم مین شریک تھا - پانچوین سال جلوس مین ۵ ا جنوری ۱۶۶۲ء یا ۴ ا جنوری ۱۶۶۳ء سرکار کامروپ کا فوجدار مقرر ہوا تھوڑے عرصہ تک اڈیسہ کا صوبہ دار بھی رہا -

نانڈیر فوت ہوا اور مومن پور میں مدفون ہوا یہہ قصبہ اسی کا بسایا ہوا شمس آباد کے قریب ہے - دکن کے
حاکم کسی بڑی مہم کا ارادہ بغیر اوسکے مشورہ کے نہ کرتے تھے - بہت سی مسلح سپاہ اوسکی ملازمت
مین تھے یہہ لوگ اوسکے بڑے وفادار تھے اور اوسکو اپنا مرشد تصور کرتے تھے - مہابت خان نے
ایک بار بادشاہ کو لکھ بھیجا کہ رشید خان کے پاس ایسی سپاہ ہے لہذا اصلاح کار یہہ ہی کہ
اوسکو دکن سے واپس بلالینا چاہیے - اوسمین اور خان زمان خان مین نہایت درجہ رابطہ
اتحاد ہی اور دونون کے خیالات ایک قسم کے ہین لہذا ان دونون کا صدر دکن پر ہونا مناسب
نہین مبادا اگر انھون نے بغاوت کی تو انکو زیر کرنا مشکل ہوگا - رشید خان نے اپنے
صوبہ کا اسطور سے انتظام کیا کہ چور اور قزاق باقی نرہے جتنے بدمعاش اور رہزن لوگ
تھے سب اپنی اپنی جان لیکر بھاگ گئے - برہانپور کی عیدگاہ جو اوس زمانہ تک مختصر سی تھی
اوسنے بڑھائی ہی اوسکو تاریخی علم اچھا اور مخفی طور پر حنفی مذہب سے تعصب رکھتا تھا اوسنے
نظم بہت لکھی ہی جسکو بڑے بڑے معاصر شعرانے پسند کیا ہی اوسکے حرم کے اخراجات کل امرای عصر
کے اخراجات سے بڑھے ہوئے تھے اپنی بہت سی عادات مین اور شمشیر بازی مین طرز
ایرانی رکھتا تھا - اسد اللہ خان اور الہام اللہ خان رشید خان کے دو بیٹون کا نام
تاریخ مین پایا جاتا ہی اوسکا بڑا بیٹا اسد اللہ خان نے اپنے والد کی وفات کے بعد بائیسوین
سال جلوس شاہجہان مین ۲۰ جون ۱۶۴۸ء تا ۹ جون ۱۶۴۹ء ہزاری کا لقب پایا - چوبیسوین
سال جلوس مین ۲۹ مئی ۱۶۵۰ء تا ۱۸ مئی ۱۶۵۱ء صوبہ دکن مین چاندور کا تھانہ دار مقرر ہوا
اور ستائیسوین سال جلوس مین ۲۵ اپریل ۱۶۵۳ء تا ۱۳ اپریل ۱۶۵۴ء سرکار سکھر مین دیدی گئی

صوبہ خاندیس مین جمند کا فوجدار مقرر ہوا - فرخ سیر کے عہد سلطنت مین ۱۱۳۰ھ لغایت ۱۷۱۸ء
آصف جاہ نظام الملک کے ساتھہ ہوا جو اوس زمانہ مین دکن کا صوبہ دار مقرر ہوا تھا - نور اللہ
آصف جاہ کی مان کا قرابت دار قریبی تھا - سید دلاور علی خان و سید عالم علیخان سے
جنگ کے وقت اوسنے بہت بہادری کی اوس وقت اوسکو منصب ہزاری و دو ہزار سوار و بہادر کا
لقب عطا ہوا جب مبارز خان پر حملہ ہوا تو یہہ ہراول یعنی اول حملہ مین لشکر مین تھا جب
آصف جاہ کل جنگ و جدل سے فارغ ہوا اور اپنے سب بدخواہون کو زیر کیا تب اوس نے
قادر داد خان کو پنج ہزاری کا لقب اور چار ہزار سوار پر حکومت دلوائی - قادر داد خان
کو اوسکے ایک نوکر نے قتل کیا - چونکہ اوسکے کوئی اولاد نہ تھی لہذا آصف جاہ نے اوسکی جاگیر
مین سے سیر جانے گانون واقع صوبہ اورنگ آباد و موضع اتبارہ نام ایک گانون واقع خاندیش
اوسکے رشتہ داران کے حوالہ کیا جس زمانہ مین کہ کتاب معاصر الامرا تحریر ہوئی یہہ دونون
مقام اوسکے خاندان کے قبضہ مین تھے - مئو کی حکایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جس زمانہ مین
رشید خان و ہادی داد خان دکن مین ملازم تھے شمس آباد مرزائی خان کو عطا ہوا تھا اول
اول نواب مذکور شمس آباد مین میر عزیز اللہ کے مزار کے قریب سکونت پذیر رہا اور مئو اسکے دو سال
بعد آباد ہوا - نواب کی فوج جو مئو مین رہتی تھی اوسکی تعداد حسب ذیل تھی طوبیہ سوار محمد زئی ۶۰۰
ورک زئی دلازک غلزئی خلیل ختک متنیا ۳۰۰ لوہانی ۴۰۰ آفریدی ۴۰۰
بنگش کل شمول دیگر اقوام پندرہ ہزار جنگجو سپاہ تھی -

رام پور واقعہ پرگنہ اعظم نگر

اونیسوین سال جلوس ۱۳ اگست ۱۶۶۵ء یا یکم اگست ۱۶۶۶ء مین بچرا اوڑیسہ سے منتقل ہو کر دکن
کو بھیجدیا گیا - کچھ زمانہ تک باندیر کا بھی فوجدار مقرر رہا - عالمگیر کے اٹھائیسوین سال جلوس
۱۶۸۴ء مین اوسے خلعت سرفرازی مرحمت ہوا ۱۰۹۶ھ ہجری مطابق ۱۶۸۵ء مین
عالمگیر اونتیسوین سال جلوس مین وہ بقید حیات تھا اور شمس آباد کا جاگیردار تھا - اور ایک
پتھر پر جسپر عبارت کندہ ہوئی اور سرائے المحمت پرگنہ اعظم نگر جسکو بالفعل پٹنہ عظیم گڑھ کہتے ہین اور
حال مین پرگنہ شمس آباد سے علیحدہ کیا گیا ہی موجود ہی - ہادی داد خان برادر رشید خان ابتدائے
عہد شاہجہانی مین سات سو کا منصب دار تھا - گیارہوین سال جلوس مین ۲۰ اکتوبر ۱۶۳۷ء
تا ۷ اکتوبر ۱۶۳۸ء مین منصب ہزاری پر سرفراز ہوا - وبائیسوین سال جلوس مین ۲۰ جون ۱۶۴۸ء
تا ۹ جون ۱۶۴۹ء بجائے اپنے برادر رشید خان مرحوم کے باضافہ مراتب صوبہ تلنگانہ متعین
ہوا - چوبیسوین سال مین ۲۹ مئی ۱۶۵۰ء یا ۱۸ مئی ۱۶۵۱ء اوسکے نام کے ساتھ
مین لقب خان کا زیادہ کیا گیا اور منصب ڈھائی ہزاری پر سرفراز ہوا تیسوین سال جلوس
شاہجہانی مین ۲۴ مارچ ۱۶۵۶ء یا ۱۳ مارچ ۱۶۵۷ء مین اس جہان فانی سے رہ گرائے
عالم باقی ہوا اور بہت سے لڑکے چھوڑ گیا اکثر اون مین کے منصب دار ہوئے - اس خاندان
مین شیخ نور اللہ نام ایک اور شخص نامور ہوا ہی - یہہ شخص قادر داد خان پسر محمد زمان داماد
امداد کا بیٹا تھا اور وہ امداد اللہ داماد رشید خان کا بھتیجا تھا - عہد عالمگیری مین چار
سپاہ پر منصب دار تھا دکن مین ایک قلعہ پر مامور تھا بہادر شاہ کے زمانہ مین ۱۷۱۰ء
نہایت ۱۷۱۲ء اوسکو ہزاری کا منصب عطا ہوا اور اپنے والد کا لقب قادر داد خان ملا

[illegible] ہوتی ہے [illegible] مرزا اقبال [illegible]

ہوتی ہے جو واقع کنارہ دریائے گوداوری پر ہے اسجگہہ اوس نے وفات پائی پرگنہ شمس آباد مین ایک گانون اوسکے نام سے موسوم ہے جسکو بابا دیداد پور کہتے ہین۔ بی بی ربیعہ زوجہ الصمام اللہ خان پسر خورشید خان نے ایک سرا اور ایک باولی موضع کبیر پور مین بنوائی ہے یہ موضع مئو سے جانب جنوب اور قائم گنج سے بسمت مشرق واقع ہے۔ آفریدیون نے سرائے کو توگرا دیا اوسکی اینٹ لاکر اپنے مصرف مین لے آئے مگر باولی ہنوز باقی ہے مگر بالکل بے مرمت ہے اس باولی کے اطراف کی جگہہ ایک تک سہ ری بی بی صاحبہ کے نام موسوم ہے ایک موضع جسکو اگلے سید پور کہتے تھے درمیان مئو جھک مور شید آباد کے واقع ہے اسکو اب گڑھی رحمت خان کہتے ہین یہ رحمت خان مرزا جان کا پر پوتا تھا لیکن بعد ازان نواب صلابت خان کے نام [illegible]

[illegible] اور سو آباد کیا جو قائم گنج کے جنوب [illegible] مین یہ گڑھی موضع مئو کے مغرب [illegible] ہے اور موضع مذکور اوسکے واسطے وقف [illegible]

ملاشارہ ہمارے کو اسکا صحیح لفظ اوشلی [illegible]

معلوم ہوتا ہے کہ لفظ اوشان صحیح نہین ہے لفظ نہ شمس غلط ہے مور شید آباد رشید خان کی نسل مین جاگیر ہے نواب مظفر جنگ نے درمیان ۱۷۸۰ء و درمیان ۱۷۹۰ء مین لے ضبط کر لیا اب اونکے پاس فقط دو چار ٹکڑے اراضی معافی کی ہے۔ اس خاندان کا

دھسی پور فرخ آباد سے ۱۰ میل کے فاصلے پر جانب پورب واقع ہی عوام کا بیان ہی مئو کو آباد کرتے وقت رام پور دھسی پور کے راٹھور سرداران قوم راٹھور سردار مزاحم ہوئے سلاطون نے زیر حکم عبدالصمد عرف مرزا خان محمد زئی و داؤد خان و بار خان و مہربان خان وغیرہ دیگران جنگ کنھسی پور کے قریب ان لوگون پر فتح نمایان حاصل کی۔ رام پور کا راجہ زخمی ہوکر اسیر ہوگیا۔ رشید خان کا مقبرہ گو سادہ سی عمارت ہی مگر لداؤ کا مکان ہی اور نہایت مستحکم بنا ہی اسپر کچھ کتبہ نہین ہی یہہ مکان بڑھ گنگا اونچے کنارہ پر واقع ہے۔ مسٹر ہیوم صاحب کلکٹر سابق نے ۱۸۶۲ء مین اسکی درست کروائی اسکے ایک جانب ایک بچہ حصار مین نواب کی بیگم کی قبر ہے ان قبرون کے گرد پرانے درخت اسو پالو اور نیم کے ہین۔ خان زادون مین سے ایک پیر زن ہان محلہ درہے سیتا خان خان زادہ کی چوپال مین ایک چپٹا پتھر کوئی دس من وزن کا پڑا ہی جسکی نسبت عوام کا بیان ہی کہ نواب ہر روز اس پتھر کو اوٹھا کر گنگا پر لیجایا کرتا تھا اور اسپر کھڑا ہوکر نہاتا تھا۔ مورخ کے نزدیک یہہ بیان خالی از مبالغہ نہین ہے نواب کے قلعہ کی عمارت کو کوٹ کہتے ہین اسمین کاچھی اور کچھہ خان زادے رہتے ہین دو پھاٹک ابھی تک موجود ہین اور کچھہ اینٹ کا کھرنجہ بھی باقی ہے۔ کچھہ حصہ اس جگہہ کا آجتک محلہ گاؤخانہ کے نام سے موسوم ہی اور بڑا بازار بھی کچھہ باقی ہی اس مین ایک مسجد ہے جسکو جامع مسجد بھی کہتے ہین اسپر کتبہ وغیرہ کچھہ نہین ہے۔ دو سال ہولے کہ غلام غنی خان ساکن محلہ قلعہ والا نے اسکی درستی کروائی ہی یہہ شخص حیدر آباد مین ملازم ہی شمس آباد کے متصل خان پور مین ایک بارہ دری مرزا خان برادر زادہ نواب کی بنوائی ہوئی ہی

آبادین۔

بندیلکھنڈ سے متعلق دلیل خان کی

مصنف کتاب ہذا اسٹرلالان کھنڈل صاحب حاکم بند...
ذریعہ سے دلیل خان کے حالات جو اوسکے منصرم بند...
حاصل ہوئے اور منصرم مذکور نے یہہ حالات زبانی حکایات سے اخذ کیے ہین اگرچہ حال ہوا
روپ رام نام ایک برہمن چہترسال و پرگنہ موودہا کے دیگر باشندگان کے زبانی معلوم
ہوا ہے کہ دلیل خان محمد خان بنگش کا بیٹا تھا اور یہہ بھی کہتے ہین کہ اوسکے والد نے اوسکو
راجہ چہترسال کے حوالہ کیا تھا اور راجہ مذکور نے اوسکو متبنی کیا اور جب سن تمیز کو پہونچا پرگنہ
سوندھا یا سیہونڈا اوسکو عطا کیا۔ دلیل خان نے اپنے بھتیجے مراد خان کو سیہونڈا کا تھانہ دار
مقرر کیا۔ بعد کچھہ عرصہ کے ہردے ساہ ولد چہترسال کسی فریب کارروائی سے دلیل خان کو ناراض
کیا اور دلیل خان نے عزم جنگ کیا اور ہندو راجاؤن کو یہہ خوف پیدا ہوا کہ کہین ایسا نہو
کہ کسی وقت دلیل خان ہمکو بیدخل کرے کیونکہ چہترسال نے گویا مار آستین پالا ہے لہذا سب نے
متفق ہوکر اور تلوار ہاتھہ مین لیکر دلیل خان کو خاک و خراب کرنے کے باب مین شاستر اور
گنگا جل کی قسم کہائی اور سب راجے پنا و دتیا و جیتگہاری سے روانہ ہوئے اور باندہ
آکر مجتمع ہوئے۔ دلیل خان کو خبر ہوئی کہ بائیس راجے اور تیس سردار تمہارے قتل کے ارادہ
سے آئے ہین۔ دلیل خان سیہونڈا سے روانہ ہوا اور راستے مین موضع بنگش کے جنگل مین شکار
کھیلتا ہوا پیرونڈا کی راہ سے الونا کو پہونچا موگش باندہ سے چھہ میل شمال مشرق ہے اور پیرونڈ

[illegible] ہی کا ہیڈ کانسٹبل ہی اور اس مین خوش ہی۔ بم ٹیلا اس نام

کی وجہ تسمیہ بیان ہوتی مین اول یہہ کہ ایک ٹھاکر سردار نے گنگا کے اشنان کے وقت اپنی

[illegible] اپنے برہمن کو سب ہمولی دان کر دیا اور بعد ازان بہادرن سے بہت روپیہ دیکر خرید

لیا۔ برہمن نے علاوہ اور شرائط کے یہہ بھی ایک شرط کر لی تھی کہ اوسکی اولاد بم ٹیلا کہلاوے

دوسری حکایت یہہ ہی کہ ایک راجہ نے ایک برہمنی کو اپنے گھر مین ڈال لی تھی اوسکی اولاد

بم ٹیلا کہلائی۔ اوسکے تین بیٹے تھے۔ (۱) ہاتھی رائے جسکی اولاد بھاٹو پور وحسیمی دیور پور رد

بار [illegible] ساحمن پور مین رہتی تھی (۲) نیل دیو جسکی اولاد وہاں دن وکھارم پور وگڑھ پر قابض تھی

(۳) سب سکھ اسکے تین بیٹے تھے (۱) بھرت شاہ اسکی اولاد ہاتھی پور مین ورہ جیور دہمت

وبردن مبوہ مین رہتی تھی۔ اوسکی۔ بندن شاہ اسکی اولاد عدولی در شید پور پر قابض تھی

[illegible] سنگ جسکی اولاد بردن ایک بسوہ وبابر پور مین سکونت رکھتی تھی۔ کہتے ہین کہ اس خاندان

[illegible] سے اب تک چودہ پندرہ پشتین گذری ہین مگر بوقت بندوبست جب آداج پور کے

لوگون سے دریافت کیا گیا تو وہ چھ پشت سے زیادہ نہ بتلا سکے۔ بم ٹیلا پرگنہ بہادر گڈھ سے

[illegible] گاؤن کے بم ٹیلا مین منقسم ہین

[illegible] مغرب طرف واقع ہین اونھین کو اختیار

[illegible] بھی قریب آٹھون موضعون مین انھین کی زمینداری ہے ان مین سے

بعض گاؤن بھی ہین اور باؤن موضعون مین سے فقط تیرہ گاؤن مین انکا نشان پایا جاتا ہے

[illegible] سے موضع شہر مین شامل ہوگئے ہین اور جو باقی ہین وہ محض مختصر طور پر اور کم حیثیت لوگ

سوار تھا [illegible] اوس سے گفتگو شروع کی اور کہنے لگا کہ اگر ہمت مضبوط ہے تو بالآخر ہمکو فتح ضرور نصیب ہوگی۔ جب کچھ جواب نہ ملا تو نواب نے پکار کر کہا بھائی کیا اونگھتے ہو یا نیچے گر گئے حیدر خان نے جو کہ پیچھے تھا گھوڑا بڑھا کر نواب سے کہا کہ نواب صاحب وہ ہمت خان فقط روٹیوں تک کا تھا اوسنے تو شروع ہی سے ساتھ چھوڑ دیا ہے آج اس معرکہ میں ہمت خان کون جب وہ کاہ رہتانان پر پہونچے نواب نے اپنے ساتھیوں سے کہا آؤ اور کرنا شکر لیں۔ اسکے بعد سب کے سب اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور تلواریں کھینچ کھینچ کر حملہ کے واسطے آمادہ ہوئے اس عرصہ میں بوندیلے کراتو و باندوی سے بڑھے۔ جنگ شروع ہوگئی۔ روز اول پچاس پٹھان اور تین سو بندیلے کھیت رہے۔ دوسرے روز ایکسو پچاس پٹھان شہید ہوئے اور چار سو بوندیلے مارے گئے حمید خان کرانون تک بڑھ گیا اور جیتے وقت پانچ سردار اور ساٹھ سپاہی بوندیلوں کے مارے وہ خود کراتون میں مارا گیا اوسکی قبر ایک تالاب کے پاس بجند سڑک سے جو میرپور کو جاتی ہے جنوبی جانب ہے اور حمید شہید کے نام سے مشہور ہے سیجا موہا کی شرق سمت مارا گیا اوسکی قبر قریب بیس کوس کے فاصلہ شہر سے مشرق طرف ہے اور رحمانی یا جانی شہید کے نام سے مشہور ہے۔ بابند خان کے قریب شیخ حامد پیر کی درگاہ کے قریب ہے اور باسر مو شہید کے نام سے مشہور ہے۔ عنایت خان کی قبر باندہ سے جلال پور سڑک سے جنوب کی طرف ہے اور اوسکو عنائی شہید کہتے ہیں۔ خود دلیل خان تیسرے روز مارا گیا اور اوسکے ساتھ بہت سے آدمی مارے گئے دلیل خان کا بھائی ابراہیم ایک جگہ جو وہاں مارا گیا جو اوس زمانہ میں بالکل جنگل تھا ابراہیم خان ثانی اوس مقام پر مارا گیا جہاں اب عبدالکریم قانون گو کا

مولش سے ... اور مالوہ تارت [illegible] ہونا ہے ... اور ان

دریا سے کین کے کنارے [illegible] بلند ہوتے ہوئے جو الونا سے [illegible] مغرب کی جانب

ہے اور ہر ایک کا [illegible] کراون - [illegible] بلا [illegible] وبند [illegible] وانکو [illegible] سیر دندا کی

طرف پڑے - یہ سب [illegible] شمال مغرب [illegible] واقع ہیں مکت راج کا لشکر

مکراون میں تھا - اور گیرت راج [illegible] تھا [illegible] کو گیا جو دریا [illegible] بہو دہا سے [illegible] شمال

کی طرف پرگنہ سمیر پور متعلق [illegible] جب گیرت راج اپنے متعلقین لشکر کو وہاں چھوڑ گیا

تو وہ مقام کرات [illegible] ہوا ایک روز دلیل خان شکار کھیلنے کے لئے الونا سے بہو کی

کو گیا جو کین پار [illegible] اور وہاں سے [illegible] ہوری [illegible] سے [illegible] آگے ہی

اور مہوبہ سے [illegible] ہے [illegible] ان نے [illegible] حالت [illegible] کہا کہ تم

ہمارے گھر میں [illegible] واپس جاؤ [illegible] اگر میں واپس جاؤں تو بڑی بے عزتی

کی بات ہے [illegible] ساتھ میر [illegible] ابراہیم خان - [illegible] خان - حیدر خان [illegible] خان

عز الدین خان [illegible] سید [illegible] خان [illegible] خان - و پانسو دیگر [illegible]

ہیں - [illegible] پیادہ کی جانب [illegible] آگرہ کے اپنے زن و بچہ

[illegible] ایک جماعت افغانوں سے

ساتھ چھوڑا اور [illegible] مہوبہ کی جانب کوچ کیا -

[illegible] دلیل خان کا بڑا دوست تھا اور ہمیشہ نواب کے قریب رہتا تھا اور ایک

[illegible] تھا [illegible] دلیل خان کے قریب افیون کی پینک میں گھوڑے پر

دوہا

موہن ماٹی لے رہے ہردے شاہ گئے رِساے　جگت اکیلے لرت ہیں وہ دُکھ سہو نجاے

मोहन माटी ले रहे हिरदे साह गये रिसाये

जगत अकेले लड़त हैं यह दुख सहो न जाये

یعنی۔ موہن نے شرکت سے کنارہ کیا ہردیساہ خفا ہوگیا۔ جگت سنگھ اکیلا لڑتا ہے یہ دکھ سہا نہیں جاتا ہے۔

چترسال نے ایک طول طویل چٹھی دلیل خان کو لکھی کہ تم لڑائی سے باز رہو۔ مودھا کے باشندوں کو یہہ دوہے زبانی یاد ہیں۔

دوہا

ہردے ساہ سے نہ چلی کیرت سین کپوت　بیٹا کہیے دلیل سے بنگش بنت سپوت
بھائی محمد خان نے ڈارو موری گود　تب سے تم بیٹا مرے جگت سمان سبود
موہن ٹھالاے گئے ہردے رہے لوکاے　تم ہو کنیا وادیہ تو مین جگتے لیون سمجھاے

हिरदे साह से नहिं चली कीरत सेन कपूत -

बेटा कहिये दलेल से बंगश बंश सपूत

भाई मुहम्मद ख़ान ने डारयो मोरी गोद

तब से तुम बेटा मेरे जगत समान सुबोध

मोहन ठारा है गये हिरदे रहे लुकाये

مکان ہے وہان مولوی خعیا ایک درگاہ ہے جسے عوام دین کی درگاہ ہو کی یہان
ایک اور شہید کی قبر ہے جسکو باباشہید کہتے ہین مسٹر کپی کلکٹر سابق نے نئی سڑک نکالتے وقت اسکی مرمت
کروائی ہے۔ موہوا اور اوسکے اطراف مین اور بے شمار قبرین ہین۔ کہتے ہین جس روز کہ دلیل خان
مارا جاویگا اوس روز بوندیلون کو موہا تک ہٹا لیگیا تھا جو موہا سے چار میل جنوب مغرب مین ہے
یہان ایک بوندیلے نے بحالت نا امیدی دلیر ایک ہاتھ چلایا اور اوسکا بایان ہاتھ اوڑا دیا جہان
پر ہاتھ گرا ہے وہان پر بھی ایک قبر ہے جسکو بھی دلیل شہید کہتے ہین یہ جگہ سڑک سے جو مگاون کو جاتی
ہے مشرق سمت واقع ہے۔ آخرکار بوندیلے دلیل خان کو موہا تک ہٹا لے گئے اور یہان اوسنے
شربت شہادت نوش کیا یہان اوسکا مزار ہے اور ایک چبوترہ اور ایک کنوان ہے اور آجتک
دستور باقی ہے عوام کے نزدیک دلیل خان کی تاریخ شہادت سمت ۱۷۹۲ مطابق سنہ ۱۷۳۵ء کے ہے
اسمین چودہ سال کی غلطی ہے کیونکہ صحیح تاریخ ماہ مئی ۱۷۲۱ء ہے اوس زمانہ کے ہندی شاعرون
نے بہت سے دوہے دلیل خان کی شجاعت کے مدح مین تصنیف کیے ہین جو اب تک زبان زد
خلائق ہین۔ روپ برہمن وموہا کی شاگرد نام ایک مسلمان ہمیرپور کے سردار خان نام ایک مجھیان
کی زبان سے سنکر تحریر ہوئی۔ میمورا موہا سے تین میل جنوب مغرب مین ہے۔ جسوقت ہر دیشاہ
جگت راج وموہن سنگہ نے گنگاجل کی قسم کہائی موہن سنگہ جاگر کو بھاگ گیا جو موہا سے
دو میل سمت مشرق ہے تب ہر دیشاہ نے شرکت سے انکار کیا اور جگت سنگہ اکیلا روانہ ہوا
شاعر نے دوہے مندرجہ چترسال کی زبان سے تصنیف کیے ہین۔

پیواؤں سے بھر دیگا

بطلب دو بنام ہردیساہ

دوہا

گاڑی تھاکی مار میں [illegible] کری نہ پیش	اب گاڑی [illegible] کاٹے دے دیئوں دیس ہردیش
[illegible] गाड़ी [illegible] देस हिरदेश	गाड़ी थाकी मार में [illegible]

یعنی۔ تمہاری گاڑی دلدل میں پھنسی ہے اب لڑکوں کا سا عذر نکرو اب ای ہردیساہ اپنے ملک کو ہمدودو۔

جواب ہردیساہ

سیکھ تمہاری نہیں جگت لشائی کین	تجکے اب موٹے پڑی پھیرن منہ تین
[illegible]	सीख मोर मानी नहीं जगत हिटाई कौन

یعنی میری صلاح نمان کر جگت نے اپنی مرضی موافق کام کیا اب جب سر پر آفت آن پہنچی تب میری اطاعت کو آیا۔

اشعار در مدح دلیل خان

لگی بھرجاتی [illegible] کی [illegible] کا جوان	جوت میں جوت سماگئی یا یو [illegible] دان
जोनि में [illegible]	गज भर छाती [illegible]
ساری [illegible] کٹ جھوٹ	جیون [illegible] دلیل
[illegible]	[illegible]

तुमहू कन्यादान हेतु सो मैं [illegible]

یعنی - ہردیساہ نے مجھے دہوکا سمین دیاکیرت سین نافرمان ہے - دلیل خان سے جوکش خاندان سے ہے اور جسکو بہائی محمد خان نے تیری گود مین دیا ہے جواب میرا بیٹا ہے اور میرے نزدیک سب دنیا سے بہتر ہے - کہو ہین بھاگ گیا ہے اور ہردے ساہ پوشیدہ ہو رہا ہے تم بھی کان لگا دو اور جگت کو بہادو گا -

جواب منجانب دلیل خان -

دوہا

تم راجا مہاراج ہو سب راجن مین لج   اب دلیل کیسے ہٹے دوہو دین کی لج

तुम राजा महराज हौ सब राजन में लज्ज

अब दलेल कैसे हटे दोहू दीन की लज्ज

یعنی - آپ راجہ مہراج ہین اور سب راجون مین زور آور ہین - اب دلیل کس طرح کنارہ کرے اسمین دونون دین کی بےعزتی ہے -

مختلف دوہے

مت جگیرین تم جرین کیدو گئی او کھانڈ۔   جو نا ہیلے مار ہو تو گھر گھر کرے ر انڈ

बहुत जगीरें तुम करीं स्वामी की पद छोड़

जो ना [illegible] पर पर कौरहै गाढ़

یعنی - تمنے بہت کمی اور سکہ کھایا ہے اور جاگیرین حاصل کی ہین اگر دلیل کو نہ مارو گے تو [illegible]

میلو تو سہو نڑا گرہ مین جن آن نجی کھوج کیو لٹنا | گہی تیر کمان اور میلہ مونگش کے رنا

गहि तीर कमानहि [illegible] | मेलो [illegible] के [illegible] किया लड़ना

سب جنگ کے اوپر کود پرو جس چیل جھپٹ کر پھرتا | بست جن نجی پھر کھوج کیو جب بیل [illegible] سو بہنا

सब जंग के ऊपर कूद परो जस चील झपट के हेला | सब [illegible] के पर [illegible] पसे पला

مونگش چھوڑ چھان جلیو [illegible] مین کین مقام میلا | کھیل [illegible] مرگ جال سو گولن مار کیو [illegible] میلا

[illegible] | [illegible] गुफा [illegible]

پھر [illegible] نادی [illegible] کین جھیلا | بھلسی نبی کی آن [illegible] ہو رہی [illegible] بندیل سو ہیلا

[illegible] | [illegible]

[illegible] گل سے [illegible] اور [illegible] ول ہی | محمد کا [illegible] جگ [illegible] یارن بوے علی علی

[illegible] | [illegible] इल दिली

[illegible] ورت نا [illegible] گل چلی | [illegible] جات چلے [illegible] کو ہیلا مرد [illegible] بارہ یی

[illegible] | [illegible] जंजाल चली

[illegible] کی [illegible] کی [illegible] کے [illegible] کی جھنک بدری [illegible] وے

[illegible] نال چھون اور [illegible] بند [illegible] ہے

[illegible]

[illegible] देसे।

[illegible] کانی ہو کا ہے

دی نے دیل خان چلیو طرل گنبا ؟

[illegible]

جگت راج سہرل سون مار دو انچ
بھی ضد ہ پٹھان کی [illegible] کی کچ

जगत राज [illegible] कीच
[illegible] पठान की [illegible] की कीच

تین دو دس پٹھان سے [illegible]
جگت راج کہت [illegible] میدان

[illegible] मैदान
तीन दिवस पठान ने [illegible]

چوتھے دن دو پہر گھیر [illegible]
تب دیل جو [illegible] کرے [illegible]

तब [illegible] कौन
चौथे दिन [illegible] तीन

یعنی۔ دیل کا سید ایک گھوڑا ہے اور وہ کامل سپاہی ہے۔ رن میں [illegible]
بہشت حاصل ہوئی۔ اپنے سب ساتھیوں کو جمع کرکے وہ میدان میں مار گیا جیسے پروانہ
شمع پر جلتا ہے اسی طرح دیل لڑائی میں [illegible]۔ دیل نے [illegible] تلوار ہاتھ میں لیے ہوئے آیا
[illegible] کشتی باز لڑتے ہیں اور
[illegible] جگت کا [illegible]
[illegible]

[illegible] [illegible] ویسی رکیب پاین | پالوے اور اُمین بھی جیسی رنگ ہین

[illegible] | [illegible]

پاے [illegible] [illegible] | تیس پیاری پرین یہی ماے تنگ ہین

[illegible] | [illegible]

[illegible] سے [illegible] مین ہوئی | [illegible] دوت کرت ہو رجنگ ہین

[illegible] | [illegible]

[illegible] اور روان | [illegible] سود ماریں بیاں آنگ ہے

[illegible] | [illegible]

[illegible] رنگ ہے | ہری ہری کیا سیت نہیں کر رنگ ہے

[illegible] | [illegible]

[illegible] سے [illegible] رنگ سے تنگ ہے | صاحب امگرا ایسے بید کے ترنگ ہے

[illegible] | [illegible]

[illegible] اب [illegible] اون رکھا انھون نے نشون سے زمین کو کھود ڈالا یہہ دو دو سفید [illegible] [illegible] ہین اونکو گی اور شکرا [illegible] بیاہ [illegible] وہ ایسے ہوئے [illegible] انکی [illegible] ایک خطا بنگیا ہے وہ نہایت تیز و قوی ہین دونون طرف زنجیرکا [illegible] ہین وہ زنجیرون کو توڑ کر کود سکتے اور نچلے ہین انکی گردن [illegible] [illegible] ہے اور [illegible] اور قوی اور مضبوط ہین وہ ایسے ہین [illegible] کہا [illegible] گے

بیچوری کی بیان گڑھی کی وہاں لڑائی ہو دیا کے تاریخ کست ۱۷۶۱

[illegible] सब दल पर [illegible] गुरु [illegible] है॥

[illegible] लड़न को [illegible] के [illegible] है॥

جب لڑائی کی [illegible] سب ہندو [illegible] میں جمع ہوئے [illegible] کمان [illegible]

چلے اور دشمنوں کے [illegible] کے گرد بیچ [illegible]

سب و [illegible] خان [illegible] سب [illegible] ہوئے پٹھان [illegible] سے چلے اور [illegible]

مین مقام کیا اونسے پہاڑوں کے [illegible] کیا اور [illegible]

[illegible] قیام [illegible] ہوئے اور [illegible] کے کنارے [illegible]

مین مقام کیا اور [illegible] مین [illegible]

اور [illegible] سب کو اپنے سامنے [illegible] دیا [illegible]

آٹھ نالی و سات نالی توپین چلین اور [illegible]

[illegible] بے شمار [illegible] مین [illegible]

[illegible] ہوئے ہین [illegible]

[illegible]

[illegible]

بھاگ گئے راجا سب مہاراجا دیکھ تیغ ننگی | [illegible] مرد دلیلا رن میں پیلا علی علی کر بجرنگی

[illegible] | [illegible] ॥

[illegible] | [illegible]

[illegible] دلیل خاں [illegible] کیسے کیسے ہٹ [illegible] کی آبرو میرے ہاتھ سے مجھ پہ
محمد شاہ کا ہر جنگی یہ تلوار ہے پٹھان کی عزت میرے گھر سے ہے میں مقابل ہو کر لڑونگا پٹھان
بھائی کی شجاعت سے سخت سے سخت جنگ میں گھس پڑینگے وہ کسی معرکہ سے نہیں ڈرتے ہیں
[illegible] میری ننگی تلوار کے سامنے سے بھاگ کھڑے ہو وینگے شجاع دلیل نے یہ گفتگو
[illegible] کی اور علی علی پکارا [illegible] ہند و ہنود ان کو پکارتے ہیں

[illegible] مقابل دلیل خان کے جب اونے اپنے ہمراہیوں کو آتے دیکھا

بیٹا مرے مراد خان بھائی ابراہیم | حامد حیدر خان کہاں سے مرے فہیم

[illegible] | [illegible] ॥ ॥

مرے حمایت خان جن بھلا ان پٹھان | میرا جیون اب [illegible] کہ گئی کربان

[illegible] | [illegible] ॥

[illegible] میرا بیٹا مراد خان و بھائی ابراہیم خان چل بسے اور حامد حیدر اور خان [illegible]
[illegible] حمایت [illegible] پٹھان [illegible] اب میرا [illegible]

[illegible] کے شام

سانچے میں ڈھلے ہیں اور شکل و صورت میں نہایت سڈول ہیں ... ہہ ... ناگ
سبز و زرد و سفید و ارغوانی رنگ برنگ کی جھولیں پڑی ہوئی ہیں وے کودتے اور جست
بھرتے ہیں زور میں وہ باگی سے توڑی ہیں - حضور صاحب بڑے مالک کے گھوڑے ویسے ہیں

دوھا

محمد خان کا پوت سپوت نبیل کر ... بتلا یو ری ... کری ... سنگ کی نہین ... جھوڑ ... سے
सुहनद नाम का पूत सपूत स्वेल करी फिर नाम पुकारो है।
कहो वह तन लगी नाहिं बेग सो कपन थोर कोबोसे॥
... برلین بل بیر مورین سو ... کے کرمان ... نبیل ... سو ... سے
... दल की नाहि बलबीर मुरे न मुरतौ फोबो से॥
... किरपान ... बचे ... के ... है

یعنی نبیل محمد خان کا بیٹا تھا اسنے بہتیرے بندیلوں کو زخمی کر دیا لڑائی میں ... ذرا بھی توقف واقع نہ ہوا وہ ایسے شجاع تھے کہ انکے ... ڈر سے ... بھاگتے تھے ... مقابل ہوتے ہیں اور خوب بہادرانہ جنگ ... سامنے سے زمین ... کی ... بہت ... نبیل خان ...

شجاعت ... کے ... نبیل خان نے ... کی ... کا جواب دیا

نبیل خان کا ... کی ...	...
...	...
... کی ... گے ...	... کے ... بچا ...

اوس زمانہ مین نیزہ بازی مین اپنا نظیر نہین رکھتا تھا اسکی سواری کے گھوڑے کا نام پری تھا
اسکی دکھن مین بھی شہرت تھی اسپر سوار ہوکر وہ سارس کا شکار کھیلتا تھا اور اونکو مار لیا کرتا تھا
بہتیرے سوارون نے اسمین کوشش کی لیکن کوئی کامیاب نہوا دوسرے کامون مین بھی
وہ بہت ہوشیار تھا وہ اپنے ہاتھہ سے توپ ڈھال سکتا تھا اور بہت عمدہ جوتہ بنا سکتا تھا تیس
چالیس برس گذرے ہین کہ اوسکے ایجاد کیے ہوئے جوتے قائم خانی کہلاتے ہین اور متوفی گنج
مین انکا بڑا رواج تھا۔ کہتے ہین کہ اسنے ۴۸ محال پر حکومت کی ہے لیکن انکے نام معلوم
نہین ہین۔ ایکدفعہ ایک مرہٹہ باجی راؤ کا ملازم قائم خان کے ساتھہ نیزہ بازی میں کی زبانی
کرنے کے واسطے شہر پونا سے آیا نواب نے ایلچی مین رہنے کو مکان دیا اور چھہ مہینے تک اسکی بڑی
خاطر اور مدارات کی اور اس عرصہ مین اوسنے اوکے پٹھانون سے جو پونا مین نوکر تھے دریافت
کر بھیجا کہ یہہ شخص کس غرض سے آیا ہے اونھون نے جواب لکھا کہ جس ہنر مین تمکو مشاقی حاصل ہے
اسمین یہہ شخص بھی مہارت رکھتا ہے باوجودیکہ محمود خان کی ممانعت کے اس ہنر آزمائی کیواسطے
ایکروز مقرر ہوا اور حکم ہوا کہ سب پٹھان قبل طلوع آفتاب کے شکار پور مین تیار رہین شکار پور
شہر سے تین چار میل شمال مغرب مین ہے یہان گنگا کے کنارے ایک بڑا وسیع میدان ہے جہان فوج
کی قواعد ہوتی ہے۔ نواب اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور مرہٹہ مذکور کو ساتھہ لیکر وہان گیا۔ دو پہر تک
دونون لڑتے رہے لیکن کسی نے کسی کو چھونہ پایا حسب دستور قوم مرہٹہ کے بازو بہت سے گز
اوپر ایک رومال بندھا تھا۔ نواب نے اس بات کی کوشش کی کہ مین اس رومال کو نیزے کی نوک سے
اسکے بازو سے اوتار لون۔ نواب نے اسکو چھو تو کئی دفعہ لیا مگر چونکہ پسینے کے باعث سے گرہ نہایت

بندیل کی ڈلیل مین دہیلن بھگے جات ہین

बुन्देल की डलेल में दहेलन भगो जात है ॥

یعنی - بوندیلون کے جتھون کے سامنے ڈلیل بھاگے جاتے ہین - ایک بوندیلے نے اوسکو ملامت کرکے کہا تجھکو یون لکھنا چاہیے تھا

دہیلن کی ڈلیل مین بندیل بھگے جات ہین

दहेलन की डलेल में बुन्देल भगो जात है ॥

یعنی - دلیل کے حملہ کے سامنے بوندیلے بھاگے جاتے ہین

نواب قائم خان

سے ۱۷۱۳ء اپنے باپ کی وفات کے بعد قائم خان بلا مزاحمت مسند نشین ہوا ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ ۱۷۳۱ء مین دلیر خان کے انتقام لینے مین مشغول رہا اور جب ۱۷۳۲ء مین اسکے پدر محمد خان کو مرہٹون نے گھیر لیا تھا اسنے اوسکو چھوڑانے کے واسطے فوج جمع کی محمد خان کی اخیر عمر مین اسنے بطور اپنے والد کے نائب کے دہلی مین سکونت اختیار کی - بہت سی حکایات اس قسم کی مشہور ہین کہ محمد شاہ بادشاہ دہلی اسکو نہایت عزیز رکھتا تھا اور اسکو فرزند بہادر کا لقب عنایت کیا تھا مگر چونکہ وہ حکایات محض بے حقیقت ہین اونکے بیان کی ضرورت نہین وہ زبردست متقی تھا پنجوقت نماز ادا کرتا تھا اور جمعہ کا خیال رکھتا تھا اور ہر روز قرآن شریف کی ایک آیت لکھتا تھا اور کہتے ہین کہ وہ علم کا بڑا حامی تھا اور ہر قسم کے شکار کا بڑا شائق تھا اور بادشاہی شکارگاہ مین دہلی مین اسے شکار کھیلنے کی اجازت تھی وہ بہت اچھا شہسوار تھا

علاوہ کنیزوں کے نواب کی چار زوجہ میں - اول شاہ بیگم نواب کی پہلی بی بی کا نجان بنگش
کی بیٹی اور قاسم خان کی بھتیجی تھی (۲) بی بی جو ایک پٹھانی تھی (۳) خاص محل جیلو
کی ایک ڈومنی تھی یہ موضع جلوہ قریب قائم گنج کے ہے (۴) معتبر محل ہلی کی عورت تھی نواب
کوئی اولاد نہیں چھوڑ گیا سوا نسل ان کے کوئی شخص اُنکی مستورات کا زیور چھونے نہ پاتا تھا
اور نہ کوئی مرد اُنکے کپڑے سینے پاتا تھا اور نہ کوئی طبیب اُنکی عورتوں کی نبض دیکھتا تھا ان
بیبیاں اٹھیی کے قلعہ میں رہتی تھیں بہت سی جاگیریں خاص انہیں کے نام سے تھیں جب وہ
مرگئیں تو ان کی کچھ املاک تو ناصر جنگ کی بیگم کو بعض معتبر محل کو ملی اور کچھ نصرت جنگ ناصر جنگ
کے بیٹے کو ملی اور کچھ نواب حاکم الوقت کو ملی جب کبھی شاہ بیگم اپنی خوشدامن کی ملاقات کو مئو
سے فرخ آباد کو آتی تھی بازار بند ہو جایا کرتا تھا دوکاندار اس بازار بند ہونے کو ہرتال یا ہاٹ
بازار کہتے ہیں یعنی ہاٹ بھی بازار اور تالا بھی قفل بیگم ایک چھپر بہل گاڑی پر سوار ہوتی تھی
چاروں طرف سے پیچک بانات مکیش دار لٹکے ہوتے تھے بیگم وسط میں بیٹھتی تھی اُسکے ہمراہ
گرد اگرد کنارہ پر بیٹھتی تھیں [illegible] بیگم کی ڈولیوں سے بند ہوتے تھے اور گاڑی سب
طرف سے بالکل بند ہوتی تھی ایک پٹھانی عورت آگے بیٹھتی تھی اور ایک بوڑھا گاڑیبان ہانکتا
تھا - راستے پر بیگم ایک بات بھی نہ بولتی تھی خواجہ سرا آگے دو طرف پیدل ہٹو ہٹو کرتے چلتے تھے بازار فقط
اس خیال سے مسدود ہوتی تھی کہ بیگم کے کان کوئی بیہودہ بات نہ پڑنے سکے کہتے ہیں کہ نواب محمد خان
کے چار محبوب دوست تھے (۱) منگل خان موسی نگری موسی نگر کا رہنے والا تھا اور اس وقت
وات کے علاقہ ریاست میں وہ قصبہ شامل تھا جو دریائے جمنا پر واقع ہے (۲) معظم خان دریابادی

مضبوط ہوئی تھی اصل میں یہ جگہ انگریزی عملداری کی ترقی کے بعد اب بالکل تمام گرد گرد
ویران اپنے پیرزنے پرانے وہاں لگیا۔ مرہٹہ کو بہت کچھ مخالفت غدر کے گرد ونے قبول کی کیونکہ وہ خود
اپنے ملک میں شریک تھا۔ اسکے بعد مرہٹہ رخصت ہو کر ہوا کو دو ان سے آقا محمد خان کا کرتی کے
عہد میں تھا اور یہ اونکے اپنے والد کی میں جانب تعمیر کرایا تھا یہ مکان جو حصہ ایک محل کی
انہی کی حد میں جنوب مشرقی سمت واقع تھا یہی نواب کی آبادی کی حویلی ہے اسکے گرد خندق
اور کچھ شہر پناہ ہوئی اور برج بھی تھے جن کا نشان اب تک باقی ہے قلعے کے اندر اونکے مکانات
گئے
ششتہ لاہوری بابت بنیاد و تعا موقت کی نواب نہیں سکے ضبط سرکار ہوگئے اور نیلام کردیے
گئی جو تمام انہی کے ایک باغ مشہور تکیے ہیں یہ شخص اس وقت وہاں کا تحصیلدار تھا انہوں نے اسکی
اینٹ سے انگریزی عمارت کی صورت کا ایک مکان بنوایا ہے اور قلعہ کی زمین پر میوہ دار درخت
لگائے ہیں۔ تادری کی دروازہ کے باہر جو گھر لال باغ کہلاتا مشہور ہے کاظم خان کا لگایا ہوا ہے اسمیں ایک
لالکھ درخت ہیں یہ باغ مسلمانوں ہندوؤں پر جو بوا جانا ہے [illegible] ونیک پور کلاں کے
واقع ہے اور اسی جگہ ایک سو [illegible] اسکا [illegible] قبل اونسے
کسان [illegible] کے پچ [illegible] کی [illegible] گرتے ہوے دو
[illegible] کام [illegible] اب کی [illegible] خوب آراستہ کیا جاتا تھا [illegible] دری و بلند محل میں
سونے
اسلطانی باہادر کے شاہانہ [illegible] زربفت لگائے جاتے تھے بارہ سو [illegible] چاندی کے
اونکے توشہ خانہ میں تھیں زربفت کا پردہ تھا جس دروازہ پر لٹکایا جاتا تھا کسی کا گھوڑا بالکل
یار لگی قلعہ میں نہ آنے پاتا تھا سب آگے پیچھے رتبہ کے [illegible] قلعہ کے [illegible] تھا

کے واسطے بھیجا یہہ شخص بنگڑہ تک پہونچا اور اپنی توپین سر کین - علی محمد خان نے نکلکر اسکو ایسی شکست
دی کہ فوج شاہی دہلی کو بھاگ گئی - محمد شاہ کو نہایت طیش آیا اور تھوڑے عرصہ کے بعد اسنے
دوسری فوج طیار کی اور اوسپر خواجہ اہلی صاحب کو سردار کیا اسنے بھی بنگڑہ پر توپین سر کین اور
قتل ہر دو سمت کے بعد تلف ہونے بیشمار فوج شاہی کے یہہ بھی بھاگتا نظر آیا تیسری دفعہ محمد شاہ نے اپنی
کل فوج قمر الدین وزیر کے ماتحت روانہ کی - قمر الدین چونکہ جنگ آزمودہ آدمی تھا اسنے اپنے دل
مین خیال کیا کہ اگر مین بھی مقابلہ کیواسطے جاؤنگا تو میرا بھی یہی انجام ہوگا کیونکہ یہہ فوج دو دفعہ شکست
کھا چکی ہے اب دو حال سے خالی نہین ہے یا تو بھاگونگا یا میدان مین جان دونگا اور دونون
صورت مین وزارت کا زیان ہے کیونکہ ہارا وزیر ہمیشہ برطرف ہوجایا کرتا تھا لہذا اسنے بادشاہ کو ترغیب
دی کہ خود بدولت بنفس نفیس بنگڑہ پر حملہ کرین - قائم خان معہ اپنی فوج کے بادشاہ کا شریک ہوا
یہہ واقعہ ۱۱۵۹ ہجری مطابق جنوری ۱۷۴۶ لغایت ۱۷۴۷ء مین واقعہ ہوا تین منزل تک فوج
نے ایک ہی ندی کے کنارے کوچ کیا اور اوسکا پانی پیا اور اس ندی کا نام بادشاہ نے یادگار
رکھا یہہ ندی اوسیت کے نیچے بہتی ہے بالآخر فوج بنگڑہ مین پہونچی اور اوسکے محاصرہ کیواسطے
آگے بڑھی مرزا مقیم عبد المنصور خان صفدر جنگ ہراول پر حکم تھا ایک رات پٹھانون نے
شبخون مارا اور صفدر جنگ کے مورچہ پران پڑے اور بہتون کو تہ تیغ کیا بر روہیلے بنگڑہ کو بسرعت
پہونچ گئے انکے قلعہ کے گرد اسقدر گنجان بانس اگے ہوئے تھے کہ کسی صورت سے گولا انکے
پار دجا سکتا تھا - چند روز تک گولا باری جاری رہی آخر الامر روہیلون نے علی محمد خان کو
صلاح دی کہ صلح کر لینا چاہیے کیونکہ جو اپنے سلطان سے جنگ کرتا ہے اوسپر اوسکی عورت

(۳) خضر خان (۴) شجاعت خان علزئی قادر گنج والا۔ محمد خان نے بوقت وفات اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ ہمیشہ ان چارون کو اپنا بڑا خیر خواہ تصور کرنا۔ اگر کہین جنگ پیش آوے تو شجاعت خان سے صلاح لینا کیونکہ وہ بچپن سے لڑائی مین رہا ہی اگر فوج مجتمع کرنا ہو تو شجاعت خان سے مشورہ لینا یہہ شخص افغانستان مین سردار تھا۔ اگر محصول تحصیل کرنا ہو تو خضر خان سے کام لینا۔ اگر دربار شاہی مین عہد و پیمان کے واسطے کسی کو بھیجنا درکار ہو تو معظم خان کو بھیجنا کیونکہ اوسکو وہان بڑا تجربہ حاصل ہی۔ یہہ چارون جنگ مقام دوری مین قتل ہوئے ہی لڑائی مین قائم خان بھی مارا گیا ان وصیتون پر ذرہ بھی توجہ نہین کی گئی۔ نواب نے اپنے تئین محمود خان آفریدی کے اختیار مین کر دیا۔ محمود خان مٹھی کا رہنے والا تھا۔ نواب نے اوسکو اپنا بخشی مقرر کیا تھا اسکے برادر اور رشتہ دار یوسف خان و معظم خان و اعظم خان و سعادت خان و دیگر ان چند ہزار آفریدیون پر حکمران تھے اور ریاست مین انکی بڑی قوی جماعت تھی قنوج مین محمود خان کا نقارہ بجتا تھا اور اوسکو ایک وسیع املاک پر بڑا اختیار حاصل تھا جس سے بہت سی آمدنی وصول ہوتی تھی اوسکے فقط ایک لڑکا شادی خان نام تھا جسکو شادی سے چار تھے روز گھوڑے نے گرا دیا اور پیر رکاب مین لگا رہا اور گھسیٹ کر مار ڈالا سنہ ۱۸۶۲ع محمود خان کے مزار کی محراب مین ٹوٹی پھوٹی اینٹین مٹھی مین باقی تھین اب انکا نام و نشان بھی نہین ہی اوسکا خاندان بالکل معدوم ہو گیا۔

معاملات روہیلکھنڈ

کٹھیر یعنی روہیلکھنڈ رفتہ رفتہ علی محمد خان روہیلہ کے قبضہ مین آگیا اور خان مذکور نے باج شاہی دینا بند کر دیا۔ ایک دفعہ محمد شاہ نے اپنے دیوان ہرنند کو معہ فوج علی محمد خان سے ملک واپس لے لینے

قمر الدین خان سے کہ وہ احمد شاہ سے بات کرنے مین مارا گیا تھا صفدر جنگ منصب وزارت پر
سرفراز کیا گیا صفدر جنگ قائم خان کا دشمن جانی تھا اوسنے ایک فرمان طلب قائم خان کے
جاری کروایا قائم خان نے بادشاہ کو جواب بھیجا کہ فدوی خاکسار صفدر جنگ پر اعتماد نہین
رکھتا ہے کیونکہ وہ اوسکے خاندان کا دشمن جانی ہے اس جواب سے بادشاہ و وزیر دونون سخت
ناراض ہوئے وزیر نے جاوید خان سے صلاح پوچھی کہ اب اسکا انتقام کیونکر لینا چاہیے چنانچہ
ایک فرمان بنام قائم خان اس مضمون کا طیار ہوا کہ ایک بڑا کار اہم تمھارے ذمہ کیا گیا ہے
یعنی بہت سے محال جو بلی و مراد آباد کے جو بادشاہ خلد مکان کے زمانہ مین مدا و سے حاصل ہوئے
تھے انپر باین گروہ سعد اللہ خان ولد علی محمد خان روہیلے نے قبضہ کر لیا ہے اور اوسی وقت
صفدر جنگ نے روہیلون کو واسطے مقابلہ کے اشارہ کیا اور یہ امر کتاب بیان الواقعہ سے تصدیق
ہوتا ہے۔ لہذا یہ ملک تمھارے حوالے کیا جاتا ہے اور حکم دیا جاتا ہے کہ جا کر اوسپر قبضہ کر لو یہ
فرمان بدست شیر جنگ ولد سعادت خان بہادر کلان برہان الملک سعادت خان مرحوم رشتہ دار
وزیر کے روانہ کیا گیا چہارم شوال ۱۱۶۱ ہجری مطابق ۲۰ ستمبر ۱۷۴۸ع نواب مذکور فرخ آباد کے
قریب پہنچا اور دو کوس کے فاصلے پر ٹھہرا اس نواب وزیر کی خبر آمد سنکر نواب قائم خان نے
حکم دیا کہ گلال باڑی عیدگاہ کے قریب لگائی جاوے اسکے بعد وہ بڑے تزک و احتشام سے ہمراہ
امرا کے فیل نشین ہوکے وہان پہنچا فرمان اوسکو پڑھ کر سنایا گیا۔ نواب آداب بجا لایا اور خلعت
سرفرازی کو زیب تن کیا بعدہ شادیانے نقارے بجتے ہوئے قلعہ کو واپس آیا یہان شرفا و جمعدار
وعہدہ داران نے آکر نذرین گذرانین اور مبارکباد دی اوسوقت تمام خاص خاص ہمراہیون بغرض شہر

حرام ہو جاتی ہے چنانچہ علی محمد خان بذریعہ صفدر جنگ حضور سلطانی میں حاضر ہوا اور وزیر کے دیوان نول رائے کے توسل سے معاملہ عہد و پیمان شروع ہوا۔ قائم خان کی افواج صفدر جنگ کے داہنے ہاتھ کی طرف تھی۔ ایک روز علی محمد خان ہمراہی بارہ ہزار افغانان زرہ پوش صفدر جنگ کے پاس جاتا تھا جب اسکی نظر قائم خان کے خیمہ پر پڑی تو پوچھا کہ یہ خیمہ کسکا ہے جواب ملا کہ قائم خان کا تب اسکے خاص خاص سرداروں نے کہا کہ [illegible] معاملہ صلح کا اعتبار ایک علی اور وزیر کے دیوان یعنی نول رائے پر کیا جاوے یہاں تمہارا [illegible] موجود ہے اس سے سفارش کیواسطے درخواست کیجیے علی محمد خان نے اس بات کو قبول کیا اور قائم خان کے پاس گیا قائم خان اس سے نہایت تپاک سے ملا جب صفدر جنگ نے جو منتظر تھا یہ مضمون سنا نہایت برہم ہوا اور تمام عمر قائم خان سے بغض رکھا قائم خان نے علی محمد خان کے ہاتھ رومال سے باندھکر بادشاہ کے حضور میں لیگیا چنانچہ اسکی نذر و عرضی قبولیت کو پہونچی بادشاہ نے اسکی خطا معاف کی اور خلعت سرفرازی عنایت کیا اور صوبہ سرہند میں بھیجدیا یہ صوبہ جمنا سے مغرب کی طرف واقع ہے اسکے بعد بادشاہ معہ امراء و اراکین دہلی کو واپس آیا ۱۱۶۱ میں جبکہ محمد شاہ نے وفات پائی علی محمد سرہند سے ملک کو واپس آیا اور روہیلکھنڈ میں بعد تیسری شوال ۱۱۶۱ ہجری مطابق ۱۴ ستمبر ۱۷۴۸ع میں [illegible] رحلت کی اور تین بیٹے عبد اللہ خان، فیض اللہ خان، سعد اللہ خان نام چھوڑ گیا

جلوس احمد شاہ بادشاہ

محمد شاہ نے دوران ۱۱۶۱ ہجری میں وفات پائی اور بتاریخ دہم جمادی الاول ۱۱۶۱ ہجری مطابق ۱۹ اپریل ۱۷۴۸ع کو بیٹا احمد شاہ کا تخت نشین ہوا اور تھوڑے سے عرصہ کے بعد بجائے اعتماد الدولہ

اکا انجام یہہ ہی عرصہ مین احکام بطلب فوج تنخواہ داران جاری ہوئے اور اطراف کے زمینداران بلائے گئے گنسل سنگہ رورہ والا و راجہ هندو سنگہ چھیڑی والا و راجہ شیو راج پور کے نام حکم بھیجے گئے اور وہ آنکے معہ تین ہزار سوار کے قائم خان کے شریک ہوئے کچہہ سرداران مرہٹہ بھی کہ کالپی کے ناظم تھے فرخ آباد بلائے گئے اور جعفر خان ناظم پرگنہ اکبر پور اونکے پاس بھیجا گیا اور شیخ فرحت اللہ لکھنوی کہ سعادت خان و صفدر جنگ سے عداوت رکھتا تھا آکر شریک ہوا فقط رحیم خان بیٹے نے لڑائی کی صورت دیکھ کر خوف زدہ ہوئے اور اس بلا کو ٹالنے کیواسطے انھون نے ایک عرضداشت بجانب بیوہ علی محمد تیار کی۔ بدست سید معصوم روانہ کی۔ اوسکا مضمون یہہ تھا۔ کہ جب ان یتیم کے والد نے قضا کی تب بجز خدا کے اور تمہاری ذات کے اونکو کسی پر بھروسا نہ تھا۔ اگر تمہارا ہی قصد ملک چھین لینے کا ہے خیال بیا ہی یہی شجاعت خان و شمشیر خان و مان خان بہادر کو یہان بھیجدو ہم سب اونکے ساتھ حاضر ہو جاوینگے۔ بعوض اپنے والد کے ملک کے ہم بزور شمشیر مشرق مین کچھ ملک صفدر جنگ کا فتح کر لینگے۔ جب سید نواب کے روبرو حاضر ہوا اوسنے سعد اللہ خان کی پگڑی چادر نواب کے قدمون پر ڈالدی اور قرآن شریف ہاتھہ مین اوٹھایا اور اسی طرح سے نواب سے ہمکلام ہوا۔ اے قوم افغان کے سردار بواسطہ اس کلام مجید کے اس فقیر بیچارہ کی معروض قبول فرما کر اور ان چار بچون کے ملک کی عاجزی کیطرف نگاہ کرکے اس قوم پر ترحم کرو اور غریب بے یار و مددگار معصومون کے خون سے درگذرو خدا تعالیٰ نے تمکو سبکا بڑا کیا ہے اور لیاقت کے واسطے صلح پسندیدہ ہے سید کی معروض سنکر نواب بخشی محمود خان کی جانب مخاطب ہوا اور اس کی بحث کا اونکی رائے پر محمول کیا۔ اس شخص کے دل مین سوا ضرر رسانی اور فساد کے دوسری بات

مشورہ طلب ہوئے سرگروہ ان مین بخشی محمود خان خان بہادر و شمشیر خان و مقیم خان و اسلام
و کمال خان و سردار خان چیلون نے عرض کی کہ روہیلے آپ کے بدخواہ نہین ہین اگر کوئی شخص انکے
پاس اوس طرف گنگا کے بھیجا جاویگا تو عجب نہین ہے کہ سعد اللہ خان آپ کے پاس حاضر ہو جاویگا
منظور ہی اس غرض کے معظم خان برادر محمود خان معہ چند ہمراہیان بجانب آنولا روانہ کیا گیا اور تین
خلعت علی محمد خان مرحوم کے تینون بیٹون کیواسطے اوسکے ہمراہ کیے گئے کہ جاکر اونکو عطا کرے
اور حسب دستور کل جائداد منقولہ مملوکہ علی محمد خان بنام بادشاہ ضبط کر لیوے اگر ہمین کوئی عذر اعتراض
واقع ہوگا تو نواب محمد خان بذات خاص حملہ کرنے کو روانہ ہوگا لیکن حکایت کرتے ہین کہ
قبل پہونچنے معظم خان کے ہر سہ پسران علی محمد خان کو وزیر کی طرف سے خلعت سرفرازی بھیجا گیا تھا
خیر کیسا ہی ہوا ہو معظم خان کی سفارت محض ناکام رہی اور وہ بروز دیگر بجانب فرخ آباد
روانہ ہوا ۔ جب معظم خان نے اپنی ناکامی کی اطلاع دی تو محمود خان نے کہا کہ خلعت کا
واپس آنا سخت اہانت کی بات ہے اور یہہ اہانت اس صورت سے مٹ سکتی ہے کہ فی الفور
آنولہ کی طرف کوچ کیا جاوے بہت عرصہ تک شجاعت خان غلزئی و چیلون سے مشورہ
رہا شجاعت خان نے اب تک وہی صلاح دی کہ میدان جنگ سے کنارہ کش رہنا چاہیے
مگر محمود خان کہ املاک و غنیمت کا تشنہ تھا کہنے لگا کہ شجاعت خان فریق ثانی کی دلالی
کرتا ہے محض اس سبب سے کہ اسنے علی محمد خان کے ساتھ پگڑی بدلی تھی اس توہین سے
طیش مین آکر شجاعت خان نے کہا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم مین جھنڈا کھڑا کر کے سب سے آگے
ہوتا ہون اوسی وقت خزانہ کے صندوق کھولے گئے جھنڈا کھڑا کیا گیا اور توپ خانہ بارود

اوتر کر ضلع بدایون مین پہونچی شمشیر خان خان بہادر آگے روانہ کیے گئے - اور اوسیت اور دوسرے
موضعون کی راہ کاٹ کر نواب کی لشکر گاہ ندی کے کنارے تیار کی - اور کچھ فوج تیر و کمان سے
اور بندوق سے مسلح نواب قائم خان کی فوج سے لڑنے کو جایا کرتی تھی نواب قائم خان کے لشکر کا
ملاحظہ حضرت ملک الموت نے آکر کیا یعنی ان افغانون مین خوف و ہراس نے اس قدر غلبہ کیا کہ دن رات
فتح کیواسطے خدا سے دعا کیا کرتے تھے - اور ۱۱ - ذی الحجہ ۱۱۶۱ھ مطابق ۱۲ - نومبر ۱۷۴۸ع کو تمام
شب سب لوگ مصلے پر بیٹھے دعا کرتے رہے اور میان روہیلون نے راہ فرار کی مسدود دیکھکر اپنے
خیمہ کے گرد دو دوری رسولپور کے قریب جو بدایون سے چار میل جنوب مشرق مین ہے خندق کھودنی
شروع کی - ۱۲ - ذی الحجہ ۱۱۶۱ھ مطابق ۱۳ - نومبر ۱۷۴۸ع بروز دوشنبہ علی الصباح قائم خان نے
حکم جنگ کا دیا اور خود لباس رزم پہنکر معہ اپنے چندہ بھائیون و خاص خاص سرداران و رشتہ داران و
بخشی محمود خان کے بھائی بندون مثل معظم خان و اعظم خان و یوسف خان و سعادت خان و صلابت خان
و احمد خان و غیرہ راجہ رای جو کمک کو آئے تھے ہاتھی پر سوار ہوئے چنانچہ شمشیر خان و مقیم خان و اسلام خان
و جعفر خان و رستم خان و کمال خان و خان بہادر خان پیش لشکر کے ساتھ روانہ کیے گئے اور یہ لوگ
بعجلت تمام اوس باغ مین جہان روہیلے معہ سرداران حافظ رحمت خان و دوندیخان و فتح خان
کے مقیم تھے جا پہنچے شمشیر خان نے باغ جنوبی گوشہ کیطرف حملہ کیا اور وہان کی سپاہ کو تہ تیغ کیا
تو مین چھین لین جس وقت روہیلے جو درختون پر چڑھے ہوئے چھپے بیٹھے تھے اور کسیکو نظر نہ آتے تھے اوپر
سے گولی و تیر برسانے لگے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ تیر و گولی آسمان سے برستے ہین کئی گولیان
بہادر خان کی زرہ مین لگین اور ایک تیر شمشیر خان کی پیشانی سے چھیدتا ہوا نکل گیا اور رحمت

تو بھی سید سے کہنے لگا کہ تم سید ہو پیرزادہ ہو تمکو معاملات دنیوی کا حال کیا معلوم ہے تم کیوں اس
قسم کے کاموں مین ہاتھ ڈالتے ہو۔ جب چند سوال و جواب اسی قسم کے ہوئے تو سید کو معلوم ہوا
کہ یہان کچھ امید صلح و آشتی کی نہین کئی دفعہ اونسے کہا کہ تکبر خدا اور رسول کے نزدیک بہت
ناپسندیدہ ہی اور مغرور ضرور مقہور الٰہی ہوتے ہین اگر خدا اور رسول کو نہین مانتے تو ضرور تمپر کوئی
نہ کوئی آفت پڑیگی اسکے بعد وہ آنولہ کو واپس گیا اور روہیلون سے کہا کہ تم جنگ کی طیاری کرو
فی الفور روہیلون نے قریب پچیس ہزار آدمی کے جمع کرکے [illegible] کے باغات مین خیمہ زن
ہوئے یہہ مقام بدایون سے بہت قریب ہی روہیلے شب و روز درگاہ حافظ حقیقی مین اپنی حفظ
کے واسطے دست بدعا رہتے تھے۔ قائم خان اور محمود خان بخشی نے اب ارادہ بڑھنے کا کیا انکے
ساتھ پچاس ہزار سوار و پیادہ تھے جنکو سرکار فرخ آباد سے تنخواہ ملتی تھی علاوہ اسکے فوج دو سو بردہ
اور سرداران بنگش اور سب کے پاس ہاتھی تھے اور سب کا سامان جنگ اونکے پاس موجود تھا
اونکے بعد دیگرے سب لوگ سامان جنگ مین زیادہ کوشش کرتے جاتے تھے بخشی محمود خان نے
نواب احمد خان و قائم خان مین رنجش الڈی تھی اس باعث سے وہ تھوڑے عرصہ سے دہلی
مین سکونت رکھتا تھا اس جنگ کا حال سنکر وہ بھی آکر اپنے بھائی کا شریک ہوا علاوہ و ساہو کی توپون و
[illegible] اور زنبورک دو سو بڑی بڑی توپین تھین جو ہاتھیون پر ہودہ مین کسی ہوئی تھین جیسا انگریزون
کے پاس ہوتی ہین اور بارود اور گولی با فراط تھی۔ دوسری ذی الحجہ ۱۱۶۱ ہجری مطابق ۱۲
نومبر ۱۷۴۸ء کو فوج آگے بڑھی اور منزل بمنزل کوچ کرتے ہوئے دریا گنگا کے کنارے قادر گنج
مین پہنچی یہہ مقام فرخ آباد سے تینتالیس میل شمال و مغرب مین ہے اور یہان کشتیون کے پل سے

اور [illegible] ہی کسی باعث ہوتے سردار قتل ہوئے بیان اسکا حسب ذیل ہی منگل خان
موسی گڑھی نے نواب قائم خان سے مشورتاً یہہ کہہ کہا تھا کہ تا وقتیکہ جنگ کا تصفیہ نہو جاوے ہرگز
آگے قدم نہ بڑھانا مگر نواب نے اونکی نصیحت کو محض لغو تصور کیا دونوں فوجوں کے درمیان
بڑا طول و عریض خندق تھا جیسے قلعہ کی خندق ہوتی ہے اس خندق کے کنارے جسکو ہندی
زبان مین پیر کہتے ہین اور اس کھیت کی زمین مین کنارہ تک کھیت باجرہ کا تھا۔ تین ہزار روہیلے
ایک طرف اور پانچہزار دوسری طرف بندوقین بھری ہوئے طیار بیٹھے تھے قائم خان نے
خود سے روہیلوں پر حملہ کیا روہیلے پیر کیطرف بھاگے اور قائم خان اونکے تعاقب پھر ایسی کہ ہزار
جوان کار آزمودہ واکیاون سرداران فیل سوار کے اوس پیر کے اندر گھس پڑا اور چونکہ یہہ لوگ
پیادہ تھے لہذا با آسانی اوپر چڑھکر بھاگ گئے قائم خان نے خندق مین ہمت ہاتھی نہ جانے پایا تھا
کہ جو روہیلے کمینگاہ مین تھے سب یکبار بخود کر دفعتاً کنارے پہ آگئے اور آٹھوں ہزار نے انکی فوجہ
باڑھ ماری ایسے نازک وقت مین راجہ ہندو سنگہ و گنگا سنگہ و کسل سنگہ جو قائم خان کی داہنی جانب
تھے موہنہ پھیر کر بھاگ گئے اور کالپی کے مرہٹوں نے بھی انکی دیکھا دیکھی ویسا ہی کیا یہہ حالت دیکھکر
حافظ رحمت خان و دوندیخان و فتح خان باغ سے نکلے و ملا سردار خان سے متفق ہوکر قائم خان کو
آن پڑے نواب کے ہمراہی جو تھوڑے تھوڑے اوسکے ہاتھی کے گرد جمع ہوگئے دشمن برابر باڑھین مارتے رہے
لیکن دست بدست لڑائی کا ارادہ نہین کیا جب نواب کے گرد بہت سے سپاہی مارے گئے تب
روہیلون نے اوسکے ہاتھی کو گھیر لیا اور اوسپر گولیان چلانے لگے شیخ قدرت اللہ لکھنوی جو داہنے
بازو پر تھا اپنا ہاتھی قریب لایا مگر فی الفور مارا گیا تھوڑی دیر بعد قریب ڈیڑھ گھنٹہ دن چڑھے
نواب قائم خان کی پیشانی مین ایک گولی لگی اور خود اسر دہ ہوگیا دلاور خان ترکشی جو نواب کے

مارے گئے بعدازان قائم خان ودیگر سرداران حملہ کی تاب کو سہتے پیچھے ہٹے [illegible] اور پھر
شمشیر بدست ہوکر بہت سے روہیلون کو قتل کیا اوسوقت جنوبی گوشہ کی طرف سے عظم خان ولد
محمود خان اور منور خان و نامدار خان برادران عزت خان سعد اللہ خان کی طرف بڑھے اور سعد اللہ خان
اس باغ کے شمالی گوشہ کی طرف تھا یہ لوگ بڑھتے بڑھتے سعد اللہ خان تک پہنچ گئے منور خان کے ہاتھ
مین ایک گرز تھا اوس نے اوٹھا کر چاہا کہ سعد اللہ خان پر مارے مگر عظم خان چلا اوٹھا بھائی اسکو زندہ
گرفتار کرو اوسیوقت ملنا ہاتھ بڑھا کر لگیا کہ اپنی چادر کا پھندا بنا کر سعد اللہ خان پر ڈالے مگر سعد اللہ خان
اپنے ہودے مین جھک گیا اور پھندے سے صاف بچ گیا بخشی ملا سردار خان کا مورچہ باغ کے جنوب مین تھا
چنانچہ ملا سردار خان معہ چند سوارون و بندوقچیون کے اپنے مورچے سے جھپٹا اور تمام جنگ کا زور انکو
اپنے اوپر دھر لیا انکے ہاتھیون کے بھی گولیان لگین و معظم خان و عظم خان معہ بھائیون کے و جلال خان
و دیگر آفریدی سردار مارے گئے پھر یکایک محمود خان بخشی اپنا ہاتھی آگے بڑھا لایا اور تھوڑی دیر کے
بعد گولی سے مارا گیا تب نواب قائم خان نے اپنے بھائی عبد النبی خان کو اوسکی کمک پر بھیجا [illegible]
دیا عبد النبی خان و شاہ اسد علی ایک ہاتھی پر سوار تھے عبد النبی کو مار گیا اور شاہ اسد علی کی ہاتھ مین [illegible]
اور چہرہ زخم لگا نواب قائم خان کے حکم سے نواب محمد خان کے بیٹے بھی گرے [illegible] لگے اور
قتل ہوئے عبد النبی خان و ہادی خان و بہادر خان و امیر خان تو قتل ہوئے اور امام خان و ولی
محمد خان مجروح ہوئے الحاصل پٹھانون نے بہادری مین کوتاہی نہین کی لیکن جو بات مقدر
ہوچکی تھی اوس مین کسی کو اختیار نہین ہے فتح و شکست خدا کے ہاتھ ہے تاریخ کی کتابون سے معلوم ہوتا ہے
کہ نواب [illegible] سے مارا گیا گو بعضون نے اس بیان کو نہین لکھا ہے

ول والے اور اولاد اور ہاتھیوں پر دریا پار ہوئے۔ اور پیادہ کپڑے اوتار اوتار کر دریا پیر گئے
جب کہ سب شہر میں شاہراہ چھوڑ کر گلیوں سے آئے اور اپنے اپنے گھروں میں چھپ رہے
جب شہر میں یہہ شور ہوا کہ نواب قائم خان مارا گیا اور اوسکی فوج نے شکست کھائی گلی کوچہ
مین آہ وواویلا مچا گھر گھر ماتم سرا ہو گیا۔ اس حادثہ سے کوئی متنفس خالی نہ تھا بہتیرے زخمی
و اسیر ہوئے اور ہزاروں کی لاش میدان میں پڑی تھیں جو بہچانی گئیں انکی لاش اونکے
اعزہ نے لیجا کر دفن کیں۔ نواب مقتول کی لاش کو نفیس پوشاک پہنا کر فرخ آباد کو میدان
جنگ سے روانہ کیا فاتحہ پڑھتے ہوئے اور ماتم کرنے والے لاش کے ساتھہ ساتھہ تھے لڑائی سے
تیسرے روز تین لاشیں بے سر بی بی صاحبہ کے روبرو دی گئیں۔ نواب قائم خان کی لاش
اسطرح سے شناخت کی گئی کہ اونکے پاؤن پر ایک بدہ مہ تھا۔ بی بی صاحبہ بعد نوحہ وزاری کے
اپنے بیٹے کی لاش حیات باغ کو لے گئیں اور وہاں اونھیں کپڑوں میں لپیٹ کر جو مرتے وقت اوسکے
بدن پر تھے اوسکے پدر مرحوم کے پہلو میں دفن کیا۔
قائم خان کے وفات کی تاریخ ذیل کے الفاظ سے نکلتی ہے

پاک بعد شہید قائم خان	کنجشک بباز کرد شکار	قائم بہشت شد
۱۱۶۳ ہجری	۱۱۶۳ھ	۱۱۶۳ھ

بعد فتح کے روہیلے یہہ سمجھے کہ گویا ہم از سر نو زندہ ہوئے اور اونھوں نے ہزار ہا ہزار شکر بدرگاہ
مجیب الدعوات ادا کیے اور طبل فتحمندی بجاتے ہوئے اپنی دارالریاست آنولہ کو پہنچے اور سپاہ فرخ آباد
کے پرگنہ جات کو جو دریاے گنگ کے اوتر جانب واقع ہے تعینات کی گئی اوس زمانہ میں اسمین دس

پاس بیٹھا تھا اوسکو اپنی گود مین لیا اور اپنے رومال سے خون پونچھنے لگا بہت کچھ کوشش کی گئی کہ نواب کی لاش اوٹھا لیجاوین مگر روہیلون نے آکر اوسکا سر کاٹ لیا۔ جو لوگ اس لڑائی مین مارے گئے اونکے نام یہہ ہین منگل خان موہنی نگری و مظفر خان و دریاباوی و خضر خان پنی و خان بہادر خان حجی و صابر و رستم خان و کمال خان چیلے و روشن امام ولد میان علی امام خان بہادر بنگش مین مشہور ہوا عوام مین مشہور ہے کہ اوسکا ہاتھی اوسکی لاش کو میدان جنگ سے لیکر چلا آیا تھا۔ اس جنگ مین شجاعتخان علی محض اس وجہ سے آیا تھا کہ وہ نواب کا ملازم تھا ورنہ یہہ لڑائی بالکل اوسکی مرضی کے خلاف تھی یہہ ایک جانب کھڑا تھا جب اوسنے یہہ سنا کہ قائم خان مارا گیا رویا اور کہنے لگا کہ ایسا سردار مارا جاوے اور مین سلامت جاوُن بی بی صاحبہ کو کیا مونھہ دکھاونگا یہہ مجھسے نہو سکیگا۔ وہ دشمن کے لشکر کے روبرو اپنے تئین حوالہ کردینے کی غرض سے گیا جب وہ حافظ رحمت خان کے قریب گیا اوسکے لوگون نے کہا تمھاری مونھہ مین خاک ہے۔ مگر حافظ رحمتخان نے کہ ہاتھی پر بیٹھا تھا اوس سے کہنے لگا تم اوترو پالکی منگواتا ہون مگر وہ پٹھان مانسنگہ جو قریب بیٹھا تھا زبان پشتو مین کہنے لگا عقلا بچھو کو مارکر اوسکے بچے کو زندہ نہین چھوڑا کرتے ہین۔ اس اثنا مین ایک روہیلے نے ایک جانب سے آکر شجاعتخان کے سینہ مین گولی لگائی اور وہ فوراً جان بحق تسلیم ہوا۔

جب نواب قائم خان مارا گیا تو باقیماندہ سردار کچھہ زخمی اور خستہ و خراب وہان سے بھاگ گئے مفرورین کی تفصیل یہہ ہے نواب احمد خان زخمی شدہ اور اوسکا پسر محمود خان و حسین علی خان و اللہداد خان و اسمعیل خان و امام خان و کریمداد خان یہہ سب قائم خان کے بھائی تھے اور شمشیر خان و رستم خان و اسلام خان چیلے تھے جب وہ بھاگے کسی نے اونکا تعاقب نہین کیا اور نہ کوئی اونکا سد راہ ہوا ایک تو سب کے سب منتشر و پراگندہ تھے اور دوسرے اوس ضلع کے زمیندارون نے اونکو بہت تنگ کیا۔ خیر جون تون کرکے دریای گنگا کے کنارے یہہ سب مجتمع ہوئے پہلے کشتیون کا پل باندھا گیا مگر نواب احمد خان نے اس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ نوابان بنگش شہر فرخ آباد

من ابتدائے سنہ ۱۷۱۳ء لغایت سنہ ۱۸۵۷ء

مولفہ ولیم آروین سی ایس کلکٹر ممالک مغربی و شمالی

حصہ دوم

احوال مسند نشینی و ریاست امام خان

قایم خان کی تجہیز و تکفین کے بعد بی بی صاحبہ نے اپنے شوہر کے سب بیٹوں کو طلب کیا اونکی آرزوے دلی یہہ تھی کہ امام خان جانشین ہو مگر ازراہ تزویر اوسکو مخفی رکھہ کر اوس نے احمد خان کی جانب اشارہ کیا کہ تم سرداری اختیار کرو احمد خان نے بفراست اوسکی منشاے باطنی معلوم کر صاف انکار کر دیا اور ہر ایک بیٹے نے نوبت بہ نوبت ایسا ہی جواب دیا الآخر امام خان مسند نشین ہوا مگر احمد خان کو اس مسند نشینی سے کچھہ اختیار حاصل نہ تھا لوگ سلام کو تو حاضر ہوئے لیکن کسی نے نذر نہ دی چھہ مہینے گذر گئے مگر خراج کی ایک کوڑی بھی اسکو وصول نہ ہوئی چونکہ کہیں سے کوئی آمدنی نہ تھی کہ وہ اظہار و نمود اپنے اس مرتبہ کا کرتا لہذا لوگوں نے بعد چندے آنا بھی ترک کر دیا۔ جب قایم خان کی شکست و موت کی خبر دلی میں پہونچی اکثروں کو سخت صدمہ ہوا اور کف افسوس ملنے لگے سواے عبد المنصور خان صفدر جنگ

محال تھے یعنی بدایون ۔ دوسنیت جلال آباد ۔ مہرآباد ۔ اوجینا ۔ او جنیالی کھاکت مؤد ملا
وسہ دیگر ۔ دو کے نام شاید امرت پور ۔ اسلام گنج ۔ دہرم نگر ۔ وشاید ایک اور تبرہ اسھون
ہو ۔ رو پہلے کھاکت ہو تک بڑھ آئے یہ جگہ فرخ آباد کے قریب واقع ہے اور ایسی جگہ ہراونکی
ادل اول ردوکب کی گئی ۔ ایک چیلہ یہان کا عامل تھا اسنے ایک خوب بندوبست سرکین اور بشیر دنکو
مار لیا جب اسنے پرگنہ کو چھوڑا تو روہیلون نے خیال کیا کہ ہمکو ایسے کمین عاملون مین ہیضانے
سے کیا فائدہ ہے لہذا سبکے سب واپس ہونے لگے لیکن پانچ کچھ پرگنہ جات [illegible] کے واسطے
فرخ آباد کے نواب کے حکم سے نکل گئے صرف امرت پور و کھاکت مؤد [illegible] مگر اس گمنام چیلہ کی
شجاعت سے باقی رہے فقط

جلد اول تمام ہوئی

شمال [illegible] سرے چھاؤنی اور [illegible]
لوٹنے اور اسباب کے خشک کرنے میں
[redacted]
پٹھان افغان معہ فوج تعدادی ۲۹ ہزار
کوچ کیا اور فی الفور جنگ کی تیاری ہونے لگی۔ میر محمد صالح و راجہ پرتھی پت پیش لشکر پر معین
تھے۔ قلب لشکر خود نول رائے کے زیر حکم تھا۔ میسرہ نواب بقاء اللہ کے تحت میں۔ اور میمنہ [illegible]
رام نراین کے حکم میں تھی۔ کل لشکر میں چھبیس ہزار نو سوار تھے اور ایک سو ہاتھی اور متعلقین لشکر
کا کچھ شمار ہی نہ تھا۔ خیمے پانچ چھ کوس کے میدان میں ایستادہ تھے بلکہ جہاں نظر جاتی تھی خیمے
ہی دکھلائی دیتے تھے۔ شرائط عہد و پیمان باہم شروع ہوئے اور پٹھان فرخ آباد کو واپس گئے
[illegible] محرم مطابق ۲۲ دسمبر [illegible] کو نول رائے [illegible] کہ جو نجا اسوقت یہ مشہور ہوا کہ نواب
وزیر کا لشکر پہونچ گیا ہو اور فرخ آباد کو محاصرہ
کے حالات مذکور ہو چکے ہیں۔ اگرچہ قائم
زندہ موجود تھے مگر ابتدا میں کوئی طیاری نہ
آدمی فراہم ہونے اور کالی ندی کے کنارہ
[illegible] کئے گئے تاکہ نول رائے [illegible]
شہر [illegible] دوسری سمت بھیجا گیا اور ان کو یہ حکم تھا کہ خان بہادر خان [illegible] جاندار [illegible]
رکھیں۔ داؤد خان۔ سعادت اللہ خان۔ اسلام خان۔ اور دوسرے [illegible] شہر
[illegible] تھے اور بی بی صاحبہ اور امام خان درگاہ باری تعالیٰ میں وقت بدعا [illegible]
[illegible] بداندیش وزیر کی صلاح پر عمل کر کے ہمارا قصد کرے خود
[illegible] جنگ [illegible] ہمارے خاندان سے چھین لیوے ازراہ پیش بینی بطور تقدم
[illegible] ایک تحریر [illegible] عبد المنصور صفدر جنگ کے نام نہایت عجز و انکسار
[illegible] کی کہ زمانہ سابق میں یہ قاعدہ تھا کہ اگر کوئی امیر میدان جنگ میں مارا جاتا تھا

لہ وزیر اس خبر سے نہایت شاد ہوا اور خوب ... بات میں یہ تدبیر بیان ہوا یا اسوقت اسنے
بادشاہ کو اس امر کی ترغیب دی کہ خود بنفس نفیس فرخ آباد کی طرف نہضت فرمائے تا کہ
تمام سرداران بنگش کو کوئی عذر باقی نہ رہے اور سب مطیع ہو جاوین - اور اگر کوئی بندگی
سے انحراف یا روپیہ داخل کرنے سے انکار کرے تو اسکا وہی انجام ہو جو قایم خان کا ہوا وہ
سب بھگا دیئے جاوینگے اور ان کی بنیاد ملک سے مستاصل کر دیجاویگی - بادشاہ چونکہ وزیر کا
بندہ ہو رہا تھا جو تدابیر اسنے پیش کیں سب بے تامل راضی ہوگیا اور آخر ذی الحجہ ۱۱۶۲ ہجری
مطابق نومبر ۱۷۴۹ء احمد شاہ دہلی سے روانہ ہو کر کوئل پہونچا اور صفدر جنگ شاہ کو اوسی
مقام پر چھوڑ کر خود تھانہ دریا گنج کی طرف بڑھا یہہ تھانہ پرگنہ اعظم نگر ضلع ایٹہ میں فرخ آباد
سے ۱۴ میل کے فاصلہ پر گوشہ شمال مغرب میں واقع ہے وزیر کے ہمراہ چالیس ہزار ایرانی
مغل تھے اور یہہ سب اوسکے قرابت داروں مرزا نصیر الدین و نواب شیر جنگ خان و نواب
علی خان وغیرہم کے زیر حکم تھے - باوجود اس کے وزیر نے راجہ نول رائے کو یہہ حکم بھیجا
... فی الفور آ کر میرے شریک ہو یہہ نول رائے وزیر کا دیوان ... تھا اور سکسینہ کایستھ
جسکا خاندان سے تھا اور پرگنہ اٹاوہ کا موروثی قانونگو تھا اپنی خوش لیاقتی سے صوبہ اودھ
و الہ آباد کا نایب صوبہ ہوگیا تھا اول اول یہہ تخمینہ توہم تنہا عبد اللہ خان و حسین علی کی دیوانی
کی نظر عنایت اسکی جانب زمانہ ۱۱۶۳ھ میں ہوئی تھی نول رائے نے سرکار لکھنؤ کو چھوڑا
فرخ آباد کی طرف کوچ کیا - ۱۶ محرم ۱۱۶۳ھ مطابق ... ۱۷۵۰ء کو یہہ ...
جو ہمراہ دس ہزار جوان کے ساتھ اس سے آن ملا تھا رہا
کالی ندی کے کنارے کے طرف جو اوس مقام سے چار ...
تھا اسکے دوسرے روز نول رائے اور نواب احمد خان ایک
کھڑے ہوئے اور اپنے سپاہیوں کو ہمت دلانے لگے کہ خود
یہہ کنا ندی اسوقت بڑے جوش و خروش سے جاری

اون چیلوں نے اپنی صداقت شعاری
چونکہ اسوقت انکو یہہ بھی معلوم ہوا کہ بی بی
اور بھی ... اقراروں پر بھروسہ کیا اور
[redacted]
اونکے پہونچتے ہی بی بی صاحبہ نے معہ اپنے چیلوں کے وزیر کے لشکرگاہ کی طرف کوچ کیا جسوقت
مئو میں پہونچی سب پٹھان خدمت میں حاضر ہوئے اور جسوقت وہاں سے روانہ ہوئی سب انکے جلو
میں اُسکے ساتھہ ہوئے جب وزیر کے لشکرگاہ کے قریب پہونچے سب پٹھان سرداروں نے وہان
مقام کیا۔ وزیر نے جسدم بی بی صاحبہ کے آنے کی خبر سنی شیر جنگ کو استقبال کے واسطے بھیجا۔
جسوقت شیر جنگ قریب پہونچا اپنے ہاتھی سے اوترکر باادب کھڑا ہوا اور آنکھوں میں آنسو بھر لایا
اور قایم خان کے قتل ہونیکا افسوس ظاہر کیا۔ وہ خوب رویا اور وجہہ یہہ کہ وہ دونوں ایک دوسرے
بھائی ہوتے تھے کیونکہ انہوں نے
قایم خان کے بھی ہوں ...
حاضر ہوں جان تک دریغ نہ کرونگا
کی طرف گئیں۔ اب بتوسط شیر جنگ
وہاں پہونچا لیکن جب وہ وزیر کے
[redacted]
پچاس نے فتحگنج میں گئے تھے ... وہاں قصد کرایا تھا جہان ...
کی اور پھر نوابی کے ایک بات بھی خاندان بنگش کے حق میں بھلائی کی منہہ سے نہ نکالی چونکہ
اور ... اور نوکروں کے وزیر کے مزاج میں نہ پایا ... جو کچھہ برائی اُسنے
بیان کی وزیر نے تسلیم کی اور اوسوقت شیر جنگ سے کچھہ کام نہ رہا اور معاملہ بتوسط نول رائے کے
شروع ہوا اُسنے فوراً شمشیر خان و جعفر خان سے علیحدہ جاکر باہم کچھہ مشورہ کیا اور آخر نول رائے
سے کہا کہ ہم تیس لاکھہ روپیہ دینے کا اقرار کرتے ہیں اس میں سے دو لاکھہ سردست کچھہ نقد اور کچھہ
اسباب کی قسم سے حاضر کرتے ہیں اور باقی اکیس لاکھہ تین سال کی مدت میں ادا کر دینگے مگر شرط

[illegible] بحال بدستور برقرار رکھے جاتے تھے
[illegible] کی وجہ حاجت کو پہنچے اور ایک فرمان
[illegible] نے اپنے لشکرگاہ مقام دریا گنج سے یہ
جواب بھیجا کہ میں نے قبل ازیں ایک عرضداشت بھیجی [illegible] خدمت سلطانی میں پیش کرچکا ہوں اور
جہان پناہ نے بفضل نامتناہی ایک فرمان بھی بنسبت عطائے نیابت بنام امام خان مزین بہ تخط
خاص عنایت فرمایا ہے جو میں اپنے ساتھ لایا ہوں۔ اُس زمانہ میں یہ دستور معین تھا کہ جس
کسی کو ایسی غرض پیش آتی وزیر کے قیام گاہ میں بذات خود حاضر ہوتا اور ایک رقم کثیر نذرانہ
کے پیش کرتا وزیر کو تو کل اختیار حاصل ہی تھا فرمان شاہی اُسکے ذریعہ سے حاصل ہوجاتا
بلکہ خلعت سرفرازی بھی ملتی تھی اور نواب سابق بحال ہوجاتے تھے مگر اس وقت
حسب مذکورہ بالا اپنے تئیں مطیع سرکار ظاہر کرنے کی غرض سے [illegible] ہوا اور وقت کا قاعدہ تھا جو
مذکور ہوا وزیر کے خط میں جو اور بھی [illegible] خوشامد کے الفاظ لکھے تھے یعنی اسنے تحریر کیا کہ قائم کی وفات
سے مجھے بکمال صدمہ ہوا میں اسکو اپنا برادر حقیقی سمجھتا تھا آپکو [illegible] ٹوٹ گیا لیکن
از فضل الٰہی [illegible] حال یہ ہے [illegible] ہندوستان میں باقی نہ رکھونگا [illegible]
صاحب نے اُس کی تحریر کو بہت [illegible] کر کے اور اُس کے [illegible] پر [illegible] کر کے اُس کے
[illegible] جعفر خان کو مدار گنج سے پاس
[illegible] ان دونوں کو یہ بھی
[illegible]
[illegible] وزیر کے مزاج میں بہت دخل [illegible] دیکھا کہ بے جنگ یہ مال
[illegible] مشکل ہوتا [illegible] کی شمشیر خان جعفر خان کے پاس
بھیجی کہ میں خواہ صفدر جنگ کے خاندان کا ہوا خواہ ہوں اور جس وقت میں وزیر کے پاس پہنچونگا تو بعد
تمہاری بابت بہت کچھ سفارش کرونگا اور تمہارے منشائے دلی کے حصول میں کوئی دقت واقع نہ ہوگی

ل بی بی جیاں نے کیا غور کر ...
فخ آباد کی طرف روانہ ہوئیں وہاں پہو...
خانہ واری باورچی خانہ کے پاس وغیرہ
وہاں خواجہ سرائوں نے ... کو ... اور ...

مخصص ہوئی اوس میں سے نصف لاکھ روپیہ نہا کر لیا یہہ سب اسباب ۵ لاکھ کا ٹھہرا بے شمار اون سے باقی ہے ۔ لاکھ کا شمشیر خان و جعفر خان سے مطالبہ کیا مگر انہوں نے یہی جواب دیا کہ تین سال میں ادا کیجئیگے ناظر نے کہا کہ بی بی صاحبہ وزیر کے لشکرگاہ کو چلیں جو کچھ سفارش وغیرہ ہونا ہوگی وہیں ہو جاویگی ۔ دوسرے روز بی بی صاحبہ مع ہٹیوں و چیلوں کے وزیر کے لشکرگاہ کیطرف روانہ ہوئیں جب مئو میں پہونچیں پٹھان استقبال کو آئے اور وہاں سے انکے جلو میں ہمراہ ہوئے جب وزیر کے لشکرگاہ کے قریب پہونچیں وہاں اپنا پڑاو قایم کیا ۔ روز دیگر تیول والے نے شمشیر خان و دوسرے چیلوں کو بلا بھیجا اور باقی رقم کا مطالبہ کیا ۔ تمام دن چکنی چپڑی باتوں میں گذرا اور شام تک وے اسی میدان میں بیٹھے رہے کہ تصفیہ حسب دلخواہ ہو جائیگا ۔ اب تیول والے نے بذریعہ ہرکارہ کے اول اطلاع بھیجکر وزیر کے پاس گیا اور کل حال بیان کیا ۔ قریب دس بارہ ہزار ہرکاروں کے ہمیشہ ساتھ رہتے تھے یہہ جاسوسی یا قاصدی کے کام پر متعین تھے چیلوں کے مذکور میں تیول والے نے وزیر سے یہہ بھی ظاہر کر دیا کہ بی بی صاحبہ کے ساتھ ایک انبوہ پٹھانوں کا آیا ہے ۔ اوسوقت چیلوں نے کہلا بھیجا کہ آج رات تم یہیں رہو کل معاملہ کل پر ملتوی کیا گیا ہے ۔ اور تیول والے نے اس احتمال سے نظر جھکا دیا کہ شاید پٹھان مقابلہ پیش آئیں بی بی صاحبہ کے خیمہ کے روبرو چند توپیں زنجیروں سے جکڑی ہوئی تمام رات قایم رکھیں رات کی تاریکی بیان سے باہر ہے اب بی بی صاحبہ سے یہہ دریافت کر بھیجا کہ آپ بغرض تصفیہ شرایط آئی ہیں یا بالقصد جنگ اگر بارادہ صلح آئی ہیں تو ان مسلح افغانوں کو جو آپ کے ہمراہ آئے ہیں اپنے اپنے مکانوں کو واپس

[illegible] بے مذکور

[illegible] کیا ہوا تھا کہ جو کچھ تم کہتے ہو وہ سب ہی ہو میں وزیر سے اطلاع کیے دیتا ہوں اور
حکم ہوگا آج شام کو اوس سے میں مطلع کر دونگا یہہ کہکر وزیر کے پاس گیا اور کل ماجرا
اونہوں نے باہم صلاح و مشورہ کر کے ناظر یعقوب خان کو بی بی صاحبہ کے پاس بھیجا
بی بی صاحبہ نے اوس کی تعظیم کر کے واپس کی مگر حسرت بی بی صاحبہ کی نگاہ یعقوب خان
پر پڑی اونکو اپنا چہیلا یعقوب خان بہادر یاد آیا اور اونکو یاد کر کے خوب روئی۔ ناظر نے خان
بہادر مرحوم کی یاد پر بی بی صاحبہ کو بہت تسلی دی بعد ازان جس مطلب کے واسطے آیا تھا اوسکو
شروع کیا کہا وزیر نے فرمایا ہے کہ میں آپکو اپنی ماں کے برابر جانتا ہوں حسن رضا خان
اور قایم خان جیسے رتبے کے امیر تھے اور [illegible] اونکے جانشینوں کو بھی وہی مرتبہ حاصل
ہے بالفعل خزانہ شاہی میں ایک کرور روپیہ داخل کرنا چاہئے بی بی صاحبہ نے پہلے
سوچے اور پھر بی بی صاحبہ سے مشورہ کیکے کہدیا کہ بی بی صاحبہ اس حال مجبوری میں
کیا کریں نصف کرور یعنی پچاس لاکھ روپیہ دینگی ناظر نے تب ایک سال کا محصول [illegible]
بی بی صاحبہ سے طلب کیا اوسکو بی بی صاحبہ نے اس قدر کی اطلاع ہی [illegible] خان اور
[illegible] کو دی اور [illegible] ناظر کے حوالہ کر دیا ناظر وزیر کے پاس گیا اور [illegible]
[illegible] بی بی صاحبہ نے کہا کہ [illegible]
[illegible] خان [illegible] کے واسطے [illegible] وزیر نے [illegible]
جعفر خان کو طلب خان کو طلب کیا اور اونسے کہا کہ بی بی صاحبہ نے خود اپنی زبان سے
[illegible] لاکھ روپیہ دینے کا اقرار کیا ہے چنانچہ [illegible] خزانہ شاہی میں داخل کرینگی تم جواب دو
اسکے عوض میں لقب اور معافی محصول کا وعدہ کیا گیا ہے [illegible] خان اور جعفر خان بی بی صاحبہ
پاس گئے اور شکایت کی کہ ہم نے تو تیس لاکھ روپیہ پر تصفیہ کر لیا تھا آپ نے [illegible]
[illegible] لاکھ دیا بی بی صاحبہ نے جواب دیا کہ اس عرصہ میں [illegible] جو کچھ کیا

سے تھے تو تعجب کیجے سے رہائی ...

لیا دو وہیر سے دو کوچ کرکے یا تو ...

غرض سے دانہ چھکا باہر نکوسلح

اور رسد وغیرہ باافراط مہیا کرد ...

کا ہر روز اس امید میں گذرتا کہ آج

کتنے روز اسی امید موہوم میں گئے ایک رات وزیر نے نول رائے سے صلاح پوچھی کہ اب کیا کرنا

چاہیے اوس نے راے دی کہ چیلوں کو بپا یہ زنجیر کرکے اپنے ساتھ لیکر آپ دہلی کی طرف

روانہ ہوں اور بعد آپ کی روانگی کے مین بی بی صاحبہ اور اس کے پانچوں بیٹوں کو گرفتار کرکے

الہ آباد کے قلعہ میں بھیجدونگا۔ وزیر نے اِس عرض کو منظور کیا اور روز دیگر پانچوں چیلوں یعنی

شمشیر خان و جعفر خان و معظم خان و اسلام خان و سردار خان کو گرفتار کرکے ہاتھی پر سوار کیا

اور کوچ منزل بہ منزل محمد آباد و سراے آگہت کی راہ سے دہلی کی طرف روانہ ہوئی وزیر کی

روانگی کے بعد ایک روز کایتہ مذکور نے پانچوں صاحبزادوں کو طلب کیا اور اُن سے روبرو

ازراہ مکر اونکے خاندان کی سخاوت و شجاعت و صولت و دبدبہ کی بڑی تعریف کی اور بعد ازان

خود کسی حیلہ سے اوٹھا اور ایک معتمد سے یہہ کہتا ہوا چلا کہ صاحبزادوں کے واسطے خلعت لاؤ

یہہ کہکر وہ تو چلا گیا۔ اور فی الفور میر محمد صالح چند مسلح جوان اور ایک لوہار لیکر معہ زنجیروں کے

آموجود ہوا۔ نواب حسین خان کہ وہ بھی امامیہ مذہب تھا میر محمد صالح سے کہنے لگا میر صاحب

کیا اور کوئی موجود نہ تھا کہ اِس کافر نے یہہ کام آپ کے سپرد کیا جاے تعجب ہے کہ آپ سید ہوکر

ایسے نالائق کام کو اختیار کریں۔ افسوس ہمارے سلاح ہمارے پاس اسوقت ہوتے تو تلوار کا

لطف دکھاتے یہہ کہکر پاؤن بڑھا دیا ہر ایک بھائی نے بوجہ باہمی محبت کے کہا کہ پہلے بیڑیاں

میرے پاؤن میں ڈالو۔ بعد ازاں انکو نذر حراست کرکے الہ آباد کے قلعہ کو بھیجدیا جب اُن کی

گرفتاری کی خبر مشہور ہوئی تو افغانوں کو بڑا انتشار پیدا ہوا نواب وزیر کے حکم سے نزول ... نے

[illegible] ہو گئے واپس [illegible]

[illegible] میں [illegible] ہو سکتا کہ آپ کو اس صورت سے دشمن کے
[illegible] چھوڑنے میں خوف ہو کہ کچھ آسیب آپ کو نہ پہونچے۔
[illegible] ہونے کے بعد پھر پٹھان
[illegible] میں ہماری غرض کارگر ہوگی
[illegible] نے قیام کیا اور [illegible]
شب و روز مسلح کمر بستہ رہتے تھے [illegible] چار چیلوں کو زیر حراست رکھنے کا حکم
دیکر وزیر نے شہر کی جانب کوچ کیا جب یہ خبر پٹھانوں کو پہونچی کہ پانچ چیلے گرفتار ہو گئے
ہیں اور وزیر شہر کی طرف بڑھتا آتا ہے سب شہر کو چھوڑ کر معہ علاقہ [illegible] کو اٹھ گئے اور ایک
متنفس بھی شہر میں باقی نہ رہا جب وزیر معہ لشکر مئو کے قریب پہونچا تو نول رائے نے اجازت
چاہی کہ حکم ہو تو میں مئو کو جلا کر خاک سیاہ کر دوں کہ نام و نشان بھی قوم پٹھان کا باقی نہ رہے
ہر چند کہ وزیر کی آرزوی دلی بھی یہی تھی مگر از راہ دور اندیشی یہہ جواب دیا کہ ہنوز پٹھانوں میں بہت
زور باقی ہے اور بہت کثرت سے ہیں شاید انکو غلبہ حاصل ہو جاوے لہذا ابھی حملہ کرنا خوب نہیں
اس ارادہ کو کسی [illegible] مناسب پر موقوف رکھنا چاہیے [illegible] لشکر کا [illegible]
[illegible] جب [illegible] کے قریب پہونچا [illegible]
[illegible]
[illegible]
کوشش نہ کرے [illegible]
[illegible] داخل ہوا [illegible] کی طرف [illegible]
وزیر نے پڑاؤ ڈالدیا۔ نول رائے [illegible] آباد کو پہونچا اور قلعہ میں داخل ہوا اور وہاں
بوجہ چند مقام کیا جب [illegible] قلعہ اور مکانات کو دیکھا [illegible] مکانات کے [illegible] پر بادن ہزاری

[illegible] کہا کہ یہہ سب صحیح ہی لیکن جب تک قول اور فعل یکسان نہ ہوں
[illegible] تمہارے سب کام شاستر کے خلاف ہین نیول راے
[illegible] میں کیا ہو تا شاستر کے خلاف ہووے۔ صاحب راے
نے کہا اچھا بتلاؤ کہ شاستر مین کہان لکھا ہی اور کس ہی یا رشی کا قول ہی کہ بے گناہ بیوہ
عورت پر ظلم روا ہی اگر کوئی اشلوک شاستر کا تمکو معلوم ہو تو سناؤ نیول راے نے جواب دیا
کہ مین نے کسی عورت کو ایذا نہین دی ہی۔ صاحب راے نے موقع دیکھکر کہا کہ مین نے ایک
بیچاری کو قید مین بٹھایا ہی اور لوگ کہتے ہین کہ اسکا کچھہ بھی قصور نہین ہی پھر یہہ ظلم نہین تو کیا ہی
جب تم دھرم کی باتین کرتے ہو سب فضول ہین۔ اور فرض کیا جاوے کہ اوس نے قصور بھی
کیا سہی لیکن ابتو تمام ملک تمہارے قبضہ مین ہی اور تم نے امن بھی قایم کرلیا ہی پھر ایک بیگناہ
بیوہ عورت کو قید مین رکھنا کیا ضرور ہی صاحب راے کی یہہ تقریر نیول راے کو معقول معلوم ہوئی
وہ وقت آدھی رات تھی اوس نے صاحب راے سے کہا اچھا تم جاکر اونکو چھوڑ دو صاحب راے
نے کہا بغیر تمہارے تحریری حکم کے سپاہی ہرگز نہ چھوڑینگے فورًا نیول راے نے ایک تحریری
حکم [illegible] کرکے صاحب راے کے حوالے کیا صاحب راے فی الفور پھاٹک پر
پہونچا سپاہی کو حکم دکھلایا اور اونکو کچھہ انعام بھی دیا اور بی بی صاحبہ کو وہان سے نکال کر
[illegible] اپنی رتھہ پر سوار ہوکر بعجلت تمام بیانے روانہ ہوا انہون نے اسقدر جلدی
کی کہ [illegible] منزل کا فاصلہ گھنٹون مین طی کیا اور گھوڑا تھککر ایک جنگل مین گرکر مرگیا۔ جب
طلوع [illegible] صبح ہوئی تو صاحب راے نے سب لشکری کو خاموش رکھنے کی غرض سے خود
نیول راے سے پیشتر پوچھا کہ تم نے کل رات کوئی حکم بی بی صاحبہ کی رہائی کا دیا ہی جب
نیول راے نے انکار کیا تو مین نے حکم تحریری نکالکر دکھلایا اوسوقت نیول راے نے
صاحب راے کو بہت ملامت کی کہ تم نے اپنے دوست قدیم کو فریب دیا اوس نے جواب دیا
کہ حق نمک حق دوستی سے بڑھکر ہی تب نیول راے نے خفا ہوکر کہا کہ ہمارے سامنے سے

[illegible] طریح [illegible]

[illegible]

[illegible] الخ [illegible]

[illegible] ہے طرح [illegible] ت عجمی اس

[illegible] ان کو جنرل راست نے زنگ محل کے

[illegible] رسولے [illegible] بہت سی فوج

[illegible] حاکم سابق [illegible] علی علی خان و مرزا

محمد علی خان کو چپ و مرزا احمد بیگ و میرزا احمد قلی و آقا محمد باقر یزدی میر قدرت علی خان علی و

و میر محمد صالح میران پوری کے زیر حکم تھے ۔ پہنچ سے عامل و متوال روانہ کئے گئے کہ وہ کوچہ بکوچہ

ہر ایک گانون مین افغانون کی شکست و ذلت کی منادی کرین ان علاز مین نے اس حکم پر اور بھی

حاشیہ چڑھایا کہ شہر شمس آباد و عطائی پور و قائمگنج کے علاقہ مین جو بستے میں وہاں سے جرمانہ

بھی وصول کیا فقط مدّوا اس ظلم سے مقصون تھا اور یہہ بھی عرض اس باعث سے خائف

تھا کہ یہان بشیار پٹھان بنگش خاندان کے ازا قوام آفریدی و طوبیہ و خٹک و فلزئی و کاکی

وگوجر و دلازاک و خلیل و مہمند بستے تھے یہہ سب تب و روز مقابلہ کے واسطے آمادہ رہتے تھے

مگر اس خوف سے اپنی جانب سے جنگ کی ابتدا نہین کرسکتے تھے کہ مبادا آنجناب کی ذات صاحب

کو ضرر پہونچاوین جو جنرل راجے کے اختیار مین تھین اب جبکہ تجویز ہوئی کہ منشی صاحب بنام

بنگش کو جو جنرل راجے سے شناسائی بھی رکھتا تھا جنرل راجے کے پاس روانہ کرین چونکہ جنرل راجے

اور صاحبزادے [illegible] ایک قوم سے تھے اور صاحب راجے نے دہلی مین جنرل راجے سے

شناسائی بھی حاصل کرلی تھی تھوڑے دنون مین اُسنے اسقدر یارانہ بہم پہونچایا کہ صحبت مے

نوشی مین بھی آنے جانے لگا اور یہہ صحبت ہرشب کو بعد انصرام امور منصبی کے ہوا کرتی تھی ایک رات

جنرل راجے بدمست ہوا اور گو کہ دھرم شاستر کا اُسکو بھلا علم نہ تھا مگر اُسوقت حالت نشے مین کچھہ

کچھہ دھرم کا اور کچھہ اپنی بہادری کا کہنا شروع کی صاحبزادے بھی اُسوقت متوالا تھا

حال نواب احمد خان غالب جنگ

احمد خان نواب محمد خان کا دوسرا بیٹا تھا اپنے بڑے بھائی قایم خان کے زمانہ حیات مین
دہ کچھہ عرصہ تک دہلی مین رہا بعد اوس نے موضع سکراوان و دیگر مواضعات قایم خان
سے ٹھیکہ پر لئے مگر اون کے لگان کی ایک کوڑی بھی نہ دی اور کل محاصل اپنے ہی تصرف
مین لایا اس روپیہ سے اُسنے ایک فوج نوکر رکھی اور ایسا ہوا جیسا سوائے قایم خان کے دوسرے
کے پاس نہ تھا اور عادتًا اوس کے بڑون کے مونچھل ہوائے جو ہمیشہ اُس کے سر پر چھلے جاتے
تھے۔ محمود خان بخشی نے احمد خان کی اس سرکشی کی خبر قایم خان کے کان تک پہونچائی بلکہ
یہہ بھی ترغیب دی کہ اسکو کچھہ گوشمالی دیجانا چاہئے اسپر نواب قایم خان نے ایک ہزار سوار
سکراوان کو روانہ کئے اور انکو حکم دیا کہ احمد خان کا سر کاٹ کے لاؤ یہہ خبر سنکر احمد خان اپنے
سسر کے پاس موضع رودایَن کو بھاگ گیا یہہ موضع پرگنہ کمپل مین فرخ آباد سے بیس میل
کے قریب شمال مغرب مین واقع ہے اور وہان سے دہلی کی راہ لی اور یہان غازی الدین خان فیروز
جنگ کے پاس پناہ گزین ہوا جب روہیلون سے جنگ شروع ہوئی تب فیروز جنگ کی
صلاح سے بے حصول اجازت شاہ دہلی پوشیدہ نصف شب کو وہان سے بھی فرار ہوا اور
جو حرکت انکی جانب سے جنگ مذکور مین ہوئی اوسکا بیان پیشتر ہو چکا ہے۔ جب وزیر صفدر جنگ
شاہ دہلی کو الٹ گیا اوس زمانہ سے احمد خان نے اپنے گھر مین گوشہ عافیت مین سکونت اختیار
کی یہہ مکان حسینیا کے قریب واقع ہے اور چند روز قبل کے قلعہ کے نام سے مشہور تھا اسوقت
اوسے صرف ایک صندوقچی تھی کہ اوسکی خدمت مین فقط دو نوکر اور ایک چھوکرا رمضانی نام تھے
یہہ رمضانی ایک بڑے خادم کا بیٹا تھا چند مہینے اسی حالت مین گذرے ایک روز پندرہ جوان
مسلح اسکے مکان کو گھوڑون پر سوار اور ایک ایک غلام ہمراہ لئے ہوئے عین دوپہر کے وقت
پہونچے اونکو دیکھکر احمد خان نے متحیر ہوکر پوچھا کہ اسوقت کس ضرورت سے آئے ہو انہون نے

چلے جاؤ یہہ کہکر اوسنے [illegible] پھر سو لہ بھائی نے گرفتار کر لانے کے واسطے سوار روانہ
کئے یہہ سوار بھی کچھ دکانی بڑی کھیے گئے مگر اوسکو کہین نہ پایا اب کا پتہ مذکور سے کل
حال ور یہہ لکھ بھیجا مگر اس طرح سے یا لکھا کہ کسی عورت کے اپنے [illegible] آئے ہوئی [illegible] سکے
لاروں [illegible] کا ظلم حد سے گذر گیا تھا یہانتک کہ آخر اگر افغانون سے مقابلہ کی نوبت آتا
شروع کی [illegible] ایک ایسی [illegible] دوران ظلم کی [illegible] آئی [illegible] افغانون کو [illegible] جنگ ہونا
صورت اسکی یہہ ہوئی کہ ایک روز کوئی عورت [illegible] بیچنے کے واسطے گئی ایک ہندو دینے
اسکا سوت خرید کیا [illegible] ایک مہینے کے ہندو نے مذکور سوت واپس لایا اور عورت
سے کہنے لگا کہ اپنا سوت لے لے اور میرے دام مجھے واپس دے عورت نے جواب دیا کہ اب تو میں
واپس نہیں دے سکتی ہوں [illegible] ایسا دستور ہے کہ ایک مہینے کے بعد سودا واپس دیا جاوے
اوس پر ہندو نے اوسے گالی دی اوسنے بھی جواب ترکی بہ ترکی دیا تب ہندو نے پاؤں سے
جوتا اتار کر اوس غریب عورت کو مارا تب وہ عورت سر اور چھاتی پیٹتی ہوئی افغان سرداروں
کے پاس گئی اور کہنے لگی کاش خدا محمد خان کو فقط بیٹیاں دیتا لعنت ہو اکی تم پر کہ پگڑی
باندھتے ہو اور تمہارے کئے کچھ نہیں ہوتا کیونکر [illegible] ایک ادنی ہندو نے آفریدی کی جورو
کو جوتی سے مارا جب پٹھانون نے یہہ ماجرا سنا اونکو تاب نہ رہی اور رستم خان ایک مقتول
آفریدی اور [illegible] افغان قوم کے سردار تھے سب ملکر بی بی صاحبہ کی ڈیوڑھی پر پہنچے اور
عرض کی کہ اب ہم سے [illegible] رات کے [illegible] جاتے بی بی صاحبہ نے پوچھا آخر صلاح
کیا ہے تب انہوں نے جواب دیا کہ اگر آپ [illegible] ہم [illegible] کریں تو ہم [illegible] جاسکے
جنگ کرین اوسنے جواب دیا کہ یہہ خیال اپنے دل سے دور کرو [illegible] تم کہتے ہو [illegible] پانچ
بیٹے تو الہ آباد کے قلعہ میں ہیں اور [illegible] جیسے دہلی [illegible] قید میں [illegible] تب رستم خان نے کہا
کہ بی بی صاحبہ کچھ خیال ہی نہیں کرتیں [illegible] اوس سے دوسری تدبیر سوچی۔

سے پیشتر سے گفتگو ہو چکی تھی اسوقت وہ اسپر مستعد ہو رہے تھے کہ نول رائے پر حملہ کیا جاوے ۔
صرف یہہ دقت تھی کہ روپیہ نہ تھا رستم خان نے اس اقرار پر چند ہزار روپیہ حاضر کیا کہ جسقدر ریاست
واپس ملے اوس میں سے نصف حصہ مجھے ملے یہہ روپیہ حسب ضرورت اوس کے بھائیوں اور سرداروں
میں تقسیم ہوا دس ہزار روپیہ احمد خان کو بھیجے گئے کہ اپنی ذاتی ضروریات میں صرف کرے بعوض
اسکے احمد خان نے رستم خان کو بخشی یعنی سپہ سالار مقرر کیا اور خلعت ہفت پارچہ مرحمت کیا موضع
قایم گنج کے متصل موضع چلولی کے ایک کوری نے کئی ہزار روپیہ اس اقرار پر پیشگی دیا کہ بعد فتح موضع
مذکور کے معافی اسے دیجاویگی اور ایسا ہی کہتے ہیں کہ کچھ روپیہ لوٹ سے بھی حاصل ہوا یعنی ایک
مہاجن کا مکان جو متوسط سود میں ہو لوٹ لائے یہاں سترہ توڑے روپئے کے اور ایک توڑہ
اشرفیوں کا ملا یہہ روپیہ حال میں لکھنؤ سے آیا تھا جب اس صورت سے کچھ روپیہ فراہم ہو گیا
تو احمد خان نے چوبے کے پاس موتی باغ میں جھنڈا گاڑا قریب چھہ ہزار فوج مجمع ہو گئی اور
افواہ یہہ مشہور ہوئی کہ پچاس ہزار فوج جمع ہوئی بڑی بی صاحبہ نے احمد خان کو خلعت بہ تقرر
نواب عنایت کیا اور چپاتیوں نے نذریں گذرانی گھسا کوری شمس آباد کے تھانہ پر حملہ کرنیکو واسطے
بھیجا گیا شمس آباد مو سے پانچ چھہ میل سمت مشرق واقع ہے اوس روز لوگوں نے جو خاص اسواسطے
مقرر ہوئے تھے نول رائے کے سب تھانوں پر حملہ کر کے اوس کے ملازموں کو بھگا دیا ۔ آمادگی سے
ہونے کے بعد احمد خان نے اپنا روپیہ خیمے میں لا کر رکھا اور منادی کرادی کہ جس کسی کو نہایت احتیاج
ہو سکے واسطے اسمیں سے پانچ پیسے فی پیادہ اور تین آنے فی سوار ملے اس سے زیادہ کوئی نہ لے
اور جنکے پاس کچھ موجود ہو وہ کچھ نہ لے اب قریب بارہ ہزار سوار اور بارہ ہزار پیادے کے مجمع ہو گئے
اور موتی باغ سے کوچ کیا پانچ روز میں فتح آباد کے جنوبی دروازہ کو پہنچے یہاں مشتاق علی تھانہ کے
مکان پر مقام کیا بھادوں کا مہینہ تھا بارش بشدت ہو رہی تھی کپڑے بوریے کسی نے کمل کسی نے سرکنڈے
اپنے بچاؤ کے واسطے لگائے اور بعضے ایسے بھی تھے کہ جنکے پاس کچھ بھی نہ تھا اور برستے پانی میں
تر ہوتے یہہ صلاح ہونے لگی کہ اول تم رشید پور کے تم شیلہ جس نے کسی قلعہ پر قبضہ کر لیا تھا احمد

[illegible]
کہ ہم شادی کے واسطے سامان خرید کرنے کو آئے ہیں نواب نے اون کے واسطے کھانا تیار کرنیکا
حکم دیا بعد ازان افغانوں نے کہا کہ ہم آپ سے خلوت مین کچھ کہنا چاہتے ہیں دونون خادم دو
دعصائی کو باہر کر دیا اور باہم بات چیت شروع ہوئی یہہ سب زنانہ مکان میں تھے اور زنجیر اندر
سے بند تھی دعصائی حصہ حصہ بھاگتا تھا جس وقت دعصائی آتا پٹھان خاموش ہو جاتے تھے
مگر جو آواز باہر جاتی تھی اوس سے یہہ معلوم ہوتا تھا کہ باہم کچھ مشورہ ہو رہا ہے جس میں بعض بعض
امور مین تو احمد خان اپنی رضامندی ظاہر کرتا ہے اور بعض کی تردید کرتا ہے غرض پانچ چھہ گھنٹہ
تک یہی گفتگو رہی۔ آخر الامر یہہ معلوم ہوا کہ نواب نے اون سے کہا کہ مجھے تم پر اعتبار نہیں کہ
جیسے تم نے قایم خان کو میدان جنگ میں تنہا چھوڑ دیا اسی طرح میرا ساتھ بھی چھوڑ دوگے
پٹھانوں نے عہد کیا کہ ہم سے ہرگز ایسا نہ ہوگا اور اعتماد جتلا کر کہا کہ ہم کسی حال میں آپ کا ساتھ
نہ چھوڑینگے یا تو جان دیدینگے یا فتح حاصل کرینگے نواب نے اون سے قسم چاہی لہذا انہوں نے
قرآن مجید کی قسم کھا کر کہا ہم اپنے عہد پر ثابت قدم رہینگے قریب غروب پٹھان رخصت ہوئے
اور کہا کہ ہم کل مئو پہونچا ضروری دن بہت کم ہے اور مئو واپس کرنا ہے وہان سے [illegible] لیا
بازار کو پہونچے جو چیزیں جن جن کو مطلوب تھے خرید کی پول راستے کے پاس سپاہیون
نے انہیں روکا اور پوچھا تم کہاں آئے ہو انہوں نے جواب دیا کہ ہم بازار سے کپڑا خرید کرنے آئے
ہیں یہہ جب رستم خان اور دوسرے پٹھان تھے یہہ رات کو احمد خان کے مکان پر رہے اور اپنی
حسب منشا اون سے عہد و معاہدہ کر کے مئو کو واپس آئے۔ تھوڑے دن بعد گل پیام نام ایک
قاصد مئو سے بی بی صاحبہ کے پاس سے احمد خان کے پاس آیا اور یہہ پیغام لایا کہ بی بی صاحبہ
نے آپکو بلایا ہے فی الفور احمد خان نے آٹھ کہار کرایہ کئے اور اپنی کہنہ پالکی میں سوار ہو کر چلا
اس پالکی کی یہہ صورت تھی کہ اسکا بانس بالکل ٹوٹا ہوا تھا اور رسی سے بندھا تھا وہان
پہونچکر بی بی صاحبہ کی خدمت میں حاضر ہوا چند گھنٹے گذرانی شاید اس بات میں بی بی صاحبہ

ذوالفقار خان وخانساماں خان وجمال خان وبہادر خان ومحمد ماہ خان وباز خان ترائی پہری
درویش خان ودلمن خان وعبدالرحیم خان وابراہیم خان کشمیری و مرزا انوار بیگ کے تحت مین
تھے اور محمد خان غضنفر جنگ کے چیلے مندرجہ ذیل بھی شامل جنگ تھے یعنی حاجی سردار خان
ورن مست خان وسرمست خان ونامدار خان کلان ونامدار خان خورد وشیردل خان وناہردل خان
وجواہر خان وحافظ اللہ خان وصلابت خان باز خان وپہاڑ خان پانچ بیٹے شمشیر خان کے
دو بیٹے معظم خان کے عثمان خان ولد اسلام خان ومہتاب خان ودلاور خان جنوبی افغانون نے
نیول رائے کی فوج سے دو میل کے فاصلے پر پڑاؤ ڈالا۔ یہہ پڑاؤ راجپور کے پختہ سڑک پر
خداگنج سے بفاصلہ تین میل شمال مغرب مین واقع ہے۔ نیول رائے کی کمک کیواسطے وزیر نے
۲۷ و ۲۸ شعبان مطابق ۲۱ و ۲۲ جولائی ۱۷۵۰ع کو فوج تعدادی بیس ہزار باتحتی نصیرالدین حیدر
واسمعیل بیگ ومحمد علیخان رسالدار ودیہی دت فوجدار کویل کو روانہ کئے۔ جب جسونت سنگھ
راجہ مینپوری نے سنا کہ یہہ فوج سکیت کو پہونچی تو اوس نے نواب خان سے کہلا بھیجا کہ یہہ
فوج ایک دن مین پوری پہونچیگی اگر اسکے پہونچنے سے قبل تم نے نیول رائے کو سمجھ لیا تو بہتر ورنہ
دو طرف سے تم پر حملہ ہوگا یہہ خبر سنتے ہی اوس نے رستم خان وسپہدار خان کو طلب کیا اور اونسے
کہا کہ یہہ ماجرا ہے اب تمہاری صلاح کیا ہے انھون نے جواب دیا کہ ہم حاضر ہین۔ نواب نے کہا
کل بتائید الہی بہروسہ کرکے حملہ کرینگے کہ جو کچھ ہونا ہو سو ہو جاوے گل میاں کہ بڑا عاقل جلیس
تھا فقیر بھیس کرکے دشمن کا حال دیکھنے کے واسطے روانہ ہوا یہان اسنے دیکھا کہ سب طرف توپین
چڑھی ہوئی ہین اور کوئی جانب غیر محفوظ نہین ہے کہ جس طرف حملہ کیا جاوے صرف ایک طرف
خندق ہو کر ایک سینچین گئے تھے اس جانب البتہ توپین نہ تھین یہہ پڑاؤ کی پشت تھی اور
اسطرف کالی ندی کا کنارہ تھا۔ گل میاں نے واپس آکر نواب کو اطلاع دی کہ ہان ایک جانب
ہے کہ جہاں صرف پانچ سو بندوقچی متعین ہین اور یہان پہونچنے مین تین کوس کا چکر پڑیگا لیکن
مین اقرار کرتا ہون کہ مین آپ کو وہاں تک ضرور پہونچا دونگا ۹ رمضان المبارک سنہ ۱۱۶۳ ہجری

کریں مگر نواب نے اس تجویز کو نامنظور کیا اور کہا کہ ابھی اس الجھاؤ میں نہ پڑو پھر نواب نے دوسرا مقام امان آباد پرگنہ بھوجپور میں کیا جو فرخ آباد سے چھ میل کے فاصلے پر جنوب کی طرف کالی ندی کی سڑک پر واقع ہے

جنگ خدا گنج و قتل نول راے

پٹھانوں کے سر اٹھانے سے تھوڑے ہی دن بعد نول راے کو یہہ خبر پہونچی کہ مئو کے افغان جنگ پر آمادہ ہوئے ہیں اور تمہارے سب تھانے لوٹ لئے ہیں۔ نول راے نے گالیاں دینا شروع کیں اور کہنے لگا کہ ان نامردوں اور کمبختوں کو مع انکی عورتوں کے برہنہ کر کے سب کو ہاتھی کے پاؤں تلے روندوا ڈالوں تو سہی یہہ کہکر مع اپنے توپخانے و لشکر کے شاہ آباد سے مغرب جانب کوچ کیا اسکے ساتھ بیشمار فوج اور چھوٹی بڑی سب ایک ہزار توپیں تھیں۔ اوس نے بھی الغرض بہ تعجیل تمام کالی ندی کی طرف کوچ کیا اور اس ندی کو اوتر کر اوس کے بائیں کنارے خدا گنج میں پڑاؤ ڈالا جو فرخ آباد سے جنوب مشرق کی طرف بفاصلہ ۱۷ میل اور قنوج سے شمال مغرب میں میل کے فاصلہ پر ہے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد نواب وزیر کے پاس سے یہہ حکم پہونچا کہ میں خود آتا ہوں جب تک میں پہونچ نہ جاؤں جنگ ملتوی رکھنا وزیر نے اپنے خط میں یہہ بھی تحریر کیا تھا کہ اگر ان جانوروں یعنے افغانوں میں سے بعد جنگ زندہ بچ رہینگے سب کے سب گردن مارکر پتھر باندھکر ندی میں بہا دیئے جائینگے یہاں تک کہ انکا تخم سرزمین ہند میں باقی نہ رہے نول راے نے بہ تعجیل تمام اپنے پڑاؤ کے گرد خندق کھدوائے اور خندق پر توپیں لگاوین اور سب کو زنجیروں سے باہم جکڑ دیا اور نقیبوں کو حکم دیا کہ خیمہ بہ خیمہ وزیر کے حکم کی منادی کر دے اور کہدے کہ جو کوئی دشمن سے جنگ کا عزم کریگا وزیر و راجہ کے عتاب میں پڑیگا۔ اس عرصہ میں احمد خان نے حسب تجویز رستم خان کے مشرق سمت کوچ کا حکم دیا اوس کی ذاتی فوج اوسکے بیٹے محمود خان کے زیر حکم تھی جس کی عمر اوسوقت صرف پندرہ سال کے تھی اور باقی افواج

کے دامن کمر سے باندھے اور وہاں تلوار لیکر گھس پڑے کچھ سید تو مارے باقی فرار ہوئے اور
رستہ کھل گیا تب سب افغان اندر گھس آئے اور نول رائے کے سراچہ کے پاس جا پہونچے
یہاں فوج بھی کم تھی کیونکہ اصل فوج حفاظت کیواسطے جابجا منقسم تھی ایک قاصد نے نول رائے
کو خبر کی کہ پٹھان سیدوں کو مار کر اور بھگا کر اندر گھس آئے ہیں اور آپ کے سراچہ کے نزدیک پہونچا
چاہتے ہیں چونکہ نول رائے بیخبر تھا کبھی باہر نہ نکلتا تھا لہذا یہہ خبر سنکر وہ پوجا کے
واسطے بیٹھا اور کہنے لگا کچھ مضائقہ نہیں ہے ان بھڑوں کو اپنے کمان کے گوشہ سے باندھ
لاؤنگا دوسری مرتبہ قاصد نے بدل سے آکر کہا او بیوقوف تو یہاں بیٹھا ہے ادھر پٹھان تیرے
دروازہ تک آ پہونچے ہیں یہہ سنکر نول رائے مسلح ہوا اور اون دونوں ہاتھیوں میں سے جو
اوسکے دروازے پر بندھے رہتے تھے ایک ہاتھی منگوایا اون ہاتھیوں پر زرکار ہودہ کسا جاتا
تھا اور ہودے میں دو کمانیں اور دو ترکش تیروں سے بھرے ہوئے لگے رہتے تھے نول رائے
نے دو تیر ایک ساتھ چلے میں رکھکر اور بڑی فصاحت سے یہہ الفاظ زبان مبارک پر لا کر
مار کر [illegible] پٹھانوں پر چلائے [illegible] رمضان کو بروز جمعہ علی الصباح لڑائی خوب
[illegible] محمد خان [illegible] ہاتھی میں سوار تھا اور اس کی حفاظت کو افغان ڈھال
[illegible] تھے کہ کوئی تیر یا گولی اوس کے نہ لگے پچاس ساتھ کہار پالکی ساتھ تھے
ان میں سے ایک [illegible] بھی سوار [illegible] رستم خان اور محمد خان آفریدی معہ ایک ہزار سوار اور چار ہزار
پیدل [illegible] پہونچے جہاں نول رائے ہمراہی تین چار سو جوان [illegible] سات
[illegible] سوار کھڑا تھا اس تھوڑی جمعیت کا تو کچھ خیال نہ کرکے نول رائے کی
تلاش میں پہنچے [illegible] قدم گئے ہونگے کہ نول رائے کے ہمراہیوں کے ایک افغان نے
[illegible] کہاں چلے آتے ہو خبردار یہاں کوئی آنے نہ پاوے
یہاں سرداران [illegible] کی آواز [illegible] نے [illegible] کہا کوئی [illegible]
[illegible] محمد خان کا بھائی جو حال [illegible]

مطابق یکم اگست ۱۷۵۰ء ہے ۔ نواب احمد خان بسم اللہ کہکر [illegible] نواب
اپنی پالکی مین سوار ہوا اور ہمراہی بارہ ہزار پیدل اور بارہ سوار دشمن کی طرف روانہ ہوا رستم خان
اوس کی بائین جانب تھا مینہہ بشدت برس رہا تھا گل میان فوج کے آگے تھا اور نہایت
ہوشیاری سے غنیم کی فوج سے تین کوس الگ لیجاتا کہ گھوڑون کے ٹاپون کی آواز
دشمن کے کان تک نہ پہونچے اس صورت سے نول رائے کی فوج کے سامنے کا رخ چھوڑکر
ٹھیک اوسکے عقب مین کالی ندی کے کنارے جہان پانچ سو سید [illegible] تھے پہونچے
قصبہ خداگنج سے ایک میل آخر شب درمیان [illegible] دو موضعون [illegible]
[illegible] تھا طلوع آفتاب سے دو گھڑی گذشتہ قبل گل میان نے نواب کے کہنے سے پٹھان [illegible]
اور سیدون نے آواز سنکر آپس مین کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پٹھان حملے کے ارادے سے
آتے ہین یہہ کہکر خوب ہوشیار ہو گئے اب افغانون نے حملہ کیا اور دونون جانب سے بندوقین
چلنے لگین اور تلوارین بھی نکلین کیمپ مین منادی ہو گئی کہ افغان ایک جانب سے لشکر مین گھس
آئے مین پانی اسقدر شدت سے برس رہا تھا کہ کسی کی آواز سمجھ مین نہ آتی تھی اور تاریکی بقدر
تھی کہ دوست و دشمن مین فرق معلوم نہ ہوتا تھا۔ توپین فوراً چھوٹنے لگین مگر بالکل بادہوائی تھین
جس سمت کو لگی ہوئی تھین اوس طرف سر کر دی گئین۔ سیدون نے پہلے حملہ مین افغانون کو بھگا
پٹھان کچھ دور بھاگ گئے تب احمد خان نے اونکو لعنت ملامت کر کہا کہ کیا تم مجھے بیچنے
لائے ہو کہ مین تم کو نامردون کی طرح بھاگتے دیکھون کل تمہاری عورتین بے آبرو ہوجائینگی اور
ہم برہنہ کئے جاؤنگے یہہ کہکر غصہ سے اپنا چھرا نکالا اور چاہا کہ اپنے تئین ہلاک کرے مگر رستم خان
وغیرہ مانع ہوئے تب اوس نے کہا کہ تم جان دینے اور لڑنے کی غرض سے آئے ہو تو اپنے
گھوڑون سے اوتر پڑو رستم خان راضی ہوا اور سب اپنے گھوڑون سے اوتر پڑے ظاہر ہو کہ
جب سوار میدان جنگ مین گھوڑے سے اوترتا ہے تو گویا جان دینے پر آمادہ ہوتا ہے کیونکہ
اوس وقت بھاگنے کے ارادے بالکل منقطع کر کے سربکف ہو کر لڑتا ہے پٹھانون نے اپنے جامے

انکو تو کبھی خواب مین بھی ایسا خیال نہ گذرا تھا کہ احمد خان کو کبھی فتح نصیب ہوگی اوس نے جواب
دیا کہ نیول رائے مارا گیا اور دور تک نواب احمد خان کی عملداری ہوگئی اور تم ابھی تک اسی
خواب و خیال مین غرق ہو انہوں نے یہہ خبر متوحش سنی سب کا چہرہ زرد ہوگیا اتنے مین چالیس
پچاس افغان اور آپہونچے اور چاہا کہ انکو قتل کر ڈالین یہہ گڑگڑانے لگے کہ ہمارے پاس
روپے اشرفیون کے صندوق ہین سو ہم حوالے کئے دیتے ہین ہم کو کیون مارتے ہو نواب
صفدر جنگ کی رعایا تھے اور نواب احمد خان کی رعایا ہین پٹھانون نے یہہ ارادہ کیا کہ پہلے
روپیہ لے لین پھر انکو قتل کر ڈالین مگر محمد خان نے انکو اس ارادہ سے باز رکھا جب احمد خان
نے دیکھا کہ لوٹنیوالے سب طرف سے جمع ہوتے جاتے ہین تب اوس نے اوس غلام کو جس نے
محمد صالح کو مارا تھا اور چند آفریدیون کو کل نقد کی حفاظت کے واسطے متعین کیا اور بنیون کو لشکر مین
لے گیا یہان آکر اوس نے رستم خان کو اطلاع دی چنانچہ رستم خان نے تین سو جوان اوس نقد
کے لانے کیواسطے بھیجے ان صندوقون مین افغانون کو دو قلم کشمیر ہاتھ آئی اس عرصہ مین
نیول رائے کا ایک ہاتھی جسپر ملمع کار ہودہ اور زربفت کی جھول تھی نظر آیا افغانون نے چاہا کہ فیلبان
کو قتل کرین مگر اوس نے جلد ہاتھی کو نواب احمد خان کے پالکی کے قریب لیجا کر فتح کی مبارک باد
دی اور کہا کہ آپ اس ہاتھی پر سوار ہوجئے پٹھانون نے اس بات کو بہت پسند کیا اور فیلبان کو
لاٹھیون کے ہونے سے گرا دیا اس صورت سے اوس کی جان بچی رضائی اسوقت نواب کی پالکی
[illegible] ساتھ موجود تھا نواب نے اوسکو حکم کیا کہ تو ہاتھی پر سوار ہولے گو وہ کبھی سوار نہوا
تھا مگر [illegible] انک لگیا اب لوٹ شروع ہوئی نواب نے حکم دیا کہ سواے ہاتھیون
و توپون چھوٹی [illegible] جسکے ہاتھ آوے وہ اوسکا مال ہے بڑا مال غنیمت اسقدر ہاتھ آیا
کہ بعض بعض کو ایک ایک لاکھ کا مال ملا اس لڑائی مین علاوہ نیول رائے اور محمد صالح کے اور
بہت سے بڑے بڑے عہدہ دار قتل ہوا احمد خان وغیرہ کے مارے گئے مصنف تبصرۃ
الناظرین نے فقط بلگرام کے سیدون شیخون کے تیس اہل عہدہ دارون کے نام بیان کئے ہین جو جنگ

افغانستان سے آیا تھا نیول رائے کے افغان کو اوس جملہ کا ترجمہ کرکے اپنے ساتھیون کو
سُنایا محمد خان نے اپنے سوارون کو حکم دیا کہ تم اس جماعت کی طرف بڑھو اور پیدلون سے کہا
باڑھ مارو دشمن کے بہت سے آدمی بیکار ہوئے مگر باقی آگے بڑھے اوسوقت نیول رائے نے
گالی دیکر کہا ای کو بجروں مین تمکو قرار واقعی سزا دونگا کہ رفتہ رفتہ اس ملک مین تم مین سے ایک
بھی باقی نہ رہیگا یہہ کہکر اوس نے ایک تیر مارا جو محمد خان کے سینہ مین لگا محمد خان نے تیر کو
ہاتھ مین لیکر کہا ای تیر تو کس نامرد کے ہاتھ سے آیا ہی کہ تجھہ مین کچھہ بھی زور نہ تھا نیول رائے نے
یہہ سنکر دوسرا تیر مارا مگر خوبی تقدیر سے پھر محمد خان کے نہ لگا ایک سوار کے گردن مین لگا
جو گھوڑے سے گر گیا اوسوقت بارہہ کے ایک سید محمد صالح نام نے نیول رائے سے کہا مین
نہ کہتا تھا کہ پٹھان فریب دینگے انپر ذرہ رحم نکرنا چاہیئے اب جہان تک ممکن ہو انہین جلد
ندست کیا چاہیئے وہ اس لفظ تک پہونچا تھا کہ محمد خان کے والد نے اوسپر بندوق چلائی گولی
پیشانی پر لگی اور وہ ہودے مین سرد ہو گیا اوسوقت ایک پٹھان آفریدی نے بڑھکر نیول رائے
کے گولی لگائی کہ وہ بھی فی النار ہوا پھر تو پٹھانون نے دشمن کو تلوار پر رکھہ لیا اور ہزارون کو
خاک و خون مین ملا دیا نیول رائے کے فیلبان نے جب اپنے راجہ کو مردہ پایا اوس نے ہاتھی
کو ہانکا اور کالی ندی پر لیگیا اور قنوج جا پہونچا جب راجہ کی فوج نے نیول رائے کے ہاتھی کو دیکھا
اونکے دل مین خیال گذرا کہ یہہ دو حال سے خالی نہین ہمارا سردار یا تو زخمی ہوا یا مارا گیا پس فوراً
کل فوج نے پیٹھہ پھیر دی ہزارون سوار و پیادون نے بھاگنا شروع کیا جو شناوری مین مشاق تھے
یا جو گھوڑے پر اچھا بیٹھہ سکتے تھے وہ تو ندی پیر نکلے اور جو اچھے سوار نہ تھے وہ دریا مین ڈوبے
فتح افغانون کی نیول رائے کی فوج پر گویا نعمت غیر مترقبہ تھی کل فوج بچنے کے قتل مگر دشمن کی ہزیمت
کے بعد محمد خان اتفاق سے فراقون کے ڈیرون کی طرف جا نکلا ایک خیمے میں چند
موٹے موٹے بنئے چوپڑ کھیل رہے تھے اُنھون نے اُسکو نیول رائے کے ملازمین سے تصور کیا اور
پوچھنے لگے بتا تو سہی پٹھان بھاگے یا ابھی موجود ہین ان بیچارون کو فتح و شکست کی کیا خبر تھی

مکان باکل خالی پڑا تھا مگر روپے اور اشرفیون کے توڑے جا بجا پھیلے ہوئے تھے یہان
زربفت طلائی کے پردے پڑے تھے دروازون اور چوکھٹ پر سونے چاندی کے پتر چڑھے
تھے ایک پلنگ جڑاؤ بچھا ہوا تھا مسہری کے تکئے دھرے ہوئے تھے طباق اور سراوش
سونے چاندی کے بعض بعض جڑاؤ بھی رکھے ہوئے تھے جو مالیت کہ ولادر خان حسب عادت
قلعہ دار کے یہان سے لے آیا تھا اوس نے تمام عمر عیش گذر گئی اور ایک مکان عالیشان اور
کچھ اشرفیان ایک برتن مین بھری ہوئی چھوڑ مرا۔ نواب احمد خان بڑی شان و شوکت سے
فتح گڑھ مین داخل ہوا بی بی صاحبہ کو مئو سے بلوا بھیجا اور نذر گذرائی اور بیس محل کے تھانون
پر اپنے آدمی متعین کئے اور جو کچھ ضبط کیا تھا سب قنوج سے منگوا بھیجا۔ عطائی پور پرگنہ قائم گنج
کے ایک بھاٹ مسمی بھودنے نے اس موقع پر ایک گیت تصنیف کر کے سنایا جس پر نواب
احمد خان نے خوش ہو کر ایک موضع بطور خانکار انعام دیا وہ گیت مندرجہ ذیل ہے وہو ہذا

عجب وہ صاحب قدر سپر جسنے جگ سنوارا ہے	خدائی پاک مولی ہے وہی پروردگار ہے
کھڑا ہا بدھا مگر لشکر عنیم اوپر لئے لشکر	لگے اوسکے عجب چکر غزوری کا خمار ہے
نیول سے مرد غازی کو لیے جب بات جی کو	نیول سے مرد غازی کو پہونچ گولی پر مار ہے
نیول ہر دلو مکھ موڑا کہین ہاتھی کہین گھوڑا	قبائل بھی کہیں چھوڑا نہ سر چیرا سنجھار ہے
چلین تو پین دھڑا دھڑ سے ہیکلے بھی پڑ پار ہیلے	شتر نالین پڑا پڑ سے تہور کا جھار ہے
چلین تیرین سناسن سے چلین گولی سناسن سے	گئیں کر جھن جھن جھن بڑی تلوار دھار ہے
بھو ق نام جے جیپ عطائی پور مین دو بڑا	یہی ہے مئو کا کھیڑا تلے گنگا کنار ہے

وزیر کی چڑھائی

پٹھانون کے اماوگی جنگ کی خبر تھوڑے ہی عرصے مین دہلی پہونچی ۱۲ شعبان ۱۱۶۳ ہجری مطابق
۱۷۵۰ کو یہہ خبر سنکر وزیر خود دہلی سے روانہ ہوا اور دریا سے جمنا سے اوتر کر اپنی طیاری مین مصروف ہوا

میں کام آئے نواب بقاء اللہ خان جو نہایت عجلت میں طلب ہوا تھا ۹ رمضان مطابق ۲۷ اگست
سنہ ۱۷۵۰ء کو کمن پور سے روانہ ہوا مگر پدہ قنوج سے چودہ میل جنوب کی طرف واقع ہے علی الصباح
ہوے سب ہمراہ ہو لیے جب نول رائے کا لشکر چار کوس رہ گیا ہوگا کہ یک بیک مفرورین فوج
اُنوہ پہونچنا شروع ہوئے۔ راجہ پرتاب سنگھ جو زخمی ہو کر بھاگا تھا اول اوس نے کیفیت
شکست کی مصیبت کی بیان کی۔ بقاء اللہ خان نے دو دن گمشدہ مقام کیا مگر یہہ خیال کرکے
کہ پاس فوج نہایت قلیل ہے قنوج کی طرف واپس چلا تاکہ راجہ کے مستورات و بچون کو لیجاوے
ان سب کو جمع کرکے معہ راجہ کے لاش کے اور جسقدر ہاتھی گھوڑے و اسباب وغیرہ ملسکا اونکو
ساتھ لیکر وہ واپس روانہ ہوا معہ و دین بھی ان کے ساتھ ہوئے ان میں پرتاب سنگھ و حسن علیخان
بھی تھے جو دونوں زخمی تھے۔ بروز شنبہ تاریخ ۱۱ رمضان مطابق ۲۹ اگست سنہ ۱۷۵۰ء کو وہ محسن پور
پہونچے یہہ مقام کانپور سے بسمت مشرق پانچ میل کے فاصلے پر واقع ہے دوسرے روز جاجمئو
پہونچے یہہ مقام کانپور سے بسمت مشرق چھہ یا سات میل گنگا کے کنارہ پر واقع ہے ۱۴ رمضان
[illegible] ۳۱ اگست سنہ ۱۷۵۰ء کو کانپور پہونچے یہہ کوڑہ سے پانچ کوس ہے یہانسے راجہ متوفی کے گھربار کو
لکھنؤ بھیجدیا اور بقاء اللہ خان نے کوڑہ میں قیام کیا فتح کے دوسرے روز احمد خان کے پاس
ساٹھہ ہزار فوج مجتمع ہوگئی اس میں صاحبزادے اور چیلے بنگش کے خاندان کے سب لوگ
اور بیشمار چور اور گانون والے ہر قوم کے لوگ شریک تھے جب کم ہمتون نے اس فتح کی خبر
سنی خوف زدہ ہو کر فرخ آباد کا قلعہ چھوڑ کے اپنے اپنے گانون کو بھاگ گئے جنگ کے بعد
احمد خان نے بھورے خان نام اپنے باپ کے ایک معتبر چیلے کو پانچ سو بندوقچیون کے ساتھ
قنوج پر قبضہ کرنیکے واسطے روانہ کیا اور اوسکو حکم دیا کہ نول رائے کے بنگلہ پر جا کر قبضہ
کرو اور وہانکی ہر چیز کی حفاظت کرو اس حکم کی تعمیل حرف بحرف کی گئی۔ جہان لاکھون روپے
تھے اور قلعہ بھی بازار تھا۔ رحیم خان چیلہ اکثر کہا کرتا تھا کہ فتح سے چند روز بعد میرا باپ
دلاور خان قنوج کو گیا اور حسب الطلب وہان کے حاکم کے رنگ محل میں چلا گیا۔

مین ہون ان [illegible] ہون کا کیا قصور ہے لہذا وزیر کو اس امر کی اطلاع دی اور تا صدور حکم انکا قتل ملتوی رکھا [illegible] دونون نے ایک نہ سنی آخر جلاد دون کی طرف بڑھا ہر ایک اپنے قتل مین سبقت لینے دوسرے بھائیون سے پیشتر چاہتا تھا غرض سب کے سب قتل ہو کر قلعہ مین مدفون ہوئے۔ یہہ بھی مشہور ہے کہ جو کوئی ان کی قبر پر منت مانتا تھا پوری ہوتی تھی جسوقت وزیر کا حکم جلال الدین حیدر کو پہونچا او نے زین العابدین داروغہ محبس سے کہا کہ پانچون چیلون کو باہر لاؤ۔ زین العابدین پالکی لیکر محبس مین گیا اور چیلون سے کہا کہ وزیر کے پاس سے تمہاری تبدیل جانے کا حکم آیا ہو لہذا مین پالکی لیکر آیا ہون شمشیر خان نے جواب دیا مین خوب جانتا ہون جہان بہیجا جانے کا حکم ہے خیر چار کو تو تم لیجاؤ اور مجھے اتنی مہلت دو کہ مین غسل کر کے کپڑے بدل لون اور اپنے جنازے کی نماز پڑھ لون۔ زین العابدین شمشیر خان کو بہت عزیز رکھتا تھا مگر وزیر کے حکم سے مجبور تھا شمشیر خان کو چھوڑ باقی چارون کو پالکی پر بٹھلا کر لے گیا جب یہہ مقتل مین پہونچے جلادون نے بڑھکر چارون کے سر تن سے جدا کر دئے اس عرصے مین شمشیر خان نے نہا دھو کر نئی پوشاک پہن خوشبو لگا لے اور اپنے جنازے کی نماز پڑھ کر تلاوت قرآن مین مشغول ہوا زین العابدین خان پالکی لیکر وہان پہونچا اور کہا پالکی پر سوار ہو کر تشریف لیچلیے۔ تب اوس نے قرآن مجید کو جزدان مین رکھکر زین العابدین خان کے حوالہ کیا اور پچاس اشرفیان دیں کہ کسی سید کے ذریعہ سے حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کا فاتحہ کر وا دینا۔ اور جوتا اپنے پانوسے نکالکر دیا کہ یہہ کسی غریب برہنہ پا کو دیدینا اور اپنی مہر کی انگشتری اتار کر لینے لوکر کے حوالہ کی کہ یہہ میرے بیٹے حسن علی کو دیدینا اور اپنی تسبیح سعد فرحان کو دی اور کہا کہ اگر شیر علی کی کوئی اولاد ہو تو اوسکے گلے مین ڈالدینا یہہ سب وصیتین کر کے برہنہ پا مقتل کی طرف روانہ ہوا زین العابدین نے ہر چند کہا کہ پالکی پر سوار ہو جاؤ مگر اوس نے منظور نہ کیا اور کہا کہ ہمیشہ میرے غلام پالکی نشین کیا فیل نشین بھی ہو گئے مین مگر میرے کل مقاصد دنیوی اب ۲ ختم ہوئے جب مقتل مین پہونچا اور چارون لاشون کو دیکھا کہنے لگا بھائیو انا انشاء اللہ تمکو ملا حضوت جلال الدین

۲۴ و ۲۵ شعبان مطابق ۲۱ و ۲۲ جولائی ۱۷۵۰ء دشنے کچھ فوج نصیر الدین حیدر کے زیر حکم
نول رائے کی کمک کو روانہ کی۔ سلخ ماہ رمضان بروز پنجشنبہ ۲۴ جولائی ۱۷۵۰ء کو واپس آکر
بادو دیگر شاہ سے رخصت حاصل کی اور بڑے لشکر کے ساتھ کوچ کیا تیس ہزار آدمی سورج مل
جاٹ بھرت پور والے کے ساتھ بھی اوسکو وزیر نے تنخواہ پر نوکر رکھ لیا تھا۔ اور باقی فوج
پر سرداران مفصلہ ذیل حکمران تھے یعنے نجم الدولہ محمد اسحاق خان داروغہ نزول و شیر جنگ
و مرزا نصیر الدین حیدر و مرزا محمد علیخان کوکلتاش و مرزا نجف علی بیگ و اسمعیل بیگ خان چیلہ
آغا محمد باقر یمنی و مرزا مشہدی بیگ و نعیم خان۔ دہلی سے چلکر تین چار روز میں دو منزل
آئے تھے کہ انہوں نے نول رائے کے شکست کی خبر سنتے ہی وزیر کو کمال غم و غصہ آیا
اور کہنے لگا افسوس اس خودبین دائم الخمر نے کمک کا انتظار نہ کیا اگر تھوڑا بھی توقف کرتا تو
ان کسانون کو فتح نصیب نہ ہوتی یہہ کہکر کثرت الم سے پلنگ پر ہاتھ دے مارے اور تکیے
پر سر رکھکر بیہوش ہوگیا اس عرصے مین اسمعیل بیگ خان جو راجہ نول رائے کی کمک کیواسطے
بھیجا گیا تھا جب مین پوری کے قریب پہونچا تو اوس جاسوسون کی زبانی نول رائے کی شکست
و موت کی خبر معلوم ہوئی فوراً واپس آکر وزیر کے لشکر سے آن ملا وزیر کا لشکر اوسوقت مارہرا
کے قریب مقیم تھا جب وزیر نے تکیہ سے سر اٹھایا اور اوسکو غش سے افاقہ ہوا ایک منشی کو بلایا
اور حکم کیا کہ ایک پروانہ الہ آباد کے قلعہ دار کے نام اس مضمون کا روانہ کرو کہ بمجرد ورود حکم
ہذا محمد خان غضنفر جنگ کے پانچون بیٹون کو جو وہان مقید ہین بڑے عقوبت سے قتل کرے
اور دوسرا حکم وزیر نے اپنے بیٹے جلال الدین کے نام جو بعد ازان شجاع الدولہ کے نام سے مشہور
ہوا دہلی مین بھیجا کہ پانچون چیلون کو قتل کر کے سر اونکے میرے پاس بھیجدو بموجب حکم وزیر
شیخ سنگدل معہ چند اشقیا کے خدا اور خدا کے رسول کا خوف دل سے بھلا کر پاس قیدیون
یہہ ارادہ معلوم ہو پہنچا جسوقت ان مصیبت زدون نے جلادون کو دیکھا تو امام خان نے شیخ
مخاطب ہوکر کہا کہ مجھے بولات قائم خان کے مین منتخب ہوکر جانشین کیا گیا جو کچھ ہزار

تابوت مین رکھکر فرخ آباد پہونچایا اور وہان مسجد مین جامن کے درخت کے نیچے
دفن کیا اس مصرعہ سے تاریخ نکلتی ہے * بگفت ہاتف غیبی کہ نوزدہ رمضان *
سنہ ۱۱۶۳ ہجری

شکست وزیر

مارہرا مین ایک جلسہ مقام کرکے وزیر مشرق سمت بڑھا اور رام چتونی مقام مین قیام پذیر ہوا اور گرد لشکر گاہ خندق کھود واے رام چتونی سہاور سے ۶ میل مشرق اور پٹیالی سے پانچ میل جنوب مین واقع ہے سورج مل اپنی فوجون سمیت وزیر کے داہنے بازو پر پیش لشکر کے قریب تھا اور اسمعیل بیگ خان سورج مل کے بائین جانب تھا احمد خان نے شاہجہانپور وتلہر وبریلی وآنولہ وجونپور کے پٹھانون سے امداد کی درخواست کی جونپور مین احمد خان کے چند جیالے آکر آباد ہوگئے تھے۔ احمد خان اوسوقت معہ رستم خان کے اوسکا بڑا مشیر کار تھا مغرب سمت روانہ ہوا نواب احمد خان نے رستم خان سے کہا کہ چونکہ نواب وزیر اور سورج مل دونون ایک ساتھ ہم پر چڑھائی کے لئے آتے ہین لہذا مناسب یہہ ہے کہ فوج علیحدہ علیحدہ کرکے اپنا حریف پسند کرین۔ رستم خان نے جواب دیا ہان خوب نواب نواب سے لڑے اور سپاہی سپاہی سے لہذا مین سورج مل کا مخالف ہونگا۔ بتاریخ ۲۲ شوال سنہ ۱۱۶۳ ہجری و ۱۳ ستمبر ۱۷۵۰ع علی الصباح سورج مل جاٹ و اسمعیل بیگ خان چیلہ معہ پچاس ہزار جوانون کے رستم خان کے جانب بڑھے اور حملہ شروع ہوا اوس کے بائین جانب ایک ویران گانون کی بلندی تھی اسمعیل خان اور سورج مل اوس بلندی کے دامن مین مقیم ہوئے اور چوٹی پر چند توپین قایم کین جہان سے رستم خان کا ٹھیک زد پر تھا رستم خان نواب کے پاس گیا اور حملہ کی اجازت چاہی نواب کا منشا یہہ تھا کہ جنگ مین تھوڑا توقف ہونا چاہئے لیکن رستم خان نے جواب دیا کہ التوا غیر ممکن ہے کیونکہ دشمن قوی ہے لہذا اونسے لڑائی شروع کردینا قرین مصلحت ہے وہ اپنی پالکی پر سوار ہوکر واپس آیا اور اپنے آدمیون کو جنگ کیواسطے آمادہ کیا۔ جنوب مین بڑھنے کا حکم ہوا پٹھان نوتا شمشیر بدست حملہ

اوسکو دیکھکر کہا شمشیرخان تمہاری شمشیر اسوقت کہان ہے جواب مین اوس نے بیہ شعر پڑھا

ہمان شیر و شمشیر بران منم — چہ سازم کہ قبضہ نہ دارد سرم
دگرنہ ترا خان و مانت حریصا — بیک دم تہ خاک کردم عدم

بیہ سنکر جلال الدین نے جلاد کو اشارہ کیا کہ اسکا سر تن سے اڑا دے جلاد نے تلوار کا ہاتھ لگایا مگر خطا کی دوسرا ہاتھ لگایا پھر بھی خطا کی تب جلال الدین نے ایک مغل سے جو وہان کھڑا تھا کہا تو اسکو قتل کر پہلے تو مغل متامل ہوا لیکن اوسکے اصرار سے تلوار ہاتھ مین لی اور ایک ہی ضرب مین سر تن سے جدا کر دیا لاش کلمہ پڑھتی ہوئی کعبہ کیطرف دس قدم چلکر کھڑی ہو گئی اونگلیان دونو ہاتھون کی اب تک دانہ ہاے تسبیح پر جنبش کرتی تھین بیہ حالت دیکھکر مغل اوسکی طرف متوجہانہ بڑھا اور پیٹھ پر ہاتھ رکھکر کہا کہ خانصاحب تم بیشک شہید ہوئے جو نہین بیہ الفاظ اوس نے زبان سے نکالے لاش اوسکی طرف پھری اور رکوع مین آئی مغل بیہ حالت دیکھکر زار زار رونے لگا اور جلال الدین سے مخاطب ہوکر کہا اے ملعون تو نے کس شخص کو میرے ہاتھ سے قتل کروایا پھر اپنی تلوار پتھر پر توڑکر اور کپڑے پھاڑکر جنگل کو بھاگ گیا پھر جلال الدین نے پانچون لاشون کو کنوئین مین ڈلوا کر کنوان پتھرون سے پر کروا دیا صبح کو پانچ تازہ پھول چنبیلی کے کنوئین پر ملے اور ہر روز پژمردہ پھول اوٹھ جاتے تھے اور اونکی جگہہ پر تازہ پھول رکھے ملتے تھے جب سنہ ۱۱۷۴ھ احمدشاہ درانی دہلی مین آیا نواب احمد خان ہمراہی عمر علیخان پسر شمشیرخان شہید وہان گیا ایک روز عمر علیخان نے شمشیرخان کو خواب مین دیکھا کہ شمشیرخان کہتا ہے مین بارہ سال سے یہان کنوئین مین پڑا ہون مجھے یہان سے نکالکر فرخ آباد پہونچا اور جامن کے درخت کے نیچے مسجد مین دفن کرو عمر علیخان چونک پڑا اور بیقرار ہوکر رونے لگا کیونکہ اوسوقت وہ نہایت مفلس تھا اتنے مین اوسکا ایک دوست صراف وہان آیا اور اوس نے رونے کا سبب پوچھا اوسنے کل کیفیت خواب کی بیان کی غرض مزدورون کو بلاکر کنوئین کو کھدوایا لاشین وہان سے بالکل مسلم نکلی کپڑے اوسپر موجود تھے مگر بالکل بوسیدہ ہوگئے تھے غرض کہ لاشین

[illegible] نصیر الدین حیدر نے جس کی فوج آگے تھی توپیں چھوڑنے کا حکم دیا مگر
پٹھانوں نے ایسی عجلت کی کہ اونکا کچھ بھی نقصان نہ ہوا جب وہ قریب پہونچے تو مصطفیٰ خان نے
جنگ تنہائی میں مشہور تھا اپنا مرد مقابل طلب کیا نصیر الدین حیدر اوسکا مقابل ہوا اور دونو
مرکر گھوڑے سے گر گئے جب نصیر الدین حیدر کی فوج نے اپنے سردار کو مردہ پایا اونکی پاؤں
اکھڑ گئے اور سب نے راہ فرار کی لی اوسوقت احمد خان اوس مقام پر آپہونچا جہاں مصطفیٰ خان
اور نصیر الدین حیدر کی لاشیں پڑی تھیں وزیر کو یہہ شکست بالخصوص کامگار خان بلوچ و [illegible]
[illegible] کی بغاوت سے ہوئی اوس نے احمد خان کا مقابلہ نہ کیا بلکہ پھر کر بھاگا جبکہ وزیر نے
دیکھا کہ یہہ چھیر لیا ہے تو اوس نے عجلت تمام محمد علیخان رسالدار و نور الحسن خان حیدر بلگرامی
وغیرہ و عبد النبی خان چیلہ محمد علیخان کو یہہ حکم دیا کہ جلد پٹھانوں پر لشکر کو کمک پہونچا چونکہ
لوگوں میں ہر طرف پریشانی پھیل گئی تھی لہذا اس تازہ وارد فوج کی کوششیں محض بیکار تہیں
علیخان بائیں بازو پر گیا یہاں تین ہزار پیدل فوج صف باندھے کھڑی تھی اور اونکے
[illegible] سپاہی تھے جب پٹھان قریب آپہونچے تب نور الحسن خان اور اوس کے ساتھ کی فوج نے
[illegible] افغانوں [illegible] اور عبد النبی خان کے بندوقچیوں نے بندوقیں چھوڑیں اس سے بہت سے پٹھان
مارے گئے اور منتشر بھی ہو گئے مگر پھر فی الفور مجتمع ہو گئے اور برابر بڑھتے چلے آتے تھے محمد علیخان
کے [illegible] میں گولی لگی اور نور الحسن خان کے ہاتھی کے چند زخم تلوار کے لگے جسوقت احمد
خان [illegible] پہونچا مغلوں نے چھوٹی بڑی سب توپیں چھوڑیں مگر ان میں گولہ
اور لوہے کے ٹکڑے بھرے تھے اونکی آواز سے زمین تو لرز اٹھی مگر افغانوں کو کچھ بھی نقصان
نہ پہونچا صرف پیدل خان کی ٹانگ اونکی کی کھال اوڑ گئی مگر زمین و آسمان دھواں دھار
ہوگیا بالکل تاریکی چھا گئی احمد خان نے تھوڑی دیر توقف کیا جب دھواں کم ہوا تو [illegible]
کے [illegible] کی آڑ میں بڑھنا شروع کیا سوار اوس نے گھوڑوں سے اوتر کر [illegible] میں مشغول
ہو گئے [illegible] نواب کہتا [illegible] جاتا تھا کہ میری پالکی جلد بڑھانے چلو ادھر

[illegible] بندوق برچھا [illegible]

فوج دیکھی کہ صف باندھے کھڑی ہے اوس نے حکم دیا کہ حملہ موقوف نہ ہو۔ یہہ سورج مل کی
فوج خاص اوسی کے زیر حکم تھی سورج مل نے اپنے سپاہیوں سے کہا کہ تم پٹھانوں سے دست بدست
مت لڑو کیونکہ اونکو شمشیر زنی میں مہارت کامل حاصل ہے بلکہ تیر و بندوق سے جنگ کرو
اور اسمعیل بیگ خان اور بہت سنگہ بھدوریہ سے جو عقب میں بطور کمک کے متعین تھے مشورہ کرنے
لگا اون کی بھی صلاح ہوئی کہ پٹھان قریب نہ آنے پاوین لیکن ہم اونکو دہنے و بائین طرف
سے گھیر لیں لہذا یہہ اپنی فوج کو بصورت ہلال قایم کر کے پٹھانوں کی طرف بڑھے انھوں نے
توپ اور بندوق و تیر سے افغانوں پر آگ برسانا شروع کی مگر انھوں نے اونکا کچھ خیال نہ کر
رستم خان اسم با مسمی تھا جو کمان لیکر پالکی سے اوتر پڑا اور بہتیرون کو ہلاک کیا افغانوں
کی فوج میں بھی کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا مگر رستم خان چھ سات سو سوار جوانوں کے اس جنگ میں
قتل ہوا سورج مل و اوس کے رفیقوں نے باقی لوگوں کا تا علی گڈہ تعاقب کیا یہہ تمام سرگرمی
جنگ سے جو سبیل جنوب مشرق واقع ہوا اوس وقت رستم خان کی داہنی جانب چند کوس
فاصلہ پر نواب احمد خان وزیر سے لڑ رہا تھا ایک قاصد نے آکر اوس کے کان میں کہا کہ رستم
نے شکست پائی اور قتل ہوا اوس نے آثار خوف یا رنج کے چہرے پر نمایاں نہ ہونے دیے
اور عالم سکوت میں اپنے سرداروں کی طرف پھر کر اوس نے بہ آواز بلند کہا کہ رستم خان نے
فتح حاصل کی و سورج مل و اسمعیل خان و بہت سنگہ بھدوریہ کو گرفتار کر لیا چلو ہم بھی کوشش کرین
ہیں وہ بہادری میں ہم پر سبقت لیگیا ہم وزیر سے جنگ کرتے ہیں اگر ہم اوس پر غالب آئے
تو بادشاہ ہم ہوگا اور اگر ہارے تو ہم میں سے کوئی پھر کو منہ دکھلانے کے قابل نہ رہیگا سرداروں
نے جواب دیا اگر فضل الہی شامل حال ہو اور نواب کا اقبال یاور ہے تو ابھی جو کچھ ہوتا ہے کر دکھا
دیتے ہیں جب کل فوج نے یہی بات کہی تو نواب نے کہا خدا سے دعا کرو سب نے ہاتھ اوٹھا اوٹھا
کے دعا مانگی اور اپنی جانوں کو اوسکے حفظ و امان میں سپرد کر کے دشمن پر حملہ آور ہوئے جب یہ لوگ

کابل وغیرہ بلوچ اور لا لو سنتوں کے ہوئے خوشی خوشی وزیر سے سامنے کو آتے تھے نواب مع اپنے
معہ چند جوانوں کے اسوقت وزیر کے لشکر گاہ پر قبضہ کئے ہوئے تھا جب اوسکی نظر اس لشکر
عظیم پر پڑی نہایت پریشان ہوا اور درگاہ جناب باری کی طرف رجوع کرکے ہاتھ آسمان کی
طرف اٹھا کر دعا کی کہ بارالہا اس بندہ عاصی کی عزت و آبرو تیرے ہاتھ ہے تیرے سوائے
اوسکو آفت سے بچانیوالا کون ہے دو ایک لمحہ کے بعد وزیر کی ہزیمت کی خبر ان تینوں سرداروں کو
پہونچی انکے حواس جاتے رہے اون کی خوشی مبدل برنج ہوئی اور مارے خوف کے کانپتے
کانپتے دہلی کی طرف راہی ہوئے ۔ نواب احمد خان شکر بجالایا ۔ اتنے مین جو لوگ وزیر کے
تعاقب سے لوٹے ہوئے آتے تھے اونسے اور نواب اسحاق خان سے مقابلہ ہوگیا اسنے
بہادری سے کہا کہ مین وزیر عبد المنصور ہون یہہ سنکر افغانوں نے اوسے گھیر لیا اور
ہاتھی پر سے اوسکو پکڑ کر اوسکا سر کاٹ لیا اور لاکر نواب احمد خان کے قدمون پر ڈالدیا اور
کہنے لگے کہ یہہ وزیر کا سر ہے ۔ جب نواب نے اوسپر نظر کی تو معلوم ہوا کہ یہہ اسحق خان کا
سر ہے نہ وزیر کا صفدر جنگ ایک شب وزیر نے مارہرا مین مقام کیا اور وہان اپنے زخم
کی مرہم پٹی کی یہہ مقام میدان جنگ سے اکیس میل کے فاصلے پر سمت مغرب واقع ہے
۱۹ شوال و ۲۰ ستمبر ۱۷۵۰ء کو دہلی مین داخل ہوا اور چپ چاپ اپنے گھر کو چلا گیا یہان
جاوید خان کے سازش سے یہہ تجویز ہوئی تہی کہ صفدر جنگ کی جائداد ضبط ہو جاوے اور
بجائے اوس کے وزیر سابق مسمی قمر الدین خان اعتماد الدولہ کا بیٹا انتظام الدولہ خانخانان
مقرر ہو جب وزیر کی شکست و ذلت کی خبر پہونچی تب بادشاہ نے غازی الدین خان فیروز جنگ
ولد نظام الملک سے صلاح پوچھی کہ اگر احمد خان دہلی پر چڑھ آوے تو کیا کرنا چاہئے اسنے
عرض کی اگر حکم ہو تو کچھ التماس کرون بادشاہ نے اوسکو اجازت دی تب فیروز جنگ نے
کل کیفیت شرح بیان کی اور بنگش خاندان کی خدمات شائستہ معرض بیان میں لایا اور
سمجھایا کہ یہہ سب وزیر کی شرارت کا باعث تھا جس سے وہ آمادہ بجنگ ہوتے ورنہ وہ مطیع

دشمن کی فوج مین پہونچا تو وہ پکار کر یہی کہتا تھا اور کمان سے بھی اشارہ کرتا تھا جب پٹھان
توپون کے قریب پہونچے بندوقون سے گولندازون کو بھگا دیا زنجیرین لشکر گاہ کی تلوار سے
کاٹ دین اور وہان جا پہونچے جہان وزیر کھڑا تھا اور تیر و گولی برسانا شروع کی نواب بھی
خود ایک گول فوج لیکر اُنسے آملا نواب وزیر کی طرف تاک کر تیر لگاتا تھا پٹھانون نے تلوارین
ہاتھ مین لین اور کشتون کے پشتے لگا دیئے لاش پر لاش گرتی جاتی تھی اوسوقت تلہر کا ایک
روہیلہ پٹھان وزیر کے عقب مین آپہونچا اور لڑائی ہوتی دیکھکر اوسنے ایک شتر سوار خبر لانے
کے واسطے روانہ کیا اوسکو حکم ملا کہ تم اِس جانب سے حملہ کرو جسطرف چتر دار ہودے کا ہاتھی
کھڑا ہے اس مین وزیر سوار ہے اوسطرف آدمی بھی کم ہین اس سے امید کیجاتی ہے کہ تمہاری کوئی
روک بھی نہ کر سکیگا۔ تلہر کا افغان تین سو جوانون کے ساتھ اس طرف گھس آیا جہان وزیر
کھڑا تھا اوس کے بندوقچیوں نے بندوقین مارنا شروع کین وزیر کا فیلبان مارا گیا اور
اوسکے بیٹے شجاع الدولہ کا اوستاد مرزا علی نقی بھی زخمی ہوا اور وزیر کے بھی خفیف زخم لگا
گولی جبڑے و گردن کو چھیلتی ہوئی داہنے جبڑے کے نیچے سے نکل گئی اور وہ غش کھا کر ہودے
مین گر پڑا اوسکا ہودہ نہایت مضبوط آہنی پتر لگا بنا ہوا تھا اور اسقدر بلند تھا کہ فقط سر اوپر
نظر آتا تھا اس سبب سے وہ اور زخمون سے محفوظ رہا پٹھانون نے ہودہ خالی اور ہاتھی کو
بے مالک دیکھکر اوسکا کچھ خیال نہ کیا اور مغلون کے تعاقب مین بڑھتے چلے گئے فقط نور الحسن خان
و محمد علیخان اپنے حال مین رہے یہہ دونون سردار وزیر کے پاس آئے اور پوچھا کہ اب
کیا حکم ہے وزیر نے کہا کہ طبل فیروزی بجوا دیو مگر باوجود اس طبل بجنے کے سوائے دو سو
جوانون کے ایک متنفس بھی وزیر کے پاس نہ آیا اب رات ہونے لگی تب لچھمی نراین جگت نراین
کا بھائی بجائے مہاوت مقتول کے وزیر کے ہاتھی پر سوار ہوا گو وزیر کا ارادہ واپسی کا نہ تھا
مگر بہ مجبوری میدان جنگ سے مارہرا کی طرف واپس چلا وزیر کے بھاگنے سے تھوڑی ہی
دیر بعد سورج مل جاٹ و اسمعیل بیگ و راجہ ہمت سنگہ رستم خان آفریدی کی فوج کو شکست

ولد شمشیر خان چیلہ کو کوڑہ کیطرف بڑھنے کا حکم ہوا کوڑہ جہان آباد صوبہ الہ آباد میں واقعہ ہے محمد امیر خان اونیسواں بیٹا غازیپور پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا گیا اور سیلون نے بھی شیخ کبیر و پرمول خان و دیگر سرداران کو معہ افواج شاہ آباد و خیر آباد کی طرف روانہ کیا اور انہوں نے ان پرگنوں پر بہ آسانی قبضہ کر لیا نیول راے کی شکست و موت ہونے سے صوبہ الہ آباد کے بڑے حصہ میں بدانتظامی واقع ہو گئی روپ سنگھ کہنچو پرگنہ کروالی پر قابض تھا جو زمانہ حال میں ضلع الہ آباد میں واقعہ ہے دہمیر سنگھ ولد بندو سنگھ چندیلہ و گھنشام سنگھ کہنچو سابق میں پٹھانوں کے دوست تھے اب ان سب سے مرہٹوں نے سازش کی اور مثل سال گذشتہ اب بھی مرہٹوں کو ندی پار بولانے کا ارادہ کیا ماہ ذیقعد ستمبر و اکتوبر ۱۷۵۰ء میں پٹھانوں نے ملیح آباد میں تھانہ قایم کیا جو لکھنؤ سے مغرب سمت ۱۵ میل کے فاصلہ پر واقعہ ہے۔ سانڈی میں جواب ضلع ہردوئی میں ہے گزر کر دیا اور امیٹھی کو جواب ضلع سلطانپور میں واقع ہے لوٹ لیا اور بڑی فوج سے دال مئو کے جو گنگا کے کنارے ورائے بریلی کو بھی قبضہ کرنے کا سامان کیا کہتے ہیں کہ بعد فتح نواب احمد خان اکثر بی بی صاحبہ سے کہا کرتا تھا کہ قادر مطلق نے مجھے فضل نامتناہی سے ایک فتح میں دو تحفین عنایت کیں ایک تو عبد المنصور کو زک دی دوسرے یہہ کہ رستم خان سے بھی نجات پائی کہ وہ نصف ریاست کا دعویدار تھا یعنے یہہ اوس اقرار کی طرف اشارہ تھا جو نواب نے نیول راے پر حملہ کرنے سے قبل رستم خان کے ساتھہ کیا تھا کہ اگر وہ روپیہ دیگا تو بعد فتح نصف نوابی کا مستحق ہوگا +

محاصرہ قلعہ الہ آباد

بعد انتظام مہام نواب احمد خان بذات خود قنوج کو گیا اوسکی آمد سنکر نواب بقا اللہ خان برادر سرداران وزیر جو ایک ہزار پانسو سپاہ کے ساتھہ وزیر سے ملنے گئے تھے لکھنؤ کی

سرکار سے قید نہ ہونے پاوے ہمارا آپ ہی انصاف چاہیے اس پیام کا حضور بادشاہ
نے بادشاہ نے تسلیم کیا کہ بیشک جو کچھ تم نے عرض کی سب صحیح ہے محمد خان غضنفر جنگ اور
اوسکے خاندان نے کوئی گستاخی سرکار سے نہین کی یہہ سب شرارت صفدر جنگ کی ہے
لیکن تمہاری کیا رائے ہے اگر نواب احمد خان قابو پاکر صفدر جنگ کا تعاقب کرتا ہوا دہلی کا عزم
کرے اوس وقت کیا کیا جاویگا فیروز جنگ نے التماس کی کہ صلاح دولت یہی ہے کہ نواب احمد خان
کو ایک فرمان شاہی معہ خلعت و فیل و اسپ و شمشیر بھیجا جاوے اور اوسکو لکھا جاوے کہ اب تک
جو کچھ ہوا اوسکا کچھ علم بادشاہ سلامت کو نہ تھا سب وزیر کی شرارت سے ہوا وہ اپنی کیفر کردار کو
پہونچا اب اگر تم مطیع سرکار ہو تو قصد دہلی کا ترک کر کے فرخ آباد کو واپس جاؤ یہہ صلاح بادشاہ کو
نہایت پسند آئی فرمان شاہی معہ خلعت احمد خان کو بھیجا گیا اور احمد خان فرخ آباد کو واپس
گیا شادل خان شجاعت خان فلزئی کے بھتیجے کو معہ دس ہزار سپاہ کے سرداران ماتحت
اوس حصہ ملک کی حفاظت کے واسطے چھوڑا یہہ مقام پیشتر اوس کے چچا شجاعت خان کے
حکم مین تھا اب نواب احمد خان خود فرخ آباد کو واپس گیا چونکہ ملک کہ اب حاصل ہوا تھا اوسکے
کامل نظم و نسق کیواسطے نواب نے اپنے بھائیون اور قرابت دارون کو جابجا حاکم مقرر کیا مرتضی
خان نواب محمد خان کا چوتھا بیٹا اٹاوہ کو بھیجا گیا اور اوسکا تیرھوان بیٹا بھوگانو کا حاکم مقرر
ہوا اوسکے متعلق مقامات ذیل بھی سپرد کئے گئے بھنے سورکھہ سکت پور سکراوا و سوج معظم خان
تیسوان بیٹا شکوہ آباد مین مقرر ہوا اوس کے متعلق سکیٹ کوراولی علی پور کھیرا کیا گیا
نواز خان خنک اکبر پور و شکار پور مین مقرر ہوا ذوالفقار خان چیلہ عرف منجھلے نواب شمس آباد مین
مامور ہوا اوسکے متعلق چھبرامؤ سکندرپور و بھونگاؤن کئے گئے منور خان اٹھارھوان
بیٹا پالی و سانڈی کا حاکم مقرر ہوا خدا بندہ خان بارھوان بیٹا بلگرام کا فوجدار کیا گیا نواب
احمد خان کا بڑا بیٹا محمد خان و جہان خان چیلہ معہ دس ہزار سوار و پیادہ کے لکھنؤ و صوبہ
اودھ پر قبضہ کرنے کے واسطے بھیجے گئے اس زمانہ مین شاہجہان سولہوین بیٹے دلکا لیمان ولد

اپنی توپین ایک بلندی پر نصب کی اس بلندی کا نام قلعہ راجہ ہربونگ تھا تمام الہ آباد
کو خلد آباد سے لیکر قلعی تک جلا دیا اور لوٹ لیا اور چار ہزار عورتون اور بچون کو قید کر لیا
کوئی جگہہ بجز شیخ محمد افضل الہ آبادی کے مسکن و دریا باد کے لوٹ سے باقی نہ ہی ان دونون
جگہون پر پٹھان قابض تھے بقا اللہ خان و علی قلیخان وزیر کی جانب سے حفاظت قلعہ کی
کرتے تھے۔ اتفاقاً اندر گر نام سنیاسے معہ پانچ ہزار برہنہ جنگجو فقیرون کے وہان پہونچہ
کو آیا اوسنے شہر اور قلعہ کے درمیان ٹھہرا یہہ فقیر وزیر کے لوگون کی جانب شریک
ہوئے بقا اللہ کار آزمودہ آدمی تھا اور جنگ مین مہارت کامل رکھتا تھا اوسنے دریا پر
ایک پل اوس مقام پر باندھا جو درمیان ترہبی جو قلعہ کا پچھا ایک ہے اور قصبہ اراہل کے
واقعہ ہے یہہ قصبہ گنگا کے داہنے کنارے پر گنگا و جمنا کے سنگم کے نیچے ہے اوسنے اپنا
لشکرگاہ تو اوس قصبہ مین چھوڑا اور خود معہ توپخانہ صبح و شام قلعہ کو آتا جاتا رہا اور اوسوقت
فصیل سے برابر توپین دشمن پر لگاتے نواب احمد خان پر چھوٹی زمین اوسکی جانب سے
راجہ پرتھی پت اور دوسرے سردارون نے قلعہ کو لینے کی بہت کوشش کی مگر ناکام رہے
راجہ بلونت سنگہ جسے بذات خود آنیکا حکم ہوا تھا اوسوقت جھونسی کو پہونچا اور نواب کے
بیٹے محمد خان کے توسط سے نواب کے حضور مین حاضر ہوا محمد خان حال مین لکھنؤ سے
آیا تھا راجہ بلونت سنگہ نے ایک لاکھ روپیہ نذر گذرانا اوسکو خلعت مرحمت ہوا اور
نصف اوسکی ریاست آسکے نام کرائی گئی باقی نصف پر صاحب خان ولا اک جو نواب کی
نواب کی کسی بیگم کا رشتہ دار مقرر ہوا نواب نے راجہ بلونت سنگہ کو حکم کیا کہ تم محمد خان
کو ساتھہ لیکر اراہل کو جاؤ اور دشمن کو وہان سے بھگا کر اپنی فوج کا پڑاؤ وہان ڈالو تاکہ
قلعہ کی آمد و رفت رک جاوے اور باب رسد مسدود ہو راجہ نے منظور کیا اور اپنی لشکرگاہ مقام
جھونسی کو آگے بڑھانے کا حکم دیا جب نواب بقا اللہ خان کے جاسوسون نے
اس ارادہ کی خبر اوسکو پہنچائی تب اوسنے فکر گذاشت وغیرہ کی اور باہم اپنے لوگون

راے سے جھوسی کو بھاگ گئے تب علی قلی خان صوبہ الہ آباد کا وہان سے ملنے کو آیا اوسوقت
اوہنون نے معلوم کیا کہ شادی بیس ہزار سپاہ کے ساتھہ آیا ہی علی قلی خان اپنی فوج اور
کچھہ راے پرتاب نراین کی فوج کی لیکر شادی خان کے مقابلہ کو بڑھا دونوں فوجون کا
کوڑہ جہان آباد مین مقابلہ ہوا اور جنگ شروع ہوئی شادی خان شکست کھا کر ہٹا جب
اس شکست کی خبر نواب احمد خان کو پہونچی تو اوس نے ارادہ کیا کہ بہت سے کمک بھیجے مگر
صلاح کارون نے کہا کہ آپ خود وہان چلئے کیونکہ آپ کی آمد سنکر دشمن فی الفور الہ آباد
کا قلعہ خالی کر دینگے بقا اللہ خان و علی قلیخان نواب احمد خان کی آمد سنکر بعجلت تمام
وہانسے پھرے اور الہ آباد کے قلعہ مین پناہ گزین ہوئے - احمد خان نے کوڑہ جہان آباد مین
پہونچکر چند روز قیام کیا اور یہہ عزم کیا کہ خود وہان سے گھر کو واپس آوے اور جنگ ان
تین سردارون یعنے منصور علیخان و رستم خان بنگش و سعادت خان افریدی برادر محمود خان
و بخشی نواب قایم خان کے ہاتھہ چھوڑ دے ان تینون سردارون کے پاس بہت سی
سپاہ نوکر تھی لیکن مشرقی صوبہ جات کے حاکمون یعنے پرتھی پت ولد چھتر دھاری ولد ہی سنگہ
سوم بنسی حاکم پرتاب گڈہ و راجہ بلونت راو حاکم بنارس کے وکیل جو اوسکے پاس پہونچے
تو اوسکو آگے بڑھنے کی ترغیب ہوئی یہہ وکیل بہ رابطہ مستجاب خان و حاجی سردار خان
کے جو اوسوقت حاضر تھے نواب کے روبرو پہونچے مضمون نامہ جات کا یہہ تھا کہ اگر
آپ الہ آباد کی طرف بڑھینگے تو ہم لوگ کوشش کرکے بہت جلد قلعہ خالی کرا دینگے
پس تمام مشرقی حصہ ملک کا آپ کے قبضہ مین آجاویگا ان نامون کے پہونچنے سے
نواب الہ آباد کی طرف بڑھا راجہ پرتھی پت پرتاب گڈہ سے اپنی فوج لاکر گنگا کے
کنارے خیمہ زن ہوا جب نواب وہان پہونچا اوسنے دریا پار ہوکر نواب سے ملاقات کی
اوسوقت نواب نے اوسکو خلعت عطا کیا اور خواہش کی اور جو بہت پرانا سکو پیش لشکر مین
قایم کیا - الہ آباد کو پہونچکر نواب جہان سے گنگا کو عبور کرکے جھوسی کو پہونچا اور میان

نصیب ہوئی اور میدان جنگ پر قابض ہوئے جسجگہہ یہہ لوگ مقیم تھے وہانسے پل تمام دکھائی
نظر آتا تھا جسوقت لڑائی شروع ہوئی سعادت خان منصور علیخان کی فوج سے آگے اپنی فوج
کو دشمن پر بڑھا لیگیا جب منصور علیخان کے لوگوں نے یہہ حال دیکھا ازراہ رشک جلد
بڑھکر اون لوگوں سے آگے ہوئے حسام الدین کہتا ہی کہ مین خود اوسوقت موجود تھا اور منصور علیخان
کی فوج مین تھا بعد فتح کے حسام الدین و سعادت خان فصیل کے قریب کھڑے تھے جہان
سے سب کا سب پل معلوم ہوتا تھا انکا یہہ قصد ہوا کہ پل کے سرے پر جاوین راجہ پرتھی پت
کی بھی رائے ہوئی لیکن جسوقت نواب احمد خان نے خبر فتح کی سنی فوراً ایکہ شتر سوار
نواب منصور علیخان کو واپس بلانیکے واسطے دوڑایا اور کہلا بھیجا کہ آگے جانا گویا پتھر پر
سر دے مارنے کے برابر ہی حکم پاتے ہی منصور علیخان نے قصد لوٹنے کا کیا مگر پرتھی پت نے
کہا کہ قرینے سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ قلعہ خالی ہوگیا ہو پس اس مین کیا قباحت ہی اگر ہم
پل کے سرے تک جاوین اگر قلعہ مین کوئی شخص باقی ہوگا تو بیشک ہمکو آتے دیکھکر گولی
چلاویگا پس اگر ہم پر گولی نہ چلائی جاویگی تو تصور کرینگے کہ قلعہ خالی ہی اور اوس پر
قبضہ کر لینگے منصور علیخان نے جواب دیا کہ مین خلاف حکم ایسا قصد نہین کر سکتا ہون یہہ
کہکر نقارہ ہائے فتح کے بجائے اور نواب کی خدمت مین واپس آکر بعد دوسرے سردارون
کے نذر گذرانی جسوقت محاصرہ ہو رہا تھا نواب نے صاحبزمان خان ولاک جونپوری کو
مقامات جونپور اعظم گڈھ اکبر پور و دیگر مقامات مین اپنا نایب مقرر کیا بلونت سنگھ نے
نصف مالگذاری کے دینے سے انکار کیا اور صاحب زمان خان کو حکم پہنچا کہ اوسکو ملک
سے بھگا دو اوسکو کمک بھیجی گئی اور اکبر شاہ راجہ اعظم گڈھ اور شاہجہان زمیندار لعل
اوسکے آکر شریک ہوئے اول اعظم گڈھ سے تیس میل کے فاصلہ پر واقعہ ہی فوج اکبرپور
مین جمع ہوئی اور ایک چھوٹا سا قلعہ سرنان پور کا پندرہ روز کے محاصرہ کے بعد مفتوح ہوا
ازان بعد جونپور کی طرف بڑھے اور چند گھنٹے سخت لڑائی کی بعد حملہ آور ہوکر گھس آئے

مشورہ کیا کہ کیا ایسی تدبیر کرنا چاہیئے جس سے دو جانب سے ہم پر حملہ ہونے پاوے
آخر اسپر رایون کا اتفاق ہوا کہ دوسرے روز مقابل کی فوج سے جنگ کریں چنانچہ
بقاء اللہ خان بڑی فوج لیکر پل سے پار ہوا اور فوج قلعہ سے باہر آکر اوس سے متعلق ہوئی
اندر گر سنیاسے بھی حکم پاکر شریک ہونے کے واسطے قلعہ کی آڑ مین آگے بڑھا اور گنگا کے
کنارے پرانے شہر سے قلعہ تک صف باندھکر بعزم جنگ کھڑا ہوا جسوقت نواب احمد خان
نے یہہ خبر سُنی خود سوار ہیکر اپنی لشکرگاہ کے کنارے آیا اور وہانسے اونے منصور علیخان
و نواب شادی خان کو سپاہ پر حکومت کرنے کا حکم دیا بموجب حکم کے وے آگے بڑھے علاوہ
ازین اونکے ساتھ اپنی سپاہ کے دس ہزار جوان زیر حکم رستم خان بنگش و دو ہزار ماتحت
سعادت خان آفریدی اور دو ہزار شگل خان کے حکم مین اور [illegible] ہزار [illegible] علیخان
آفریدی کے زیر حکم اور دو ہزار آدمی عبد اللہ [illegible] خان [illegible] کے حکم مین تھے اونکے سواے
اور بھی سردار ساتھ تھے جیسے نامدار خان برادر نواب [illegible] خان و [illegible] خان و خلیل خان
[illegible] نامدار خان برادر ہمت خان [illegible] و عبد اللہ خان و [illegible] نے ان سب کو حکم
دیا کہ اپنی فوج کے ساتھ بڑھکر دشمن کو بھگادین راجہ جو کہ [illegible] نے کہا کہ تمہارا
مقام پیش لشکر ہے وہان جاؤ راجہ حملہ مین آگے ہوا اور جنگ شروع ہوئی [illegible] توپ
و بندوق وہان کا ہنگامہ گرم رہا آخرکار راجہ جو کہ ہاتھی پر تھا اور [illegible] دشمن کی سپاہ مین
دیکھا یہہ دیکھکر منصور علیخان اور دوسرے سردار اوسکی مدد کو بڑھے راجہ ہاتھی سے اوترکر
ٹیسے پر سوار ہوا تب اوسکے ہمراہی اپنے گھوڑون سے اوترکر شمشیر دست دشمن پر جھپٹے
جس مقام پر پہونچکر منصور علیخان پھر اپنے ہاتھی سے اوترکر راجہ کے آگے پہونچا بقاء اللہ
کے چیدہ چیدہ آدمی کام آئے اور جب بقاء اللہ نے دیکھا کہ فتح کی امید نہین ہے اپنی سپاہ کے
ساتھ پل کے پار گیا اور گولہ انداز توپین قلعہ مین چھوڑکر پل کے پار بھاگ آئے اور بھاگتے
وقت اپنے کنارہ کی طرف پل توڑ دیا نواب احمد خان کی فوج کو اس صورت سے فتح ہوئی

وزیر راجپوتانہ مین شکست کھا کر ۲۹ شوال مطابق ۲۰ ستمبر سنہ ۱۷۵۰ء کو دہلی کو واپس آیا اور یہان
پہونچکر اوسنے دیکھا کہ بادشاہ مجھہ سے سخت ناراض ہین تو نہایت غمگین ہوا ایک عرصہ تک
وہ گھر سے نہ نکلا ہر وقت سر پر ہاتھہ رکھے بیٹھا رہتا تھا آخر الامر اوسکی بیگم نے اوسکو
ڈھارس دی اور اقرار کیا کہ جتنا روپیہ میرے پاس ہے سب تمکو دیتی ہون یہہ سنکر اوسکو
ہمت ہوئی اور اوسنے راجہ ناگرمل اور لچھمی نراین اور اسمعیل بیگ خان کو طلب کیا اسمعیل بیگ
نے صلاح دی کہ افغانستان سے فوج منگانا چاہیئے ناگرمل کی رائے ہوئی کہ روہیلونکو بلانا چاہیے
اور کہا کہ قایم خان کے حملہ کے سبب سے روہیلے فرخ آباد کے پٹھانون سے عداوت رکھتے
ہین وزیر نے اس تجویز کو ناپسند کیا اور کہا کہ اگرچہ افغان باہم لڑتے ہین ولیکن اگر کوئی
انپر غنیم اونسے لڑنے جاویگا تو سب متفق ہو جاوینگے تب وزیر نے لچھمی نراین سے صلاح
پوچھی اوسنے مرہٹون کی فوج کثیر کا مذکور کیا اور کہا کہ جی آپا اور ملہر راؤ کے پاس ستر اسی
ہزار فوج اسوقت کوٹہ کے قرب وجوار مین ہے ایک ہزار مرہٹے دس ہزار افغانون کیواسطے
بس ہین اور پٹھان مرہٹون کے نام سے چونک پڑتے ہین اب وزیر نے مرہٹون سے مدد
مانگنے کا ارادہ کیا وزیر کو دوسرا بڑا کام اہم یہہ باقی تھا کہ بادشاہ کو کسی صورت رضامند
کرنا چاہیئے بدین غرض وزیر نے جوگل کشور کو نواب ناظر جاوید خان کے پاس بھیجا اور
اوس سے اعانت چاہی اس جاوید خان خواجہ سرا کو بادشاہ نہایت عزیز رکھتا تھا
وزیر کا حال بالتصریح سُننے کے بعد جاوید خان نے کہا کہ ایسے معاملہ کی بحث بالمواجہ
ہونی چاہیئے بروز چہارشنبہ مین بغرض فاتحہ خوانی حضرت سلطان المشائخ نظام الدین
اولیا کی درگاہ کو جاونگا بوقت واپسی وزیر کے مکان پر آونگا اوسوقت جن جن پیچیدگیون
کو وہ سلجھانا چاہیئے مجھہ سے بیان کرے جوگل کشور نے واپس آکر وزیر سے اوسکا پیام
بیان کیا چہارشنبہ کو جاوید خان حضرت نظام الدین اولیا کے مزار شریف کی زیارت سے
بعد پوشیدہ وزیر کے مکان پر آیا ادھر ادھر کی باتون کے بعد ناظر نے وزیر سے کہا کہ

اوس مقام پر قابض ہوگئے صاحبزادہ خان نے آپ ہی بڑھنے میں تاخیر کی [illegible]
کی طرف کوچ کیا یہہ مقام جونپور سے ... میل شمال مشرق ہے بلونت سنگھ نے عہد و پیمان
ہونے کے بعد جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے صاحب زمان خان معہ سردار خان کے اوس حصہ
ملک پر قبضہ کرنے کے واسطے روانہ ہوا جو دریاے گنگا کے شمال کی طرف واقع ہے اسکے
تھوڑے عرصہ کے بعد نواب احمد خان یہہ خبر سنکر کہ صفدر جنگ اور مرہٹے فرخ آباد کی
طرف چڑھ گئے ہیں اوس طرف روانہ ہوا بلونت سنگھ گنگا پر سے جو یہاں سے تھوڑے
فاصلہ پر واقعہ ہے روانہ ہوکر مرزا پور میں پہونچا یہہ مقام جونپور سے ... میل جنوب میں ہے
اور صاحبزادہ خان سے اپنے ملک کے واپس لینے کا ارادہ کیا ہنوز [illegible] کا تصفیہ جنگ پر
منحصر تھا بلونت سنگھ کے افغان سرداروں نے اپنی ہم قوم افغان یعنے صاحبزادہ خان سے
جنگ کرنے کا انکار کیا لاچار ہوکر بلونت سنگھ سے معاملہ صلح کرنا مناسب جانا صاحبزادہ خان
نے چاند [illegible] پور میں پڑاو ڈالا دوسرے روز وہاں کی فوج میں باعث قلت تنخواہ کے
بلوہ ہوگیا اور وہ تنہا اعظم گڑھ کیطرف روانہ ہوا صاحب زمان خان ملک تنہا کو گیا اور
وہان کے راجہ نے اوسکو پناہ دی تھوڑے عرصہ کے بعد وہ جونپور کو واپس آیا لیکن
بلونت سنگھ نے پھر اوسے معزول کر دیا اوسکی وفات کے بعد اوسکے بیٹے اوسکے جانشین ہوے
مگر اون میں سے کوئی قابل مذکور نہیں ہے یہہ نقل ہے کہ جب بنارس کے مہاجنوں نے
پٹھانوں کی آمد سنی تو انہوں نے کہا ہم دو کڑور روپیہ بطور محصول داخل کرتے ہیں بشرطیکہ
کہ پٹھان ہمارے شہر میں نہ آویں انکا یہہ حال تھا کہ کہتے تھے کہ اگر ہم پٹھان کو خواب
میں بھی دیکھتے ہیں تو کانپنے لگتے ہیں - غرض کہ دو کڑور روپیہ دیا گیا اور
پٹھان واپس گئے

فتحگڑہ کا محاصرہ اور نواب کا بھاگنا

اسکے بعد خان کا عزم مرتکا اور خبار نویسون نے حضور عالی کو بخوبی اطلاع دی ہے کہ اوسنے
لشکر عظیم اکٹھا تو کیا ہی علما یہہ کہتے ہین کہ کتاب آخون درویزہ مصنفہ مرشد و دی افغانان
مین یہہ لکھا ہی کہ کوئی افغان سردار جمعیت زائد از دوازدہ ہزار مرتبہ شاہی کو پہونچیگا
پس اسصورت مین احمد خان جسکے پاس ایک لاکھہ سے زاید فوج ہی اور سات صوبے
قبضہ مین ہین اپنے تئین بادشاہ قرار دینے سے کیونکر باز رہ سکتا ہی جب جاوید خان نے
اس طوالت کے ساتھہ یہہ فریب آمیز گفتگو کی تو بادشاہ سخت متردد ہوکر پوچھنے لگا کہ اب
اس مشکل سے نکلنے کی کونسی صورت ہے یہہ سنتے ہی جاوید خان نے عرض کی کہ صفدر جنگ
کا قصور معاف ہو اور احمد خان کو مطیع کرنے کا کام اوسکو تفویض کیا جاوے بادشاہ نے
اوسکا جواب یہہ دیا کہ صفدر جنگ سے کچھہ بھی امید نہین ہی کیونکہ وہ فوج کثیر توپ و بندوق
وغیرہ سب کچھہ لیکر گیا تھا مگر احمد خان نے تھوڑی سی فوج سے اوسکو شکست فاش دی
اور اب جبکہ احمد خان کی طاقت بہت بڑھ گئی ہے تو صفدر جنگ اوسی دل ہاری فوج سے
اب کیا کر سکتا ہے اور زدہ را باید زد مثل مشہور ہے بادشاہ نے جاوید خان سے کہا کہ
میری راے مین تمہاری تجویز بالکل خیال خام ہے مین اسے ہرگز منظور نہین کر سکتا ہون
کیونکہ ایسی تجویز مین کبھی ایسی خفت ہوگی جاوید خان نے جواب دیا کہ کمترین کی اس تجویز کے
متعلق اور بھی تدبیرین ہین آپ سیندھیا اور ملہار راؤ جو اسوقت راجپوتانہ مین ہین اور گواہ
اوسکے مخالف ہین لیکن اگر طلب کئے جاوین تو حضور عالی کی نوکری کرینگے اور ایسی
انتفاع کی امید سے جو حکم اونکو دیا جاویگا اوسکی تعمیل وفاداری کے ساتھہ عمل مین لاوینگے
سورج مل جاٹ کی فوج بھی اگرچہ صفدر جنگ کے ساتھہ گئی تھی مگر اوس نے شکست
نہ پائی یہ منتشر ہوئی سوا اسکے حافظ رحمت خان روہیلیون کا سردار صفدر جنگ کا
دوست ہے آخر الامر بادشاہ جاوید خان کی باتون مین آگیا اور حکم کیا کہ صفدر جنگ سے
کہو کہ اوسکا قصور معاف ہو گیا ہے وہ کل دربار مین حاضر ہو جاوید خان خوش خوش

کہ بادشاہ سلامت کا مزاج تمہاری طرف سے بان پھر گیا ہو اسکو جرات نہین ہو کہ کوئی بات
بہتری کی تمہارے حق مین حضور مین عرض کرے اور نواب فیروز جنگ نواب احمد خان کیواسطے
سعی کرنے پر ایسے مستعد ہو کہ کسیکی مجال نہین ہی کہ اونکے خلاف ایک بات بھی مونہہ سے
نکال سکے وزیر نے بعض الفاظ قریب الفہم جاوید خان سے کہے اور کہا کہ اگر آپ اس
معاملہ مین دستاندازی کرین اور بعنوان شایستہ بادشاہ سلامت سے عرض معروض کرین
تو مناسب ہو نواب ناظر نے اپنی بات پر بہو سکے اقرار کیا کہ جب موقع مناسب ہوگا تمہارے
حق مین سفارش کرونگا اور انشاء اللہ تعالی بادشاہ سلامت کے مزاج کو تمہاری طرف
کر دونگا بعد اس گفتگو کے وہ سوار ہو کر اپنے گھر کو روانہ ہوا تھوڑے روز کے بعد ایک خبرنویس
کے پاس سے جو احمد خان کے لشکر گاہ مین متعین تھا ایک خط اس مضمون کا آیا کہ صوبہ جات
مشرقی کے زمیندار راجہ پرتھی پت و راجہ بلونت سنگھ دوسرے زمیندار معہ زرکثیر نواب کے
خدمت مین حاضر ہوئے اور اپنے تئین نواب کا مطیع قرار دیا ہے ہمی الہ آباد کے محاصرہ
واسطے نواب کے شریک ہوئے ہین بڑی فوج جمع ہوگئی ہی اور روز بروز جمع ہوتی جاتی ہی
ایک لاکھ سوار اور بیشمار پیدل زیر لوائے نواب احمد خان مجتمع ہوگئے ہین دیکھا چاہئے
بعد فتح قلعہ الہ آباد کے پردہ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہی نواب ناظر نے موقع پاکر جسطرح
وزیر سے اقرار کیا تھا کہنا شروع کیا اور جو جو باتین وزیر نے ازراہ دوراندیشی اسکو
سکھلائی تھین اونسے بادشاہ سے بیان کین ناظر ایسے الفاظ سے کہ جن سے دل پر
بڑا اثر پیدا ہو کہنے لگا کہ جب ملکی معاملات کی طرف خیال کرتا ہون مجھے سخت تردد ہوتا ہی
پہر کی نیند جاتی رہتی ہی صفدر جنگ کے شکست کھا کر واپس آنے کے بعد فیروز جنگ نے
ایک فرمان گویا بصورت تہنیت نامہ کے احمد خان کے نام باستقلال ریاست موروثی بھجوایا
تھا اوسپر قناعت نہ کرکے اوسنے ریاست ہائے خالصہ پر بھی قبضہ کر لیا ہی اور اپنے بیٹے
کو بغرض تسخیر ملک اودہ کے روانہ کیا ہی اور خود الہ آباد کو محاصرہ کئے ہوئے ہی اسکے بعد

کچھہ فاصلہ تک اونکی پیشوائی کے واسطے بھیجا گیا دوسرے روز ملہراؤ اور آپا صاحب بادشاہ
کے حضور مین حاضر ہوئے اور خلعت مرحمت ہوا وزیر نے سورج مل جاٹ کو بلوایا اور اوسکو بھی
خلعت ملا وزیر نے اجازت کوچ کی طلب کی اور بادشاہ نے فتح پیچ عنایت کرکے رخصت کیا
اور حکم کیا کہ اپنی فوج لیکر احمد خان پر چڑھائی کرو صفدر جنگ اپنی فوج لیکر معہ اونکے جو اوسکے
شریک تھے یعنی فوج شاہی و جاٹ کے دریاے جمنا پار ہوا صفدر جنگ نے پہلا یہ
حکم مرہٹون کو دیا شادل خان فرخ آباد کے عامل کو کوئل کی نواح سے بھگانا چاہیے اور
جب وہ فرخ آباد کی طرف بھاگے اوسکا تعاقب کرتے ہوئے فرخ اباد کی طرف بڑھنا چاہیئے
ملہراو اور آپا صاحب نے پنڈارا سوارون کو حکم دیا کہ احمد خان کے ملک کو آگ لگاتے اور
ویران کرتے چلے جاؤ بمجرد حکم کے لوٹنا شروع کیا اور شادل خان کو جا گھیرا تھوڑے عرصہ میں
ملہر راو اور آپا سندھیا خود وہان پہونچے اور حملہ شروع ہوا اگرچہ شادل خان کے پاس
بمقابلہ غنیم کے فوج بنہایت قلیل تھی مگر تاہم تھوڑے عرصے تک قدم جمائے رہا اور جہانتک
ممکن تھا دشمن کا مقابلہ کیا ایک روز اپنی فوج کی خوب حفاظت کرکے اور دشمن کے بہت سے
آدمی مارکر آخر کار گنگا پار ہوکر قادر چوک کو پہونچا وہان سے اوسنے کل حال احمد خان کو مقام
الہ آباد لکھہ بھیجا اور مشرق سمت گنگا کے کنارے کنارے فرخ آباد کی طرف روانہ ہوا شادل خان
ابتداے جمادی الاولی ۱۱۶۴ ہجری یعنے مارچ و اپریل ۱۷۵۱ء کو پسپا ہوا وزیر کی شکست مورخہ
(ستمبر ۱۷۵۰ء) سے چھہ مہینے بعد احمد خان نے مرہٹون کے مقابلہ سے شادل خان کا پسپا
ہونا سنا نواب نے راجہ پرتھی پت کو طلب کیا اور کہا کہ وزیر کو زک دینے کے واسطے مجھے گھر کی
طرف جانا ضرور ہے انشاء اللہ تعالی اوسکو بار دگر واپس آتا ہون اوسوقت اضلاع مشرق پر قبضہ
کرو مختار راجہ پرتھی پت نے کہا میری ایک صلاح ہے کہ بالفعل فرخ آباد کی طرف جانا بالکل نامناسب
معلوم ہوتا ہے کیونکہ وزیر تو قریب پہونچ ہی چکا ہے اب آپ کیسی عجلت کرینگے تاہم بروقت پہونچنا
محال ہے اور بالفرض آپ عین وقت پر پہونچ بھی گئے تاہم فوج چونکہ منتشر ہو جاویگی اوسکے مجمع کرنے

اپنے گھر کو گیا اور رات کو وزیر کے مکان پر پہونچا پہلے دونوں باہم بغلگیر ہوئے بعد ازاں گفتگو
بادشاہ سے ہوئی تھی سب وزیر سے دوہرائی اب جاوید خان جوگل کشور کو ساتھ لیکر اپنے مکان
کو گیا اور اوس سے کہا کہ وزیر سے کہدینا کہ کل دربار میں حاضر ہو اور فی الفور ایک رقم نذرانہ کی
تیار کرے تعداد نذرانہ کی دس لاکھ روپیہ سے کم نہو جوگل کشور نے واپس آکر وزیر سے کہا کہ
دس لاکھ نذر مقرر ہوئی ہے کہ جاوید خان سے ملاقات کے وقت دینا چاہیے دوسرے روز
علی الصباح بادشاہ نے محل سے برآمد ہو کر دیوان عام میں سنگ مرمر کے تخت پر جلوس فرمایا
امرا و اراکین حاضر ہوئے اور آداب بجا لا کر اپنے اپنے پایہ پر کھڑے ہوئے اوسوقت نظر جاوید خان
کو حکم ہوا کہ وزیر صفدر جنگ کو بارگاہ سلطانی میں حاضر کرے جسوقت جاوید خان وزیر کے مکان پر پہونچا
بیس خوان جواہر و پارچہ ہائے قیمتی کے اوسکے روبرو پیش کیے گئے بعد ازاں وہ حضور میں حاضر
ہوئے وزیر نے اپنا سر بادشاہ کے قدموں پر رکھدیا بادشاہ نے سر اوٹھا کر چھاتی سے
لگایا وزیر نے عرض کی غلام نے بڑا گناہ کیا مگر ملتجی عفو ہے بقول سعدی علیہ الرحمہ بندہ
ہمان بہ کہ ز تقصیر خویش + عذر بدرگاہ خدا آورد + ورنہ سزاوار خداوندیش + کس نتواند
کہ بجا آورد + بادشاہ نے فرمایا کہ میں نے بعجز تمہارا قصور معاف کیا اور عذر پذیر کیا
خلعت نہ پارچہ و فیل و اسپ از اصطبل شاہی و شمشیر وزیر صفدر جنگ کو مرحمت ہوئی وزیر نے
بھی ایک نذرانہ نقد کوئی دس لاکھ پیش کی اور رخصت ہو کر پچاس ہزار روپیہ خیرات
کرتا ہوا گھر کو روانہ ہوا حسب ہدایت جاوید خان ملہر راؤ و آپا سیندھیا کے نام
ایک فرمان شاہی جاری ہوا رام نراین قاصد کو گڑھ سے دوڑایا اوسطرف اور دہلی سے
دو سو اکسٹھ میل جو بستی ہیں مرہٹے ملے۔ آپا سیندھیا نے دو کروڑ روپیہ طلب کیے
رام نراین نے کہا کہ پچاس لاکھ روپیہ دینگے آخر کار ملہر راؤ ایک کروڑ پر راضی ہوا
اور آپا صاحب کو بھی سمجھا کر راضی کیا اور بعض کہتے ہیں کہ دس ہزار روپیہ تاوان جنگ
کا اقرار ہوا بہر حال مرہٹے دہلی کیطرف روانہ ہوئے اور جلد آپہونچے ایک عہدہ دار

[illegible] مقامات لوٹ کر روانہ ہوا تو ابھی کم گئے تھے کہ جب نواب کا بیٹا محمود خان جس کی عمر [illegible]
وقت ۲۵ سال کی تھی اودہ ہوکر جہونسی سے بسمت مغرب روانہ ہوا اثناے راہ مین للتیا
گہیری کے زمینداروں نے نواب کے توشہ خانہ کی گاڑیان لوٹ لین یہہ گہڑہ ص
ریل لکھنؤ سے جنوب کی طرف واقع ہے جب محمود خان کو یہہ خبر ہوئی کہ اسباب لٹ گیا اور چند
سپاہی مارے گئے اوسنے فوراً مقام کیا اور گانون کو لوٹ کر باشندون کو قتل کر ڈالا بعد
لڑائی کے کئی ہزار مندوقی گانون سے واپس ملے جب وہ مغرب کی طرف آگے بڑھا اوسنے
سنا کہ لکھنؤ اور کاکوری کے شیخون نے سر اُٹھایا ہے اور پٹھانون کو نکال دیا ہے چونکہ اوسوقت
مین استقلال ممکن نہ تھا یہہ نوجوان نواب آگے بڑھتا ہوا بلگرام کے قریب پہونچا یہان
اوسکو دکھ لکہہ ہوئی بالآخر ساندی پالی سے گذر کر دریاے گنگا کے کنارے اوس مقام
پہ پہونچا جس کی دوسری جانب بمقام فتحگڑہ اوسکے باپ کا لشکر گاہ تھا نواب احمد خان الہ آباد
سے روانہ ہوکر چھہ روز کے عرصہ مین اپنی دار الریاست کو پہونچا مگر اوسکے ساتھی جو محض زر
آشنا تھے راستے سے اوسکے ساتھ چھوڑ چھوڑ کر جائے عافیت مین پناہ گزین ہوئے صرف
وہ لوگ جنکو نام و مرتبہ کا خیال تھا وہ ساتھ رہگئے پہلے اوسنے بی بی صاحبہ اور اپنے
دوسرے رشتہ دار مستورات کو کسی موقع پناہ مین پہونچا دینے کی فکر کی یہہ سب بمشکل تمام
وہان سے آنولہ شاہجہانپور کو روانہ ہوئین شہر کے بہت سے باشندون نے جب بی بی صاحبہ
کو وہان سے جاتے دیکھا اپنا اپنا گھر چھوڑ دیا نواب نے ہر سردار کو نام بنام طلب کیا اور اونسے
صلاح پوچھی کہ دشمن سے کس طرح مقابلہ کرنا چاہیئے تمام رئیس و فوج کے سردار و تاجر و مہاجن
اور بازار کے بڑے بڑے آدمی اور وہ لوگ جو لئیق و عاقل مشہور تھے نواب کے روبرو حاضر
ہوئے انہون نے عرض کی کہ دشمن کے ساتھ فوج بیشمار ہے اور نواب کی فوج مقابلہ اوسکے
گویا دال مین نمک کے برابر ہے یہہ سچ ہے کہ نواب کے آدمی تھوڑے تو ہین مگر بہادر ہین
لیکن بزرگون کا قول ہے کہ ایک شخص مقابل حریف کے جنگ کر سکتا ہے اور نہ ایک ہزار سے

کی وقت ہوگی لہذا بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ [illegible]ا پار ہوکر [illegible]
جانب مغرب روانہ ہوں اس میں چند فواید ہیں ایک تو شتاب زدگی کرنا شریر کی فوج بھی
منتشر ہوگی اور زمیندار لوگ اودھ کے جو اپنے اپنے گھروں سے بھاگ گئے تھے وے بے کھٹکے
مدد روپے اور سپاہ سے دینگے دوسری وجہ یہہ ہے کہ بہت سی ناآشنا فوج یعنی کرایہ
کی فوج جو آپکے حکم میں جمع ہوئی ہے جب آپ فرخ آباد کو بعجلت روانہ ہونگے یہہ سب
ساتھ چھوڑ دینگے۔ نواب نے کہا میں اپنے سرداروں سے مشورہ کر دیکھوں اونکی کیا
رائے ہے پھر راجہ رخصت ہوا نواب نے رستم خان بنگش و گل خان علزئی و محمد خان آفریدی و شجاعت
اورکزئی و حاجی سردار خان و دیگر سرداران کو طلب کیا جسوقت انہوں نے راجہ کی صلاح سنی
انہوں نے کہا علیحدہ باہم مشورہ کرکے جواب دینگے زاید لوگوں کی رائے یہہ ہوئی کہ گنگا کو نہ
جانا چاہیئے فقط حاجی سردار خان کی رائے اسکے خلاف تھی سب افغان سردار نواب کے پاس
حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اگر گنگا پار جائینگے تو دشمن بالیقین یہہ تصور کرینگے کہ ہم خوف سے
بھاگ گئے ہم کو خوف نہ کرنا چاہیئے یہہ وہی منصور ہے جسے ہم ایکبار زک دے چکے ہیں اور
اللہ کی مدد سے اپنی تلوار کے زور سے اس مرتبہ دشمن کو زندہ نہ جانے دینگے اور ہمارے
نزدیک اوسکے فوج کی یہہ وقت ہے جیسا کہ مثل مشہور ہے کہ مرے کو مارنا کیا مشکل ہے
نواب نے حاجی سردار خان کی طرف مخاطب ہوکر پوچھا تم کیوں خاموش ہو اوسنے جواب دیا
کہ میری بات سے یہہ لوگ خوش نہ ہونگے میری رائے راجہ پرتھی پت کی رائے سے مطابق
ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اون کی رائے بہت مناسب ہے حسب صلاح سرداروں کے فرخ آباد
کی طرف کوچ کا حکم ہوا راجہ کو طلب کیا اور جو کچھ مشورہ قرار پایا تھا اوسے اونکو اطلاع دی
راجہ نے پوچھا مجھے کیا حکم ہوتا ہے نواب نے کہا میں تمکو بالفعل اس ملک میں بطور اپنے نائب
کے چھوڑے جاتا ہوں لہذا تم اپنی زمینداری کو واپس جاؤ اور اودھ کے زمینداروں سے کہو
کہ اپنے اپنے گھروں میں جا بسو راجہ کو اسوقت خلعت مرحمت ہوا اور وہ رخصت ہوکر دریا

احمد خان ... ملا ... مرہٹہ ... جا کر چارون طرف رسد بند کر دے اور انہین سے گیا گیا
یا جارو طرف کو نہ پہونچنے پاوے بموجب حکم کے اُنہون نے تانتیا کو بجمعیت دس ہزار سوار
فرخ آباد کی طرف روانہ کیا جب سوار شہر کے قریب پہونچے اُنہون نے دیکھا کہ سردار چھوڑ کر
چلے گئے ہین اُنہون نے بہت سے گانون اور قصبون کو آگ لگا دی جب مرہٹون کے سوار شہر
مین پہونچے اور شہر کو مفلسی و پریشانی و بھوک پیاس مین مبتلا پایا تب لوٹ و غارت کی جو امید
اونکے دل مین تھی وہ سب جاتی رہی اب وے اوس مقام کی طرف روانہ ہوئی جہان نواب
امادہ جنگ مقیم تھا جب اونکی نظر فوج پر پڑی اونہون نے باہم کہا کہ بھیرا و سدھیا نے ہمکو
اس فوج سے لڑنے اور اوسکے محاصرہ کرنے کو بھیجا ہے لیکن یہہ نواب ایسا جری ہے اور اوسکی
قوم ایسی بہادر ہے کہ اوسنے تھوڑی ہی فوج سے وزیر کی بیشمار فوج کو زک دی اپنے لوگون کے
ساتھہ بڑے حزم و احتیاط سے مقابلہ کرنا چاہئے یہہ سُنکر کچھہ تو مین یاقوت گنج مین کہ شہر
جلالپور سے پانچ میل اور فتحگڑہ سے چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے تانتیا نے لئے چند سوار
اوس طرف روانہ کئے اُنہون نے چند گنوارون کو مجروح کیا اور توپین اپنے لشکر کی طرف کھینچ لیگئے
جب قاسم باغ کی قریب پہونچے جو فتحگڑہ سے نصف میل جنوب مین ہے میدان پٹھان گذہون کا
کمین گاہ مین تھے فوراً مرہٹون پر آن پڑے توپین اُنسے چھین لیں اور پھر کر اونہین پر سرگین
اور گولی اور بان اور تیر چلانا شروع کئے یہانتک کہ کتنے مرہٹون کے آدمی کھیت رہے اور باقی
بھاگ نکلے جب تانتیا نے یہہ آفت دیکھی خود گھوڑے پر سوار ہو کر اپنی فوج کو حملے کا حکم دیا تانتیا
کی کل فوج پٹھانون پر آ پہنچی اور گولی اور بان اور تیر چلانا شروع کئے یہہ شور و غل توپون کی آواز سنکر
نواب احمدخان سوار ہو کر اپنے توپخانہ کے پاس آ کھڑا ہوا اور اپنے چیدہ رسالدار کو حکم دیا
کہ ان پٹھانون پر کمک لیکر چلو سب سے اول جا کر مدد کرو شادمان خان اور ... و ساعت خان و نیک
و محمد خان آفریدی و محمد پٹھان آفریدی خان میان خان ... محمد خان کوالیاری و ... سردار خان
برادر نواب ... عزت خان نور خان ولد خلیل خان سید ... خان ... و دیگر افغانان سردار

اِس مین شک نہین کہ نواب بادشاہان فرنگ سے مقابلہ کرنے کی طاقت ، ساتھ ہی مرد وزیر اپنی
سابق کی بدنامی اور شکست کے داغ کو مٹانے کے واسطے ہندوستان کی تمام فوج ہمراہ لیکر
آیا ہے جاٹ و مرہٹے مور و ملخ کی طرح ایک انبوہ کثیر کے ساتھ آئے ہین لہذا مصلحت وقت
یہہ بھی ہے کہ یہان سے حسین پور کے گھاٹ پر گنگا کے کنارے اٹھ چلنا چاہئے وہان ایک
چھوٹا سا قلعہ ہے جہان سے تھوڑی فوج بڑی فوج کا مقابلہ کر سکتی ہے اس قلعہ کے گرد بڑا
وسیع میدان ایک میل کا ہے اور اس میدان کے کنارے پر ٹوٹے غار اور جنگل ہین اب
اس مقام پر پڑاؤ ڈالنا خوب ہوگا اسکا مذکور نہین ہے کہ شہر کا قلعہ کیون بیکام ٹھہرا شاید وجہ
یہہ کہ دشمن اطراف کی آمد و رفت روک دین اور آمد رسد بند کر دین فرخ آباد کے نیچے دریا
بھی ہے جسمین کشتیان بہ آسانی مہیا ہو سکتی ہین مگر تاوقتیکہ دشمن پار ہوکر دوسرے کنارے
پر قابض نہ ہو یہہ خوف کشتی موجود ہونے نہین ہو سکتا ہے باستماع صلاح سرداران و رشتہ داران
و شمشیر کاران نواب نے اسی مشورہ پر اتفاق رائے کیا اور علی الصبح گھوڑے پر سوار ہوکر معہ
لشکر دریاے گنگا کے کنارے مقام معینہ پر جا پہونچا اور وہان لشکر گاہ قرار دیا دوسرے
روز توپخانے پہونچے اور توپین لشکر مین داخل ہوئین نواب خود خندقون و غارون کی طرف
جنکا مذکور ہو چکا ہے گیا اور وہان توپین زنجیرون سے باہم کس کر نصب کین توپون پر اپنے
بھائیون اور رسالدارون کو متعین کرکے خود لشکر گاہ کو آیا اور ناؤون کا ایک پل تیار کر دیا
جس وقت پل تیار ہوا نواب کا بیٹا محمود خان گنگا کی دوسری جانب یعنے بائین کنارے پر
پہونچا اور شادل خان غلزئی بھی قادر چوک سے آیا اپنے پہونچنے سے دوسرے روز دونون
نے نواب کی ملازمت حاصل کی اب ہم وزیر کی طرف مخاطب ہوتے ہین کہ وہان کیا گذری جب
وزیر کو خبر پہونچی کہ نواب احمد خان الہ آباد سے واپس آیا ہے اور شہر کی حفاظت کی تیاری
کر رہا ہے اوسنے ملہر راؤ کو طلب کیا اور پوچھا تمہاری کیا رائے ہے انہون نے جواب دیا
کہ ہم تمہارے مطیع حکم ہین وزیر نے حکم دیا کہ اپنے کسی معتبر سردار کو ایک قوی فوج کے ساتھ

دشمن سے حملہ کرین حافظ رحمت خان نے پہلے تو یہہ عذر کیا کہ ابھی ہمکو قایم خان کے خون کا دعوی باقی ہے تاوقتیکہ وہ ہو جاوے ہمکو اپنے آدمی تمھارے قابو میں کرنے سے خوف آتا ہے نواب نے جوابدیا کہ ہم نے قایم خان کا خون معاف کیا آج سے تا قیامت اوسکا دعوی ہم نہ کرینگے بعد پہونچنے اس خط کے سعد اللہ خان نے حافظ رحمت خان دوندے خان وملا سردار خان وبہادر خان چیلہ وفتح خان کو طلب کیا رحمت خان بباعث اسکے کہ وزیر سے اور اوس سے اتحاد تھا خاموش بیٹھا رہا اور دوسرے سردار بھی اوسکی خاموشی کی وجہہ سے کچھہ نہ بولے سعد اللہ خان نے حافظ رحمت خان سے پوچھا کہ تم کچھہ بولتے نہین تب حافظ رحمت خان نے کہا آخر تمھارا ارادہ کیا ہے اوسنے جوابدیا جو سب سردارون کی راے ہوگی وہی میری راے ہے حافظ رحمت خان نے جوابدیا کہ اس لڑائی مین کسی جانب شریک نہ ہونا چاہیئے بہادر خان چونکہ شجاعت خان کے باعث سے سب روہیلہ سردارون مین عزت رکھتا تھا بول اوٹھا چپ کیا ای سردار و دستار کے عوض زنانہ برقع کیون نہین پہن لیتے ایسے نامردی کے الفاظ کبھی کسی پٹھان کے منہہ سے نہ نکلے ہونگے اور نواب کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ اگر کوچ کا حکم نہ ہوگا تو کل مین اپنی پلٹن لیکر بغیر حکم روانہ ہو جاونگا اور جس پٹھان کو اپنے نام اور آبرو کا خیال ہوگا اوسکو ساتھہ ہونیکا اختیار ہے یہہ کہکر وہانسے رخصت ہوا اور تیاری مین مصروف ہوا نواب سعد اللہ خان محل مین گیا اور جو صحبت حافظ رحمت خان وبہادر خان مین ہوئی تھی لفظاً لفظاً اپنی مان سے بیان کی اور پوچھا کہ مین حافظ رحمت خان کی بات سنون یا بہادر خان کا شریک ہون مان نے جوابدیا کہ ایسے امور مین ہم مستورات سے مشورہ لینا کیا مناسب ہے جو تمھارا دل قبول کرے سو کرو میری راے مین یہہ آتا ہے کہ حافظ رحمت خان وزیر کی جانبداری کی وجہہ سے منع کرتا ہے اور بہادر خان اپنے عزت ونام کے واسطے یہہ عزم کرتا ہے یہہ گفتگو اپنی مان سے سنکر نواب سعد اللہ خان باہر آیا اور اپنے خاص خاص سردارون کو طلب کیا اور کہا کہ احمد خان کی درخواست مدد کو نامنظور کرنا بڑی نامردی کی بات ہے جو ہو سو ہو کل مین

مورچہ کو چھوڑکر پٹھانون کی مدد کو پہونچے تامیا بھی کو پیر بڑھا اُسکو لڑکر ہٹا دیوے جب دونون
فوجین قریب ہوئین بندوقین موقوف ہوئین اور تلوار چلنے لگی پٹھانون نے یہان تک سختی سے
حملہ کیا کہ گردن پکڑ پکڑ کر تلوارین چھین لین آخرکار مرہٹے حملہ کی تاب نہ لاکر بھاگے جب اس فتح
کی خبر احمد خان کو پہونچی اوسنے شتر سوار بھیجا اور حکم دیا کہ آگے نہ بڑھین یہین سے واپس آوین
سردارون نے یہہ حکم سُنکر توپین جو واپس لی تھین آگے روانہ کین اور خود طبل فتحمندی کے ساتھ
اونکے پیچھے ہولئے۔ نواب نے ہر سپاہی کی بڑی تعریف کی اور سردار کو خلعت عنایت کیا اور
اپنے خیمے کو واپس گیا۔ تامیا کی شکست کی خبر سُنکر وزیر معہ جاٹ و مرہٹون اور باقی فوج کے کوچ
کرکے نواب کے لشکرگاہ کے خندق کے قریب آپہونچا۔ ملہرراو و آپا سیندھیا و تامیا کو قاسم
باغ مین چھوڑکر خود آگے بڑھا اور سنگی رامپور مین پہونچا۔ یہہ ایک گھاٹ دریاے گنگا کا دریاے
مکورنگے دسنے کنارے پر قریب بارہ میل گنگ سے بڑھکر پرگنہ بھوجپور مین ہے یہان اوسنے
اپنا لشکرگاہ قایم کیا اور نور الحسن خان بلگرامی کو حکم کیا کہ کشتی کا ایک پل تیار کراوے جب
نواب احمد خان کو یہہ خبر پہنچی اوسنے اپنے بیٹے محمود خان کو حکم بھیجا کہ وہ تین ہزار سپاہی متعین
کرکے وہ لوگ پل تیار نہ ہونے پاوے اس نوجوان نواب نے شادل سنگہ برادر شمشیر جنگ
چیلہ محمود کو اوس طرف بھیجا یہہ سردار معہ فوج کے اوس مقام پر گیا دیکھا تو آدھا پل تیار ہوگیا
تھا اوسنے ایسے گولے اور بان اور تیر چھوڑنا شروع کئے کہ دشمن پل چھوڑکر بھاگ گئے اس
مرتبہ تو اونکو اس کوشش مین ناکامیابی ہوئی مگر دوسری بار پھر کام شروع کیا اور زیادہ کامیابی
حاصل ہوئی جب اول اول وزیر کے واپس آنے کی خبر مشہور ہوئی نواب نے ہر جانب مدد
کے واسطے لکھا علاوہ دوسرون کے اوسنے نواب سعد اللہ خان اور حافظ رحمت خان سرداران
روہیلہ کو بھی طلب مدد کے تحریر کیا اور یہہ لکھا کہ اگرچہ ہمارے تمہارے درمیان مین مناقشہ ہے
لیکن باہمی جھگڑے ہوتے رہینگے لیکن یہہ ضرور ہمین ہے کہ غیر کے ہاتھ سے بھی ضرر سے دور
رکھا جاوے۔ امید ہے کہ آپ فوج براے مدد روانہ کرینگے تا کہ ہم اس غنیم پر جو ہم دونون کا

منصور علی بھی ہوتا ہا اور بلی فوج مین سے قریب کو کچھہ سپاہی نکلکر مرہٹون پر حملہ کرتے مین اور اونکی
سر نیزون پر لیجاتے ہین آخر اس غفلت کا سبب کیا ہے مجھے بتلاؤ نہین تو مین تمہاری ڈاڑھی
پھونک دونگا تم اوس طرف کے مقام پر جاؤ اور دشمن سے لڑو اور ان دونون باتون
مین سے کوئی مرتضیٰ ہو یا قدمون [illegible] شکست دیکر اور اون کے سر لاکر میرے قدمون پر ڈالو
یا اپنی جان دو - یہہ خبر سنکے اگر مرہٹون مین شریک ہوے اور تہوڑی دیر کے آرام کے بعد
قاسم باغ کی طرف اوس جانب بڑھے جہان توپخانہ تہا یہہ حکم منصور علیخان تیرھوین بیٹے نواب
[illegible] کے قائم تھا باغ اور توپخانہ کے درمیان مین کوئی پناہ نہ تھی فقط ناہموار زمین تھی جب
پٹھان سوارون نے دیکھا کہ سر نیچے تو توپخانہ کے قریب پہونچے ہوے اپنے گھوڑے پر سے
[illegible] اون سب نے متفق ہوکر حملہ کیا پٹھان جو دشمن کے مستقل بھی
[illegible] ایک باندہ اونکی بیری اور بان چلانے بعد ازان تلوارین کھینچ کھینچ کر اوتر پڑے اور
پیچھے سے حملہ آورون کو تہ تیغ کیا جو باقی بچے انہون نے بھاگ کر قاسم باغ مین پناہ لی
[illegible] نے تعاقب کیا اور باغ سے اونکو نکالکر خود قابض ہوگئے قاسم باغ کی طرف باغ کے
مشرق مین [illegible] میدان مین [illegible] جہان مرہٹون کی بڑی فوج کمین گاہ مین تہی جب
مرہٹون نے دیکھا کہ غنیم کی فوج بھاگی اور پٹھان [illegible] چھوڑ کر اونکے تعاقب باغ تک
پہونچے [illegible] سے مرہٹون کے سوار درمیان افغانان محمد خان اور اونکے توپخانہ کے درمیان آگئے
پھر [illegible] توپخانہ کے صاحب [illegible] افغان نے دیکھا کہ دشمن نے ہمارا واپسی کا رستہ
روک دیا ہم [illegible] سے گہوڑون کے پیرون پر چلاؤ اور [illegible] بھی پیچھے گہوڑون
کے پیرون پر لگاؤ جب دشمن گر جاوین پھر اونکو قتل کر لینا ہم [illegible] تجویز تھا مگر ابھی خود
مرہٹون پر حملہ کیا [illegible] مار لیا آخر مرہٹے اور [illegible] جنگ شروع ہوئی منصور علیخان
صاحبزادہ یہہ جنگ اپنے مورچہ سے دیکھہ رہا تھا یہہ دیکھکر اوسنے اپنی تلوار لی اور جلدی
یا دشمن کی طرف چلا اوسکے ہمراہی بھی فقط تلوار لیکر اوسکے ساتھ گئے مرتے [illegible]

روانہ ہونگا جسکا دل چاہے میرے ساتھ چلے اور دوسرون کو اختیار ہے اوسنے بہادر خان
کو بلاکر یہہ حکم دیا کہ میری فوج مین یہہ حکم سُنا دو کہ جو جواپنے تئین میرا ملازم جانتے مین
تیاری روانگی کی کرین نہین تو مین سب کو برطرف کر دونگا بہادر خان نے یہہ حکم سنا دیا سوا
حافظ رحمت خان دوندی خان کی فوج کے باقی ہمراہی فتح خان خانساماں روانگی پر آمادہ
ہوئے اور دوسرا کوچ ہوا۔ یہان کچہہ مذکور فتحگڑہ کے لڑنے والون کا ہوتا ہے۔ ہر روز ملہر راو
اور آپا سیندہیا کے لشکر سے نواب احمد خان کے لشکر پر طلوع آفتاب سے تا قریب غروب
برابر توپین چلا کرتی تھین اور ہر شام کو افغان اپنی خندقون سے نکلکر توپخانہ پر حملہ کرتے
تھے اور جو لوگ توپون کی نگرانی پر ہوتے تھے اونکو بھگاکر دو ایک چھوٹی توپین اپنے لشکر
مین کھینچ لاتے تھے تھوڑی دیر قبل از غروب جو لوگ خندقون مین پوشیدہ ہوتے تھے نکلکر
اپنے کھانے پکانے یا کسی کام مین مشغول ہوتے تھے اور عہدہ دار نواب کی ملاقات کو
جاتے تھے ایک روز وے سب نواب کے خیمہ کے قریب بیٹھے تھے دشمن نے سب کو اکٹھا
دیکھکر اپنی ایک بڑی توپ اُنکی طرف رخ کرکے سر کی۔ اتفاقاً گولہ کاظم خان ولد شمشیر خان
شہید کے پہلو مین لگا یہہ اوسوقت عصر کی نماز پڑہ رہا تھا علاوہ ازین نواب شادی خان
محمد خان کے سولہوین بیٹے کا بازو اس سے اوڑگیا اور دو ایک کو زخمی کیا یہہ سب مرگئے
جب یہہ خبر نواب احمد خان کو پہونچی وہ پالکی پر سوار ہوکر وہان آیا اور اونکے کفن دفن کا
حکم دیا اور کہا مجھے خدا کی ذات سے امید ہے کہ اُنکے انتقام مین دشمن کے چند لوگون کو ضرور
ہلاک کرونگا۔ لاشون کو دفن کرنے کے بعد پٹھانون کا ایک دستہ محاصرہ میں سے نکلا اور
مرہٹوں کے لشکر پر ٹوٹ پڑا تمام رات ایسی بہادری سے لڑے کہ مرہٹون کے قدم ہٹا دیئے
جب صبح ہوئی طبل بجاتے ہوئے اور تلوارین کھینچے ہوئے اور بہت سے مرہٹون کے سر
نیزون پر لئے ہوئے اپنے لشکر مین واپس آئے جب شبانہ حملون کی خبر وزیر کو پہونچی اُسنے
مغل سردارون اور قزلباشون کو طلب کیا اور پوچھا کہ یہہ کیا بات ہے کہ احمد خان باوجودیکہ

خوبی سے ممکن ہوا احمد خان سے صلح کرنا مشکل ہے کہ صلح ہر حال میں عداوت سے بہتر ہے دوسرے روز وزیر ملہر راو و آپا سیندھیا کے لشکر میں گیا اور سعد اللہ خان کے کوچ کا حال بیان کرکے کہا کہ تمہاری صلاح کیا ہے ملہر راو اور آپا سیندھیا نے اپنے خاص خاص عہدہ داروں کو بلایا اور اونسے کل حال بیان کرکے مشورہ پوچھا جملہ سرداروں نے باستثناے آپا سیندھیا کے جو پوشیدہ احمد خان کا دوست تھا کہا کہ ہم بالکل وزیر کی تجویز پر ہیں ہمارے پوچھنے کی کچھ حاجت نہیں ہے ہمیں جو حکم ہوگا اوسکے بجالانے پر مستعد ہیں تب وزیر نے آپا سیندھیا کی طرف متوجہ ہوکر پوچھا کہ تمہاری خاموشی کا کیا باعث ہے اوسنے جواب دیا کہ عیان راچہ بیان جو کچھ ماجرا اب تک گذرا ہے اوس سے سب واقف ہیں یہہ لوگ جنگ کرنے سے کچھ عاجز نہیں ہیں روہیلا تو بالکل عداوت پر آمادہ تھے مگر اونکو کامیابی نصیب نہیں ہوئی وزیر کے لشکر میں اگرچہ فوج ہے مگر اوسکی جو کچھ حالت ہے اوس سے وزیر خود واقف ہے احمد خان اون کی فوج پر غالب رہا ہے اور جب سعد اللہ خان اوس سے متفق ہوجاویگا تو اونکی فوج کو شکست دینا مشکل ہوویگا وزیر نے سرداران مرہٹہ سے یہہ بھی بیان کیا کہ حافظ رحمت اللہ خان لکھتا ہے کہ سعد اللہ خان بہادر خان کے اغوا سے احمد خان کی مدد پر آمادہ ہوا ہے بعد اس مذکور کے حافظ صاحب صلاح دیتا ہے کہ احمد خان سے صلح کرلینا چاہیئے اب تمہاری صلاح کیا ہے انہوں نے جواب دیا اس میں کیا بہتر ہے دونوں جانب کی جانیں بچینگی اب یہہ پوچھا کہ اس عہد و پیمان کی ابتدا کیونکر ہونا چاہیئے اگر ہماری جانب سے کوئی تحریک ہوگی تو اوس سے ہماری کسر شان ہے آپا سیندھیا نے کہا کہ میری رائے میں نواب عزت خان و رحمت خان کے بلانے سے یہہ حجت رفع ہوسکتی ہے ملہر راو اور آپا سیندھیا مع دیگر سرداران وہاں سے اوٹھ کر دوسری جگہہ جاکر مجتمع ہوئے اور نواب عزت خان و رحمت خان کو بلوا بھیجا جب وہ پہنچے اونسے کہا کہ ہم یہہ نہیں چاہتے ہیں کہ احمد خان بالکل مٹ جاوے یا وہ اپنے ملک سے نکالا جاوے یا میدان میں اپنی جان دیوے چونکہ ہمارا منشا ہے کہ وزیر اور احمد خان میں صلح ہوجاوے

رفتیاری بھی ساتھ تھا اس حسام الدین کی کتاب سے ہم نے اس کتاب میں نقل کیا ہے منصور علیخان
نے اپنے ساتھیوں میں اون لوگوں کو جو اتفاقاً شریک ہو گئے تھے جب شمار کیا تو معلوم ہوا کہ قریب
ایکہزار آدمیوں کے تھے پھر جب کہ افغانوں اور مرہٹوں کے بیچ میں گھوس پڑے انہوں نے
دوسری جانب [illegible] یعنی مشرقی سمت سے دوسرے مورچے کے لوگ
[illegible] سعادت خان بنگش ترکی و حافظ خان خٹک انور خان گوجر اور
دوسرے افغانوں نے ایسی شمشیرزنی کی کہ مرہٹوں کے قدم اٹھ گئے جب تاتیا نے دیکھا کہ
میرے لوگ بھاگ گئے رہین کہ ایک تو وہ سابق کی شکست کی بدنامی سے غصہ ہو رہا تھا اور
اوسوقت وہی آثار نمودار ہوئے اور گھوڑے پر سے اوتر پڑا اور چلایا کہ میں پیچھے ہٹنے سے جان دینا
بہتر جانتا ہوں لیکن لوگ اوسکو سوار کرا کے بزور لشکر کو واپس لائے جب مرہٹوں نے
پسپائی کی اور بھاگنا شروع کیا تب منصور علیخان اور دوسرے سرداروں نے اپنے اپنے گھوڑے
بڑھائے اور سوار ہو کر اون کے تعاقب میں باغ کے مشرقی گوشہ تک گئے یہاں سے انہوں
نے دیکھا کہ مرہٹے نہایت پریشانی سے اپنے لشکر میں پہونچے منصور علیخان سب سرداروں باغ
کے مشرقی کنارہ کو داہنے ہاتھ پر چھوڑ کر گھوم کے باغ کے بائیں گوشہ کی طرف آئے اور
مقام پر پہونچے نواب احمد خان اوسوقت اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر توپخانے کے قریب آیا اور
منصور سے کہا کہ مورچہ چھوڑ کر مت جایا کرو اور خندق سے آگے اپنی فوج کو مت لیجایا کرو تاکید
مرہٹے [illegible] زیادہ تکلیف نہ دیجئے منصور علیخان اپنے مورچہ قدیم پر آیا احمد خان نے اونکی بہت
تعریف کی سب سرداروں کو حکم دیا کہ اپنے اپنے مورچے پر ہوشیار ہو کر بیٹھے رہیں احمد خان بھی
قیامگاہ کو واپس آیا جب فتح گڑھ کے محاصرہ کو ایک مہینے سے زیادہ عرصہ گذر گیا تب خبر
معلوم ہوئی کہ سعادت خان قریب آپہونچا اس خبر سے وزیر دلبر ہوا اور ایا بسیندھیا کو
نہایت تردد پیدا ہوا حافظ رحمت خان نے وزیر کو تحریر کیا کہ ہر چند میں نے سعد اللہ خان کو
بہت سمجھایا مگر اوس نے نہ مانا اور احمد خان کی مدد کو روانہ ہوا ہے لہذا میری صلاح یہ ہے کہ جس

کہ مین مجبور ہون کیونکہ مین کسیوقت اونسے میدان مین لڑنے پر مستعد ہون وزیر کو جو مین نے زک دی
ہے وہ ایک تخیل ہو گئی ہے سورج مل بھی وہی ہے جو تاب مقاومت نہ لاکر وزیر کے ساتھہ بھاگ
گیا انشاء اللہ تعالی بعد فتح اونکو معلوم ہو گا کہ دلیرت اور نامور لوگ کسطرح مقابلہ کرتے ہیں یہہ کہکر
اور الف خان کو خلعت و شمشیر و اسپ دیکر رخصت کیا الف خان کے جانے بعد قاصد نے آکر خبر
دی کہ کل نواب سعد اللہ خان دریاے گنگا کے کنارے مقام کریگا فوراً حکم ہوا کہ نواب محمود
خان و منور خان اوسکی پیشوائی کو جاوین طلوع آفتاب سے ایک گھنٹہ قبل دونون سردار
نواب سعد اللہ خان کے استقبال کو گئے روز دیگر نواب سعد اللہ خان کی فوج طبل بجاتی ہوئی
اور تلوارین کھینچے ہوئے نظر آئی کہتے ہین کہ یہہ بارہ ہزار جوان تھے ۔ تمام افغان اور روہیلی
اور ہر طرف کے سپاہی اس کمک کو آتے دیکھکر فرط خوشی سے توپین داغنے لگے وے خوشی
سے ایسے ہوئے کہ خدا کو بھول گئے سید اسد علیشاہ معہ حسام الدین و دیگر اشخاص دریا کے کنارے
پر بیٹھا ہوا سعد اللہ خان کی فوج کو آتے دیکھہ رہا تھا جب شاہ صاحب ممدوح کی نظر اس فوج پر پڑی
ایک کیفیت اونپر طاری ہوئی اور اس حال کی حالت مین فرمایا کہ مقتول ہوئے اور مغلوب ہوئے
جب وہ کیفیت زائل ہوئی کہنے لگے کہ ان کی خوشی اور خرمی خدا کو خوش نہ آئی وے دیکھینگے
کہ کل کیا پیش آتا ہے سعد اللہ خان نے اپنے خیمے دریاے گنگا کے دوسرے یعنی بائین کنارے
پر استادہ کئے اور احمد خان نے اوسکے واسطے ہر قسم کا کھانا مستجاب خان وزکی
کے ہاتھہ بھیجا اور نواب احمد خان نے سعد اللہ خان سے کہلا بھیجا کہ کل دریا اوترآو
کیونکہ فوجون کا متفق ہونا ضرور ہے یہہ پیغام سعد اللہ خان کو پہونچا لیکن اوسنے
کہا کہ مین اپنے خاص خاص سرداروں سے مشورہ کرکے جواب دونگا تب
اوسنے بہادر خان اور فتح خان کو طلب کرکے اول یہی احمد خان کا
پیغام کہا بہادر خان نے جواب دیا کہ قوم افغانان کے سردار کے روبرو
سے بلا نذرانہ جانا مناسب نہین ہے احمد خان کو جواب بھیجنا چاہئے کہ انشاء اللہ کل

لہذا ہم آپ سے درخواست کرتے ہین کہ آپ شرائط تجویز کرین اب اون دونون خانون سے جو
ظلم وزیر کے ہاتھ احمد خان کے خاندان کو پہونچے تھے بیان کئے اور مرہٹون کو بھی ملامت کی
کہ تم مین اور غضنفر جنگ کے خاندان مین جو اتحاد تھا وہ تم بھول گئے مرہٹون نے تسلیم کیا کہ
بیشک ہم سے سابق مین سستی ہوئی مگر ہم مجبور ہین کہ شاہ ہند کا فرمان ہمارے نام اس حکم
کا جاری ہوا ہے کہ وزیر کے ماتحت ہون اور اب تک ہم نے بالکل بے پروائی سے جان بچا کر
جنگ کی ہے تب غیرت خان و رحمت خان نے کہا کہ بادشاہ نے سخت ستم کیا جو ایسا سلوک
غضنفر جنگ کے خاندان سے کیا اور بہت سے اعتراض کئے بعد اس قیل و قال کے پوچھا کہ
اب تجویز کیا ہے مرہٹون کہا اسوقت آپ تشریف لیجاوین ہم باہم سردارون سے مشورہ کرتے
ہین جو کچھہ طے پاویگا اوس سے آپکو اطلاع دیجاویگی دونون پٹھان رخصت ہوکر اپنے خیمون
کو آئے اور مرہٹے مشورہ کرنے لگے آخرالامر یہہ طے پایا کہ وزیر دس لاکھہ روپیہ بطور
خونبہا غضنفر جنگ کے بیٹون کے ادا کرے اور علاوہ ملک موروثی کے وزیر اپنے دو محال
سانڈی و پالی احمد خان کے حوالے کردیوے جب اُنہون نے اس شرائط کی اطلاع وزیر کو
کی اوسنے منظور کرلیا تب سرداران مرہٹہ نواب عزت خان و رحمت خان کے خیمون کو گئے اور
اونسے شرائط مجوزہ بیان کئے انہون نے اون شرائط کو بحق نواب احمد خان بہت مناسب تصور کیا
تب اُنہون نے کہا کہ کوئی معتبر شخص واسطے طے اس معاملہ کے نواب احمد خان کے پاس بھیجا جائے
نواب عزت خان نے اپنے بھائی الف خان کو اس کام کے واسطے تجویز کیا الف خان نے
نواب احمد خان کی خدمت مین جاکر عرض کی کہ دس لاکھہ روپیہ اور سانڈی پالی آپ کو
دینا تجویز ہوا ہے۔ جونہین یہہ بات احمد خان نے سُنی اوسنے کہا کہ اگر وزیر دس کروڑ روپیہ
میرے بھائیون کے خونبہا مین دے مین قبول نہ کرونگا اور اگر وزیر کے عوض بیٹے قتل ہون
تب بھی مین راضی نہ ہونگا اوسنے صلح کو نامنظور کیا اور کہا کہ اب یہہ معاملہ تلوار سے طے ہوگا
اور یہہ مصرعہ پڑھا ؎ ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش کردند ٭ دشمنو تمکو یہہ تصور کرنا چاہئے

اِس طرح سے گھیر لیا تھا جیسے شکار کو گھیر لیتے ہین اور تیر اور گولی اُنپر برسانا شروع کی اُنھوں نے
بھی تلوار اور دہوپ اور برچھی و نیزہ سے بعض کو زخمی و قتل کیا جب تک بہادر خان کے جسم مین جان رہی تلوار ہاتھہ
سے نہ چھوڑی اور اپنے نام کے موافق کام کیا۔ کوئی اوس کی مدد کو نہ آیا آخر گھوڑے سے گر کر
جان بحق تسلیم ہوا دشمنون نے اوسکا سر کاٹ لیا اور جو کچھہ سپاہی باقی رہ گئے اوہنوں نے
بھاگ کر جان بچائی اِس منحوس شکست سے جنگ کی صورت بالکل بدل گئی تاریخ اِس شکست
کی ابتداے جمادی الثانی ۱۱۶۴ہجری ہی ۱۶ اپریل سے لغایت ۱۵ مارچ ۱۷۵۱ء جب
سعد اللہ خان نے سُنا کہ بہادر خان قتل ہوا اوس نے فتح خان خانساماں سے پوچھا کہ
اب کیا صلاح ہے بہادر خان سے سب سردار عداوت رکھتے تھے آنولہ سے رخصت ہوتے وقت
حافظ رحمت خان نے مخفی فتح خان سے کہا تھا کہ بہادر خان ضرور جنگ مین آگے ہوگا ایسی تدبیر
کرنا کہ کوئی شخص اوسکو مدد نہ دینے پاوے اور وہ مغلوب ہو کر مارا جاوے اور اس صورت سے
اس خار کو دور کرنا کیونکہ یہی نواب سعد اللہ خان کو مدد دینے کا باعث ہوا۔ اگر کہین احمد خان وزیر
پر غالب آیا تو بیشک تخت کا دعوی کریگا کیونکہ پھر کوئی اوسکی مقابلہ کو باقی نہ رہیگا اور اوسوقت
قایم خان کے انتقام مین تمام روہیلون کو ملک سے نکال دیگا جب سعد اللہ خان نے فتح خان سے
صلاح پوچھی اوسنے موقع پا کر کہا کہ سب سے بہتر تو یہی ہے کہ انولہ کو واپس چلو سعد اللہ خان نے جواب
دیا کہ جوان مردی مانع ہے کہ نواب احمد خان کو دشمن کے منہہ مین چھوڑ دین فتح خان نے جواب دیا کہ
احمد خان کے کامیابی کی کوئی صورت نہین ہے وہ بھی تھوڑے عرصے مین آنولہ کو آویگا وہان جو کچھہ
صلاح ٹھہرے اوسپر عمل کرنا سعد اللہ خان فتح خان کی باتون مین آگیا اور آنولہ کی طرف نواب منور خان
و محمود خان نے جب سعد اللہ خان کو پھرتے دیکھا احمد خان کے پاس واپس آئے۔ رانا بھیم سنگھ
و جواہر سنگھ ولد سورج مل جاٹ جو اسوقت دریا کے کنارے فوج پر حکومت کرتے تھے ایسے موقع پر تھے
کہ صاحبزادون کو روک سکین جواہر سنگھ نے چاہا کہ سد راہ ہو لیکن رانا نے منع کیا کیونکہ رانا غضنفر جنگ
کے خاندان کا خیرخواہ تھا دلیر خان جو نواب غضنفر جنگ کا [illegible] تھا اوسکا چچا تھا رانا نے جب اسطرح

آپکے ہواخواہ آپکے دشمنون یعنے وزیر اور سرداران جاٹ و مرہٹہ کے سر
بطور نذر پیش کرینگے سعداللہ خان چونکہ نوعمر اور ناتجربہ کار تھا اوسنے وہی پیغام پھیر دیا
احمدخان نے جوابدیا خیر جیسا تم خیال کرتے ہو ویساہی کیجیو مگر ایک بات کا ضرور دہیان رہے
کہ کسی حال مین دریا کا کنارہ نہ چھوڑنا اور اگر مرہٹے منہہ موڑین تو اونکا تعاقب نہ کیجیو اونپے
سپاہیون کو اُن کے تعاقب سے باز رکھیو کیونکہ یہہ اس قوم کی عادت ہی کہ اس قاعدے سے
اپنے دشمن کو اوسجگہہ سے دور کر دیتے ہین تاکہ مدد اونکو نہ پہونچ سکے روز دیگر سعداللہ خان
و منور خان و محمود خان امادۂ جنگ ہوے اور اپنی فوجون کی جمعیت باندھکر دشمن کی طرف
بڑھے وزیر سعداللہ خان کے آنے سے نہایت خوف زدہ ہو رہا تھا اوسنے ملہر راؤ اور آپا
سیندھیا و سورج مل جاٹ کو بغرض مشورہ کے طلب کیا یہہ تجویز ہوئی کہ فوج دریا پار سعداللہ خان
سے لڑنے کیواسطے بھیجی جاوے قبل ازان کہ سعداللہ اور احمد خان متفق نہ ہونے پاوین سنگرام پور
کا پل جو خراب ہو رہا تھا اوس کی مرمت کی گئی پھر کھانڈے راو ولد ملہر راو و تانتیا گنگا دہر
بجمعیت پچاس ہزار سپاہ کے دریا پار ہوئے جواہر سنگہ ولد سورج مل جاٹ و راجا بھیم سنگہ
زمیندار گوالیار معہ چالیس ہزار سوار و پیادہ اونکی کمک کو پہونچے اور روہیلیون پر حملہ
شروع ہوا پہلے بہادر خان کے سپاہیون نے بانون کا مینہہ برسانا شروع کیا ازان بعد بندوقین
سرکین رفتہ رفتہ اونہون نے بندوقین بند کین اور تلوارین کھینچ کھینچ کر ہندوٗن پر حملہ آور
ہوئے اور ہندون نے فی الفور پشت دی بہادر خان احمد خان کی نصیحت فراموش کر کے
دریا کا کنارہ چھوڑا اور دشمن کے متعاقب بڑھے بہادر خان کے ساتھ فقط دو یا تین ہزار
آدمی تھے یہہ بہانتک پیچھا کرتے ہوئے گئے کہ قلب لشکر کے مقابل جا پہونچے۔ دشمن نے دیکھا
کہ فقط ایک ہاتھی ہے اور تھوڑے سے جوان ہین اور اُن کے پیچھے کچھہ کمک بھی نہین مڑ کر چارون
طرف سے بہادر کو گھیر لیا بہادر خان ہاتھی سے اوتر کر گھوڑے پر سوار ہوا اور اوسکے جوان بھی
تلوار کھینچ کر اوسکے ہمراہ ہوگئے اور دشمن کو پس پا کرنے کی کوشش کی لیکن ہندون نے اونکو

اس عرصے مین نواب منصور علیخان صاحبزادہ وعبداللہ خان ورکزئی کو نواب کی روانگی کی کوئی خبر
نہ پہونچی انکا مورچہ نواب کے خیمہ سے بائین جانب واقع تھا جب کہ نواب کے گریز کی افواہ پہونچی
منصور علیخان اپنے گھوڑے پر سوار ہوا حسام الدین ورسول خان اوسکے ساتھہ ہوئے اوس نے
اپنے جمعداروں کو بولاکر کہا کہ نواب نے مجھے طلب کیا ہے اور مین جاتا ہون دیکھون کہ کیا حکم ہوتا
ہے یہہ کہکر وہ بھاگ گیا جب اوسکے آنے مین دیر ہوئی رسول خان نے حسام الدین سے کہا کہ مین
سمجھتا ہون کہ نواب چلا گیا اور اوس نے ایک ادمی دریافت حال کیواسطے روانہ کیا یہہ بھی لوٹکر
نہ آیا اس انتظار مین رات آخر ہو گئی جب نواب کے فرار ہونے کی خبر پہیلی سب کے دلون پر خوف
طاری ہو گیا اور ہر شخص اپنی اپنی جان بچانے لگا بعضے تو جہاؤ مین دریا کے کنارے چھپ رہے
اور بعضون نے گھوڑے دریا مین ڈال دیئے اس امید سے کہ پیر نکلینگے مگر وہ سب ڈوب گئے
حسام الدین کہتا ہے کہ اوس دن کا ماجرا بیان نہیں ہو سکتا جو کچھہ مجھپر بیتی وہ مین بیان کرتا ہون
جب دن چڑھا حسام الدین عزت خان رسول خان وعبداللہ خان درکزئی نے ارادہ کیا کہ ہم
خوب لڑکر جان دینگے وے خود اپنے مورچہ سے نکلے اُنہون نے دیکھا کہ جو لوگ بھاگ ہے سکے
تھے یا دریا مین نہ ڈوبے تھے مرہٹے اونکے کپڑے اتار رہے ہین چند مرہٹے حسام الدین کے
قریب بھی آئے اور اونکو گھیر لیا اس جماعت مین صرف تین شخص گھوڑون پر تھے یعنے حسام الدین
ورسول خان وعبداللہ خان درکزئی اپنے گھوڑون پر تھے باقی پیدل تھے۔ پیدلون اپنے
کپڑے اُتار دیے اور دشمن کے حوالہ کئے عزت خان تلوار کھینچکر دشمن پر جھپٹا اور چند حملہ کرکے
زخمی ہو کر گرا دشمنون نے اوسکو شناخت کرکے گرفتار کر لیا رسول خان وعبداللہ خان کا بھی
یہی حال ہوا حسام الدین معہ چند اشخاص کے ایک طرف کھڑا رہا سرفراز خان دلازک دھولپور
تنکا پیدا کار ہینوالا حسام الدین کا گھوڑا پکڑے ہوئے تھا یہہ سیدون کا بڑا خیر خواہ اور محافظ
تھا حسام الدین نے اوس سے کہا تم دیکھتے ہو کہ دوسرونکا کیا حال ہوا اب ہم کو کیا کرنا چاہیئے
اوس نے جواب دیا کہ جب مین نے نوکری کی تو جسکا مین نوکر ہون اوسکے واسطے سر دینا بھی لازم ہے

جواہر سنگھ کو سدراہ ہونے سے ممانعت کی تو صاحب زادے بخیریت قریب غروب آفتاب نواب
کے پاس حاضر ہوئے جب یہہ خبر مشہور ہوئی کہ بہادر خان مارا گیا اور سعد اللہ خان آنولہ کو واپس گیا
تو سب لوگ لشکر مین مثل بید کے لرزنے لگے نواب احمد خان اپنے ہاتھی پر سوار ہو کر توپخانہ کے قریب
آیا اور ہر ایک آدمی سے کہا کہ ہماری لڑائی کچھہ سعد اللہ خان کی مدد پر منحصر نہ تھی اگر خدا نے
چاہا کل توپخانہ بڑہ سنگی بام پور کو جاکر دلیری سے مقابلہ کرونگا اور بعد ازان ہر سردار کو پوشیدہ
بلاکر کہا خوب ہوشیار رہنا مین پہر رات رہے دشمن پر شب خون مارونگا اس قسم کی دلاوری کی
باتین کر کے وہ اپنے خیمے کو واپس آیا اوسنے پل کو توڑنے کا حکم دیا اب محاصرہ کو ایک مہینہ اور
گیارہ روز ہو چکے تھے پہر رات گئے مرہٹون اور جاٹون نے سعد اللہ خان کے خیمون مین آگ لگا
دی اور شعلہ اسقدر بلند ہوا کہ احمد خان کے لشکر گاہ مین مثل روز روشن کے روشنی ہو گئی فوج کے جن
آدمیون نے تمام عمر کبھی ایسا غوغا یا آتش بازی نہ دیکھی تھی خوف زدہ ہو کر بھاگے سردار اور نامی لوگ
تو البتہ اپنی اپنی جگہون مین قایم رہے۔ ان سردارون نے فوج کا خوف دیکھکر نواب کے پاس جاکر
سب حال کہا نواب نے پوچھا کیا صلاح ہے اُنہون نے جواب دیا کہ دریا پار ہو کر بھاگ نکلنا چاہیے
پہلے تو اوسنے انکار کیا مگر بالآخر یہہ دیکھکر کہ کوئی دوسری صورت نہین ہی وہ گریز پر راضی ہوا۔ اور
اپنے بھائیون مرتضی خان و خدا بندہ خان اعظم خان منور خان صلابت خان و شایستہ خان اور
سردارون مین سے خاص خاص کو مثل رستم خان بنگش و عنایت علیخان و مہتاب خان و شاہ دل خان
و منگل خان و سعادت خان و مستجاب خان کو ساتھہ لیکر قلعہ سے نکلا اور شب کی تاریکی مین جانب جنوب
دریا کے کنارے چلا مرہٹے بھاگتے ہوئے پٹھانون کے عقب لشکر پر بمقام تنکا ریوا آپہونچے
یہہ مقام فتحگڈھ سے پانچ میل ہے نواب کمرول گھاٹ تک برابر ہٹا گیا جو اس مقام سے ۱۵ یا ۱۶ میل
اوپر واقع ہے اور یہان اوسکا ہاتھی کالا پہاڑ نامے دریا پیر کر پار ہو گیا اوسکو ہانکتا تھا نکلتے وقت
اشرفیون کا توڑا دریا کے جھرون سے نکل کر بہہ گیا سب سے جوان نواب کے پیچھے گھوڑے پر لے جانے کی
کوشش مین ضائع ہوئے نواب [illegible] کی راہ سے شاہجہانپور پہونچا اور وہان سے آنولہ مین داخل

پوچھا کہ احمد خان نے دریا کو ابتداے شب مین عبور کیا یا زیادہ رات گئے۔ حسام الدین مجھکو معلوم نہین۔ ملہر راو مجھے کیسے یقین آوے کہ تم احمد خان کے لشکر مین تھے اور تم کو یہہ بات معلوم نہین ہی۔ حسام الدین۔ اگر مجھے معلوم ہوتا تو مین اوسکے ساتھہ کیون نہ جاتا۔ ملہر راو۔ یہہ سچ ہی ملہر راو نے حکم دیا کہ اسکو کھانڈے راؤ کے پاس لیجاؤ اور جسقدر آرام قیدی کو جائز ہو اوسکو دیو۔ جب کھانڈے راؤ کے پاس پہونچا اوسنے حسام الدین کو بہت آرام کی جگہ دی۔ دوسرے روز ملہر راو معہ اپنے خاص خاص سرداروں کے اپنے بیٹے کھانڈے راؤ کی ملاقات کو گیا محی الدین بھی اُسکے ساتھہ تھا یہہ شیخ محی الدین ساکن نرمال پور ننہال راو گوالیاری کا تھا یہہ شیخ حسام الدین کے پاس آیا اور پوچھا تمہارا نام کیا ہے۔ حسام الدین حسام الدین۔ محی الدین۔ تمہارا وطن کہان ہے۔ حسام الدین۔ گوالیار۔ محی الدین۔ تم کس محلہ مین رہتے ہو۔ حسام الدین۔ میرا گھر شہر کے باہر ہے جسے غوث پور کہتے ہین محی الدین۔ حضرت غوث الاسلام سے اور تم سے کوئی قرابت ہی۔ حسام الدین۔ میرے دادا مخدوم ابوالحسن قدس سرہٗ حضرت غوث الاسلام کے ہمشیرزادے اور داماد تھے یہہ سُنکر محی الدین اوسکو نواب منور خان ولد انور خان کے پاس لیگیا نواب انور خان شاہ عیسیٰ برہان پوری کی اولاد سے تھا شاہ عیسیٰ شاہ لشکر عارف کا مرید تھا اور لشکر عارف میران حمید الدین کا مرید تھا جو غوث گوالیاری کے نام سے موسوم تھا نواب سے اِسنے کل حال تفصیل وار بیان کیا جب نواب نے یہہ حال سُنا اپنے انبوہ سے نکلکر بڑے ادب اور تعظیم سے حسام الدین کے روبرو آیا اور کہا مجھے آپ اپنا دوست سمجھئے اور بڑی عزت اور حرمت سے اپنے گھوڑے پر سوار کرکے مکان کو لیگیا یہان اوسکا اچھی طرح سے معالجہ ہوا۔ ایک روز نواب نے اوس سے کہا کہ تم نوکری کرلو مگر حسام الدین نے انکار کیا اور کہا مین آپکا نہایت ممنون ہونگا اگر آپ مجھے گنگا پار پہونچا دوین تاکہ مین نواب احمد خان سے جہان کہین وہ ہو جا ملون۔ آخر نواب نے حسام الدین کو روکنے کا ارادہ دور کیا اور تیسرے روز خود حسام الدین کے

اب ضرب سے بھاگنا نامردونکا کام ہے تب اپنے تینوں بھائیوں کو بلا کر چاروں ملکر تلواریں کھینچ کھینچ دشمن پر جھپٹے خوب لڑکر مارے گئے تب دشمن کے سواروں نے حسام الدین کو گھیر لیا اور کہا کہ اگر تم کو جان بچانا ہے تو گھوڑے کی لگام چھوڑ دو اونسے جواب دیا کہ جان و سر گھوڑے کے ساتھہ ہے جب میں گر جاؤنگا اوسوقت گھوڑا تمہارا ہے اسپر اُنہوں نے مرہٹی زبان میں کچھہ باہم کہا جو اوسکے سمجھہ میں نہ آیا اس میں ایک مرہٹے نے داہنا ہاتھہ اُٹھاکر حسام الدین کے بائیں بازو اور پہلو کے درمیان میں لگا اوس شخص نے دوسرا نیزہ بائیں ہاتھہ سے مارا دوسرا نیزہ داہنے پہلو میں لگا یہہ دونوں ایک دوسرے پر گذر کر باہم مثل مقراض کے پھلوں کے چسپاں ہوگئے زخم سے حسام الدین کو چکر آگیا اور طاقت تلوار چلانے کی باقی نہ رہی اتنے میں ایک برچھی کی چھڑ گر پڑی اور گھوڑی کی دُمچی پر لگی جس سے گھوڑے نے جست کیا حسام الدین کا آسن چھوٹ گیا اور زمین پر آرہا اور برچھی اوسوقت تک چھدی ہوئی تھے تب چند بدذات اپنے گھوڑوں سے اوتری اور اوسکو گرفتار کرلیا اور تلوار اوسکے داہنے ہاتھہ سے چھین لی حسام الدین شکر خدا بجالایا کہ جزوی جان بچی یا نہ بچی مگر زیادہ بے ابروئی تو نہیں ہوئی۔ حسام الدین نے پڑے پڑے گنگا کی طرف مُنہہ پھیرا چونکہ وہ بلندی پر پڑا تھا اس سبب سے نیچے کا سب حال معلوم ہوتا تھا جن افغانوں نے جان کے خوف سے اپنے کپڑے اُتار دئے تھے پانی میں دب کے بیٹھے ہوئے تھے اوس میں چند مرہٹے آئے اور اونکو پانی میں ڈوبا دیا بعضوں نے دانتوں میں اونگلی داب کر پناہ مانگی اونکو گرفتار کرکے اپنی لشکرگاہ میں لے گئے اس عرصہ میں اور سوار وہاں پہونچے اور حسام الدین سے پوچھا کہ تم یہاں تنہا کیوں بیٹھے ہو حسام الدین نے کہا اب میں کیا کرسکتا ہوں اُنہوں نے کہا ہمارے ساتھہ آؤ اوسنے جواب دیا میں چل نہیں سکتا ہوں اونکے پاس ایک زخمی گھوڑا تھا اوسپر اوسکو سوار کرایا اور وہ سوار ہوکر اوسکے ساتھہ چلا سوار اونکو سیدھا ملہار راو کے پاس لیگئے وہ اُسوقت اپنے ہمراہیوں کے ساتھہ قاسم باغ کے قریب کھڑا تھا۔ ملہار راو نے اون سے

کہا کہ مناسب یہہ معلوم ہوتا ہے کہ آنولہ کو واپس چلین چونکہ بارش قریب ہے ہم بے کھٹکے آرام کرینگے
اور اپنی ہم قومونکو ہر طرف سے بلائینگے اور مرہٹون سے جنگ کرینگے جب ۱۱۶۴ء کا موسم برسات ختم ہوا
جنگ کی تیاری شروع ہوئی کشتی جمع کی گئین اور رام گنگا پر پل بنایا گیا یہہ ندی روہیل کھنڈ مین
بہتی ہوئی گنگا مین قنوج کے قریب فرخ آباد سے چالیس میل نیچے بائین جانب سے گنگا مین مل گئی
ہوئی ہے جب معلوم ہوا کہ دشمن مع روہیلون اور دوسرے افغانون کے ساتھہ لئے حملہ کرنیکو بڑھتا
ہے اونہون نے کھانڈے راؤ ولد ملہر راؤ کو بیشمار فوج کے ساتھہ اوس سے جنگ کرنے اور
بھگا دینے کے لئے گنگا پار بھیجا تب احمد خان اور روہیلہ سردار اپنے پل پر سے رام گنگا کو پار ہو گئے
اور اپنے سپاہیون کے تئین سخت تاکید کی کہ دریا سے دور مت جانا اوسی کے کنارے کنارے
چلنا۔ ایک مقام پر دریا بصورت ہلال کے بہتا ہے یہان مرہٹون نے احمد خان کو روکنے کے
ارادے سے مقام کیا تھا دوندے خان جو پیش لشکر مین تھا دشمن کے مقام کو دیکھا اور خیال
کیا کہ اب مین دریا کے کنارے کنارے نہین بڑھ سکتا ہون لہذا اوسنے کوچ موقوف کر کے
دریا کے گھماو کے دونون گوشون یعنے مشرق و مغرب پر اپنا مورچہ لگا دیا اس تدبیر سے اوسنے
دشمن کے بیٹھنے کی راہ مسدود کر دی جب کھانڈے راؤ نے راہ ہر طرف سے مسدود پائی
اور دیکھا کہ پٹھانون نے سب طرف سے آمد رفت بند کر دی ہے تو اوسنے احمد خان کے پاس
پیغام صلح کا بھیجا۔ قاصد نے آکر نواب احمد خان سے یون بیان کیا گو ہم حسب الحکم سلطان ہند کے
اس جنگ مین شریک ہوئے ہین مگر ہم ویسے وزیر کی طرف سے نہین لڑتے ہین محض وقت کا
نباہ کرتے ہین اسوقت جو کچھہ ہمارے اور تمہارے درمیان ہا ہم مخفی طور پر طے پا جاویگا ہم قسم
کھا کر اقرار کرتے ہین جبکہ جنگ کما اون شروع ہو گی ہم تمکو بذریعہ تحریر اطلاع دینگے جب یہہ پیغام
احمد خان نے سُنا تو حافظ رحمت خان کو طلب کیا اور اوس سے مرہٹون کی درخواست ظاہر کی
اور یہہ بھی کہا کہ محمد خان اور مرہٹون مین سابق مین اتحاد بھی تھا بعد اسکے اوسنے رحمت خان سے
کہا کہ تم دوندے خان کو حکم بھیجو کہ مرہٹون کی راہ جو اوسنے بند کر دی ہے کھول دے جافظ رحمت

ساتھہ دریا کے کنارے پر گیا اور کھڑا رہا یہانتک کہ حسام الدین بخیریت گنگا پار ہوگیا عبداللہ خان جمعدار معہ ایک جماعت افغانون وروہیلون کے اوسوقت دریا پار ہوا تھا حسام اوسکے ساتھہ ہوکر نواب احمد خان کے لشکر کی جانب روانہ ہوا۔

جنگ روہیلکھنڈ

جب احمد خان کا ساتھہ سب نے بجز اوسکے عہدہ دارون کے اور جمعدارون کے چھوڑدیا تب اوسنے دل مین خیال کیا کہ آنولہ کے حاکمون نے بہادر خان کو دور کرنے کی غرض سے نواب سعد اللہ خان کو مجھہ سے شریک ہونے کے واسطے بھیجا یا اونکی غرض تھی کہ احمد خان کے سپاہی مایوس ہوکر اوسکا ساتھہ چھوڑدین اور ہم سے آملین۔ اگرچہ وہ ان امور سے بخوبی واقف تھا مگر اوسکو بھی معلوم ہوا کہ اوس کے سپاہیون کی حالت ایسی خراب ہوگئی تھی جسکے سبب سے مقابلہ کرنا غیر ممکن ہوا بہر صورت وہ گنگا اوترکر آنولہ کو آیا یہان روہیلہ سردار اوسکی ملاقات کو آئے۔ مسٹر ہملٹن لکھتا ہے کہ حکمت عملی کی رو سے روہیلیوں نے یہہ بڑی حماقت کی کہ اپنی کچھہ فوج کو احمد خان کے شریک کردیا مگر معائنہ اوسوقت کی صورت کے اس اعتراض کا جواب بہت آسان ہے کیفیت اوسوقت کی بالکل ویسی ہی مسٹر ہملٹن نے بھی بیان کی جیسی ہم نے لکھی ہے یہہ کارروائی تندمزاج نوجوان سعد اللہ خان سے بخلاف راے سرداران تجربہ کار کے ہوئی تھی۔ اگر موقع ملجاتا تو وزیر یا مرہٹے سعد اللہ خان کی عداوت اور دوسرون کی دوستی مین کچھہ بھی فرق نہ کرتے اور کل روہیلون پر حملہ کیا جاتا احمد خان اور روہیلہ سردارون کے مشورہ سے یہہ بات قرار پائی کہ بالفعل کوہ کمادن کے دامن مین پناہ گزین ہونا چاہیئے دوسرے روز احمد خان معہ روہیلہ سردارون کے پہاڑ کی طرف روانہ ہوکر مرادآباد پہونچا ایسا اتفاق ہوا کہ یہان چندروز مقام کرنا پڑا اس عرصہ مین یہہ خبر آئی کہ وزیر مرہٹہ ملہرراؤ و آپا سیندھیا کو سنگھی رام پور مین چھوڑکر لکھنؤ کو گیا ہے یہہ خبر روہیلون نے احمد خان سے

کے نام آیا ہے وہ لکھتا ہو کہ مین تھوڑے عرصہ مین کمک کو پہونچتا ہون وہ دریاے گنگا کے
دوسرے کنارے کی طرف بڑھتا آتا تھا جب اوسکو یہہ حال معلوم ہوا تو یہی مناسب نظر آیا کہ آگے
چلکر سورج پور مین مقام کرنا چاہئے سورج پور پرگنہ کمپل مین ایک گھاٹ ہو اور فرخ آباد سے بیس میل
اور گنگی رام پور سے چالیس میل کے فاصلہ پر واقعہ ہے اونہوں نے خیال کیا کہ ہم کو ناوین بھی
مل سکینگی اور ہم دریا سے بہ آسانی اوتر کر نجیب خان سے جا ملینگے اور بر سم یلغار ملہر راو کیطرف
بڑھینگے کیونکہ اسوقت ملہر راو کے پاس فقط تھوڑی سی فوج تھی لہذا پل کی مرمت مین تضیع اوقات
کرنا خوب نہین اور کوچ کے وقت یہہ مشہور کر دینگے کہ ہم اپنی رام گنگا کے پل کی طرف غلہ کا ذخیرہ
اکٹھا کرنے کے واسطے واپس جاتے اور تازہ رسد بہم پہونچا کر ہم پھر اپنے قدیم موقع پر آکر جنگ
شروع کر دینگے - نواب احمد خان نے اس تجویز کو پسند کیا اور افغانون نے کوچ کیا جب وے
چلے مرہٹے پیچھے سے توپین داغتے رہے لیکن تعاقب نہ کیا جب وزیر نے افغانون کی کوشش
کا ندکورسنا بہ تعجیل تمام پیچھے ہٹکر اور سیدھی گھاٹ سے اوتر کر بتاریخ ۹ محرم ۱۱۶۵ھ مطابق
۱۷ نومبر ۱۷۵۱ء ملہر راو سے بمقام سنگی رام پور جا ملا سیدھی گھاٹ پرگنہ قنوج مین فرخ آباد کے
نیچے چالیس میل کے فاصلہ پر واقعہ ہی جب وزیر وہان داخل ہوا کل توپین سلامی میں سر ہوئین -
اونکی آواز سے پٹھانوں کے لشکر مین بڑا انتشار پیدا ہوا جب افغان سردارون نے وزیر کی
آمد سنی سب نے مجتمع ہوکر صلاح کی آخر یہہ بات قرار پائی کہ سیدھے بنگدہ کی طرف کوچ کر چلین
بنگدہ پرگنہ اوسہیت مین خاص بدایوں سے دس میل ہو بازید خان حاکم توپخانہ طلب ہوا اور اوسکو حکم
ہوا کہ اپنی سب توپین بطور حیلہ سر کرکے روانہ ہو جاوے بہ تعمیل اس حکم کے توپخانہ روانہ ہوا اس نئی
تجویز کی اطلاع سپاہیون کو نہین دیگئی جب توپخانہ روانہ ہوگیا کل فوج مین پریشانی پھیل گئی
ایک سپاہی کے بھی حواس بجا نرہے فقط عہدہ دار و خاص خاص لوگ تو البتہ اس خوف سے
محفوظ تھے جب عہدہ دارون نے سپاہ کا یہہ حال دیکھا متردد ہوکر کہنے لگے کہ ہم کو توبے جنگ
شکست ہوگئی نواب احمد خان معہ فوج سعد اللہ خان کی فوج سے نصف کوس پر تھا اور اوسکو

نے جوابدیا کہ لڑائی کیوقت دوندے خان کسیکا حکم نہین سُنیگا ہان نواب خود اگر وہان تک چلنے کی
تکلیف کرین تو شاید وہ مانے۔ اور مین آپ کے ساتھہ چلتا ہون۔ افغانون کی فوج ذیل کی ترتیب
سے تھی دوندے خان کے عقب مین کمک کیواسطے بہادر خان اور ملا سردار خان تھے اُنکے پیچھے
فتح خان خانسامان تھا اور اُون کے بعد سعد اللہ خان و رحمت خان یہہ دونون ہاتھی پر سوار تھے
یہہ سب نواب احمد خان کا ہراول تھا نواب احمد خان اور حافظ رحمت خان بڑھکر دوندیخان
کے پاس گئے اور مرہٹون کی درخواست سے اوسکو مطلع کیا اور کہا کہ اُنہوں نے اپنے اقرار پر قسم
کھائی ہے اوسنے جواب دیا کہ اسوقت تو مرہٹے خواہمخواہ درخواست مصالحت کی کرینگے کیونکہ
اونکی حالت نہایت نازک ہورہی ہے تین طرف تو اونکے ندی حایل ہے اور چوتھی جانب مین نے
راہ بند کردی ہے اب اونکا ایسا حال ہے کہ بلا تصدیع و بے تضیع اوقات اونکو ہم بہ آسانی شکست
فاش دیسکتے ہین ایسے موقع کی قسم محض لغو ہے نواب نے جواب دیا کہ جو کچھہ تم کہتے ہو سب صحیح ہے
مگر مذہب اسلام مین امان مانگنیوالے کو امان ندینا جائز نہیں بلکہ سخت بُرا ہے۔ اگر وہ جھوٹی
قسم کھائینگے خدا اونکو سزا دیگا دوندے خان نے مجبور ہوکر منظور کیا اور اپنی پلٹنوں کو حکم بھیجا
کہ رستہ کھولدین سپاہی وہانسے ہٹ گئے اور دشمن کے واسطے رستہ کھولدیا نواب احمد خان
اور نواب سعد اللہ خان نے اس مقام پر اپنے خیمے نصب کروائے روز دیگر افغان ناؤ کے پل پر
پر پہونچے جو وزیر نے سنگی رامپور پر بندھوایا تھا مسلمانون کے پہونچنے سے قبل مرہٹون نے پل
کو توڑ ڈالا تھا جب نواب احمد خان وہان پہونچا اوسنے دیکھا کہ ہمارے اور دشمن کے درمیان دریا
حایل ہے دونون جانب سے توپین چلنے لگین جن مرہٹو نکا نازک حالت مین رستہ کھولدیا گیا تھا
وہ بھی نواب کے لشکر کے گرد مجتمع ہوئے مگر قریب نہ آسکے قریب ایک ہفتہ تک یہی حال رہا مگر
دریا کو عبور کرنے کی کوئی صورت نہ نکلی اور خوراک جو سپاہی اپنے ساتھہ لائے تھے وہ بھی ختم کو پہونچی
روہیلہ سرداروں نے نواب احمد خان سے صورت حال عرض کی اوسنے پوچھا تمہارے نزدیک
کیا مناسب ہے اُسوقت حافظ رحمت خان نے کہا کہ شب گذشتہ ایک خط نجیب خان کا سعد اللہ خان

مشغول رہے پھر گھرون کو چھوڑکر اپنے اہل وعیال ساتھ لیکر روانہ ہوئے اور گھرون مین آگ لگادی پہررات گئے رامپور پہونچکر اپنے خیمے استادہ کئے دوسرے روز پھر روانہ ہوکر مرادآباد کی نواح مین پہونچے اور یہان چھہ گھنٹہ ٹھہر کر کاشی پور کی طرف چلے جو مرادآباد سے تیس میل شمال مین ہے اوسوقت ایک جاسوس آیا سیندھیا کے پاس سے احمد خان کے نام خط لیکر آیا اس مین یہہ لکھا تھا کہ جب وزیر نے سُنا افغان پہاڑ کی طرف ہٹے جاتے ہین اوسنے اپنی فوج کو حکم دیا کہ فوراً ندی پار ہوکر دشمن کے متعاقب جاوین اور کہین مقام نہ کریں ملہر راؤ تانتیا بجمعیت تیس ہزار سوار و مغل قزلباش اس تعاقب کیواسطے معین ہوئے ہین وے پہونچنے ہی چاہتے ہین لہذا انکو لازم ہے بہت جلد پہاڑ کی طرف روانہ ہوکر جاے امن تلاش کرو احمد خان نے اِس خط کو پڑھکر سرداران روہیلہ واحمد خان کو طلب کیا اور سب حال کہا اور قاصد کو سات اشرفیان دیکر رخصت کیا افغان فی الفور جانب کوہ روانہ ہوے اور دوسرے روز جنگل مین پہونچ گئے اس جنگل مین تین طرف سے دشوارگذار خارستان تھا اور ایک طرف جدھر سے راہ تھی افغانون نے عمیق خندق کھودے اور برج بنائے اب یہہ مقام قلعہ دولت آباد دکھن کی طرح مستحکم و بے گذر ہوگیا اِس جنگل کے وسط مین اپنا لشکرگاہ قائم کیا آنولہ کے سردارون نے بھی اپنے خیمے کھڑے کئے اور توپین قرینے سے نصب کرکے زنجیرون سے کس دین باوجود ان سب کے وہ نہایت مضطر تھے کہ کہین سے سامان رسد کا نہ تھا اور کھانا اونکے پاس بالکل نہ تھا تھوڑے عرصے تک اُنہون نے میشکر پر بسر کی تین چار روز اس صورت سے گذر گئے اور کہین سے کوئی سامان مہیا نہ ہوا تب نواب احمد خان نے روہیلیون سردارون کو طلب کرکے کہا کہ قادرمطلق نے ہمکو جاے امن تو ایسی عطا کی ہو کہ جہان سے ہم شاہ ہفت اقلیم سے بھی جنگ کرسکتے ہین مگر غلہ بہم پہونچانا نہایت ضرور ہے روہیلیون نے جوابدیا کہ الموڑہ کا راجہ اپنی دامن کوہ کی ریاست کے ناظم سید محمد کو نہایت عزیز رکھتا ہے اور سید موصوف ہماری قوم کا بھی ہواخواہ ہے اگر آپ سید کو کچھہ تحفہ تحایف دیکر راجہ کے پاس بھیجین اور اوس سے درخواست

اصلا خبر نہ تھی کہ روہیلیون کا کیا حال ہے آفتاب طلوع نہ ہونے پایا تھا کہ سعد اللہ خان و حافظ
رحمت خان ملا سردار خان و دوندے خان و فتح خان و دیگر سرداران نواب احمد خان کے پاس
پہونچے نواب اوسوقت سوتا تھا مستجاب خان و سرفراز خان نے جاکر اوسکو جگایا اور کل حال کہا اور
یہہ بھی کہا کہ سعد اللہ خان وغیرہ یہان موجود ہین۔ یہہ سُنکر نواب نے اپنے سردارون رستم خان
بنگش و سعادت خان آفریدی و منگل خان و جمال خان و ضابطہ خان و محمد خان و عبد اللہ خان
و انور خان و سعادت خان طوریہ و شمشیر خان و محمد شاہدل خان غلزئی و دیگر کو طلب کیا اور شاہدل خان
و سعادت خان کو حکم دیا کہ تم فوراً روانہ ہوجاؤ پل کو توڑ ڈالو اور ناوین سورجپور گھاٹ بھیجاؤ
اور وہان پل طیار کرو مین آج مقام سے دریا کو عبور کرونگا اور دوسرے سردارون کو حکم دیا کہ تم
مسلح ہوکر تیار رہو جب وہ خود روہیلیوں کی طرف چلا اور اوسکو ساتھہ لیکر ایک کھلے ہوئے
وسیع میدان مین مقام کیا روہیلیون نے تب نواب سے ملاقات کرکے اپنی فوج کا حال کہا کہ
توپخانہ کے روانہ ہوجانے انکے دلون مین ہراس پیدا ہوگیا ہی اور سب کے سب بھاگنا چاہتے ہین
جب یہہ حال ہی تو ہم میدان مین کیسے جنگ کرسکتے ہین نواب نے کہا اونکے ارادے سے مجھے
بیشتر ہی سے اطلاع کردی ہوتی تاکہ دوسری تدبیر کیجاتی بے جنگ کئے ہوئے ہٹنا بڑی خراب
بات ہے دنیا بھر مین کوئی اوسکو پسند نہ کریگا روہیلیون نے سر نیچا کرلیا اور کچھہ نہ بولے بعد ایک
لمحہ کے کہنے لگے جو کچھہ ہوا سو ہوچکا تیر از کمان جستہ باز نہ آید بعد ازان بعد گفتگو و سوال جواب کے
اونہون نے کہا کہ ہماری فوج دل ہار گئی ہے اس صورت مین بہتر ہے کہ آنولہ کو واپس جاوین اور
وہان اپنے خاندان کے لوگون کو مجتمع کرکے پہاڑ کو چلین اور آپ کو بھی یہی صلاح دیتے ہیں نواب
کو گو یہہ منظور نہ تھا مگر بضرورت ہٹنا پڑا ایک گھنٹہ قبل از غروب سب کے سب بسمت آنولہ کو پہونچے
نواب احمد خان نے شہر کے باہر ایک باغ مین مقام کیا اور یہان ۹ گھنٹے مقام بھی کیا جب
صبح ہونے لگی نواب سعد اللہ خان کو بلا بھیجا اور پہاڑ کی طرف روانہ ہوا۔ دوسرے لوگ تمام رات
گھر کے کام مین نقد روپیہ جمع کرنے مین اور مدفون کرنے مین اور بان اور توپخانہ کے کام مین

اپنا لشکر موضع چکیا مین ڈالا ہر روز وزیر خود تو پیچھے رہتا تھا اور مرہٹون کو لڑنے کے واسطے آگے کرتا تھا روز شام کو وہ واپس آتے تھے وزیر کا توپخانہ تھوڑی دیر بعد آتا تھا ہر روز اسی طرح جنگ ہوتی تھی ایک روز وزیر دن نکلے ہاتھی پر سوار ہوکر اور اپنا توپخانہ نواب احمد خان کے توپخانہ کے مقابل لایا وزیر کے توپخانہ کا گولا اتنا بلند جاتا تھا کہ نواب کے نواب کے توپخانے کے اوپر سے گذر کر لشکر کے پیچھے میدان مین جا کر گرتا تھا اس کوس بھر کے میدان مین اولے کی طرح گولے برستے تھے صبح سے شام تک توپین چلا کرتی تھین اور رات نہین ہونے پاتی تھی کہ وزیر اپنی توپین بنظر احتیاط اپنے لشکر کے قریب کھچوا لیجاتا تھا دو مہینے یہی حال رہا مگر افغانون کو اس سے کچھہ بھی ضرر نہ ہوا پہاڑ سے ایک نالہ جاری تھا یہہ اور بھی وزیر کی تدابیر مین حارج تھا روہیلے اس نالے سے نہر کاٹ لائے تھے اور اسکا پانی اپنے لشکر کے گرد پہونچایا تھا ملہر راو اور سورج مل جاٹ نے بہت کوشش رستہ معلوم کرنے کی کی مگر سب بے سود ہوئی۔ اوسوقت وزیر کے پاس ایک خط اوس کے کارندہ کے پاس سے جو دربار شاہی مین متعین تھا اس مضمون کا آیا کہ جاسوسون نے بادشاہ سلامت کو خبر دی ہی کہ احمد شاہ درانی اپنے ہم قوم افغانون کی مدد کو آیا ہے اور درانی مذکور نے افغانان کوہستانی کو اطلاع دی ہے کہ مین آتا ہون سب کے سب دریاے سندھ کے کنارے مجتمع ہوکر میرے منتظر ہین خط مین یہہ بھی لکھا تھا کہ جب بادشاہ کو یہہ خبر معلوم ہوئی نہایت متردد ہوکر فیروز جنگ سے کہا کہ صفدر جنگ میری تمام فوج اور ہر مقام سے زمینداروں کو لیکر بیہودہ جنگ کرنے گیا ہے اب تک یہہ بھی نہین معلوم ہوا ہی کہ وہ احمد خان پر غالب آیا یا فتحیاب ہونیکی کچھہ امید بھی ہے اب ہم کیا کرین فیروز جنگ نے آداب بجا لاکر التماس کیا کہ جو کچھہ غلام سمجھتا تھا وہی پیش آیا کمترین نے حضور عالی کو پیشتر سے آگاہ کر دیا تھا چونکہ سلطان نے اس امر مین جاوید خان سے صلاح لی تھی لہذا اب اوس سے پوچھنا چاہئے کہ کیا کرنا چاہئے بادشاہ سلامت نے فرمایا یہہ تو سچ ہے مگر خطا انسان سے ہو ہی جاتی ہی اسوقت تم کو یہہ نہیں لازم ہے

بہم رسانی غلہ کی کرین تو بہت مناسب ہوگا نواب نے اس تجویز کو پسند کیا حافظ رحمت خان نواب سے
رخصت ہوکر سیدھا سید کے پاس گیا سید مذکور نجیب خان کے قریب توپخانہ مین تھا اور جو تجویز
کیا گیا تھا اوس سے بیان کیا سید کو نواب کے پاس بولا لائے نواب نے اوسکو خط و تحائف
دیئے اور الموڑا کی طرف رخصت کیا سید کے پہونچنے سے قبل وزیر کا وکیل مہدی جنگل کے راہ سے
راجہ الموڑا کے پاس آیا وزیر کا پیغام یہہ تھا کہ ہمارے دشمنون نے دامن کوہ مین پناہ لی ہے ہم تمہاری
دوستی سے امید رکھتے ہین کہ اونکو رسد نہ پہونچنے پاوے بہ عوض اسکے روہیلیون کا تمام ملک
تمہاری ریاست شامل کردیا جاویگا جب سید معہ تحائف وہان پہونچا اور نواب کا خط دیا
الموڑا کے راجہ نے وزیر نے وزیر کے وکیل کو رخصت کیا اور کہا کہ یہہ انسانیت سے بعید ہے
کہ جو ہمارے یہان آکر پناہ لے ہم اوسپر کھانا بند کرین اوسنے فوراً اپنے کارندون کو حکم دیا
کہ جو گانون والے نواب کے لشکر سے قریب ہین اونسے کہو بہت جلد اناج لاد کر نواب کے لشکر
مین پہونچا دین اور سید کو جواب دیکر رخصت کیا سید وہان پہونچنے ہی نہ پایا تھا کہ ہزارون
پہاڑی غلہ سرون پر لئے ہوئے نمود ہوئے اور بیچنا شروع کیا افغانون نے اس غلہ کو نعمت
عظمی تصور کیا اور بیچارے بھوکھون مر رہے تھے اوسکو بہت غنیمت جانا جتنا جسکو درکار تھا
خرید کیا اور شکر خدا بجالائے اور کھانے پکانے مین مصروف ہوئے بعد ازان سید جواب خط
لیکر پہونچا اسکا مضمون سوائے خاص خاص لوگون کے اور کسی کو نہ سنایا گیا جب وزیر کو اطلاع
ہوا اوسنے ملہر راؤ کو سخت تاکید کی کہ اپنا لشکر لیکر دشمن کا تعاقب کرے لیکن مرہٹہ سردارون
نے بجائے ایفاے اپنے قول کے توقف کیا اور یہہ عذر کیا کہ تا منتہا گنگا دھر اور مغل افغانون کے تعاقب
مین گئے ہین لہذا مناسب یہہ ہے کہ اتنی انتظار کیجاوے کہ دشمن کسطرف کا ارادہ رکھتے ہین
جب معتبر خبر ملجاوے گی تو اوسوقت کوچ ملیغار کرنا مناسب ہوگا تھوڑے ہی عرصہ مین خبر مشہور
ہوئی کہ نواب احمد خان و روہیلے دامن کوہ کی طرف گئے مرہٹون نے بہ تعجیل تمام کوچ کیا یہانتک
کہ نواب احمد خان کے قیام کے تین کوس قریب جا پہونچے یہان پر اونہون نے مقام کیا اور

اوسوقت مین اوسپر حملہ کرونگا وزیر نے اوسکے حسب دلخواہ حکم دیا راجہ اندگیر نے بڑھکر نشیب مین مقام
کیا اوسنے منتظر موقع کا ہوا اور مغلوں نے نجیب خان کے مورچہ پر حملہ کیا لڑائی شروع ہوگئی مغلوں نے
حتی العدور بڑی جوانمردی کی مگر نجیب خان نے بڑی دلجمعی کے ساتھہ مقابلہ کیا اور اپنے دوستون
سے کہا کہ ابھی گولہ باری موقوف کرو جب دشمن قریب آوے تو تلوار سے مقابلہ کرنا نجیب خان سنے
سردار خان و دوندے خان سے کہلا بھیجا کہ آپنے اپنی جگہین چھوڑ کر آئین کیونکہ وہ سمجہتا تھا کہ خاص
حملہ میری طرف کیا گیا ہے حافظ رحمت خان نے یہہ دیکھکر کہ نجیب خان پر حملہ ہوا ہے سوار
ہوکر نواب احمد خان کے پاس پہونچا مگر قبل اوسکے پہونچنے کے نواب احمد خان ہاتھی پر سوار ہوکر
اپنے مورچہ کو جاچکا تھا رحمت خان نے نواب سے عرض کی کہ آج خاص حملہ نجیب خان کے مورچہ
کی طرف ہے نواب نے جواب دیا کہ نجیب خان پر فقط دھوکے کا حملہ ہے اصل حملہ احمد خان پر قوم
اٹھیہ کے ہاتھہ سے ہوگا لہذا تم اپنے مورچہ کو جاؤ اور اپنے سرداروں کو حکم دیا کہ سب مستعد رہین
دو ڈیڑھ گھنٹہ دن رہے اٹھیوں کی فوج میدان مین آئی پٹھان تمنداروں نے اپنی سپاہ کی صف بندی
کی اجازت چاہی نواب نے اونسے کہا کہ فاتحہ خیر پڑھکر ارادہ جنگ کا کرو چنانچہ افغانون نے
دونون ہاتھہ آسمان کی طرف اُٹھائے اور فاتحہ خیر پڑھکر دشمن کی طرف چلے دونون جانب سے
پیشتر بان و بندوق سر ہوئی اور ایک گھنٹہ تک اس صورت سے لڑائی ہوتی رہی آخر الامر پٹھان
بڑھکر دشمن پر جا پہونچے اور تلوار چلنے لگی افغانون نے اس سختی سے حملہ کیا کہ اٹھیوں نے تاب
نہ لاکر ہٹنا شروع کیا اسوقت اندگیر کا چیلہ اٹھیون پر حکمران تھا جب اوسنے دیکھا کہ ناگا اور
اٹھیوں نے منہہ پھیر لیا وہ گھوڑے پر سے اوتر پڑا اور اونکو جمع کرنا چاہا اور اپنے خاص خاص
ہمراہیوں سے کہا تلوار لیکر حملہ کرو اونھوں نے اوس کے حکم کی تعمیل کی اور خوب جان بازی
سے لڑے بھڑے اُن میں سے مارے گئے اور باقی منتشر ہوگئے تب خود اٹھیوں کا سردار شمشیر
بدست سامنے آیا اور ایک پٹھان فقط تلوار لیکر اوس کے مقابل ہوا تھوڑی دیر لڑکر پٹھان نے
اوسکو ملا لیا اور اوسکا سر تن سے جدا کر لیا جب اٹھیوں نے دیکھا کہ اوسکا سردار قتل ہوا بھاگ

کہ مشورہ دینے سے انکار کرو تب فیروز جنگ نے کہا کہ صفدر جنگ کے نام ایک شقعہ روانہ ہونا چاہیئے
کہ احمد شاہ درانی اس طرف آتا ہے لہذا تمکو لازم ہے کہ احمد خان سے صلح کرلو اور یہہ صلاح دی کہ علی قلیخان
جھجکا اس قاصدی پر بھیجا جاوے اور علی قلیخان شقعہ لیکر روانہ ہوا ہے +

راجہ اندر گیر کے اتیتون کا حملہ

وزیر نے اِس خبر کو اپنے معتمدوں سے بھی مخفی رکھا دوسرے روز اوسنے ملہر راؤ و آپا سیندھیا و تانتیا
گنگا دھر و سورج مل جاٹ کو طلب کیا اور کہا دو مہینے تو گذر گئے مگر ہنوز روز اول ہے تم ذرہ بھی آگے
نہ بڑھے اور نہ کچھہ مددکی آپا سیندھیا نے سب سے پہلے جوابدیا کہ ہم میدان کی لڑائی لڑتے ہیں
اور نہ خارستان و قلعہ و خندق سے اندر گھیر نے کہا کہ تمہارا دشمن میدان مین ہے نہ وہ قلعہ مین ہے
نہ خندق مین فقط پانی سد راہ ہے دو گوشوں شرق و مغرب کی طرف پانی نہین ہے مشرق کی طرف
نجیب خان و سید احمد کا توپخانہ ہے اور مغرب سمت نواب احمد خان ہے اگر کوئی شخص تھوڑی بھی
تکلیف کرے تو اُسپر فتح حاصل کر سکتا ہے آپا سیندھیا نے کہا تم بھی تو نواب وزیر کے نوکر ہو تمہین
اتنی تکلیف کیون نہین کرتے ہو اندر گھیر نے کہا کل مین نواب احمد خان کے مورچہ پر حملہ کرونگا اور
بے مدد اوسپر قبضہ کرلونگا۔ وزیر کے اقبال سے احمد خان کو زندہ گرفتار کر لاونگا یا اوسکا سر تمہارے پاس
لاؤنگا سردار مرہٹہ نے جواب دیا اس سے بہتر اور کیا ہے اور سب سردار رخصت ہوکر اپنے اپنے
مقام کو گئے آپا سیندھیا نے نواب احمد خان سے کہلا بھیجا کہ کل راجہ اندر گیر تم پر حملہ کریگا اور مجھے امید ہے
کہ یا تو وہ مارا جاویگا یا شکست کھاویگا جب رات ختم ہوئی اور آفتاب مشرق سے طلوع ہوا راجہ اندر گیر
بجمعیت بیندہ ہزار سوار و پیادہ تمامی از قوم اتیتہ و ناگا مسلح بابان و بندوق وزیر کے روبرو گیا
اور حملہ کرنے کا حکم پایا قبل حملہ کرنے کے راجہ اندر گیر نے وزیر سے درخواست کی کہ مغل اور شیر جنگ کو حکم
ہو کہ اول وے داؤ کا حملہ نجیب خان اور سید احمد کے مورچہ پر کرین تا کہ کل پٹھان اوسطرف متوجہ ہوئن
اور نجیب خان کی مدد کو جاوین اور احمد خان کا جانب خالی چھوڑیں اور پٹھان اوسکا کوئی معاون نرہے

دوسرے روز نواب راجہ کی ملاقات کو گیا راجہ اوس کے استقبال کو نکلا یہہ دونوں بڑے تپاک سے ہاتھہ مین ہاتھہ دئے ہوئے راجہ کے خیمہ مین داخل ہوئے راجہ نے نواب کو بڑی عزت سے مسند پر بٹھلایا اور کوہستانی اشیا نذر گذرانین مثلاً باز وغیرہ و دیگر جانور شکاری تمامتھا سے مشک وعود سونا سوگندیہہ ایک خوشبودار عطر گلاب کے ہے۔ اور رنگ برنگ کے نایاب راس ٹانگن نذر کئے سوا اسکے راجہ نے طرح بطرح کے جواہرات قیمتی پیش کئے نواب نے انکو قبول کرنے سے انکار کیا تب راجہ نے کہا سید احمد سے کہ مین خود مقر ہوں کہ یہ چیزین محض بیقدر ہین لیکن اگر نواب توجہات سے قبول فرمادے تو مجھے نہایت درجہ خوشی حاصل ہوگی تب نواب نے اوسکی خاطر سے سب چیزین قبول کرلین دوسرے روز راجہ رخصت ہوکر اپنے پہاڑ کو روانہ ہوا

عہد وپیمان بتوسط علی قلیخان

وزیر کو اس مہم مشکلات سے دن رات تردد رہتا تھا اسوقت علی قلیخان عباسی جو شاہان ولایت کی اولاد سے تھا وزیر کے لشکر مین بادشاہ دہلی کا شقہ لیکر داخل ہوا یہہ شقہ بدستخط خاص تھا جس مین یہہ تحریر تھا کہ احمد خان سے فوراً صلح کرلینا چاہیئے یہہ شقہ وزیر کو حوالہ کرکے علی قلی نے بادشاہ کا زبانی پیغام یعنے احمد شاہ درانی کی آمد کی خبر بیان کی وزیر نے کہا کہ اگر صلح کی درخواست میری طرف سے ہوگی تو اوس مین تمام عمر کے واسطے میری توہین ہوگی پس کس صورت سے صلح کرنا چاہیے علی قلیخان نے جواب دیا کہ مجھہ مین اور احمد خان غالب جنگ مین قدیم سے رابطہ اتحاد ہے اگر تمہاری مرضی ہو تو مین احمد خان سے ملاقات کرکے اوسکو صلح کی طرف مائل کروں وزیر اس تدبیر سے نہایت محظوظ ہوا علی قلیخان نے احمد خان کو ایک ستو قعیہ خط اس مضمون کا بھیجا کہ مجھے تمہاری ملاقات کی کمال آرزو ہے بوصول اس خط کے نواب نے حافظ رحمت خان کو و دیگر سرداران روہیلہ کو طلب کیا اور خط کا مضمون کہا سب نے یہی صلاح دی کہ چونکہ علی قلیخان آپکا دوست ہے اوسکا ملاقات مناسب ہے نواب نے جواب لکھا کہ آپکے استفسار کی کیا ضرورت تھی

کھڑے ہوئے۔ راجہ اندرگیر یہ برگشتگی طالع دیکھکر میدان جنگ سے پھرا پٹھانوں نے وزیر کے لشکر تک اوسکا تعاقب کیا اور غروب آفتاب کے وقت وہان پہونچے۔ بعد غروب اسقدر تاریکی ہوگئی کہ ایک دوسرے کو شناخت نہ کرسکتا تھا نواب نے فوراً قاصد روانہ کیا اور حکم دیا کہ سب تعاقب سے واپس آوین پٹھانوں نے وزیر کے توپ کی گاڑیون مین آگ لگادی اور معہ مال غنیمت اپنے لشکر مین واپس آئے خاص خاص سردار نواب کے روبرو حاضر ہوئے اور اس فتح کی خوشی کی نذر پیش کی نواب نے اونکی بہت تحسین وآفرین کی اور اونکی بہادری کا بڑا شکریہ ادا کیا جب وزیر نے اندرگیر کی شکست کی خبر سُنی نہایت افسردہ خاطر ہوا اور اپنے خیمہ مین سے نکلکر ہاتھی پر سوار ہوا اور کاشی پور کی طرف بھاگا جب ملہر راو اور آپا سیندھیا کی تئین وزیر کے گریز کی خبر ملی بہت سی فوج لیکر اونکا تعاقب کیا اور کاشی پور پہونچکر اوسکی سدراہ ہوئے اور وزیر کے پاس جاکر بولے کہ شکست تو اندرگیر کو ہوئی تمہاری اس بزدلی کا کیا باعث ہے اوسنے اپنے غرور کی واقعی سزا پائی غرض ملہر راو اور آپا سیندھیا نے وزیر کو اس حرکت بزدلی سے جو بالکل منافی اوسکے مرتبہ کے تھی باز رکھا اور وزیر واپس آکر پھر اپنی سابق جگہہ مین قیام پذیر ہوا۔

راجۂ الموڑا کی احمد خان سے ملاقات

سید احمد کی تحریک سے راجہ الموڑا احمد خان کے لشکر کو دیکھنے چلا کے ہزار پیدل سپاہی ساتھہ لئے ہوئے اور ایک زرنگار تخت پر سوار جو اہرات سے لدا ہوا پہاڑ سے اوترا نواب احمد خان اوسکی پیشوائی کو بڑھا جب نظر دوچار ہوئین دونون نے ایک ہی نہج ایک دوسرے کو سلام کیا نواب راجہ کو اپنے قیام گاہ مین لیگیا اور ایک علیحدہ مسند پر بٹھلایا۔ ہندوستان کے نقائس معہ ایک ہاتھی کے راجہ کے روبرو پیش کیے گئے منجملہ اونکے راجہ نے فقط دو رومال قبول کئے اور باقی سب اشیا واپس کردین۔ سید احمد راجہ کی زبان سے واقف تھا چنانچہ جو کچھہ راجہ کہتا تھا وہ نواب کو سمجھاتا جاتا تھا تھوڑی دیر کی ملاقات کے بعد راجہ رخصت ہوکر اپنے لشکر مین گیا

لباطہی کیا ہی نواب نے پوچہا تمہارے اِس سوال سے غرض کیا ہی ملا سردار نے جوابدیا کہ معاملا
صلح ایسے شخص کے توسط سے ہونا چاہیئے کہ جو خود کچہہ قوت اور اختیار رکھتا ہو کہ اگر ضرورت پڑے
تو تعمیل شرائط مین مجبور کرے اور درصورت فسخ معاہدہ مقابلہ پیش آسکے اوسکا مطلب یہہ تہا کہ
صلحنامہ ملہر راو و آپا سیندھیا کے توسط سے ہونا چاہیئے مگر کسی حال مین مجھے یہہ منظور نہین ہے
کہ محمود خان دشمن کے لشکرگاہ مین جاوے حافظ رحمت خان کو اختیار ہی کہ چاہے جاوے
یا نہ جاوے کیونکہ اوس مین اور وزیر مین مخفی اتحاد ہے احمد خان نے سردار خان کو جوابدیا کہ مین
تمہاری صلاح کو بدل پسند کرتا ہوں اور اوسپر عمل کرونگا بعد ازان نواب اپنے لشکرگاہ مین واپس
آیا اور دوسرے روز علی قلی خان سے کہا گو مجھے خود تم پر اعتماد کامل ہی مگر روہیلہ سردار میرے
بیٹے کے بھیجنے مین رائے نہین دیتے ہین یہہ سنکر علی قلی خان نے جوابدیا واللہ تمہارے سردار
نہایت ذی ہوش اور دور اندیش ہین یہی میری خواہش تہی جو اونہوں نے صلاح دی میری
مراد صلح سے تہی وہ حاصل ہی کیونکہ میری غرض صرف تم کو صلح کی طرف راغب کرنے کی تہی
نواب نے جواب دیا کہ تمہاری دوستی میرے دل پر گویا نقش کالحجر ہے بعد اس ملاقات کے
علی قلی خان رخصت ہوکر اپنے لشکر مین آیا اور وزیر سے ملاقات کی کل ماجرا مفصل بیانکیا اور
کہا کہ مین نے احمد خان کو صلح پر تو راضی کرلیا ہے مگر شرط یہہ ہے صلحنامہ بتوسط ملہر راو و آپا
سیندھیا کے ہونا چاہیئے لہذا کہانڈے راو محمود خان و حافظ رحمت خان کو لانے کیواسطے بھیجا
جاوے وزیر نے ملہر راو و آپا سیندھیا کو طلب کرکے کہا کہ نواب کے بیٹے کے یہان لانے کی
تدبیر کرو جب وہ یہان آویگا ہم کوئی تصفیہ کرلینگے ان دونون سرداروں نے منظور کیا مگر یہہ
کہا کہ ایسی کوئی بات نہ ہونے پاوے کہ پہر ہمکو وزیر سے مخاصمت پیدا کرنا پڑے وزیر نے باوجود
اپنے مرتبے کے مجبور ہوکر قسم کہائی کہ اس سے میرا ارادہ دغا کا نہین ہی تب ملہر راو نے اپنے بیٹے
کہانڈے راو کو نواب کے بیٹے کے وزیر کے لشکر مین لانیکے واسطے بھیجا آپا سیندھیا نے احمد خان
سے کہلا بھیجا تہا کہ اپنے بیٹے کو بھیجنے مین کوئی عذر نہ کرنا اب کہانڈے راو معہ ہمراہیون کے نواب کے

گھر آپ کا ہی جب یہہ جواب باصواب پہونچا علی قلیخان نے وزیر سے کہا وزیر نے اوس سے قسم لی
کہ ہرگز اشارہ صلح کا میری جانب سے نہ مقصود ہو۔ علی قلی خان نے کہا کہ تم خاطر جمع رکھو کیونکہ
مین سمجھتا ہون کہ تمہاری توہین عین بادشاہ کی اہانت ہی جب علی قلی خان نواب کے توپخانہ کے
قریب پہونچا نواب احمد خان کا بیٹا محمود خان استقبال کو آیا جب محمود خان وہان پہونچا دونون باہم
بغلگیر ہوئے اور ایک ہاتھی پر سوار ہو کر احمد خان کے خیمہ کی طرف روانہ ہوئے نواب اوٹھ کر لب فرش
استقبال کو آیا اور اوس سے بغلگیر ہوا ہاتھ مین ہاتھ دئے ہوئے مسند تک گئے بہت دیر تک
باہم دوستانہ گفتگو ہوتی رہی بعد ازان علی قلی خان کو ایک خیمے مین پہونچایا جو خاص اوسی کے آرام
کیواسطے استادہ ہوا تھا بعد ازان طعام ہر قسم کا تیار کر کے بھیجا گیا شام کو احمد خان علی قلی خان
کے خیمے کو گیا دوستانہ گفتگو کی بعد معاملات کا مذکور درمیان آیا علی قلی خان نے بادشاہ کا
دستخطی شقہ جو نواب احمد خان کے نام تحریر تھا نکالا احمد خان نے اس شقہ کو سر پر رکھا تعظیم کی
خاطر اپنی جگہ سے اوٹھ کھڑا ہوا اور دہلی کی طرف منہہ کر کے آداب بجا لایا بعد ازان شقہ کو کھولکر پڑھا
اسکا مضمون بجز خاص خاص سرداروں کے اور کسی سے ظاہر نہ کیا شرائط صلح شروع ہونے سے
تھوڑے ہی دن بعد معلوم ہو گیا کہ سلطان نے صلح کر لینے کا حکم دیا ہے احمد خان نے شقہ شاہی کو
پڑھکر پوچھا آخر اس سے بادشاہ کا منشا کیا ہی علی قلی خان نے کہا کہ تم اپنے بیٹے محمود خان اور
حافظ رحمت خان کو میرے ہمراہ بھیجدو تا کہ دنیا کو معلوم ہو گا وزیر نے حکم شاہی کی بجا آوری مین
کوتاہی کی مگر احمد خان نے خود فرمان شاہی الامر فوق الادب سمجھکر اطاعت کی اور اپنے بیٹے
محمود خان اور خاص سردار کو نواب سعد اللہ خان کے ہمراہ وزیر کے لشکر مین بغرض صلح بھیجدیا
اس مین وزیر کی بھی آبرو بنی رہیگی اور مراتب شاہی بھی ملحوظ رہینگے احمد خان نے جواب دیا کہ اس
امر مین بغیر مشورہ اپنے سرداروں کے مین کچھہ نہین کہہ سکتا ہون احمد خان نے فی الفور سوار ہو کر
سعد اللہ خان کی فرودگاہ مین آیا اور حافظ رحمت خان اور دوسرے سرداروں کو طلب کر کے
امر مذکور مین صلاح پوچھی ملا سردار خان جو اوس سب مین عمر مین زیادہ تھا بولا کہ علی قلی خان کی

صاحبزادہ سے توقف کیا اور اپنے ہمراہیون کو اندر جانے کا حکم کیا جب سب اندر پہونچ گئے
اوسکے بعد وہ اندر جاکر ٹھہرا تب ملہراو و آپا سیندھیا نے آگے بڑھکر اوسکو پالکی سے اوتارا
اور اوسکے ساتھ چلے صاحبزادہ لب فرش پہونچکر آداب بجالایا وزیر نے کہا مرحبا اور دونون
ہاتھ پھیلاکر گلے سے لگایا اور پیشانی کو بوسہ دیا یہہ رسم سلام مغلون کی تھی کہ بوقت ملاقات
جسکو وہ زیادہ عزیز رکھتے ہین اوسکی پیشانی کو بوسہ دیتے ہین وزیر نے آگے بڑھکر اپنی داہنی جانب
کی مسند پر صاحبزادہ کو بیٹھنے کو کہا صاحبزادے نے اوسوقت چند اشرفیان ہاتھ مین لیکر
نذر گذرانین وزیر نے نہایت لطف و مہربانی سے نذر واپس کی مگر صاحبزادہ نے اصرار کیا تب
اوسنے تبسم کرکے نذر قبول کی اوسکے بعد صاحبزادہ بیٹھا وزیر نے اوسکا ہاتھ لیکر اپنے سینے
سے لگایا اور نہایت شفقت سے بات چیت کرنے لگا اِدھر اودھر کی باتون کے بعد وزیر نے
کہا کہ پٹھان بھاگا نہین کرتے ہین تمہارا باپ کیون اتنی دور بھاگ گیا ہے محمود خان نے جواب
دیا کہ اوسکی وجہہ یہہ ہے کہ میرا باپ دوغلہ ہے وزیر نے پوچھا اسکے کیا معنی صاحبزادے نے
کہا کہ میرے والد کی مان قوم مغل سے تھی اور باپ پٹھان تھا چنانچہ جب وہ اصل پدری کی طرف
جاتا ہے بہادری سے میدان مین آتا ہے اور جب نسل مادری کی طرف رخ کرتا ہے بھاگ کھڑا
ہوتا ہے اس جواب سے وزیر خاموش ہوگیا کیونکہ وہ خود قوم مغل سے تھا اسکے بعد وزیر نے ملہراو
و آپا سیندھیا کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ مین نے ابھی کچھہ کھایا نہین ہے آپ براہ عنایت بابا
محمود خان نے رخصت ہوجئے یہہ سنکر دونون سردار اپنے لشکر کو روانہ ہوئے وزیر تب محمود خان
و حافظ رحمت خان کو لیکر اپنے خاص خیمے مین گیا اور خاصہ طلب کیا تھا احمد خان نے مہمانون
کے واسطے کھانا بھیجا جب کھانے سے فارغ ہوئے وزیر نے اسمعیل خان کو حکم دیا کہ ہمارے سراچے
کی داہنی جانب انکے واسطے خیمے استادہ کرو جب خیمے کھڑے ہو چکے محمود خان و حافظ رحمت خان
وزیر سے رخصت ہوئے جب ایک گھنٹہ رات گئی وزیر کے حکم سے کئی ہزار مغلون نے ان دونون
شخصون کے خیمون کو گھیر لیا جب نواب کے نوکرون نے یہہ حال دیکھا ہر ایک سراسیمہ ہوکر بھاگ گیا

مورچہ کے قریب پہونچا اوسکے آنیکی خبر نواب کو پہونچی اوسنے اوسیوقت محمود خان کو طلب کیا اور
کچھہ اوسکے کان مین کہا اور دو سو سوارون کو اوسکے ساتھہ کیا اونہین حسام الدین بھی تھا جسکی
تصنیف سے ہم نے اِس کتاب مین نقل کیا ہے اور سعد اللہ خان نے حافظ رحمت خان کو بھیجا
جب کھانڈے راے نے اِس نوجوان کو یعنے محمود خان کو آتے دیکھا اپنے ہاتھی سے اوتر پڑا
اور اوس سے بغلگیر ہوا بعد ازان جب پھر سوار ہو گئے کھانڈے راؤ نے اپنا ہاتھی محمود خان کے
ہاتھی کے پیچھے رکہا اور اسطرح سے مرہٹون کے لشکر گاہ مین پہونچے ملہر راؤ و آپا سیندھیا
تانتیا اور دوسرے سردار پیشوائی کو آئے جب وہ سامنے پہونچے اوتر پڑے اور صاحبزادے
سے بغلگیر ہوئے بعد ازان ملہر راؤ نے اوس خیمہ مین لیجا کر ایک مسند پر بٹھایا اور مرہٹہ سردار اسکے
گرد بیٹھے تب دکھن کے تحایف نذر گذرانے گئے چند اشیا تو اوس نے قبول کین باقی گھوڑا
و ہاتھی وغیرہ اوسنے واپس کر دین بعد ازان سرداران مرہٹہ وزیر کے لشکر مین گئے اور کہا
سردار ذی مرتبہ صاحبزادے کو لانے کے واسطے روانہ کرو نواب سالار جنگ اور علی قلیخان
کو جانے کا حکم ہوا سرداران اونکے ہمراہ واپس آئے جب مناسب فاصلہ پر پہونچے صف
صف باندھکر کھڑے ہوئے اونکے آنے کی خبر سنکر محمود خان و رحمت خان لشکر سے نکلے اونکو
آتے دیکھکر نواب سالار جنگ آگے بڑھا اور جب قریب پہونچا اپنے ہاتھی سے اوتر پڑا اور
اونسے بغلگیر ہوا تب یہہ سب باہم وزیر کے لشکر مین پہونچے جب تھوڑا فاصلہ باقی رہا صاحبزادہ
ٹھہر گیا ملہر راؤ و آپا سیندھیا نے سبب پوچھا تب محمود خان نے کہا کہ آپ آگے جا کر وزیر
سے اجازت لیجیے کیونکہ مین یہہ چاہتا ہون میرے سب ہمراہی ملاقات کے وقت موجود ہون
وہ گئے اجازت مطلوبہ لائے۔ اور اسمعیل خان کو حکم ہوا کہ دروازے پر جا کر کھڑا ہو تاکہ نواب کے آدمیون
کو روکے نہ جب بڑے صاحبزادے کو وزیر کے خیمے مین لیگئے یہان وہ منتظر ملاقات کا بیٹھا تھا اِس
سراپردہ مین تین صحن تھے صاحبزادہ دو صحن سے گذر کر اپنے ہاتھی سے اوتر کر پالکی مین سوار ہوا
دوسرے سردار پہلے ہی دروازے سے ہاتھی سے اوتر اوتر کر پالکی مین سوار ہوئے تیسرے دروازہ

رہنیوالا محبوب عالم نام پڑا ذی علم اور عقیل تھا یہہ میر قدرت علیؒ کی سفارش سے وزیر کے یہان نوکر ہوگیا تھا۔ اوسکی ذہانت کی وجہہ سے وزیر اوسکی صلاح کی بڑی قدر کرتا تھا۔ ایک روز وزیر نے اوس سے کہا کہ مین نے اِن افغانون کے زیر کرنے کی بہت کوشش کی مگر کلام مجید کا مضمون اس موقع پر راست آتا ہے کہ چند بیشمار پر غالب رہینگے تم عقیل آدمی ہو بتلاؤ کیا تدبیر ہے جس سے مین اپنے دشمن پر فتحیاب ہوسکون۔ سید نے جواب دیا کہ اس کج اندیش کے ذہن مین ایک تدبیر ہے مگر چونکہ کمترین ملازمان قدیم مین سے نہین ہو نیز اِس خیال سے کہ شاید غلامان حضور کے پسند خاطر نہ آوے معرض عرض مین نہ لایا وزیر نے جواب دیا کہ ملازمان قدیم سے زیادہ مجکو تم پر اعتبار ہے جو کچھہ خیال تمہارے دل مین ہو بلا تکلف و بخطر بیان کرو تب سید مذکور نے دریافت کیا کہ آیا حضور کا منشا فقط احمد خان کے قتل یا گرفتاری کا ہے یا کل قوم افغانان کا قلع قمع ملحوظ خاطر ہے وزیر نے کہا کہ دشمن میرا احمد خان ہی مگر چونکہ دوسرے بھی اوس سے شریک ہوئے ہین لہذا مجھے تمام قوم افغان کے استیصال کرنی پڑی تب اوسنے پوچھا کہ اگر دوسرے پٹھان احمد خان کو چھوڑکر حضور کے روبرو حاضر ہون تو اونکے واسطے کیا تجویز ہوگا اوسنے کہا اونکے مرتبہ و عزت کے مطابق اونکے ساتھہ سلوک کیا جائیگا جو ذی رتبہ ہین اونکو رتبہ و جاگیر ہوگی اور باقی داخل لشکر کئے جاوینگے تب سید نے عرض کی کہ اگر حضور کی ایسی تجویز ہے تو کمترین کی گذارش یہہ ہے کہ ہر ایک شخص کے نام ایک ایک پروانہ بدستخط و مہر خاص لکھوا دیجئے اور یہہ پروانے مجھے عنایت ہون اور ساتھہ اسکے ایک حکم بھی جیسا مناسب رائے عالی ہو مجھے ملے وزیر نے سید منور کو حکم دیا کہ ہمارے منشی کے پاس ہمارا حکم لیجاؤ کہ حسب تجویز سید محبوب عالم پروانجات تیار کرے اور جب سب تیار ہو چکین سید موصوف کے حوالہ کرے میر قدرت علی و سید محبوب عالم تب رخصت ہوکر منشی کے پاس آئے جب پروانجات تیار ہو چکے وزیر کی خدمت مین بغرض منظوری پیش ہوئے اور بعد ازان میر قدرت علی کے خیمہ مین محبوب عالم کے حوالہ کئے گئے ایک شخص میر معز الدین تاجی ولد شاہ ظہیر الدین گوالیاری حسام الدین کا چچا زاد بھائی تھا مگر اوسوقت

مالکو نسے اطلاع کی مرہٹون کے جاسوسون نے معلوم کیا کہ کچھہ دغا کا ارادہ ہو رہا ہے لہذا نہایت متردد ہوکر اپنے سردارون کو جاکر خبردی کھانڈے راو یہہ خبر سنتے ہی بلا اطلاع اپنے والد کے بعجلت تمام فوراً اوسنے اپنی فوج کو حکم دیا کہ ان نالائقون پر حملہ کرکے انکو منتشر کردو یہہ حکم سنکر مغل بھاگ کھڑے ہوئے سراچہ پہونچکر کھانڈے راؤ نے دیکھا کہ محمود خان اور حافظ رحمت خان مسلح برائے مقابلہ کھڑے ہین کھانڈے راؤ کو دیکھکر نواب محمود خان نے مسکراکر کہا کہ مین خدا سے دعا مانگتا تھا کہ مین کسیصورت سے وزیر تک پہونچ جاؤن اور خدا نے میری دعا قبول کی اب تم اپنے بہادر سپاہی میرے تابع کردو تاکہ وزیر کو اپنے زور کا مزہ چکھا دون کھانڈے راؤ نے جواب دیا جب وزیر فقط اپنے ہی بھروسہ پر رہ جائیگا تو وہ آپ اپنے کئے کی سزا پا دیگا اب تم کو لازم ہے کہ فوراً یہانسے نکل چلو وہ سب سوار ہوکر چلے اور مرہٹہ کے لشکر کو بائین جانب چھوڑکر دامن گوہ کی طرف روانہ ہوے جب وے احمد خان کے لشکر کے قریب پہونچ گئے کھانڈے راؤ نے آکر اپنے باپ سے مفصل حال کہا کھانڈے راؤ کے واپس آنے سے قبل ملہر راؤ وآپا سیندھیا وزیر کے پاس گئے اور کہا جب تم کو دغا منظور ہی تو ہم کو درمیان مین ڈالنے کی کیا ضرورت تھی اورکسیقدر سخت کلامی سے گفتگو کی وزیر نے نرمی سے جوابدیا کہ تمہارا کیا خیال ہے کہ بغیر دریافت حال اسقدر سختی سے بات چیت کرتے ہو جو اصل حال ہی وہ علی قلیخان سے جو نواب احمد خان کا بڑا دوست ہے دریافت کرنیسے بخوبی معلوم ہوسکتا ہے جب علی قلیخان آیا وزیر نے اوس سے کہا کہ انسے کیفیت مفصل بیان کرو اوسنے کہا کہ اس خیال سے کہ وزیر کے سپاہیون کو افغانو نسے عداوت قلبی ہی مبادا وہ انکو کچھہ ضرر پہونچا لہذا مین نے وزیر سے مشورہ لیکر ایک ہزار مغل سوارون کا پہرہ مہمانون کے خیمون کے گرد کردیا ؛

افغانون کے لشکر مین محبوب عالم کی سازش

جب معاملہ کی اول کوشش مین ناکامیابی ہوئی تب دوسری تدبیر کی گئی ایک شخص شمس آباد کا

کفن بدوش لڑنے اور جان دینے پر تیار ہین بلکہ جان سے ہاتھہ دھوئے بیٹھے ہین اور اسپر کمربستہ ہین کہ یا تو فتح حاصل کرین یا میدان ہین مرین آپ خود خیال کر سکتے ہین کہ جو شخص مرنے پر امادہ ہو اوسکا مارنا آسان نہین ہے قطعہ ہر کہ دست خویشتن از جان بشست * خود بماند دشمن خود را بکشت مرده می یابد نجات از دست موت * زنده یا اورا نماید حمله پشت * دیا بالفرض یہہ بھی تسلیم کیا جاوے کہ وزیر تھوڑے عرصے مین احمد خان پر غالب آکر اوسکو اسیر یا قتل کریگا اب مین آپ سے پوچھتا ہون کہ اگر وزیر احمد خان کے ہاتھونسے خوف مین ہوتا اور مین تمکو لکھتا کہ تم وزیر کو چھوڑ کر ہماری طرف آکر اپنی جان بچاؤ تو کیا آپ کی حمیت اسبات کو قبول کرتی کہ باوجود سردار و سید ہونے کے جان بچا کر آبرو خاک مین ملا دیتے مین سمجھتا ہون کہ آپ وزیر کا ساتھہ چھوڑنا پسند نہ کرتے ہرچہ بر خود نمی پسندی بہ دیگرے مپسند مجھے آپ معاف رکھئے کہ ایسی نادانی کی تحریر مین منظور نہین کر سکتا ہون یہہ جواب بھائی خان کے حوالہ ہوا اور وہ لیکر صاحب داد خان کے خیمہ مین آیا اور اوسنے بھی جواب خط کا دیا اور تحریر کیا کہ مین نے تمہارے پروانے اور خطوط تقسیم کر دئے جو کچھہ اوسکا نتیجہ ہوگا اوس سے بعد ازان اطلاع دیجاویگی مین قاصد کو نہین رکھہ سکتا ہون کہ اس سے مین خود آفت مین پڑجاؤنگا لہذا قاصد کو واپس بھیجتا ہون قاصد یہہ دونون خطوط لیکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا روہیلہ چور و لوٹیرے جو سعد الدین خان واحمد خان کے لشکر کو دق کیا کرتے تھے دزدی و رہزنی مین طاق تھے اب اُنہون نے یہہ اختیار کیا تھا کہ توپخانے داہنی و بائین جانب پوشیدہ رہتے تھے جب رات ہوئی تھی وزیر کے لشکر مین جاتے اور گھوڑا اور اونٹ و سامان جو کچھہ ملتا لوٹ لاتے وہ اوسکو بیچکر پھر اپنے مقام معہود مین مخفی جا بیٹھتے تھے اتفاقاً یہہ قاصد اونکے قریب سے ہو کر گذرا اور اُنہون نے اوسکو گرفتار کر لیا اور نواب کے روبرو لائے نواب نے قاصد کو سامنے بولا کر پوچھا کہ تم کس غرض سے لشکر مین آئے تھے اوس نے جان کے خوف سے کل حال بیان کر دیا اور دونون خط جو اوسکے پاس تھے حوالہ کئے جب نواب نے ان خطون کو دیکھا اوسنے حسام الدین کو طلب کیا حسام الدین کو خبر پہونچ چکی تھی کہ قاصد کو افغانون نے گرفتار کیا ہے اور نواب کے روبرو لائے ہین حسام الدین روبرو نواب کے آیا نواب نے اوس سے

وزیر کے لشکر مین حاضر تھا سیر قدرت علی اوس پر بہت اعتماد رکھتا تھا اور اوسکی بڑی عزت کرتا تھا
سبب اوسکا یہہ تھا کہ قدرت علی سید حسن دانشمند دانی پوری کی اولاد سے تھا اور یہہ سید حسن دانشمند
خلیفہ میران حمید الدین حضرت محمد غوث گوالیاری کا تھا اتفاقاً میر معز الدین قدرت علی کے خیمہ میں
آیا اور میر محبوب عالم اور معز الدین سے میر قدرت علی کے توسط سے دوستی پیدا ہو گئی مین گفتگو
محبوب عالم کو یہہ معلوم ہوا کہ معز الدین حسام الدین کا چچازاد بھائی ہے اور نہایت دوست بھی ہے محبوب عالم
نے معز الدین سے کہا کہ تم حسام الدین کو لکھہ بھیجو کہ تم نے احمد خان کی نوکری کیون اختیار کی ہے وہ تو
تھوڑے عرصہ مین یا تو قتل ہو جاویگا یا گرفتار ہوگا لہذا مصلحت یہی ہے کہ تم فوراً وہانسے یہان
چلے آؤ اور کل اسباب اپنا وہین چھوڑو یہان اور مہیا ہو رہیگا جسوقت تم یہان پہونچوگے اوسوقت
وزیر سے تمہاری ملاقات ہو جاویگی اور تم کو جاگیر و منصب حاصل ہوگا میر معز الدین نے اس مضمون کا خط
لکھکر محبوب عالم کے حوالہ کیا اور محبوب عالم نے بھی جتنے اوسکے دوست و آشنا و شمس آباد کے
تھے اون سب کے نام چٹھیان لکھین اونکا مضمون یہہ تھا کہ میٹی حضور وزیر سے تمہاری سب کی سفارش
کی ہے اور وزیر نے فرمایا ہے کہ سب کو موافق مرتبہ کے نوکری و منصب عطا ہوگا اور مین نے منصب ملنے کے
واسطے شقہ بمہر وزیر لکھوالیا ہے لہذا تمکو لازم ہے کہ فوراً وہانسے چلے آؤ سب پرچانے اوپنے خطوط
اکٹھا رکھکر وزیر کے ایک قاصد کے ہاتھہ اپنے خاص نوکر بھائی خان کے ساتھہ احمد خان کے لشکر کو
روانہ کئے صاحب داد خان خٹک و محبوب عالم دونون شمشیر خان چیلہ کے پاس نوکر تھے اور یکجائی
کے سبب دونون مین بڑی دوستی ہوگئی تھی گویا ایک جان دو قالب تھے اور اس بھروسہ پر محبوب عالم
نے اسقدر جسارت کی تھی بھائی داد خان خدمتگار صاحب داد خان کے خیمہ کو پہونچا اور کل خطوط
و پروانجات اوسکے حوالہ کئے اور وہان حسام الدین کے خیمہ کی طرف چلا اور پہونچکر معز الدین کا خط
حسام الدین کو دیا حسام الدین نے کھولکر اس خط کو پڑھا اور جب خط پڑھ لیا تو کہا آپ یہہ خیال فرماتے
ہین کہ مین نواب احمد خان کی ملازمت مین ہونے سے خوفناک ہوں یہہ حضور آپ اپنے دل سے
دور رکھئے نواب احمد خان کے پاس کم و بیش ایک لاکھہ جوان ہین اور یہہ سب کے سب بڑے بہادر

ملک مضافات سے ہلاک ہوتے ہین چونکہ جان ہر شخص کو عزیز ہے اِس سبب سے اونمین بڑا خوف
پھیل رہا ہے اب جو وہ احمد شاہ درانی کی آمد سُنینگے اور بھی پریشان ہونگے اور بھاگنا شروع
کرینگے اب وزیر کا کام یہہ ہے کہ اس امر کو انصاف کرے ہمارا کام فقط مان لینا ہے وزیر دریاے
حیرت مین ڈوبا اور بعد بڑے غور و تامل کے اوسنے کہا کہ مین نے اسکا تصفیہ تمہاری راے پر
چھوڑا جو تمہاری راے مین آوے سو کرو مرہٹون نے کہا اب تلوار میان مین کرنا چاہیئے اور نواب
علی قلیخان کو لشکر مین بھیجنا چاہیئے وہ اوس سے جاکر کہین کہ وزیر بہ تعمیل حکم بادشاہ جنگ سے
دست بردار ہوا ہے لہذا انکو بھی لازم ہے کہ صلح کرلو احمد خان کو کل ملک موروثی اوسکو دیا جاتا ہے
بدین شرط کہ اوسکے عوض وہ بیس لاکھہ روپیہ بطور نذرانہ کے داخل کرے اور جب تک یہہ روپیہ
ادا نہ ہو نصف ملک مکفول رہے یہہ شرائط وزیر نے منظور کین اور مرہٹون سے کہا کہ کوئی معتمد
آدمی علی قلی خان کے ساتھہ ہو ملہر راو و آپا سیندھیا نے تانتیا گنگا دھر کو منتخب کیا اور دونون
ایلچی روانہ ہوئے۔ وزیر سے پوشیدہ ملہر راو و آپا سیندھیا نے تانتیا سے یہہ کہدیا کہ تم
احمد خان سے موقع مناسب پر ہماری طرف سے کہدینا کہ جو جو شرائط علی قلیخان پیش کرے تم
بلا رد و کد منظور کرلینا کیونکہ اسوقت یہی مناسب معلوم ہوتا ہے اور ہم تمہارے بہرحال ہوا خواہ ہین
اور اپنے بیٹے کو ہماری ذمگی پر وزیر کے لشکر مین بھیجدو جب یہہ دونون احمد خان کے لشکر مین پہونچے
علی قلی خان نے کہا ہم دونون ایک ساتھہ ملاقات کرین مگر گنگا دھر نے کہا کہ تم آج ملاقات کرلو
مین کل جاؤنگا علی قلی خان احمد خان کے پاس گیا بعد ادھر ادھر کی باتون کے معاملہ کی گفتگو
شروع ہوئی علی قلی خان نے پیغام بیان کیا اور کہا کہ گنگا دھر مرہٹون کا وکیل کل حاضر ہوگا تانتیا
دوسرے روز نواب کے روبرو حاضر ہوا اور روہیلہ سردار طلب ہوئے ملا سردار خان کی یہہ
راے ہوئی کہ معاملہ ملہر راو و آپا سیندھیا کی راے پر چھوڑنا چاہیے اسپر نواب راضی ہوا علی قلیخان
و تانتیا کو بلا بھیجا اور اوسنے کہا ہم ملہر راو و آپا سیندھیا کو رضامند رکھنے کے واسطے اپنا نصف
ملک تا اداے نذرانہ شاہی مکفول کرتے ہین بعد ازان نواب علی قلی خان کے خیمہ کو گیا اور

مخاطب ہوکر پوچھا یہہ معزالدین کون شخص ہے جس سے تم کتابت رکھتے ہو اوسنے جواب دیا حضور
میرا بھائی ہے تب نواب نے پوچھا کہ اوسنے کیا لکھا تھا اوسنے جواب دیا جو کچھہ بحرز کیا تھا حضور
کے روبرو ہے اوسکے اعادہ کی ضرورت نہین ہے رستم خان بنگش و حاجی سردار خان و مستجاب خان
اوسوقت حاضر تھے اونکی طرف متوجہہ ہوکر نواب نے کہا کہ یہہ حسام الدین بڑا عالی نسب ہے اوس نے
نمک حق نمک خوب ادا کیا دیکھو اوسنے کیا جواب اپنے بھائی کو لکھا ہے تب نواب نے وہ خط بآواز بلند
پڑھکر سنایا اونہون نے سنکر حسام الدین کی بڑی تحسین و آفرین کی نواب نے حسام الدین کی طرف
پھر کر کہا کہ جو کچھہ مجھے تم سے امید تھی وہی تم نے کیا انشاء اللہ بہت جلد وہ وقت آئیگا کہ مین تمہین اس
صداقت شعاری کا عوض دونگا بعد ازان حافظ رحمت خان و ملا سردار خان و دوندے خان و فتح خان
و سید احمد کو بلاکر نواب نے تمام حال کہا سید احمد نے عرض کی کہ میرے ماتحت کے لوگ دامن کوہ سے
لیکر بلی بھیت تک متعین ہین مین اونکو حکم بھیجدونگا کہ اگر کوئی پٹھان بہ ارادہ گریز لشکر سے نکلے اوسکو
فوراً قتل کرڈالو اور اوسکا اسباب ضبط کرلو اب پانچون روہیلہ سردار رخصت ہوئے نواب نے حاجی سردار
کو حکم دیا کہ قاصد کو لشکر سے نکالدو فوراً اوس حکم کی تعمیل ہوئی *

تجدید شرائط عہدنامہ و تکمیل صلح

غنیم کے لشکر کی صورت حال یہہ تھی کہ صوبہ کے بعض باجگذار ان نے ملہر راو و آپا سیندھیا کو لکھا
کہ احمد شاہ درانی قوم افغان کی مدد کو آتا ہے اور اوسنے دریاے سندہ کو عبور کیا ہے اور برابر یلغار
بڑھتا آتا ہے اس خبر نے مرہٹوں کو بڑے تردد مین ڈالا اور وہ سب واسطے مشورہ کے مجتمع ہوئے
اور متفق الراے ہوکر وزیر کے پاس گئے اور اوسکو ملامت کرکے کہا کہ تم نے احمد شاہ درانی کی آمد
ہم سے مذکور نہ کی اور اس خبر کو ہم سے مخفی رکھا اور اونہون نے یہہ بھی کہا کہ یہہ تو تجوبی معلوم ہوچکا ہے
کہ ہماری اور تمہاری دونون کی سپاہ نے مہم کی صعوبت دیکھکر بالکل دل ہار دیا ہے اور
عاجز ہوگئی ہین سواے اسکے پہاڑ کے پانی نے اوس مین ایسا اثر پیدا کرد کھایا ہو کہ وہ اکثر مرگ

کی تیاری کی دو روز مقام کر کے فرخ آباد کی طرف روانہ ہوا۔ مقام کو پہونچکر اوسنے اپنے باپ
کی ملازمت حاصل کی اور اوسکو جعفر خان کا مکان رہنے کو ملا بعد ازان وزیر لکھنؤ سے فرخ آباد
اور وہان سے ظہر راؤ وسید ضیا کو ہمراہ لیکر براہ اٹاوا دہلی کی طرف روانہ ہوا اوسکے تھوڑے
روز بعد احمد خان نے محمد جہان خان کو اپنے اہل وعیال کے لانے کے واسطے دہلی کیطرف
روانہ کیا دولہن بیگم بی العوز فرخ آباد کو واپس آئی اوسکے بعد نواب کے بھائی بھتیجے چیلے رعایا
اور سب خوشدکنان آ آکر اپنے اپنے گھرون مین بسنے لگے صاحب بیگم سوہ قایم خان بھی واپس
آئی اور قلعہ امیٹھی مین رہنے لگی عالیہ بیگم بی بی صاحبہ نے بلند محل مین سکونت اختیار کی
یہہ مکان سابق مین اوسکے بیٹے قایم خان کے قبضہ مین تھا +

احمد خان کی دوسری شادی

جب نواب کا سب کار و بار درست ہوگیا تو وہ عیش مین مشغول ہوا اور نئی زوجہ کی فکر اوسے
پیدا ہوئی اوسکے درباریون نے اوس سے کہا کہ ایک حسین لڑکی ہے جو آپ کے بستر کے
قابل ہے ایک شخص عالی خاندان جو نواب خان جہان کی اولاد سے تھا اور جسکو عہد
شاہ جہانی مین بڑا اقتدار حاصل تھا گردش زمانہ سے بگڑکر مفلسی مین مبتلا ہوگیا اتفاقاً اوسنے
شمس آباد مین رہنا اختیار کیا بعد تھوڑے عرصے کے وہ اس دار فانی سے ایک بیوہ اور ایک
بیٹی خیر النسا نام چھوڑکر رخصت ہوا ایسا اتفاق ہوا کہ یاقوت خان خان بہادر نے اس لڑکی
کو اپنی تبنیت مین لیا یہہ لڑکی اب تک دوشیزہ تھی اور خان مرحوم کے گھر مین رہتی تھی۔
یہہ حال سنکر غائبانہ اوسپر عاشق ہوا اور اوسکو بلاکر خاص محل مین داخل کیا اور بعد تیاری اوسکے
ساتھہ نکاح کیا اوسوقت سے وہ اوس سے ایک لمحہ جدا نہ ہوتا تھا اور اکثر یہہ شعر اوسکی زبان پر
رہتا تھا۔ دو سالہ و محبوب چاردہ سالہ + ہمین بس ست مرا صحبت صغیر و کبیر + تھوڑے دنون
کے بعد ۱۷۶۸ع تا ۱۷۶۹ع مطابق ۱۱۸۲ ہجری مین اوس سے ایک بیٹا پیدا ہوا اس خوشی کا

ادس سے کہا فقط بادشاہ سلامت کی خوشنودی کے واسطے ہم صلح منظور کرتے ہیں اسکے بعد
اونسنے منشی کو طلب کیا اور خط مشعر شرایط مجوزہ سرداران مرہٹہ تحریر کردیا یہہ خط تانتیا کے
حوالہ کیا اور زبانی یہہ کہا کہ مین تمہاری ضمانت پر نواب محمود خان کو بھیجتا ہون ۔ ایک نقل اونکی
کہ شرایط تانتیا کی پتر دن تانیہ پرکندہ کی گئی تھی جسکو احمد خان اور مرہٹون نے باہم تبدیل
کرلیا جب نواب محمود خان و حافظ رحمت خان مرہٹون کے لشکر مین قریب پہونچے ملہر راؤ
و آپاسیندھیا و پٹیل راؤ و آتما گیرد دوسرے سرداروں کے استقبال کو آئے دوسرے روز ملہر راؤ
و آپاسیندھیا سوار ہوکر تھوڑی دور گئے اور تانتیا گنگادھر نے کہا کہ محمود خان و رحمت خانسے
کہو کہ وزیر کے لشکر کو چلین بعد ملاقات کے وزیر نے اپنی میر منزل کو حکم دیا کہ خیمہ خرگاہ روانہ
کرو ہمارا عزم کوچ کا ہے دوسرے روز کوچ شروع ہوا اور بعد چند روز کے وہ دریائے گنگا کے
کنارہ پر پہونچے اور یہان اوسنے ملہر راؤ و آپاسیندھیا کو قنوج جانے کا حکم دیا اور خود معہ
محمود خان و رحمت خان کو لئے ہوئے لکھنو کی طرف روانہ ہوا اونسے اونسنے کہا کہ جب معاملہ
کی تکمیل ہوجاویگی مین تم کو رخصت کرونگا بموجب حکم کے مرہٹون نے دریائے گنگا کو عبور کرکے
قنوج کی روانگی کے بعد نواب احمد خان و نواب سعد اللہ خان دامن کوہ سے نکل نکل کر اوس مقام
پر خیمہ زن ہوئے جہان وزیر کی فوج قایم تھی وہان سے کوچ کیا اور فرخ آباد و احمد نگر کو جا پہونچا
اوسکے واپس آنے کی تاریخ ابتدائی ۱۷۵۲ء ہوگی اس عرصہ مین وزیر لکھنو کو پہونچا چار پانچ روز
بعد اوسنے نواب محمود خان اور حافظ رحمت خان کو طلب کیا پہلے محمود خان کو خلعت ہفت پارچہ
عنایت کی بعد ازان اوسکے والد کا ملک بحال کردیا اور اوسکو قایم جنگ کا لقب بھی دیا حافظ
رحمت خان کو بھی خلعت عطا ہوا بعد اوس تانتیا کو سند اسبات کی کہ تا اداے نذرانہ شاہی
احمد خان کے نصف ملک پر قبضہ کرلے یہہ ملک بطور عوض اوس نقایا کے ملا جو وزیر سے اوسکو
باقی تھا محمود خان و تانتیا رخصت ہوکر جانب مغرب روانہ ہوئے اور حافظ رحمت خان اونکی
طرف چلا جب محمود خان قنوج کے قریب پہونچا سب مرہٹے اوس سے ملنے کو آئے اور مہمانداری

یہہ مقام لکھنو سے ۶۰ میل ہے مگر آخرکار سعد اللہ خان روہیلہ کی حسن تدبیر سے فقط پانچ لاکھہ روپیہ نذرانہ دینے سے تصفیہ ہوگیا ۹ شوال سنہ ۱۱۷۰ ہجری مطابق ۲۵ جون سنہ ۱۷۵۷ء غازالدین معہ ہردو شاہزادگان فرخ آباد مین داخل ہوا اس عرصہ مین احمد شاہ درانی مکیبک متھرا سے دہلی کو واپس آیا اور شاہ دہلی کے عماد الملک کی شکایت اور نجیب خان کی سفارش کرنے پر احمد شاہ درانی نے نجیب خان کو امیر الامرا کیا اور انتظام دار الخلافت اوسکے سپرد کیا عماد الملک نے اسکا عوض یون لیا کہ احمد خان کو امیر الامرا کا لقب دیکر اُسے کو عہدہ پر مامور کیا غازالدین خان اب دہلی کی طرف بڑھا اور کچہہ احمد خان کی فوج اور مرہٹون کی مدد سے اوسنے فوراً نجیب خان کو دہلی سے نکالدیا اس ملاقات سے غازالدین خان اور احمد خان مین نہایت درجہ اتحاد ہوگیا یہانتک کہ وزارت سے معزولی کے زمانے مین نو سال تک اوسنے احمد خان کے پاس پناہ لی اب اونکی دوسری ملاقات کا مذکور آگے چلکر ہوگا ؞

جنگ پانی پت مین احمد خان کی کارروائی

جب سنہ ۱۱۷۳ھ مطابق ۲۵ اگست سنہ ۱۷۵۹ء لغایت ۱۲ اگست سنہ ۱۷۶۰ء احمد شاہ درانی چھٹوین بار ہندوستان پر حملہ آور ہوا احمد خان معہ سرداران روہیلہ اوسکی ملازمت کو گیا چہارم ذی الحجہ سنہ ۱۱۷۳ھ مطابق ۱۸ جولائی سنہ ۱۷۶۰ء بمقام کویل اوس سے ملاقات حاصل ہوئی اسکے تھوڑے عرصہ بعد داتاجی سیندھیا کو شکست ہوئی احمد خان حملہ آور کا بخوبی مطیع ہوا ہوگا کیونکہ اوسنے بافراط رسد اوسکو اپنی فوج کے بدرقہ کے ساتھہ روانہ کی تھی۔ ہولکر جو اس شکست سے محفوظ رہا تھا اسوقت آگرہ میں تھا اس بدرقہ کی خبر سُنکر دریاے جمنا کے پار ہوا بہت سی رسد چھین کر اور برباد کرکے پھر جمنا پار چلا گیا افغانون کی ایک جمعیت اوسپر بھیجی گئی جنہون نے پاشنہ کوب اوسکا تعاقب کرکے بڑی خونریزی کے ساتھہ اُسے شکست دی احمد شاہ نے جمنا پار آگے بڑھ کر انوپ شہر مین اپنی لشکر گاہ کا پڑاؤ ڈالا تھوڑے عرصہ بعد شجاع الدولہ بھی اطاعت کی طرف مایل ہوا ایک مورخ اوس مقام پر لکھتا ہے کہ اسکا باعث حافظ رحمت خان و احمد خان تھے تھوڑے ہی عرصہ بعد سنہ ... ایک لشکر عظیم بہ سرداری جنکوجی ولد اپاجی سیندھیا و ابراہیم

اوسنے غریبون اور مسکینون کو بہت کچھہ دیا لیا نواب نے لڑکے کے نام نکالنے کے لئے قرآن کھولا
اوس مین حرف دال نکلا تب اوسنے نجومیون کو طلب کرکے کہا کہ لڑکے کا زایچہ کھیچو آخر اوسکا نام
دلبرہمت خان قرار پایا اوسکی خبر بادشاہ سلامت کو معہ تحایف مناسبہ بھیجے گئے بڑی دہوم دہام
رہی اور چھہ روز تک بڑی ضیافت و مہمانی ہوتی رہی عاقلہ نام ایک دائی اوسکی رضاعت
کے واسطے متعین ہوئے بادشاہ نے ماہی مراتب معہ لقب و خلعت لڑکا کو بھیجا نواب نے
ایک گلال باڑی عیدگاہ مین قایم کیا اور لڑکا کو پالکی پر بٹھلاکر بادشاہ کی عطیات لے آنے
کے واسطے لیگیا اوس لڑکے کو خلعت پہنایا گیا اور مظفر جنگ کا خطاب ملا توپین سلامی سر
ہوئین نوبتخانے بجتے ہوئے و روپئے اشرفیان لٹاتے ہوئے آہستہ آہستہ قلعہ کو لوٹے
جب لڑکا چار برس چار مہینے چار دن کا ہوا اوسکو بسم اللہ پڑھائی اور مکتب کو بھیجا اوسکو ایک
اتالیق کے حوالے کیا اور علما اوسکی تعلیم کی خاطر مقرر ہوئے تھوڑے عرصے مین اوسنے علم
حاصل کیا تب اوسکے باپ نے اوسکو امور ملک داری تعلیم کئے

غازالدین خان عمادالملک کی پہلی ملاقات

۱۱۷۳ ہجری مطابق ۲۶ ستمبر ۱۷۵۹ء لغایت ۱۵ ستمبر ۱۷۶۰ء احمد شاہ درانی نے پانچوین حملہ کے
زمانے مین غازالدین نے اس امر کی اجازت حاصل کی کہ ملک مابین گنگا وجمنا سے کچھہ بطریق
نذرانہ وصول کرے مگر اوس سے اوسکا اصل منشا یہہ تھا کہ شجاع الدولہ اودہ کے نواب وزیر سے
روپیہ جبراً وصول کرے دہلی کے شاہزادون ہدایت بخش ولد عالمگیر ثانی و مرزا بابر برادرزادہ
شاہ مذکور و اعزالدین معہ افواج درانی زیر حکم جانباز خان ساتھہ لیکر غازی الدین فرخ آباد کی طرف
بڑھا اور اپنی فوج بہ سرداری یحیی خان ولد ذکریا خان روانہ کردی اس فوج نے تھوڑے عرصہ مین
دریاے گنگا کو عبور کیا اور گرا و ہاری ندی تک جو ملک اودہ کے حدود کے قریب ہی جا پہونچے
شجاع الدولہ لکھنؤ سے روانہ ہوکر حملہ آورون کے روکنے کے ارادے سے سانڈی پالی تک آیا

کیونکہ گوبند راو پنڈت بوندیل کھنڈ سے تین ہزار جوان لیکر آیا ہی اور جمنا ان اوترکر دریاے مذکور کے کنارے پر خیمہ زن ہوا ہے اگر مین فوج وہان نہ چھوڑ آتا تو میری دار الریاست و میرا مکان لوٹ لیا جاتا وراے ازین مین نے اس مختصر فوج سے ایک مرتبہ صفدر جنگ معہ سورج مل و جہت سنگہ و دیگر راجاون کے شکست دی ہی اور اگر مین چاہتا تو دہلی پر چڑہ جاتا مگر صرف بادشاہ کی عزت کا پاس کرکے اس قصد سے باز رہا شاہ درلے نے جوابدیا جو کچھہ تم نے اسوقت بیان کیا مین نے اسکی خبر کامل سُنی تھی آخر نواب یہہ کہکر خاموش ہوا کہ میری مختصر فوج کا حال بروز جنگ معلوم ہوگا احمد خان کے توپخانہ کے مقابل ابراہیم گاردی کا توپخانہ تھا اوسکے زیر حکم بارہ ہزار باقاعدہ پیدل فوج تھی و اوسکی فوج قاعدہ دان ہونے کی وجہہ سے اوسکا لقب گاردی تھا یہہ انگریزی لفظ ہے ایک رات تاریکی شب مین ابراہیم نے یہہ دیکھکر کہ احمد خان کے زیر حکم فوج کم ہے یہہ حکم دیا ہم اوسپر شبخون مارینگے تھوڑی رات باقی رہے اوسنے احمد خان کے مورچہ پر یک بیک آپڑنی کی کوشش کی مگر احمد خان کی سب توپین چڑھی ہوئی تھین اور بعض بعض پر چادرین بھی تھین چونکہ موسم جاڑے کا تھا جابجا الاو لگے تھے اور اُنپر متعین لشکر تاپ رہے تھے اوہنون نے گھوڑون کی ٹاپون کی آہٹ سُنکر ایک دوسرے سے کہا کہ مرہٹے ہم پر آتے ہین یہہ کہکر اور چھوٹے ٹھیکرے مین الاو مین سے آگ نکالکر توپون کی سوراخ کی راہ سے توپون پر ڈال دی اور سب توپین یکبارگی چل گئین بہت سے دشمن ہلاک ہوئے اور باقی بھاگ کھڑے ہوئے اور احمد خان کی جانب ایک متنفس کو بھی صدمہ نہ پہونچا یہہ سب ہوگیا مگر نواب کو جگایا بھی نہین صبحکو شاہ درانی میدان جنگ کے معاینہ کو آیا احمد خان اوسکے استقبال کو گیا تب شاہ نے کہا کہ جس جادو کا مین نے ذکر سُنا تھا اپنی آنکھون سے دیکھی اوسنے اپنا چغہ اوتارا اور نواب کو انعام دیا اسکے بعد نواب کے دشمن نادم و شرمسار ہوئے ۔ ۔ جنوری سنہ ۱۷۶۱ء کو بروز جنگ عظیم احمد خان کو یہہ حکم ہوا چونکہ تمہاری فوج کم ہے لہذا تم صرف توپون کی حفاظت کرو نواب نے غصہ مین آکر جوابدیا کہ یہہ کام عملیون کا ہے میرا کام میدان مین لڑنے کا ہے تب شاہ ابدالی نے اوسکو داہنے بازو کی طرف بھیجا بعد اس جانب اول

گاردی ملہر راو و دیگر سرداران کو لیکر دکہن سے دتاجی کی شکست کا انتقام لینے کے واسطے آگیا
۲۳ اکتوبر سنہ ۱۷۶۰ع احمد شاہ الوپ شہر سے روانہ ہوا اور دہلی سے بیس میل اوپر دریاے جمنا کو
عبور کیا احمد خان غالب جنگ بھی بجمعیت پانچہزار جوان حاضر تھا مرہٹے پانی پت کے مقام پر
اپنا لشکر ڈالنے اور خندق بنانے کے واسطے بڑھے اور احمد شاہ اونکے مقابل خیمہ زن ہوا روز
چھیڑ چھاڑ ہوتی رہی اور ایک دو چھوٹی لڑائیان بھی ہوئین اس مین دو مہینے کے قریب گذر گئے
اور مرہٹون کی رسد بھی اختتام کو پہونچی تب اونکو مجبوری جنگ عام کرنا پڑی ۔ نقل ہی کہ احمد شاہ
نے حکم دیا تھا کہ جو کوئی ایک مرہٹہ کا سر کاٹ لاے اوسکو ایک روپیہ انعام ملے ہر روز دس ہزار
سوار گانون کو لوٹتے اور رسد کو روکنے کے واسطے بہیجے جاتے تھے ان سوارون کو جو سائیس
یا گھاس کاٹنیوالا یا مزدور یا کوئی چھوٹا بنیا ملجاتا اوسکو پکڑکر اوسکا سر کاٹ لاتے اور ایک روپیہ
انعام لیتے جب یہہ خبر احمد خان کو معلوم ہوئی اوسنے اپنے عرض بیگی مشرف خان کو حکم دیا
کہ جو کوئی ایک مرہٹہ کو زندہ پکڑ لاویگا تو مین دو روپیہ فی قیدی دونگا تب غدائی زندہ قیدی
لانے لگے اور دو دو روپئے لینے لگے آدھی رات کو انکو چھوڑ دیا کرتا تھا جب یہہ لوگ بھاؤ کے
لشکر مین پہونچے تھے تو احمد خان کی بڑی تعریف کرتے تھے شجاع الدولہ و نجیب خان نے اوسکی
خبر احمد شاہ درانی کو پہونچائی اور اوس روز سے وہ نواب سے ناخوش ہوگیا ناراضگی بڑھانے کی
غرض سے ہر روز سرداران مذکور نے یہہ بھی کہا کہ احمد خان باوجود امیر الامرا و شاہی بخشی ہونیکے
نہایت مختصر فوج لیکر آیا ہے بادشاہ نے کچھہ جواب نہ دیا مگر شاہ ولی خان وزیر نے کہ خود خاندان
بنگش سے تھا احمد خان کو بلوا بھیجا جب وہ آیا وزیر اوسکی پیشوائی کو اوٹھا اور اوسکو اپنے پاس
جگہہ دی اور پھر اوسکی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا اے غالب جنگ تم ہندوستان کے بڑے امیرون
مین سے ہو مگر تھوڑی سی فوج لائے ہو اسکا باعث کیا ہے احمد خان نے جنگباز خان بنگش کی
زبانی سب بڑا بیان کئی تھین جو اوسکے دشمنون نے کہی تھین بجواب شاہ ولی خان وزیر کے سوال
کے کہنے لگا کہ مین بڑی فوج اپنے بخشی کے پاس فرخ آباد مین حفاظت کے واسطے چھوڑ آیا ہون

سے تھا اوسنے نواب احمد خان کی بڑی سفارش کی اور اسی واسطے وہ پیشتر طلب ہوا جب دوسرے امیر وہان پہونچے بادشاہ نے احمد خان کو حکم بیٹھنے کا دیا ٭

نواب کے آخر زمانے یعنی سنہ ۱۷۵۹ء سے لیکر سنہ ۱۷۷۱ء تک بہت سے ذی رتبہ لوگ وقتاً فوقتاً فرخ آباد مین آئے

بہت سے دہلی کے امرانے وقت زوال شاہی و مرہٹون کے دار السلطنت پر قابض ہونے کے فرخ آباد مین پناہ لی جب عبد اللہ خان ولد علی محمد خان روہیلہ نے حافظ رحمت خان کو قتل کرنیکی کوشش کی تب وہ بھاگکر فرخ آباد مین پناہ گزین ہوا اور احمد خان کے درمیان پڑنے کے سبب سے اوسکا قصور معاف ہوا اور پرگنہ امجہاسے اوسکو گذارہ کے واسطے عطا ہوا۔ اور چونکہ احمد شاہ درانی نے ہندوستان سے جاتے وقت پرگنہ شکوہ آباد و چھپوند داٹا وا روہیلون کو مرحمت کئے تھے لہذا وہان جاتے وقت حافظ رحمت خان معہ اپنے بیٹے کے فرخ آباد سے ہوکر گذرا ۲۲ اکتوبر سنہ ۱۷۶۴ء مین جنگ بکسر کے بعد شجاع الدولہ تھوڑے دنکے واسطے فرخ آباد کو آیا اور ایک زمانہ مین نواب احمد خان کا فخر حد سے زیادہ تھا کہ اوسنے ایک ہی وقت دو معزول وزیرون کو اپنے شہر مین پناہ دی تھی یعنے عماد الملک کو ایک بھاٹک پر ٹھہرایا تھا بڑے ذی رتبہ فرخ آباد کے رہنیوالون مین ایک تو غازی الدین عماد الملک تھا اور اوسکے رشتہ دار اور احباب تھے جنکو اوسنے پناہ دی تھی اور اونکی کفالت بھی کی ان سبکا ہم تفصیل وار بیان کرتے ہین غازی الدین عماد الملک میر شہاب الدین میر محمد شاہ کا بیٹا تھا اور لقب اوسکا غازی الدین خان فیروز جنگ پسر کلان نظام الملک آصف جاہ تھا اوسکی مان وزیر قمر الدین خان اعتماد الدولہ کی بیٹی تھی عماد الملک کے حالات سنہ ۱۷۶۰ء سے لیکر سنہ ۱۸۰۰ء تک بخوبی معلوم ہین مگر جب سے اسکا اقتدار جاتا رہا اوسوقت سے سوای اسکے اور کچھہ حال اوسکا معلوم نہین کہ اوسنے برج مل کے کسی قلعہ مین پناہ لی تھی لیکن ایک کتاب سے ہمکو معلوم ہوا ہے کہ وہ کرنل گاڈرڈ کو مقام بندر سورت مین سنہ ۱۷۷۹ء مین ملا تھا اور بحکم سرکار عالیہ وہ مکہ کو پہونچا دیا گیا اور وہان سے وہ لوٹ کر نہ آیا اب ہم بیان کرتے ہین کہ اس جان کی بابت کہان تک یہ کتاب خزانۂ عامرہ مین جو سنہ ۱۷۶۲ء سے سنہ ۱۷۶۳ء تک تحریر ہوئی عماد الملک کا حال

حملہ ہوا بعد تھوڑی لڑائی کے جس مین ابراہیم گاردی زخمی بھی ہوا مرہٹے غالب رہے احمدخان اپنے داروغہ مشرف خان کو احمد شاہ کے پاس بطلب مدد بھیجا جب قاصد بادشاہ کے پاس پہونچا شجاع الدولہ اور نجیب خان نے کہا کہ احمد خان کے مقابل کچھہ دشمن کی فوج زیادہ نہین ہے بلکہ عنایت علیخان ولد حافظ رحمت خان کے مقابل دشمن کی بہت فوج ہے لہذا نواب کو کوئی ضرورت کمک کی نہین ہے البتہ عنایت علیخان کو زیادہ کمک کی حاجت ہے جب مشرف خان نے جاکر نواب سے کہا کہ بادشاہ نے کچھہ جواب نہین دیا اوسنے کہا کہ تم جاکر بہ اصرار کہو آخر کار دو دستون کو جانیکا حکم ہوا اونکی پہونچنے سے میمنہ کو قوت ہوگئی اور مرہٹے ہٹنے لگے بسواس مارا گیا سداسیو بھاؤ بھاگا اور بڑا ہنگامہ برپا ہوا اور قریب دو بجے دن کے میدان ہاتھہ آیا دائم خان چیلہ کہا کرتا تھا کہ جب بعد جنگ احمد خان خلعت کیواسطے طلب ہوا مین خیمے کے دروازہ پر بیٹھا تھا شجاع الدولہ نے نواب کی تلوار کو لیکر میان سے کھینچا تو بالکل باڑہ اوس مین نہ تھی کیونکہ کسی خاص ترکیب سے وہ اوسکو چلاتا تھا شجاع الدولہ تمسخر کی راہ سے کہنے لگا کیا دن ہزاری ایسی ہی تلوار باندھتے ہین نواب نے جوابدیا کہ اسکی کاٹ سے تمہارے والد خوب واقف ہین یعنے اوسنے وزیر کی شکست اور گریز کا اشارہ کیا تب نجیب خان شجاع الدولہ کے دوست نے تلوار مانگی اور بطور بچولیے کے اوسکی خوب تعریف کی اور کہا یہہ تو مجھے عنایت کیجئے نواب احمد خان نے کہا کہ آپ ہی لے لیجئے نجیب خان نے کہا لوہا مفت نہین لیتے ہین لہذا اوسنے ایک پیسہ منگوایا اور مسخرہ پن سے بڑے ادب کے ساتھہ اوسکو دونون ہاتھوں پر رکھہ کے نواب کے روبرو پیش کیا نواب نے اس پیسہ کو اٹھالیا اور کہا تمہارا نذر دینا جا سے ہے اور بہت مناسب ہے کیونکہ تم سابق مین میرے باپ کے ملازم تھے۔ اور یہہ بات سچ تھے کیونکہ نجیب خان نے پہلے محمد خان غضنفر جنگ کے پاس جمعدارون مین پانچ روپیہ ماہواری کی نوکری کی تھی اور بعد ازان غازی الدین کلان کے پاس سات روپیہ ماہواری پر نوکر ہوا پہلی ملاقات نواب احمد خان سے ہوئی اور اوسکو خاص اجازت تین آدمیون یعنے فخر الدولہ بخشی و مہربان خان دیوان و دایم خان کو ساتھہ لانے کی ملی شاہ ولی خان وزیر چونکہ بنگش خاندان

اور ناصر خان بلوچ بھاولپور کو گئے اور چونکہ شاہزادہ کے مصاحب اکثر نالایق اور کمینے لوگ تھے اُن
باعث سے عماد الملک مین اور شاہزادہ مین ناچاقی ہوگئی شاہزادہ ملتان مین رہا وہان اوسکو
مالیخولیا ہوگیا و بقیہ عمر اوسکی اوسجگہہ دیوانگی مین بسر ہوئی اس عرصے مین عماد الملک کا گذر علی بہادر
مرہٹہ ولد شمشیر بہادر کے پاس پہنچے تھوڑی فوج اور کچھہ ملک بوندیل کھنڈ مین تھا۔ اسنے عماد الملک کو
باون موضع دیئے وہ مقام اب تک چھوٹی سی ریاست باونی کے نام سے مشہور ہے اور ہر جانب
سے پندرہ میل طول مین ہے اور کالپی سے مشرق سمت بارہ میل کے فاصلہ پر جمنا کے نزدیک واقعہ
ہے۔ عماد الملک دہم ربیع الثانی ۱۲۱۵ ہجری مطابق یکم ستمبر ۱۸۰۰ء مین مقام کالپی مین
فوت ہوا اوسوقت اوسکی عمر ۶۸ برس کی ہوگی اپنی وصیت کے موجب وہ شیخ فرید شکر گنج کی درگاہ
مقام پاک پٹن مین مدفون ہوا جب ۱۸۰۳ء مین انگریزون نے بوندیل کھنڈ پر قبضہ کیا اوسوقت اسکی
ریاست پر اوسکا بیٹا ناصر الدولہ قابض تھا اور حسب منشاے چٹھی صاحب گورنر جنرل بہادر مورخہ
۲۴ دسمبر ۱۸۰۶ء وہ ریاست اوسکے نام عطا ہوئی اس خاندان کا اور حال گزٹ سے معلوم ہوسکتا ہے
جس مین باونی کی حالات کے ضمیمہ مین مندرج ہے۔ عمدہ بیگم دختر معین الملک ولد قمر الدین خان
سے جو ۱۷۲۴ء سے ۱۷۴۸ء تک دہلی کا وزیر تھا اوسکے ایک بیٹا پیدا ہوا جسکا نام عالیجاہ
تھا اور بنو بیگم دختر علی قلی خان داغستانی سے جسکا تخلص والہ تھا اوسکے ایک بیٹا ناصر الدولہ
نام پیدا ہوا اور ایک دوسری بیگم سے غلام جیلانی نام ایک بیٹا تھا جو دہلی مین برف کھانے سے
مرگیا ماثر الامرا سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکا بڑا گھرانا تھا اوسکا ایک بیٹا حیدرآباد کو پہونچا اور چونکہ
وہانکے حاکم سے اور اوس سے قرابت تھی اس سبب سے وہان اوسکو عہدہ پنجہزاری ملقب حمید الدولہ
عطا ہوا اور کچھہ نقد بھی مقرر کردیا گیا بنو بیگم عماد الملک ساتھہ فرخ آباد کو آئی وہ علی قلیخان شش انگشتی کی
بیٹی تھی اور خود بھی شاعر تھی آگرہ سے ترسٹھہ میل کے فاصلہ پر سمت جنوب مقام نور آباد مین اسکی
قبر ہے یہہ مقام گوالیار سے پندرہ میل جانب شمال ہے اسپر مختصر سا کتبہ درج ہے جسکا مضمون
یہہ ہے وا اسے۔ بنو بیگم ۱۱۸۹ ہجری مطابق ۲۵ مارچ ۱۷۷۵ء لغایت مارچ ۱۷۷۵ء (۲)

صرف وہان تک مذکور ہے جب کہ پھر تیور مین پناہ گزین ہوا مگر اس مین شک نہین کہ اوسکے قرابت دار
اور احباب فرخ آباد کو بھیجدیئے گئے اور وہ خود بھی ۱۷۶۲ء سے وہان آکر رہا وہ حصہ شہر کا جہان وہ رہتا
تھا جسے قادری دروازہ اب تک غازی الدین کی چھاونی کی نام سے مشہور ہے اور جب تک وہ
فرخ آباد مین رہا نواب احمد خان پرگنہ بلہور کی آمدنی جس کی تعداد بارہ ہزار روپیہ ماہواری تھی اوسکو
دیتا رہا جب ۱۷۷۱ء مین احمد خان فوت ہوا اور سلطان شاہ عالم فرخ آباد کی طرف آیا غازی الدین نے
اس خوف سے کہ مبادا بادشاہ اپنے والد عالمگیر ثانی کے خون کا انتقام لے فرخ آباد سے اوسوقت
نکلجانا مناسب جانا اوسنے اپنے رشتہ دارون اور ملازمون کو وہین چھوڑا اور خود معہ چند معتمد نوکرون
کے وہانسے روانہ ہوا ہمکو معلوم نہین ہے کہ اوس زمانے مین اوس کی کیسی گذری مگر کتاب ماثر الامرا
مین تحریر ہے کہ ۱۲۰۸ ہجری یعنے مارچ ۱۷۹۳ء سے مارچ ۱۷۹۴ء تک وہ مالوہ مین تھا اور وہان مرہٹون
نے اوسکے گذارے کے واسطے چند محال اوسکو دیئے تھے اور تاریخ مظفری سے واضح ہوتا ہے کہ وہ
فروری ۱۸۰۰ء مین بمقام بندر سورت کرنل گاڈرد کو ملا تھا اور وہان سے برائے حج بھیجدیا گیا اور
لوٹنے کے وقت بصرہ کی راہ سے وہ کابل قندھار مین آیا اور وہان اوسنے وہان کے حاکم تیمور شاہ
ولد احمد شاہ درانی سے ملاقات کی اس زمانہ مین شاہزادہ احسان بخت ولد شاہ عالم کہ ۱۷۸۸ء
سے غلام قادر خان کے خوف سے جس نے اوسکے باپ کو اندھا کیا تھا دہلی سے نکل بھاگا تھا
وہی تھا وہان راجپوتانہ مین بیکانیر و جی پور و ملتان مین پھرتا پھرتا تیمور شاہ کے دربار مین پہونچا بلحاظ
اسکے کہ وہ تیمور اعظم کی نسل سے تھا اور شاہ عالم کا بیٹا تھا اور بہر صورت اس رتبہ کا مہمان تھا
کہ اوسکی خاطر و مدارات فرض تھی تیمور شاہ اوس سے بڑی توجہ سے پیش آیا اوسنے اپنی کچھ فوج
شاہزادہ عماد الملک کے ہمراہ ملتان کو کردی اور اقرار کیا کہ مین خود تھوڑے عرصے مین فتح ہند کے
واسطے لشکر کشی کرونگا اس سے تھوڑے ہی دن بعد وہ بادشاہ مرگیا اور اوسکا بیٹا زمان شاہ
اوسکا جانشین ہوا وہ اپنی رعیت کی بغاوت کے باعث گھر سے نہ نکل سکا جب احسان بخت و عماد الملک
سندھ مین پہونچے کابلی فوج تیمور شاہ کی وفات کی خبر سنکر اپنے ملک کو واپس گئی عماد الملک

(۵) نواب سلیم خان اسکا مکان شہر مین نکونہ تھانے کے پیچھے ہے اوس مکان مین نعمان
فیض اللہ نواب مظفر جنگ کا خواص آکر رہا تھا اور ۱۳۰۵ھ تک اوسکی اولاد اوس مکان پر قابض تھی
(۶) نواب بو علیخان یہہ بنگالہ کا صوبہ دار تھا اور نواب عالیجاہ تھا یعنے نواب قاسم
علیخان صوبہ دار بنگالہ چچازاد بھائی تھا ایک کٹرہ بو علیخان کے نام سے مشہور ہے شاید بعد اوسکی وفات
کے کٹرہ اوسکے نام سے نامزد ہوا اوسنے نواب احمد خان کی وفات کے بعد ۱۱۸۵ھ مین فرخ آباد کو چھوڑ دیا۔
(۷) چھوٹے صاحب
(۸) بڑے صاحب یہہ صاحب وزیر قمر الدین خان کے ہمشیرہ چھوٹے صاحب اونکی
بیوہ تھی انکا مکان نواب عبدالمجید خان کے گڈھی مین تھا ان دونون کو بالاشتراک پانچ سو روپیہ
ماہوار ملتے تھے نواب احمد خان سال مین ایکدفعہ اونکی ملاقات کو جاتا تھا اور وے ایک طشت مین
جواہرات نذر کرتی تھین میان لال مظفر جنگ کا اتالیق اونکا خواجہ تھا وہ دونون فرخ آباد مین مرین
اور اونکی قبرین پنڈت دیارام کے مکان کے پیچھے محلہ چھاؤنی مین احمد خان کے خانسامان شجاعت خان
کے باغ مین ہین یہہ مقام مدرسہ کہلاتا ہے ۔ میان لال انکے پائنتی مدفون ہے میر بہادر علی کہتا ہے
کہ انکے نام چھوٹے و بڑے مین یائے معروف تانیث کی نہین انکے نام ہمیشہ یائے مجہول سے بولے گئے
(۹) حکیم سید امام الدین خان ولد سید غریب اللہ ولد سید غلام محی الدین ساکن نوتنی پانگر مئو
موہانی کا عالم تھا یہہ حکیم محلہ لوہائی مین رہتا تھا اور پانسو روپیہ وظیفہ پاتا تھا۔
(۱۰) حکیم شفائی خان کہتے ہین کہ جان علیخان چیلہ جسنے قلعہ دروازہ پر مسجد بنوائی اس حکیم
سے بڑی محبت رکھتا تھا اور اوسسے پگڑی بدلی تھی جب حکیم دہلی کو چلا جانعلی نے اوس سے پوچھا
کہ مجھے کوئی نسخہ بتلائے جس سے میری قوت مین نقصان نہ آوے حکیم نے جواب دیا کہ تمام کتابون
عطر یا جوہر مین تمکو بتلاتا ہون کہ صبحکو پاؤ سیر حلوان کا گوشت اور ایک چھٹانک روغن زرد حسب
معمول پکوا کر کھایا کرو اور شام کو دھوئی ماش کی ڈال اور چھٹانک گھی جانعلیخان نے تمام
عمر یہی خوراک رکھی اور اوسکی قوت مین کبھی نقصان نہ آیا۔

نواب خادم حسین خان - اِس شخص کا مکان نواب اعظم خان کے مکان کے پاس تھا جب مراتب اوس مکان میں مدفون ہوا اوسکو پندرہ ہزار روپیہ کی جاگیر حاصل تھی ۱۷۵۶ء مین سراج الدولہ ناظم بنگالہ کی وفات کے بعد اوسکو پورنیہ کا صوبہ عطا ہوا مگر شرط یہہ تھی کہ وہ اپنے صرف سے اوسکو حاصل کرے وہ وہان کے حاکم سابق کا ملازم تھا جسکا نام سید احمد خان تھا وہ میر جعفر کا بھانجہ نہ تھا جیسا کہ اوسنے اپنے تئیں مشہور کیا تھا بلکہ سید خادم علی کا بیٹا ایک کشمیری عورت سے تھا اوسکے باپ نے بعد ازان میر جعفر کی ہمشیرہ سے شادی کی -

منتخب از سیر المتاخرین (۳) نواب میر جملہ عبد اللہ خان صدر الصدور یہہ میر جملہ فرخ سیری کا بیٹا اور شریعت اللہ خان کا بھائی تھا شریعت اللہ خان عظیم اللہ خان کی معزولی کے بعد صدر الصدور مقرر ہوا اور ۱۲ رجب ۱۱۵۸ھ مطابق ۲۴ اگست ۱۷۴۵ء مین فوت ہوا بتاریخ ۱۹ ربیع الاول ۱۱۵۹ھ مطابق ۲ دسمبر ۱۷۴۶ء عبد اللہ خان اوسکی جگہہ پر مامور ہوا جب یہہ نواب فرخ آباد مین پہونچا ولے اللہ نے اوسکو دیکھا اور اوسکے علم کی بڑی تعریف کرتا تھا نواب احمد خان کی وفات کے بعد اوسنے فرخ آباد کو چھوڑ دیا اور کہین اور رہنے کو لیا اور وہین فوت ہوا اوسکو پانچ سو روپیہ ماہواری ملتے تھے -

(۴) **نواب یحیی خان** یہہ خان بہادر ذکریا خان صاحب دہلی کا بڑا بیٹا تھا یہہ فقیر ہوگیا اور اسکا لقب یحیی شاہ ہوا بعد وفات یحیی گنج مین مدفون ہوا یحیی گنج شیخپور کے پاس کانپور کی سڑک پر ایک موضع ہے اور بعض کہتے ہین کہ کمال گنج مین ہے خواجہ داؤد خان یحیی خان کا بیٹا اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر کی بیٹی سے تھا اوسکی ماں عماد الملک کی خالہ تھی اور خالہ بیگم کے لقب سے مشہور تھی داؤد خان فرخ آباد مین فوت ہوا شاہنواز خان یحیی خان کا چھوٹا بھائی لاہور مین مرا اوسکا بیٹا مرزا جان اور اوسکا دوست مولوی رحیم خان بخاری مع دیگر اشخاص فرخ آباد کو آئے اور وہان رہے اور وہین مرے - میر مغل رحیم یار خان کا بیٹا نواب مظفر جنگ کا نائب ہوگیا اور بعد ازان چلا ہے وطن ہوا

سکے واقع تھا [illegible] کے عنایت کی تھی معہ اوسکے وہ کل زمین بھی دی تھی جو ذوالفقار گڈھ
کے متعلق ہے یہہ زمین تھوڑے سے عرصہ سے انگریزون نے واپس لی۔ حیدر قلی خان کے پوتے
حامدی بیگم ۱۳۰۹ھ تک تاحیات تھی اور چینی والے محلہ مین اپنے لڑکون مرزا حمید و مرزا احمد
کے ساتھ رہتی تھی۔

(۱۵) **نواب جعفر قلی خان** یہہ نواب حیدر قلیخان کا برادر حقیقی تھا اسنے فرخ آباد مین
انتقال کیا اسی مین مدفون ہوا۔

(۱۶) **راجہ جوگل کشور** یہہ شخص قوم کا بھاٹ تھا مشہور ہے کہ اسنے اپنے لڑکے کی
شادی مین اسقدر روپیہ لگایا کہ قیاس سے باہر ہے فقط مدار کی [illegible] ہزارون روپیہ
کے خرچ ہوئے یہہ شہر دہلی مین مہابت جنگ صوبہ دار بنگالہ کا وکیل تھا اور اوسکا تو مذکور ہم پہلے
بیشتر ہی کر دیا ہے کہ بعد وفات قائم خان ملک فرخ آباد کے واپس لینے کیواسطے صفدر جنگ نے
اوسکو مقرر کیا تھا ایک مرتبہ نواب احمد خان و غازی الدین و جوگل کشور تکن بید سے لوٹتے ہوئے
آتے تھے تینوں کے ہاتھی ایک ہی قطار مین تھے اتفاق سے ہوا کے میدان مین جہان سے
یاقوت گنج سے شہر کی طرف رستہ جاتا ہے جاتا ہے اور جس جگہہ کہ اب بڑا جیل خانہ واقع ہے
راجہ جوگل کشور بضرورت اپنے ہاتھی سے اوترا اوسی دم اوسکے ہاتھی نے اسپر حملہ کر کے اسے
ہلاک کیا اوسکے نوکر چاکر دن مین آہ واویلا مچا احمد خان نے اوسکا کل اسباب ضبط کر لیا
یہہ واقعہ بھی نواب احمد خان و غازی الدین کے باعث سے پیش آیا کیونکہ انہون نے راجہ
کے مہاوت کو اشارہ کیا سبب اسکا یہہ تھا کہ جوگل کشور نے اون دونون نوابون کی تعظیم مین کوتاہی
کی۔ اور اس مین شک نہین کہ احمد خان کو مزید اوس سے عداوت تھی کہ وہ صفدر جنگ کے
زمانے مین اوسکی مخالفت مین شریک تھا جوگل کشور کا پوتا شتاب ۱۳۰۰ھ تک زندہ تھا
اوسکا مکان محلہ ننہائی مین تھا اور جوگل مین جوگیون کے ساتھ گئے سے وہ جوگی کا سوانگ کر کے
ناچتا تھا۔

(۱۱) **نواب ناصر خان** ۱۱۸۰ھ مطابق ۱۷۶۶ء میں کابل کا صوبہ دار تھا وہ محلہ گھنڈ جالی میں رہتا تھا جہاں ۱۱۹۰ھ میں نوروز علی مولا سرفراز محل رہتا تھا اوسکا تین ہزار روپیہ ماہواری اور وظیفہ تھا وہ فرخ آباد میں مرا اور حیات باغ میں نواب محمد خان غضنفر جنگ کی قبر کے پاس دفن ہوا وہ قبل ۱۱۸۱ھ کے فوت ہوا کہتے ہین کہ ناصر خان کا بڑا بیٹا شجاع الدولہ کی سرکار مین ملازم تھا اوسکو بہت کچھ ملتا تھا ایک روز شجاع الدولہ نے اوس سے کہا کہ تم اپنے باپ کو فرخ آباد سے بلوالو مین اوسکو اپنا نایب مقرر کرونگا ناصر خان نے انکار کیا اور کہا کہ مین نواب احمد خان کے تین ہزار روپیہ مین لاکھ کے برابر جانتا ہون کیونکہ جب مین احمد خان کی ملاقات کو جاتا ہون احمد خان تعظیم کے واسطے اوٹھ کھڑا ہوتا ہے اور اگر مین شجاع الدولہ کی نوکری کرونگا اور کسی روز اوسکے دروازہ پر جاؤنگا خادم کہینگے کہ نواب صاحب آرام مین ہین اور اوسوقت مجھے دروازے پر انتظار کرنا پڑیگا اور یہہ موت سے بدتر ہے آخر لاچار ہوکر اوسکا بیٹا فیض آباد کو واپس گیا۔

(۱۲) **حاجی عبداللہ خان** روشن علی ملازم مظفر جنگ کے مکان کے مقابل رہتا تھا۔

(۱۳) **میر اسلام بیگ** ہاتھی نشین ساکن دہلی یہہ حاجی عبداللہ کے مکان کے متصل رہتا تھا اور اوسے پانسو روپیہ ماہوار ملتے تھے اوسکا بیٹا مرزا خیر اللہ بیگ شاعر تھا اور بہت قابل آدمی تھا اپنے باپ کی وفات کے بعد وہ فقیر ہوگیا اور اوسکا لقب کمتر شاہ ہوا اور تخلص کمتر تھا یہہ نواب امین الدولہ کے امام باڑہ مین باواز بلند پڑھا کرتا تھا اور نواب امین الدولہ کے پرانے قلعہ کے دروازہ پر رہتا تھا ۱۲۴۳ھ مطابق ۲۶ اگست ۱۸۲۷ء سے لغایت ۱۸۳۲ء فوت ہوا

(۱۴) **نواب حیدر قلیخان** سابق مین میر آتش تھا اور صوبہ دار گجرات کا تھا میر روشن علی کا مکان اور اوسکا مکان ایک ہی گلی مین تھا اوسکو پانسو روپیہ ماہوار وظیفہ ملتا تھا اوسکا پوتا مرزا فہیمی مفتی ولی اللہ کا مرید تھا اور شوکت جنگ کے زمانہ تک ۱۸۲۳ء لغایت ۱۸۳۲ء زندہ موجود تھا اور مرزا فہیمی کے بیٹے مرزا صادق و مرزا جعفر ۱۸۵۷ء تک نواب تفضل حسین کے سوارون مین سے مرزا فہیمی کی دادی یگانی بیگم کو نواب مظفر جنگ نے چوڑی ریشمی جو حدیا پردہ بیان شہر و محلہ

ایک بیٹا مرزا علی نام تھا وہی تھا۔

(۲۲) نواب داداب خان تہنیت خان امیر محمد شاہی کا بیٹا تھا فرخ آباد مین مرا اور مدفون ہوا۔

(۲۳) سید حشمت علیخان عہد محمد شاہ ۱۱۳۱ء سے ۱۱۴۹ء تک نواب آصف جاہ نظام الملک کی طرف سے دربار شاہی مین وکیل تھا ولی اللہ نے کئی بار اوس سے ملاقات کی عشق میر الدولہ کے زمانے مین ۱۱۴۶ء لغایت ۱۱۴۸ء فرخ آباد سے نکالدیا گیا۔

(۲۴) منور خان نواب روشن الدولہ بہادر رستم جنگ کا چھوٹا بھائی تھا تاریخ مظفری مین مذکور ہے کہ نواب روشن الدولہ کا ایک بیٹا انور خان نام ۱۱۴۸ء مین فرخ آباد مین موجود تھا۔

(۲۵) غیاث الدینخان سیف الدین خان کا بیٹا تھا اور محمد شاہ کے زمانے مین میر آتش تھا۔

(۲۶) بہادر خان اعظم خان کا بیٹا تھا۔

(۲۷) غلام حسین خان اس شخص کا نام تاریخ مظفری مین مندرج ہے یہہ معین الدین دلدار خان نامی جنگ کا پوتا تھا اور معین الدولہ بھی خان منصوری کا بیٹا تھا۔

(۲۸) حکیم شیخ محمد الدین عباسی۔ قمر الدینخان وزیر کے اطبا خاص کا معزز تھا اسکو وزیر سے بہت تعلق تھا

(۲۹) حکیم روح علی خان

(۳۰) حکیم محمد علیخان

(۳۱) اس زمانے مین بہت سے جاگیردار اور پنشن خوار دربار بادشاہ دہلی سے بھاگ کر فرخ آباد مین پناہ گزین ہوئے علاوہ ازین راجہ بے نگر و راجہ راجہ سنہ و راجہ جودھپور و راجہ جان جیسے سورج مل جو رنگیلا نام تھا و راجہ جیت سنگہ کا راجہ بندیل کھنڈ یعنی بیناد و تیاد چھوٹا و چندیری و راجہ کوٹہ بوندی و شاہ آباد و راجہ بہدادر و سنگھ کا راجہ وغیرہم و کلا بھی غازی الدین خان عماد الملک کے دربار مین حاضر رہتے تھے۔

شجاع الدولہ و شاہ عالم کی فرخ آباد پر فوج کشی کی کوشش

جب شاہ عالم ناکام ہوکر بنگال کی مہم سے پھر آیا تب شجاع الدولہ ضلع بنارس مین کرم ناسہ کے قریب

(١٧) نواب جلال الدولہ المعروف بہ میر سلیمان [illegible]

تھا یہ عماد الملک کا بڑا دوست تھا کہتے ہیں کہ اسی کے اغوا سے عماد الملک نے احمد شاہ کو اندھا کیا عالمگیر ثانی و انتظام الدولہ خانخاناں یعنی محمود خان کو قتل کروایا۔ اسکو چار سو روپیہ ماہوار ملتے تھے اور اپنے مربی کے ساتھ فرخ آباد میں رہتا تھا۔

(١٨) نواب رعایت خان بیٹا ظہیر الدولہ عظیم اللہ خان صوبہ دار مالوہ کا بیٹا تھا جو [illegible] وہاں کا صوبہ دار مقرر ہوا یہ عظیم اللہ خان رعایت خان برادر محمد امین خان کا بیٹا تھا رعایت خان کی ماں نور النساء بیگم ہمشیرہ اعتماد الدولہ قمر الدین خان کی تھی رعایت خان نے قمر الدین کی بیٹی کے ساتھ شادی کی تھی بعد احمد خان کی وفات کے بعد [illegible] میں وہ فرخ آباد سے چلا گیا تاریخ مظفری میں مذکور ہے کہ [illegible] رعایت خان [illegible] میں فرخ آباد میں [illegible]

(١٩) میر محمد الدین خان [illegible] بیٹا اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر کا بیٹا تھا اور اسکا [illegible] صمصام الدولہ خان دوران خان کی بیٹی بیاہی تھی اسکو ایکہزار روپیہ ماہوار ملتے تھے احمد خان کی وفات کے بعد یہ دہلی کو واپس گیا اور وہیں فوت ہوا۔

(٢٠) نواب احمد علیخان بیٹا سعادت خان [illegible] کا بھانجا تھا [illegible] وفات کے بعد تھوڑے عرصہ [illegible] ایک امیر [illegible] تھا [illegible] خطاب [illegible] جنگ تھا [illegible] احمد علیخان [illegible] بیٹا تھا اسکا [illegible] روپیہ ماہوار [illegible] فرخ آباد میں فوت ہوا۔

(٢١) نواب عبد الباقی خان [illegible] ایک مکان میں سکونت رکھتا تھا [illegible] دہلی [illegible] دوست تھا اور [illegible] عبد الباقی خان [illegible] اور وہیں سے [illegible] ہوا اور [illegible] باعث ہم عمری [illegible]

نے نواب کو صلاح دی کہ اوسکو پناہ نہ دیجیئے کیونکہ اسکے پاس فوج قوی ہے اور سوا ے اسکے
نواب کے پاس اسقدر روپیہ بھی نہین ہے - احمد خان نے جواب دیا کہ جو میرے پاس پناہ مانگیگا اوسکو
مین ہرگز نہ نکالونگا یہہ مجھہ سے کسی طرح ممکن نہین ہے - اور امراؤ گیر کو کاس گنج مین روشن خان
چیلہ معروف بہ میان صاحب کے پاس جو اوسوقت سات آٹھہ محال کا عامل تھا بھیجدیا امراؤ گیر
کے سپاہی ہمت بہادر نے امراؤ سنگھ کو یہہ شکایت لکھہ بھیجی کہ تم نے اپنے مالک کو چھوڑکر جس نے
تمہاری پرورش کی تھی ایسے حاکم کی رفاقت اختیار کی جو تمہاری فوج کو تنخواہ بھی نہین دیسکتا ہے
امراؤ گر نے جواب دیا کہ صرف شجاع الدولہ کو رنج دینے کی غرض سے مین نے یہان چند مہینے کے
قیام کا ارادہ کیا ہے اور اگر نواب احمد خان کا کوئی کام میری مدد سے نہ نکلا تو مین اوس سے
تنخواہ بھی نہ مانگونگا ہمت بہادر نے یہہ خط شجاعت علیخان کے چیلے عرف میان حسینی کو دکھلایا اور
اوسنے شجاع الدولہ سے اوسکا مذکور کردیا شجاع الدولہ نے ایک خط غضب آمیز احمد خان کو تحریر کیا
جسکا مضمون یہہ تھا کہ ہمارے چور کو فوراً اپنے ملک سے نکال دو احمد خان نے جواب لکھا کہ جو
تمہارے کئے ہوئے ستم کرو مین امراؤ گیر کو بلانے نہین گیا تھا وہ از خود میرے ملک مین پناہ گزین
ہوا ہے اور پناہ لینے والے کو مین کبھی بدر نہین کرتا ہون شجاع الدولہ نے اس جواب پر بہت کچھہ
رنج کیا مگر چند مہینے تک اوسکا کچھہ حال نہ کھلا اس عرصے مین احمد خان کے امرا نے امراؤ گر سے
کہا کہ تمہارا یہان سے چلا جانا مناسب ہے کیونکہ اگر کوئی بات ہوجاویگی تو زمانہ یہی کہیگا کہ امراؤ گیر
انکے یعنے خاندان بنگش کا تخریب کا باعث ہوا امراؤ گیر نے اونکی بات مانکر وہان سے چلے جانے
کا قصد کیا احمد خان نے کہا کہ اگر سو شجاع الدولہ پیدا ہون تو تمکو میرے ملک سے نکال نہین سکتے
لیکن اگر تمہارا اپنا ارادہ جانے کا ہے تو تمہارے پاؤن مین کسی نے زنجیر نہین ڈالی ہے امراؤ گیر
آگرہ کی طرف روانہ ہوا مگر تھوڑی ہی دور یعنے ایک ہی منزل گیا تھا کہ نواب شجاع الدولہ کی
چڑھائی کی خبر سنکر اوسکو پھر بلا بھیجا - شجاع الدولہ کو یہہ خبر پہنچی تھی کہ فرخ آباد مین فقط چار پانچ
ہزار فوج ہے اور باقی فوج جا بجا پرگنہ جات پر تعینات ہے - اوسنے مشہور کیا کہ مین ملک گیری

سرائے سکندرا ... اوسکے ہتھیاں کو گیا اور الہ آباد اور جونپور کی راہ سے جاجمئو کو لے گیا
بعد موسم برسات ماہ رجب ۱۱۷۵ ہجری مطابق اکتوبر ۱۷۶۱ع شاہ عالم کالپی کی طرف روانہ
ہوا اور وہان سے جہانسی کو گیا۔ وہان سے الہ آباد واپس آتے وقت ۱۱۷۶ھ مطابق ۱۶
جولائی ۱۷۶۲ع جولائی ۱۷۶۲ع شجاع الدولہ نے بادشاہ کو یہہ ترغیب دی کہ فرخ آباد کے
نواب احمد خان پر فوج کشی کرے اور خود بھی ساتھ ہوا۔ کہتے ہین کہ نواب احمد خان پر فوج کشی کے
واسطے تین وجوہ نکالی وجہہ اول تو محض بادشاہ کو برانگیختہ کرنے کی غرض سے تھی یعنی
ایک اخبار نویس نے روزانہ حال احمد خان کا شجاع الدولہ کو تحریر کیا اوسنے لکھا کہ احمد خان
پالکی مین سوار ہوتا ہے ہاتھیون کی قطار رکھتا ہے ... پالکی تیار کروائی ہے اور بہت سے
مراتب شاہی اختیار کیے ہین شجاع الدولہ نے یہہ حال ... جانب سے کچھ ذات لکھایا اور
یہہ سب حال بالتفصیل بادشاہ سے مذکور کر دیا اور ایک جملہ اپنی طرف سے اضافہ کیا کہ
احمد خان کو فقط اب تخت پر قدم رکھنا باقی ہے بادشاہ کو احمد خان کا یہہ سب حال سنکر کمال
غضب آیا اور شجاع الدولہ کے ساتھ فرخ آباد کی مہم کو چلنے کو مستعد ہو گیا دوسری وجہہ
جو غالبا اصل وجہہ بھی یہہ تھی کہ بابتہ قبض ملک جو مرہٹون نے پانی پت کی شکست واقع
ہونے پر ۱۱۷۴ھ مین خالی کیا تھا تنازعہ واقع تھا مرہٹے ملک دوآب سے نکل گئے تھے اور نواب
احمد خان نے کل پرگنہ جات جو سابق مین اوسکے خاندان مین تھے اپنے قبضے مین کر لیے اور بعد
کچھ ایسے بھی جن پر اوسکو کچھ حق بھی نہ ہوتا تھا بخلاف اسکے شجاع الدولہ کا یہہ منشا تھا کہ احمد خان
صرف اسقدر ملک پر قابض رہے جو اوسکو بموجب صلحنامہ ۱۷۵۲ع کے تفویض ہوا ہے اور کل باقی ملک
جو واپس ملا ہے اوسپر اپنا حق ثابت کرتا تھا۔ ایک امر یہی وجہہ تھی جس سے شجاع الدولہ کو زیادہ تر
ملال تھا کہ احمد خان نے امرا دیگر کو پناہ دی تھی۔ امرا دیگر نواب کی ... نام لکھنو سے
بھاگا تھا اور ... سپاہی لیکر ... مین پناہ گزین ہوا وہ شہر کے متصل ایک باغ
... مولوی فخر الدین ... کے توسط سے ... نواب کی ... ذات ...

پہونچے اور جائی [illegible] مدد طلب کی اسوقت حافظ رحمت خان اپنے حدود کے قریب پرگنہ مہرآباد
جاب ضلع شاہجہانپور مین ہی مقیم تھا نواب نے بخشی فخر الدولہ کو اسکے پاس بھیجا اور افغانون کو
بیغرتی سے بچانے کے واسطے مدد مانگی حافظ رحمت خان نے بخوف اسکے کہ اگر احمد خان کو
شکست ہوئی تو میرے علاقہ کو جو میان دوآب واقع ہے یعنی اٹاوہ اشکوہ آباد و پھپھوند کو
نہایت ضرر کا اندیشہ ہے احمد خان کو مدد دینے مین [illegible] تمام مستعد ہوگیا اوسنے جواب دیا
کہ [illegible] کی خبر پہلے ہی پہونچ چکی ہے اور اسیواسطے حدود پر مقیم ہون ہر طرح سے شرکت کے
واسطے حاضر ہون مگر میری سپاہ کو تنخواہ نہین ملی ہے اگر روپیہ ملے تو مین سعد اللہ خان و ملا سردار خان
و دوندے خان و فتح علی و دوسرے سردارون کو بھی طلب کرون اور اگر روپیہ نہ بھی ہو سکیگا
تو مین اپنی فوج سے حاضر ہون جب بخشی نے آکر نواب احمد خان سے اپنی ملاقات کا حال بیان کیا
اوسنے بخشی فخر الدولہ کے ہاتھ پندرہ لاکھ روپیہ بھجوا دیے اور کہلا بھیجا کہ تم یہہ اپنے صرف مین لاؤ
اور وعدہ کیا کہ جب سعد اللہ خان وغیرہ آجاوینگے تب انکو بھی روپیہ دیا جاویگا جسوقت روپیہ پہونچا
اوسوقت حافظ رحمت خان نے سعد اللہ خان و دیگر سردارون سے کہلا بھیجا کہ بلا توقف [illegible]
[illegible] اسطرف [illegible] اپنے نایب مقیم اٹاوہ کو بھی لکھ بھیجا کہ اپنی کل فوج لیکر
[illegible] کالی ندی کی طرف روانہ ہو [illegible] قنوج کے نیچے مقام کرنے [illegible] وہان سے واپس آکر جو کچھ
[illegible] اسکے بعد نواب نے غازی الدین خان عماد الملک کے نام خریطہ اس مضمون کا
[illegible] کہ اگر [illegible] وزیر مذکور اوسوقت سورج مل جاٹ کے ملک مین تھا خریطہ خواجہ خان
عماد الملک کے [illegible] گیا اور نواب نے [illegible] سے یہہ کہدیا تھا کہ اگر خدا
[illegible] کا حال [illegible] اور [illegible] کہ مجھے کیون طلب کیا تو اسکا جواب
[illegible] کر [illegible] اور نہین کیا [illegible] صفدر جنگ کے شریک
[illegible] لہذا مناسب تو یہہ ہو کہ صفدر جنگ کے بیٹے شجاع الدولہ کی [illegible] مدد کرو مجھے تمہارے
[illegible] مروت نہین ہے جب خواجہ خان [illegible] پہونچا اور خریطہ عماد الملک کو دیا عماد الملک

پڑجاتا ہون جیسے جن جن زمینون ... مالگذاری ہوتی ہین ... یار ...
جاتا ہون یہہ فوج دوآب کی طرف بڑھی اور اثنائے راہ مین مرہٹی مگر کوچ ... سے جہان ...
پہلے لوٹ گیا خاص لشکر تھوڑے عرصہ تک خواجہ پل کی سرا مین قیام پذیر رہا شجاع الدولہ ...
سے آہستہ آہستہ اپنے ملک کے اندر اندر کوچ کرتا ہوا پرگنہ ملہور مین نانامئو گہاٹ ... ہوا لشکر
اور لشکر فوج کیطرف بڑھا مگر شاہ عالم و شجاع الدولہ ... پورا ایک ... اسی ملک مین مقیم رہے یہہ باغ
احمد خان کا تھا اور ... نام سے مشہور تھا جو محالات کہ ... ونکے آس پاس
واقع تھے سب کے سب لوٹ لئے گئے - اخبار نویسون نے احمد خان کو یہہ خبر دی کہ
یہہ فوج فقط ملک گیری کے غرض سے روانہ ہوئی ہے جب شجاع الدولہ ... پہونچ گیا
اور ... محالات ... فرخ آباد تک پہونچے مین ... تب اسکا حال ...
کے راجہ گنگا سنگہ جو احمد خان کا بڑا دوست تھا احمد خان کو اطلاع بھیجنے کا قصد کیا اوسنے اپنے
قاصد کو فقیر کا بھیس کروا لیا اور خط اوسکے جوتے مین رکھا اور کہا کہ نواب احمد خان کسی مقام مین
اور کسی حال مین ہو تم اونکو یہہ خط پہونچا دو قاصد روانہ ہوا اور آدھی رات گذری احمد خان کی
ڈیوڑھی پر پہونچا اور شریف خان داروغہ ڈیوڑھی کو اپنے آنے کی خبر دی اوسوقت نواب کہانا
کہا کر سو رہا تھا اور کسی کو مجال جگانے کی نہ تھی آخر میان صاحب ... اندر گیا اور نواب کے
پاؤن داب کر خط اونکو دیا قاصد کو ایک سو روپیہ انعام دیئے بخشی ... تمام طلب کئے ہوئے
نے کہا کہ نہایت قلیل فوج موجود ہے تب نواب نے حکم دیا کہ فوراً ... کو بلاؤ اور ہر عامل اور فوجدار
کے نام پروانجات جلدی کرو کہ فوراً بلا توقف فرخ آباد مین آکر حاضر ہون اوسوقت مظفر الدولہ ...
کثیر ... کو ... سے ... کی طرف ... لڑ رہا تھا یہہ موضع پرگنہ سکندرراو
ضلع علیگڈہ مین واقع ہے اور اس زمانہ مین وہان جنگل اسقدر گنجان تھا کہ بات وہان کرنے
جاتے تھے سالہا سال سے انسان کا گذر وہان نہین ہوا تھا پروانہ پہونچتے ہی تھوڑے ہی عرصہ
مین ... فوج فرخ آباد مین آ پہونچی ... آباد ... پھر ... سمجھا ... ڈیرہ ...

سالا سالار جنگ قاصد ہوکر آیا شجاع الدولہ کا قیاس یہہ تھا کہ روہیلے ہمارے طرفدار ہیں مگر بجائے اُسکے کہ روہیلے سالار جنگ کی بات سُنیں اُنہوں نے اُسکو قید رکھا عماد الملک نے اوسوقت یہہ صلاح دی کہ دشمن پر حملہ کرنا چاہیئے مگر نواب نے پیشدستی کرنے سے عذر کیا اور کہا کہ اگر اول حملہ میری جانب سے ہوگا تو چونکہ بادشاہ اوسوقت شجاع الدولہ کا شریک ہی لوگ یہہ ہی کہینگے کہ اُسنے بادشاہ پر خروج کیا اور بڑا کور نمک ہی لہذا مناسب وقت یہہ معلوم ہوتا ہی کہ بادشاہ کو شکایت لکھ بھیجیں دیکھیں کیا جواب آتا ہی جیسا کچھہ جواب اویگا ویسی کارروائی کیجاویگی - ایک عرضداشت تیار ہوئی جسکا مضمون یہہ تھا کہ غلام سلطنت کا نمکخوار قدیم ہی شجاع الدولہ نے کمترین سے ناحق عداوت پیدا کرلی ہی شجاع الدولہ نے جو غلام کی گلال باڑی تیار کرنے اور ہاتھی لڑانے اور بے اجازت پالکی میں سوار ہونے کی شکایت حضور مین کی ہی اُس سے اُن کل شکاتین کا ثبوت طلب فرمایا جاوے اگر مست ہاتھی زنجیر توڑ کر جنگل کو بھاگ جاوین اور وہان جاکر لڑین تو اِس میں کسکا قصور ہی گلال باڑی کے نسبت عرض یہہ ہی کہ یہہ محض غلط فہمی ہی پٹھان چونکہ قاعدہ ادب آداب سے واقف نہین ہین لہذا چند لکڑیاں بکھڑی کرتے ہین وہان اُنکو قطار سے کھڑا کرکے قاعدہ سلام وغیرہ سکھلایا جاتا ہی اور پالکی اِس عاجز کو خود حضرت خلدمکان عالمگیر ثانی نے عطا کی ہی جس زمانہ مین کہ غلام کو بخشی سلطنت مقرر فرمایا تھا اور شجاع الدولہ خاکسار سے اِس باعث سے ناخوش ہی کیا احمد شاہ درانی نے کمترین کو اور جہان خان کو شجاع الدولہ کے حاضر کرنے کے واسطے مقرر فرمایا تھا شجاع الدولہ کو حاضر ہونا منظور نہ تھا مگر بہ مجبوری جانا پڑا اور ہم دونون بباعث حکم اکید کے مجبور تھے اوسوقت سے شجاع الدولہ کمترین سے رنج رکھتا ہی نجیب خان جو کہ سابق مین کمترین کا ملازم تھا اب اسقدر بڑھا ہی کہ دعوی ہمسری کا رکھتا ہی اور چونکہ کوئی اُسے ہمسر تصور نہین کرتا اِس باعث سے وہ عداوت رکھتا ہی اِس عریضے مین احمد خان نے اون لوگون کی اُوس سازش کا بھی مذکور کیا جو اُنہوں نے احمد شاہ درانی کو نواب احمد خان سے ناراض کرنے کے لئے کی تھیں - بعد ازان اُسنے التماس کیا تھا کہ سلطان محمد امور متذکرہ بالا پر توجہہ مبذول فرمادیں اور تھوڑی دور اِس مقام سے کسیطرف

فوراً سورج مل کو طلب کیا اور اوس سے کل حال بیان کر کے کہا کہ مجھے احمد خان کی مدد کو جانا ضرور
ہے راجہ نے پوچھا مجھے کسواسطے نہ بلایا تب خواجہ خان نے لفظاً لفظاً نواب کا پیغام اوس سے
کہدیا راجہ نے کہا جو کچھہ نواب نے کہا سچ ہے مگر مضی ما مضی اب میں بے مانگے دو دیتا
اور تین ہزار سوار چیت چالاک روانہ کرتا ہوں اور حکم دیتا ہوں کہ وہ جا کر کول مین مقیم ہوں اگر شجاع الملک
قنوج سے آگے بڑھے تو وہ کوچ در کوچ چلکر احمد خان کے شریک ہو جاویں۔ علاوہ ازین مین چند
ہزار سوار وزیر معزول کے ہمراہ روانہ کرونگا۔ یہہ سب روانہ ہوئے جب عماد الملک شہر کے قریب
پہونچا احمد خان خود اوسکے استقبال کو آیا اور اسکو اوس خیمہ جات باغ میں لیگیا بجواب پروانہ جات
فوجین دور و نزدیک سے شہر مین آنا شروع ہوئین۔ اور معہ افغانان شاہجہانپور و شاد آباد وغیرہ
کے کل تین چالیس ہزار فوج مجتمع ہوئی جب حافظ رحمت خان بریلی سے آیا اوسکا خیمہ فتحگڑھ کے
قلعہ مین استادہ ہوا۔ ذو الفقار گڈھ کے نیچے شہر کے پاس ایک پل کشتیون کا تیار ہوا اور
بلا سردار خان اور دوسرے خان معہ فوج اوسکے ذریعہ سے اتر آئے توپخانہ باہر نکالا گیا
درست کیا گیا بعد ازان یاقوت گنج کے اوس پار بگار ندی کے کنارہ پر بھیجدیا اس مقام پر کل خیمے
جو صفدر جنگ کے وجول راے کی لوٹ سے ہاتھہ مین آئے تھے لگائے گئے تب نواب نے
اپنی فوج کو ساتھہ لیکر کوچ کیا ایک رات باہر رہکر اسپے بخشی کے زیر حکم کر کے خود قلعہ کو واپس آیا
روشن خان وامراؤ گر کو یہہ حکم ملا کہ چار ہزار جوان ساتھہ لیکر کالی ندی کے کنارے خدا گنج کے
نیچے فیج گیر سے جا کر شریک ہون تھوڑے ہی عرصہ مین شجاع الدولہ مکن پور مین پہونچا اوسکا
ایک خواجہ سرا فرخ آباد مین آیا اور لال سرا مین ٹھہرا یہہ شخص اوس حصہ ملک کا دعوی کرنے کے
واسطے آیا تھا جسپر چالین برس نواب احمد خان نے قبضہ کر لیا تھا نواب نے اپنی چار پانچ ہزار فوج
رسولپور کی جلہ سرد بان پناہ گزین ناصر خان صوبہ دار معزول کابل کو مجتمع کر کے خواجہ سرا کو طلب
کیا خواجہ سرا نے ایک رقعہ شاہی شجاع الدولہ نواب نے مہربان خان کے ہاتھہ مین دیا جسنے اوسکو
[illegible]

ملاقات کرنا چاہتاہون اُوسنے جوابدیا کہ میری تمہاری ملاقات شمشیر بدست ملاقات ہوگی شجاع الدولہ
کے مددکو آئے ہو اور ہم سے ملاقات کی تمنا رکھتے ہو دوسرے روز نجیب خان بغیر ملاقات کئے ہوئے
وہان سے روانہ ہوا اور قنوج میں پہونچا شجاع الدولہ نجیب خان کو بادشاہ کے حضور مین لیگیا اور
تدابیر کے دفتر کھلے نجیب خان نے وزیر سے کہا کہ افسوس ہی کہ تمہاری تاخیر سے احمد خان کو موقع تیاری
کا مل گیا اور اُسنے فوج مجمع کر لی اور کہنے لگا کہ اگر لڑائی نہین جاری کی تو پہلے مین میدان میں جاؤنگا
مگر مجھے اندلشیہ ہی کہ میرے افغان روہیلون سے دل سے نہ لڑینگے اسواسطے میری تجویز عہد وپیمان
کی ہے دو تین روز کے بعد نجیب خان اپنی سپاہ کو لیکر فرخ آباد کی طرف بڑھا یہ سُنکر شیخ کبیر
نے اُسے پیام بھیجا کہ خبردار آگے نہ بڑھنا کل ہی تمہاری پندارات کرنیوالا ہون نجیب خان نے جوابدیا
کہ مین لڑنے نہین آیا ہون مین صرف حافظ رحمت خان سے ملاقات کرنے آیا ہون شیخ کبیر نے جوابدیا
کہ اس صورت مین تم کو اجازت ہی مگر بے فوج جاؤ نجیب خان اپنی فوج چھوڑکر آگے بڑھا اور کالی ندی
اُترکر اپنے خیمے کھڑے کئے دوسرے روز پھر روانہ ہوا جب وہ فخر الدولہ کے لشکر کے قریب پہونچا
اُسنے بخشی مذکور کو ہاتھی پر سوار دیکھا اور اوسکی تمام فوج صف باندھے ہوئے آمادہ بجنگ تھی
نجیب خان انکو دیکھتا گذر گیا اوسکو معلوم ہوا کہ سپاہ بے شمار تھی اور اِس فوج مین خود اسکی
فوج کی نسبت زیادہ سردار فیل نشین تھے نجیب خان نے سلام علیک کی مگر کسی نے اُسکا جواب
نہ دیا بڑھکر نجیب خان کشتیوں کے پل سے دریاے گنگا کے پار ہوا اور سعد اللہ خان اور فتح خان و فلا
سردار خان و حافظ رحمت خاں دوندے خان سے ملازمت حاصل کی ۔ اوسکے خسر دوندے خان
نے نجیب خان کو ملامت کی کہ بخلاف قوم پٹھان تم نے شجاع الدولہ کی رفاقت اختیار کی اسکا اُسنے
یہہ جوابدیا کہ جب مرہٹوں نے سکرتال میں مجھپر حملہ کیا تھا اوسوقت شجاع الدولہ نے بڑے
نازک حال میں میرے مدد کی تھی تمام رات تو مشورہ مین گذری نجیب خان نے کہا کہ اگر روہیلے
احمد خان کی مدد سے کنارہ کشی کرین تو بعد فتح اوںکو بنگش کا ایک ثلث ملک مرحمت ہوگا مگر
حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ مین اپنے دوست احمد خان کا ساتھہ نہ چھوڑونگا آخر تصفیہ

نہضت فرماوین تاکہ ہم تمہا صین میدان جنگ مین باہم تصفیہ کرلین جو باقی رہے ملازمت غلامان
حضور سے شرف اندوز ہو یہہ عرضداشت بصحبت مہتاب خان ارسال ہوئی یہہ مہتاب خان نہایت
لیئق آدمی تھا اور صلح اور معاہدہ وغیرہ کے کام مین اپنا نظیر نہ رکھتا تھا ایک آدمی اوسکی جلو مین
جانے کے واسطے متعین کیئے گئے تھے اور نواب نے اوس سے یہہ بھی تاکید کردی تھی کہ
اگر تین روز مین جواب ملے تو بہتر ورنہ بلا حصول رخصت وہانسے چلے آنا مہتاب خان وہان پہونچکے
خدمت شاہی مین باریاب ہوا منشی نے بآواز بلند عرضداشت لفظاً لفظاً پڑھ سنائی سنکر بادشاہ
نے مہتاب خان کو رخصت کیا اور شجاع الدولہ کو طلب فرمایا وزیر کی یہہ رائے ہوئی کہ اسکا کچھہ
جواب نہ دینا چاہیئے خاموشی بہتر جواب ہی مہتاب خان نے دو روز انتظار کیا جب کچھہ جواب نہ ملا
تو بلا اجازت وہانسے چلا آیا اور فرخ آباد مین پہونچکر کل حال بیانکیا دوسرے روز نواب احمد خان
اور عماد الملک نے باہم مشورہ کیا عماد الملک کی یہہ صلاح ہوئی کہ بلا توقف بڑھنا چاہیئے
اوسوقت یہہ خبر پہونچی کہ نجیب خان نبی گنج میں آپہونچا ہی نبی گنج چھوٹا سا قصبہ مابین بیور د
چھبرامئو کے فرخ آباد سے ۰ میل کے فاصلہ پر واقعہ ہی نجیب خان جو کسی وجہہ سے دہلی مین تھا
براہ سکیٹ ملک دوآب کی طرف برسم یلغار کہنے کو چلا آتا ہوا اور موضعات مسمار کرتا ہوا شجاع
شجاع الدولہ کا پگڑی بدل بھائی تھا۔ احمد خان ان بھائی سو خوان کھانے کے ایک پچیس کہاون
پر بہادر شاہ محمد خان جمعدار و گلشیر خان سو سنپولے کے بھیجے اور پیغام دیا کہ طعام تو نجیب خان
کے خرچ کے واسطے ہی اور ملک اوسکی سپاہ کے صرف کے لیئے ہی کیونکہ بھائی بھائیون مین تکلف
نہین ہوا کرتا ہی نجیب خان نے غضب مین آکر کہا کہ کھانا یہان سے اٹھاؤ اور اسپر نیئے نواب کا
فاتحہ پڑھو کہتے ہین کہ مقام نبی گنج مین چھہ ہزار پٹھان سوارون نے نجیب خان کی نوکری چھوڑ دی
نواب احمد خان نے اونکی بڑی خاطر و مدارات کے خلعت دی اور روزانہ کھانا مقرر کردیا دوسرے
روز نجیب خان نے وہاں سے کوچ کرکے کالی ندی کے کنارے خدا گنج مین شیخ کبیر و راجہ امداد گیر
و دوشن خان سے ایک میل کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوا نجیب خان نے شیخ کبیر کو پیغام بھیجا کہ مین تم سے

حاضر ہوئے بعد ازان شجاع الدولہ کے پاس گئے اور اون سے کہا کہ تم کو لازم ہے کہ جانب مشرق واپس جاؤ۔ غرض شجاع الدولہ و بادشاہ نے جانب مشرق کوچ کیا اور واپس گئے جب کوڑہ مین پہونچے نجیب خان و حافظ رحمت خان نے رخصت چاہی نجیب خان دہلی روانہ ہوا اور حافظ رحمت خان اپنی لشکرگاہ کو واپس آیا دوسرے روز نواب سعد اللہ خان و دیگر سرداران روہیلہ نواب کے خدمت میں بہ غرض حصول رخصت حاضر ہوئے نواب نے انکو انعام دیکر رخصت کیا عبد اللہ خان و دیگر شہسواران شاہجہانپوری کو بھی نواب نے انعام و اکرام و خلعت عطا کرکے رخصت کیا۔

شجاع الدولہ کی فرخ آباد مین پناہ گزین ہونے کا بیان

شجاع الدولہ ۲۳ اکتوبر ۱۷۶۴ء کو جنگ بکسر مین شکست کھاکر پہلے روہیلون کے پاس بریلی مین مدد مانگنے گیا اور اپنے اہل و عیال کو مع زیورات و جواہرات وہان پناہ لینے کے واسطے بھیجا مگر روہیلون نے انگریزون کا مخالف بنکر اوسکا معین ہونا قبول نہ کیا تب وزیر و حافظ رحمت خان احمد خان کے پاس فرخ آباد میں آئے جب کوئی پٹھان اوسکے شریک نہ ہوئے شجاع الدولہ وہان سے پھر جانب مشرق روانہ ہوا اور بار دیگر کوڑہ جہان آباد مین ۱۷۶۵ء مین شکست کھائی اور پھر فرخ آباد کی طرف بھاگا تب حافظ رحمت خان اور احمد خان نے اُسے صلح کی ترغیب دی اس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ اگست ۱۷۶۵ء مین بمقام الہ آباد ایک صلحنامہ تیار ہوکر دستخط ہوا جو فقط طویل تقریر احمد خان سے شجاع الدولہ سے انگریزوں کے ساتھ مصالحت کرنے اور اوسے ترک عداوت کے باب مین کی تھی کتاب سیر المتاخرین مین درج ہے جہان چند حکایات شجاع الدولہ کی فرخ آباد مین آنے کی مذکور ہوئی ہین شجاع الدولہ کا مقام بیشتر حیات باغ مین تھا بعد ازان فتحگڑھ مین ہوا ایک روز پٹھانون نے یہہ تجویز کی کہ اُوسے قتل کر ڈالیں کیونکہ اوسکے باپ صفدر جنگ نے نواب کے پانچ بھائیوں کو قتل کیا ہے کہتے ہین کہ نواب نے یہہ جواب دیا کہ ہماری قوم کا یہہ کام نہین کہ دغا کرین اگر فضل خدا سے مین نے اپنے دشمنون کو مارا ہے تو میدان میں مارا ہے ایکبار شجاع الدولہ

اسپر ٹھہرا کہ شجاع الدولہ اور احمد خان مین صلح ہونا چاہیے حافظ رحمت خان نے اقرار کیا کہ مین
کل احمد خان کی ملاقات کو جاؤنگا جب رحمت خان نواب کے حضور مین پہونچا اوسنے نواب کو اس
خبر خوش کی مبارک باد دی نواب نے پوچھا کہ یہہ مبارک باد کیسی ہی۔ حافظ رحمت خان نے
جواب دیا کہ ہمین بے جنگ فتح نصیب ہوئی ہماری تیاریون سے شجاع الدولہ نے خوف کھا کر نجیب خان کو
سعد اللہ خان کے پاس صلح کرنے کی غرض سے بھیجا ہے احمد خان نے جواب دیا کہ جو کچھہ تمہاری
راے ہوگی مین تو اوسپر رضامند ہون مگر اسباب مین عماد الملک سے مشورہ لینا ضرور ہے چنانچہ وہ
سب غازی الدین کے لشکر مین گئے اوسنے کہا کہ شجاع الدولہ و نجیب خان امید کامیابی کی ندیکھہ کر مائل
بہ صلح ہوئے ہین مگر یہہ خیال رکھنا چاہیے کہ جب کبھی موقع ملا اونکی نزدیک نقض عہد کوئی بات
نہین ہی حافظ رحمت خان نے کہا یہہ بالکل صحیح ہی مگر ایسا اتفاق ہوگا تو اوسکو جیسی اوسوقت
سزا دی جاسکتی ہی اوسوقت مین بھی ممکن ہی اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ صلح مبارک ہی تب
عماد الملک نے کہا کہ اگر تمہاری یہی راے ہے تو مجھے بھی اتفاق ہے اب معاملہ صلح یون
طی ہوا کہ جو کچھہ طی پایا تھا حافظ رحمت خان نے اوسکی اطلاع نجیب خان کو دی - اور کہا کہ صرف
بادشاہ سلامت کی موجود ہونے کے سبب سے افغان صلح منظور کرتے ہین ورنہ اونکو کسی
حال مین صلح منظور نہ تھی - تمکو لازم ہے کہ وزیر سے کہو کہ فی الفور پٹھانون کی حدود سے چلا جاوے
نجیب خان نے کہا کہ تم خود چلکر شجاع الدولہ کو واپس جانے کی ترغیب دو حافظ رحمت خان نے
جواب دیا کہ مین نواب احمد خان کا نوکر ہون بلا اجازت نواب کے کیسے جاسکتا ہون نجیب خان نے
کہا تم نے ایسی ذلت کیون اختیار کی حافظ رحمت خان نے کہا برادر دوسرے بھی اسی صورت سے
ملازم مین سعد اللہ خان اور اوسکی کل فوج کی مدد احمد خان نے خرید کی ہی اور انکے کل اخراجات اپنے
خزانہ سے ادا کئے ہین اور آجکی تاریخ تک سات لاکھہ روپیہ دیا ہے خیر مین کل احمد خان کے پاس
جاؤنگا اور اوس سے اجازت حاصل کرونگا احمد خان نے کچھہ تعرض نہ کیا دوسرے روز حافظ
رحمت خان و نجیب روانہ ہوئے خداگنج پہونچکر شیخ کبیر کو اپنے ساتھہ لیا اول خدمت مین بادشاہ کے

تم اوسکے یہان مظفر خان کی شادی کا پیغام لیجاؤ وہ عورت وہان گئی اور ادھر ادھر کی باتین کرکے پیغام کا مذکور درمیان مین لائی نواب نے کچھہ جواب نہ دیا بعد ایک لمحہ کے عورت نے کہا ای خدابندہ خان کیون نہین بولتے ہو فوراً منظور کیون نہین کرتے نواب خدابندہ خان نے جواب دیا کہ نور النسا کو اسد علیشاہ نے گود لیا ہی اس سبب سے مین لاچار ہوں اب منظور کرنا نہ کرنا اوس بزرگ کے اختیار مین ہی اگر وہ منظور کرے تو مجھے کوئی عذر نہین ہی خانم نے کہا آپ شاہ صاحب کے پاس جاکر اس پیغام کا مذکور کیجیے وہ البتہ منظور کرینگے نواب خدابندہ خان نے کہا مین آج شام کو جاؤنگا خدابندہ خان وہان گیا سید نے پوچھا تمہاری کیا مرضی ہی نواب نے کہا مین نے تمہاری مرضی پر محول کیا ہی سید نے دیکھا کہ نامنظوری مین قباحت ہی لہذا اوسنے کہا مجھے بدل منظور ہی نواب خدابندہ خان نے قابلہ خانم سے آکر کہا کہ سید نے اوس پیغام کو منظور کیا یہہ خبر سنکر نواب احمد خان نے بی بی صاحبہ یعنے بیوہ محمد خان کے پاس گیا اور اوس سے اپنا منشا ظاہر کیا اور پوچھا کہ کل آپ خدابندہ خان کے یہان رسم چڑھاوا کی واسطے تشریف لیجاوینگی اوسنے اپنی رضامندی ظاہر کی اور دوسرے روز بڑے دھوم دھام سے خدابندہ خان کے یہان پر گئے اور رسوم معمولی ادا کین دوسرے روز فریق ثانی کی طرف سے مستورات کچھہ توشہ کو لیکر آئین اور رسوم بجا لائین بعد ازان نواب احمد خان نے نواب خدابندہ خان کو طلب کیا اور بڑے تپاک سے اوس سے بغلگیر ہوا دوستانہ گفتگو شروع ہوئی تب نواب نے بخشی فخر الدولہ کو طلب کیا اور کہا کہ قصبہ سکراول کی معافی ہمارے عزیز بھائی خدابندہ خان کے نام کرو منشی سے کہو کہ اپنے کاغذ تیار کرے اور سب منشیون کے دستخط کے بعد کاغذ میرے سامنے پیش ہو جب کاغذ معافی نامہ تیار ہو کر آیا نواب نے خدابندہ خان کے حوالہ کیا کہ یہہ سابق کی جاگیرون کے علاوہ ہے اسکے بعد خدابندہ خان رخصت ہوا اب تیاریان شادی کی ہونے لگین و مہربان خان کو حکم ہوا کہ پہلے روز سے تا روز نکاح برابر طعام انواع و اقسام کا سب مسلمانون کو جایا کرے ہندؤن کو شیرینی و بادام کا مربا بھیجا جاوے خانسامان تا بدار خان کو حکم ملا کہ امراے دہلی کو واسطے

اورنواب احمد خان میں اتفاق ملاقات کا ہوا میر اکبر علی اوستاد نواب سعادت علیخان نے مصنف لوح
سے کہا کہ مین بھی اسوقت شجاع الدولہ کے ہمراہ تھا شجاع الدولہ کی عمر اوسوقت مین بیس سال کی تھی
نواب احمد خان نے کچھ اسلحہ اپنے سلح خانہ سے منگوائی جن کی بہت تعریف ہوئی بعدازان جواہرات
طلب کیئے ایک موتیوں کا ہار جسکو قایم جنگ نے پہنا تھا سب کو بھلا معلوم ہوا اور سب نے اس کی
تحسین کی احمد خان نے وزیر کی گردن میں ڈالدیا شجاع الدولہ غصہ سے لال ہوگیا اور اُس ہار کو
اُتار کر دیر تک ہاتھ مین لئے رہا اور ہر ایک دانہ کو گھوما گھوما کر دیکھا بعدازان ہار کو تکیہ پر رکھ کر
اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا مین رخصت ہوتا ہون نواب احمد خان اور عماد الملک بھی اُٹھ کھڑے ہوئے شجاع الدولہ
فتحگڑھ کو روانہ ہوا اور آکر اپنے درباریوں سے کہا کہ احمد خاں نے یہان تک زیادتی کی کہ مجھے ہار
موتیوں کا بطور خلعت کے دینے چلا دوسرے روز احمد خان ملاقات کو گیا دونوں سردار باہم بیٹھے دایم خان
چیلہ احمد خان کے گود مین تھا شجاع الدولہ نے پینے کے واسطے پانی مانگا دایم خان نے کہا مین بھی
پیونگا اوسوقت میان الماس خواجہ سرا پانی پلانے پر مقرر تھا وہ جڑاؤ صراحی و پیالہ لیکر آیا شجاع الدولہ
نے حکم کیا کہ پہلے چھوٹے نواب کو پلاؤ بعدازان خود شجاع الدولہ نے پیا اوسوقت سے الماس علیخان
دایم خاں کی بڑی عزت کرتا تھا اور در ۱۱۸۳ لغایت ۱۱۸۹ء مین آصف الدولہ سے دایم خان بکاول
واقعہ پرگنہ شاہ پور اکبرپور ضلع کانپور کی جاگیر دلوائی ۔

مظفر جنگ کی شادی

جب نواب احمد خان کو یہہ خیال ہوا کہ اپنے بیٹے مظفر جنگ کے واسطے دولہن تلاش کرے اُسنے
قابلہ خانم مظفر جنگ کے زمانے کی ایک عورت کو طلب کیا اور اوس سے پوچھا کہ ہمارے بھائیون
مین کس کس کی بیٹیان ہین اور کہان ہین اپنے بیٹے مظفر جنگ کی شادی کردون قابلہ خانم نے
جواب دیا کہ تین لڑکیان مرتضی خان کی ہین اور تین ہی لڑکیان خدابندہ خان کی ہین نواب نے کہا
مرتضی بدمزاج آدمی ہے اگر ضد کریگا تو رنجش پیدا ہوگی خدابندہ خان البتہ نیک مزاج اور اچھا آدمی ہے

چڑھایا اور برات ہی دھوم دھام تزک و احتشام سے واپس چلی خدا بندہ خان کے پاس جسقدر اسباب معروف تھے سب اپنی بہنی کو جہیز مین دیئے قلعہ مین پہونچکر تمام امرا و سردار و مہاجن نواب کو مبارکباد دینے لگے نذرین گذرانین دوسرے روز نقالون وطوائفون و بھانڈون کو بہت کچھ انعام و اکرام دیا بعد اسیرو نواب کے بھائی بھتیجون و خاندان بنگش کے جملہ سرداروں کو اور سب ملازمین کو جوڑے دیئے۔

حالات قوم مرہٹہ

۱۷۵۱ء تا ۱۷۸۲ء ہو جسقدر اوبھاؤ کا بندوبست ۱۷۵۲ء کے صلح مین ہوا تھا اُسکا مذکور ہم کر چکے ہین صفدر جنگ مرہٹون کا بیس لاکھہ روپیہ کا مقروض تھا اور بعض کہتے ہین کہ اسی لاکھ کا اور یہہ قرضہ بابت ادمین لڑائی کے تھا جو اُنہون نے اوس زمانہ مین کی تھی۔ بار اس قرضہ کا احمد خان کے دوش پر ڈالا گیا اور اسکے ادا کی ضمانت کیواسطے منجملہ ۳۳ محال کے ملک فرخ آباد سے ساڑھے سولہ محال مرہٹون کے قبضہ مین کرا دیے گئے مرہٹے بدستور تو اس سے خوش کل مستفیض ہوتے تھے اور صفدر جنگ کو بجز اس خوشی کے کہ اپنے دشمن کو تباہ کیا ہی اور کچھہ حاصل نہ تھا کہتے ہین کہ کسیوقت مین ریاست فرخ آباد مین چوالیس محال تھے اُنمین سے گیارہ محال کا جانا محال ہے کیونکہ انکے نام تک نہین معلوم ہین منجملہ ۳۳ محال کے ساڑھے سولہ تو مرہٹون کے قبضہ مین اور باقی ساڑھے سولہ محال نواب کے قبضہ مین اور انکی بابت دونون جانب سے ایک ایک ستاویز لکھنے کے بیتر تحریر ہوئی تھی اور ایک نے دوسرے کو دی تھی معافی نواب بیٹے محمود خان کے نام سے تھی اور اقرار یہ تھا کہ تا وقتیکہ خاندان بنگش کا ایک غلام تک بھی باقی رہیگا ان سب محال مین مرہٹون کی جانب سے کسی نوع کی دست اندازی نہوگی تفصیل ۳۳ محال حسب ذیل ہے۔

اول شمس آباد واقع ضلع فرخ آباد یہہ تین حصون مین منقسم ہے شمس آباد جسمین تحصیل قائم گنج اور شمس آباد نواب و پرگنہ محمد آباد جو صدر تحصیل ہے نواب کے زمانہ مین اسمین پٹہ اعظم نگر بھی شامل تھا جو اب ضلع ایٹہ مین ہے

قلعہ مین خیمہ استادہ ہون تاکہ ہر ایک کا جلسہ علیحدہ علیحدہ ہو۔ طوائفین دور نزدیک سے جمع کئے گئے
تاکہ ہر خیمہ مین ایک ہی وقت مین ناچ ہوتا رہے رات کو اُمرا طلب ہوئے اور ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ
خیمہ دیا گیا ہر ایک کیواسطے دو دو چیلے مامور ہوئے تاکہ اونکی ضروریات کو پورا کرین نواب احمد خان
اپنے دالان میں چند ذی رتبہ امیران مثل ناصر خان محمود صوبہ دار کابل نواب شاہ جی ولد قمر الدینخان
وزیر و نواب اعتقاد الدولہ سلطان احمد شاہ کے پھوپھی کا بیٹا و نواب غفور خان برادر روشن الدولہ کو لیکر
بیٹھا تمام شب بڑی عیش و کامرانی سے ناچ و رنگ و نقل و گانے مین گذری روشنی کے واسطے رستہ مین
دورویہ بالشت کی ٹٹیان قلعہ کے دروازہ سے خدابندہ خان کے یہانتک لگائی گئین یہہ ٹٹیان
ابرک سے آراستہ تھین اور اُنپر کنول چڑھے تھے اور تخت رواں جنپر زربفت کے فرش اور ریشمی چاندنی
پڑی ہوئی تھین اسواسطے تیاری ہوئی تھی کہ طوائفین اُنپر ناچتی ہوئی چلین اور اسکا انصرام حاجی سردار خان
و نامدار خان کلان کے سپرد ہوا تھا آتشبازی کا انتظام ناصر خان کے حوالہ تھا شفیع خان داروغہ فیلخانہ
کو حکم ہوا کہ ہودے و بنگلے و عماریان چاندی سونے کے کام کی طیار کرا دی ہاتھی قلعہ کے دروازہ پر
طیار رہین بخشی فخر الدولہ و دیوان مہربان خان کو حکم ہوا کہ جسوقت نوشہ اپنے ہاتھی یعنی سنگدٹ مر پر سوار ہو
اُسوقت امرا ے دہلی بھی اپنے ہاتھیوں پر سوار ہو جاوین منصبدار و جمعدار سجے سجائے اپنے اپنے مرتبہ
کے لایق ہمراہ تھے جسوقت بارات طیار ہوئی اور روشنی کا حکم ہوا روشنی کا یہہ عالم تھا کہ قلعہ سے لیکر
نواب خدابندہ خان کے یہانتک ایک شعلہ آتشین نظر آتا تھا رستہ پر دورویہ ابرک کے کنول
اور شمعین روشن تھے سامنے پانچ پانچ چھہ چھہ شاخوں کے جھاڑ بھی جو تعداد مین پچاس ساٹھہ ہزار کے
قریب ہونگے۔ طوائفین تخت رواں پر ناچتی ہوئی چلی جاتی تھین غرض بڑی شان و شوکت و دھوم دھام
سے برات قدم بقدم روانہ ہوئی آگے جابجا آتشبازی چھوٹتی جاتی تھی ہر دو جانب سے سونے
چاندی کے پھول نوشہ پر لوٹائے جاتے تھے آخر کار دولہن کے دروازہ پر پہنچی نواب و نوشہ
و امرا داخل مکان ہوئے دوسرے سردار باہر کھڑے رہے اب ناچ گانا شروع ہوا تمام شب یہی عالم
رہا علی الصباح نوشہ بغرض ادای رسوم معمولی محل میں گیا جب نوشہ وہانسے باہر آیا دولہن کو چنڈول پر

۱۸ امرت پور۔ گنگا پار تحصیل علیگڑھ ضلع فرخ آباد مین ہے۔
۱۹ چھبرامئو۔ تحصیل چھبرامئو ضلع فرخ آباد مین ہو۔
۲۰ سکندر پور۔ اب چھبرامئو مین شامل ہو گیا ہے ضلع فرخ آباد مین۔
۲۱ سورکھہ۔ تحصیل تروا ضلع فرخ آباد مین ہو۔
۲۲ سکراوا۔ تحصیل تروا ضلع فرخ آباد مین ہے۔
۲۳ سکت پور۔ تحصیل تروا ضلع فرخ آباد مین ہے۔
۲۴ اوریا پھپھوند۔ ضلع اٹاوا مین ہے۔
۲۵ سوج۔ پرگنہ کرہل ضلع مین پوری مین ہے اور مین پوری سے ۲۴ میل ہو پرگنہ قدیم منقسم ہو کر
۲۵ موضع مین پوری مین شامل ہوئے اور ۷۱ موضع کرہل مین۔
۲۶ اٹاوا۔ واقع ضلع اٹاوا سابق مین اسمیں کرہل و برنایل شامل تھا۔
۲۷ بھوجپور۔ صدر تحصیل فرخ آباد مین ہو اس مین پرگنہ پہاڑہ شامل تھا۔
۲۸ تالگرام۔ تحصیل چھبرامئو ضلع فرخ آباد مین ہو اُسی زمانہ مین اس مین تعلقہ ٹھٹھیا تروا شامل تھا۔
۲۹ قنوج۔ تحصیل قنوج ضلع فرخ آباد مین ہے۔
۳۰ بلہور۔ ضلع کانپور مین ہو یہہ پرگنہ قنوج کے مشرق ہو۔
۳۱ شاہ پور اکبر پور۔ ضلع کانپور کے مغربی حصہ مین ہے۔
۳۲ شیوراجپور۔ ضلع کانپور میں بلہور کے قریب سمت مشرق ہے۔
۳۳ موسیٰ نگر بھوگنی ضلع کانپور سے جنوب دریائے جمنا کے بائین کنارے پر واقع ہے اور
لوح تاریخ مین عبارت پرگنہ جات بنگش کی حسب ذیل معلوم ہوتی ہے۔
شمس آباد بروز کمپل پٹیالی سہاور مارہرہ اعظم ندہ پور ترپاسو بہار کورا اولی
کرسانہ کھاکھٹ مئو دلیپا چھبرامئو سکندرپور سکراوہ سوج بھوجپور شدہ
پھر معلوم نہین ہو کہ ان مین سے کہ ساڑھے سولہ محال مرہٹون کے حوالہ ہوئے تھے انتظام کل کا

٢ بروز قدیم یہی نام قدیم پرگنہ بیور ضلع مین پوری مین واقع ہے۔
٣ بہونگام اسکو بھون گانون کنھی کہتے ہین ضلع مین پوری مین ہے اوس زمانہ مین اس مین
پرگنہ مین پوری اور کشتی بنی گنج بھی شامل تھی۔
٤ کمپل۔ اسکو اب کمپل قائمگنج کہتے ہین تحصیل قائمگنج ضلع فرخ آباد مین ہے۔
٥ پٹیالی۔ ضلع ایٹہ مین واقعہ ہے۔
٦ سہاور۔ اب سہاور کرسانہ کے نام سے مشہور ہے ضلع ایٹہ مین ہے۔
٧ سکیٹ۔ اب ایٹہ سکیٹ کہلاتا ہے ضلع ایٹہ مین ہے۔
٨ مارہرا۔ نصف پرگنہ اب ضلع ایٹہ مین ہے زمینداران قوم سید جنکو پرگنہ مذکور زمان فرخ سیر مین
سنہ ١٧١٣ء مین جاگیر مین ملا تھا ایک سو ستر موضع و شہر کے بیلگرام بیٹے نواب فرخ آباد کے
نام سے باقی اور ساٹھ موضعات و شہر ون بیٹے صفدر جنگ کے نام سے ٹھیکہ لکھدیا اور
اور سنہ ١٧٤٨ء مین زمینداران قوم سید جنکو پرگنہ مذکور کا ٹھیکہ لکھدیا تھا اور سنہ ١٧٥٢ء مین
دیہات اول الذکر جو بنام قسمت اول مشہور تھا نواب وزیر نے قبضہ کرلیا۔
٩ سورون بدریا واقع ضلع ایٹہ۔
١٠ اوسیت گنگا پار ضلع بدایون مین واقع ہے۔
١١ مذہ پور۔ جسے میاو بھی کہتے ہین ضلع ایٹہ مین ہے۔
١٢ مرنا سونہار۔ ضلع ایٹہ مین ہے۔
١٣ کوراولی۔ ضلع مین پوری مین ہے۔
١٤ سڈہ پورہ۔ ضلع ایٹہ مین ہے۔
١٥ کرسانہ۔ اب شامل سہاور ہے اور ضلع ایٹہ مین ہے۔
١٦ کھاکھٹ شو ولیا۔ گنگا پار تحصیل علیگڑہ ضلع فرخ آباد مین ہے۔
١٧ مہوآباد۔ گنگا پار ضلع شاہجہانپور کے جنوب مین ہے سابق مین پرگنہ شمس آباد مین شامل تھا۔

یہہ دیکھکر کہ میرے بیٹے کی جاگیر واقع اٹاوہ پر حملہ کا خوف ہی قادر چوک کی طرف جو دریاے گنگا کے
کنارے پر واقع ہے کوچ کیا۔ یہاں اوسے خبر معلوم ہوئی کہ بخت خان جابلیں ہوکر کوئل سے نجیب آباد
کی طرف روانہ ہوا راستہ پر ضلع میرٹھہ میں ہاپڑ کے قریب نجیب خان نے اکتوبر سنہ ۱۷۷۰ء میں اس
جہان سے رحلت کی اسکا بڑا بیٹا ضابطہ خان مرہٹوں کے ساتھہ فرخ آباد کی طرف بڑھا حافظ رحمت خان
نے پندرہ ہزار سوار و پیادے احمد خان کی مدد کو بھیجے جبکہ یہہ خبر پہونچی کہ مرہٹے پٹیالی تک
آپہونچے ہیں جو فرخ آباد سے چالیس میل کے فاصلہ پر ہے حافظ رحمت خان خود فرخ آباد کو آیا اور دریا
گنگا کے مشرقی کنارہ پر خیمہ زن ہوا حافظ رحمت خان و احمد خان میں مشورہ ہوکر ایک پل کشتیوں کا
دریاے گنگا پر تعمیر ہوا اور بیس ہزار افغان سوار و پیادہ دریاے گنگا کے پار ہوئی اور لشکر ہوا اور فرخ آباد کے
درمیان میں مقیم ہوئی اس عرصہ میں ضابطہ خان نے لکھہ بھیجا کہ میں مرہٹوں کے ہاتھہ میں اسیر ہوں
انکے چھوڑانے اور مرہٹوں کے ملک سے چلے جانے کی بابت گفتگو شروع ہوئی مرہٹوں نے اٹاوہ
و شکوہ آباد مانگا یہہ دونوں مقام قبل ازان کہ حافظ رحمت خان کو بطور جاگیر کے ملے مدت سے
مرہٹوں کے قبضہ میں تھے اس زمانہ میں بخت خان کی فوج غوث گڈہ نجیب آباد سے آئی ضابطہ
خان موقع پاکر مرہٹوں کی فوج سے نکل بھاگا اور اپنے فوج میں آکر اپنے گھر کی راہ لی۔ اب صرف
مرہٹے جنگ کرتے رہے چند لڑائیوں میں انہوں نے افغانوں کو جو اسوقت اچھی طرح سے مقابلہ
نہیں کرسکے شکست دی آخر کار قریب تھا کہ روہیلے گنگا پار ہوکر بھاگ جاویں کہ مرہٹے وہان سے
دہلی کی طرف روانہ ہوگئے حافظ رحمت خان نے بیٹے عنایت خان سے کہا کہ اٹاوہ کی جاگیر
چھوڑ دی انہوں نے انکار کیا اور آزردہ ہوکر بریلی میں گوشہ نشین ہوا دوندے خان نے شکوہ آباد کو چھوڑ دیا
شیخ کبیر کو حکم پہونچا کہ اٹاوہ کا قلعہ مرہٹوں کو خالی کر دے شیخ کبیر نے اس عرصہ میں چند بار مرہٹوں کو زک
دی تھی لہذا معتمد [illegible] اونہنے حاصل کئے اور فرخ آباد میں حافظ رحمت خان سے آملا
اور روہیلہ بغیر حاضری آٹھہ مہینے کے یعنی اکتوبر سنہ ۱۷۷۰ء لغایت مئی سنہ ۱۷۷۱ء پھر بریلی میں پہونچے
اسوقت سیندھیا نواب کے ملک میں داخل ہوا اور بیچ گنج کے قریب خیمہ زن ہوا یہہ مقام فرخ آباد سے

احمد [illegible] سے پہر [illegible] اسمین شک ہو کہ [illegible] کا انتظام [illegible] حصہ میں تھا یا فقط سات یا
سولہ محال کا لیکن ہم نے سنا ہے کہ بعد منہائی اخراجات انتظام و تنخواہ افواج کچھہ باقی بچتا تھا وہ مرہٹوں
کے حوالہ کیا جاتا تھا مرہٹون کی جانب سے دو صراف جنکو وہ [illegible] کہتے ہین متعین تھے ایک قنوج
مین رہتا تھا اور دوسرا علیگنج پرگنہ عظیم نگر مین جو لفایا مرہٹون کو واجب ہوتا تھا انہین صرافون کو
دیا جاتا تھا اور یہہ مرہٹون کے حوالہ کر دیتے تھے اور ہر سال کی رسید نواب کے پاس بھیجدی
جاتی تھی اس صورت سے چند سال برابر روپیہ ادا ہوتا رہا جنوری سنہ ۱۷۶۱ء پانی پت کی لڑائی سے
روپیہ دینا موقوف ہوا مرہٹے ہندوستان چھوڑ کر جمنا پار ہو کر دکھن کو چلے گئے چند مدت تک مرہٹے
خانگی جھگڑون اور نربدا کے جنوب مین لڑائیون مین مصروف رہے اسمین کل ملک واپس ملنے کا موقع
ملا جو جانب ہندوستان جو مرہٹون کے قبضہ مین آگیا تھا سنہ ۱۷۶۱ء سے سنہ ۱۷۶۳ء تک شجاع الدولہ نے
میان دوآب کے نیچے کے حصے سے اونکے مقامات کو بالکل صاف کر دیا اور بوندیلکھنڈ مین
جھانسی تک بڑھگیا اور نواب احمد خان نے اسیطرح کل پرگنہ جات جو کسی زمانہ مین اونکے باپ کے قبضہ مین
تھے لے لئے اور پھر کبھی مرہٹون کو چوتھہ یعنی چہارم حصہ دیا مگر اٹاوا اور پھپھوند و شکوہ آباد جو احمد شاہ
درانی نے حافظ رحمت خان کو عطا کئے تھے فقط ہمیشہ کے واسطے ملک فرخ آباد سے نکل گئے
آٹھہ سال زائد تک مرہٹے شمالی ہندوستان مین نظر نہ آئے فقط سنہ ۱۷۶۴ء مین تھوڑے عرصہ کے
واسطے دہلی مین یا سنہ ۱۷۶۶ء مین جنگ کونڈہ مین تو البتہ مرہٹے معلوم ہوتے تھے مگر سنہ ۱۷۶۹ء مین ایک
فوج تعداد پچاس ہزار نربدا سے چل پار ہوئی یہہ فوج زیر حکم ویساجی کشن رام جند گنیش و جی
سندھیہ و تکاجی ہولکر کے تھی اس فوج نے پہلے راجگان راجپوتانہ سے لیا زر چہارم وصول کیا
بعد ازان بھرت پور کے قریب آئے اور جاٹ راجاؤن سے ایک جنگ ہوئی جسمین مرہٹون نے
فتحیاب ہو کر پینسٹھہ لاکھہ روپیہ ان جاٹون سے بھی وصول کئے نجیب خان نے مرہٹون سے صلح کر لی
اور یہہ تجویز کیا کہ ہم دونون کی افواج متفق ہو کر [illegible] مین کوچ کرین - ابتدائی سنہ ۱۱۸۳ ہجری مطابق
۱۷۷۰ء ماہ اپریل [illegible] خان دہلی سے روانہ ہوا حافظ رحمت خان نے [illegible] اپریل ۱۷۷۰ء مین

یہ خیال آیا کہ فقرا کو کھلانے پلانے سے کیا عجب ہے کہ میری مراد دلی برآوے لہذا اوسنے بخشی
فخر الدولہ و مہربان خان کو حکم دیا کہ قلعہ کے اندر خیمہ کھڑے کریں اور طعام اقسام اقسام کا طیار کرا کر فقیرون
مسکینون کو کھلاویں سا ایسا ہی کیا گیا فقیرون نے اسکے واسطے دعا کی چالیس روز تک ایسی طور سے
کھانا کھلایا گیا۔ حسام الدین نے بہت سی مثلین بیان کی جن مین دعا بزرگون کی مستجاب ہوئی ہے
مگر کہتا ہے کہ خاص اس امر مین دعا قبول نہ ہونے کا یہ باعث ہے کہ اونمیں کوئی ولی نہیں ہے تھوڑے
عرصے کے بعد ایک چالاک بدمعاش پنجاب سے آیا اور نواب کی خدمت مین بتوسط رحمت خان ولد
جہان خان کے حاضر کیا گیا اسنے اقرار کیا کہ جو شی مانع بصارت ہے مین اسے صاف کر دونگا اسنے
تھوڑا پانی چلو مین لیا اور اسپر کچھہ پڑھکر نواب کی آنکھون مین لگایا اسیطرح کئی روز کیا آخر خیرات کرنے
کے حیلہ سے طلب کیا چنانچہ کچھہ روپیہ و اشرفیان اسے ملین وہ دو تین روز کی رخصت لیکر گیا اور
پھر واپس نہ آیا۔ دوسرا بیکار سید باقر تھا اوسنے ایک جعلی خط لکھنو کے ایک بزرگ کی جانب سے
اس مضمون کا خان علی کے نام بھیجا کہ مین نے سنا ہے نواب احمد خان کی بینائی جاتی رہی ہے اور بجز دعائے
اولیا اور سب طرف سے اوسکے بالکل مایوسی ہو گئی تھی نظر بران مین تم کو اطلاع دیتا ہون کہ اس زمانہ
مین فرخ آباد مین ایک درویش کامل تشریف رکھتے ہین کہ جنکو اگر سرگروہ اولیاے عصر کہئے تو بجا ہے
نام [illegible] بزرگ کا سید باقر ہے اگر اوس سے رجوع کیجاوے تو البتہ اوسکی دعا کے اثر سے
نواب کی مراد دلی بر آنا ممکن ہے اور وہ بزرگ [illegible] کو بینائی دیسکتا ہے۔ جان علی خان یہہ خط لیکر نواب
کے پاس آیا بخشی فخر الدولہ [illegible] علیخان [illegible] کے پاس گئے اور بڑی عزت و حرمت سے
نواب کے پاس لائے فقیر نے کہا تھا جو مسکینوں کو طعام تقسیم ہوا مین چلکر کھیت [illegible] انکے واسطے
کوئی تنہا مقام مجھے بتلایا جاوے نواب نے جان علیخان کو حکم دیا کہ اپنے باغ مین درویش کو جگہہ دین
تب درویش بیکار نے نواب سے اقرار کیا کہ بروز عید الفطر تم کو بینائی حاصل ہوگی۔ جان علی خان
اپنے باغ مین درویش کو لیگیا اور اپنے نوکر انکی نگرانی کیواسطے متعین کئے جب قریب
[illegible] رمضان کے آخر مین درویش مذکور باغ کی پشت کی دیوار سے کود کر بھاگ گیا بروز

میں مثل چوب بان ریتی فخرالدوله نے چاہا کہ چالیس ہزار فوج مجتمع کرکے اوسے مقابلہ کرے لیکن
نواب احمد خان چونکہ اب پیر ضعیف و نابینا ہوچکا تھا کہنے لگا کہ یہہ تو مجھے بخوبی معلوم ہے کہ تم آخر تک
لڑوگے مگر بخشی مجھہ پیر نابینا کا عصا ہے اگر خدا نخواستہ عصا ٹوٹا تو مجھہ نابینا کی پوری خرابی ہے
اور تاریخ بیان واقعہ کے ملاحظہ سے واضح ہے کہ نواب احمد خان ایک پاؤن سے کسیقدر لنگڑا تھا
لہذا میری رائے یہہ ہے کہ کسی صورت سے صلح کرلینا چاہیے بخشی فخرالدولہ غازالدین خان [illegible]
کو ہمراہ لیکر مرہٹون کے لشکر مین گیا اور اوسے پوچھا کہ تم کس شرط پر صلح کرتے ہو مرہٹون نے
ساڑھے سولہ محال طلب کئے جو عہدنامہ سابق میں آنہیں ملے تھے اور کہا کہ اس مرتبہ ہم محال اپنے
قبضہ مین رکھینگے اور اسکا انتظام خود کرینگے جب نواب کے ہاتھہ مین انتظام تھا سال بسال کرکے
مگر کچھہ روپیہ وصول نہوا بحالت مجبوری ساڑھے سولہ محال حوالہ کیے گئے نواب نے کہا گو ملک
منصف ہوگیا ہے مگر فوج کم نہو تین سال مین میری آنکھین اچھی ہوجاوینگی اسوقت مرہٹون سے انتظام
لے لونگا مگر چونکہ آمدنی کم رہیگی اور اخراجات بدستور سابق رہے لہذا جو روپیہ خزانہ مین تھا وہ بھی خرچ ہوگیا

احمد خان کی بطلان بصارت ووفات

انتقال سے دو ایک سال قبل احمد خان کو آشوب چشم شروع ہوا اور رفتہ رفتہ نظر بالکل زائل ہوگئی
لیکن اسے کمال سے اسکا معالجہ کیا گیا مگر کچھہ سودمند نہوا اول اسکی آنکھون مین درد شروع ہوا اور تھوڑے
عرصہ مین ضعف بصارت مین پہنچا دو ایک سال اسی حال مین گذری مگر بعد جدا اسکی بینائی گھٹتی
گئی اوسنے بعض عیب کو جہان تک ممکن ہوسکے پوشیدہ رکھا وہ اپنے مقام معمولی مین بیٹھا کرتا تھا
اور سلام اور مجرا سب کا لیا کرتا تھا مصاحبون نے اسکی بعض حرکات خلاف عادت دیکھہ کر معلوم کیا
کہ اسکی بصارت مین نقصان ہے مگر کچھہ نہ کہا آخرالامر عیب چھپ نہ سکا نواب کے بعض ملازمین نے حکیم
نور خان محمد شاہی کی سفارش کی اور کہا کہ اس حکیم کو عوارض چشم کے علاج مین دستگاہ کامل ہے نواب نے
حکیم مذکور کو بلایا وہ تین مہینے اوسنے معالجہ کیا مگر کچھہ فائدہ نہوا ایک روز نواب کے دل مین

حکایات درباب احمد خان کے خلق و عادات و حرکات و سکنات

احمد خان کا پورا خطاب جو ایک توپ پر کندہ نظر آیا حسب ذیل تھا یہہ توپ ۱۱۶۳ ہجری مطابق اگست ۱۷۵۰ء تا اگست ۱۷۵۱ء میں ڈھالی گئی تھی اور ۱۸۵۷ء تک موجود تھی فخر الملک امیر الامرا غضنفر الدولہ محمد احمد خان بہادر غضنفر جنگ سردار الملک مظفر اقتدار شیر ہند بہادر غالب جنگ اور تاریخ مظفری سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۱۶۴ ہجری میں قائم الدولہ کا لقب زیادہ کر دیا گیا تھا۔ ظاہر ہوتا ہے کہ احمد خان بالطبع حوصلہ مند تھا اگر تو یہہ ہے کہ وہ اون اشخاص میں سے تھا جنہوں نے خود حصول جاہ و عظمت کیواسطے کوشش نہ کی مگر از خود جاہ و جلال او پر ٹوٹ پڑا اوسکے حالات کے تذکرہ میں ہم نے خیال کیا ہے کہ اپنے بزدلی اور کاہل مزاجی کے سبب سے تھوڑی سی فتحمندی پر اکتفا کر کے گھر بیٹھ رہا رام چھتونی کی جنگ کے بعد الیاس زلزل اور پریشانی خاص دار السلطنت میں پھیل رہی تھی اور وہاں ایسی بے سروسامانی تھی کہ اگر احمد خان ایسی چھوٹی باتوں میں آ کر واپس نہ جاتا بلکہ بخلاف اسکے دہلی کیطرف بڑھ جاتا تو بہ آسانی بادشاہ دہلی کو اسیر کر لیتا پھر چند امیر کی بعد دیگرے غازی الدین خان نجیب خان و نجف خان وغیرہم نے کی تھیں۔ اگر وہ بھی ایسی ہی تدبیر عمل میں لاتا تو اسے ضرور ہی کامیابی حاصل ہوتی دوسرے یہہ کہ جب سلام خان جو چکلہ کالپی کا عامل تھا اوسنے میان دوآب کے اوپر کے حصے میں ایسے پرگنے کہ اگر وہ اوسکو اچھی طرح مدد دیجاتی تو بیشک وہ اپنے آقا کو دہلی کا مالک بنا دیتا اور خود بادشاہ کو اوسکے اختیار میں کر دیتا۔ ایک نقل یہاں ذکر کرنے کے قابل ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یا تو احمد خان نہایت کنجوس تھا یا بڑا سادہ لوح تھا روپیہ کو صاف صاف اور نئے روپیہ کا کمال شوق تھا چنانچہ یہہ اوسکی عادت تھی کہ وہ روپیوں کے تھیلیں دھوپ میں پھیلاتا تھا تاکہ وہ بوسیدہ نہ ہو جاویں اور ایک بیرا کرسی کو نزدیک رکھ کر خود اوسکی نگرانی کرتا تھا جب وہ پانی خواہ پان خواہ حقہ منگواتا چیلے اپنے پیروں میں موم لگا کر جاتے اور اس صورت سے پانچ چھہ گھنٹے کے عرصہ میں وہ کئی سو روپیے لے آتے جب روپیہ شمار ہو کر رکھا جاتا بعض تھیلی خالی ہو جاتی تب نواب متعجب ہو کر کہتا ہمیں معلوم ہے کہ یہ بات کیا ہے کہ

ن جان جہان حدود لشکر کی سلامی ... کے بھیجی گیا ... طرح مین لیا ... ہوگا تھا مین کچھ
سند پایا اوسنے سب جگہہ باغ مین تلاش کیا مگر کہین ... نشان نہ پایا ناچار ہوا نجل
بیٹھا اور ... تک پر جا بیٹھا شرم سے کچھ عرصہ تک اسکے ... جاتا نواب نے ...
ن حال ... خان کے پاس بھیجا ... خان علی خان کو نواب کے پاس جا
... نواب سے ... کر ... کا حال ... کیا اسوقت سے نواب نے ... شکایت ... کی
... کہ ... ۲۰ ربیع الاول سنہ ... ہجری مطابق
... نواب احمد خان نے اس دار ناپائدار سے رحلت کی ...
... دہلی کو جاتے ہوئے مقام ... مین بہو ... خان کے ... کے پاس
... ہوا بعد اسکے ... باغ مین ایک مقبرہ ... آپ نے اپنے جین حیات اپنے
واسطے تیار کرایا تھا مدفون ہوا تاریخ اسکے وفات کی یہہ ہے مہ گفت گریہ خلایق بہ نالہ و افغان
... آہ گشتہ از وفات احمد خان ... بعد تخرجہ عدد آہ لیجئے ... کم کرنے سے ہوتے
ہین اور پورے الفاظ - او ... ہوتے ہین - دیگر - ہے ہے حاتم طائی ثانی ...

سنہ ... ہجری

... روز بادشاہ ... پانچ ہزار ... و شجاع الدولہ ... سر ... کے روانہ ہو کر موضع ...
... مین پہونچا یہہ موضع شہر کے باہر ... جانب ... واقع ہے بخشی فخر الدولہ نے نواب
کے بیٹے مظفر جنگ کو ہاتھی پر بٹھا کر حضور سلطانی ... کے واسطے لیگیا ...
... مظفر جنگ کو عنایت ہوا ... خزانہ مین ...
فخر الدولہ نے ... چاندی کا ... لاکھ روپیہ
... بہت ... ہاتھی ... گھوڑے بادشاہ کو نذر ...
... کرنے کے عوض مین ایک لاکھ روپیہ لیا ... قیام کر کے شاہ عالم ... گنج کی طرف روانہ
... تین مہینہ مقیم رہا ...

[illegible] میں [illegible] تھی [illegible] بالکل [illegible] نواب [illegible]

[illegible] تھا نواب بھاگ کے راگ کا از حد شائق تھا نواب کی [illegible]

[illegible] ہر جگہ سے آکر مجتمع ہوئے [illegible] قریب پہنچائے گئے نواب [illegible]

تصویر [illegible] پالکی [illegible] دیوان خانے میں ہمیشہ

رکھا تھا پالکی کا [illegible] نصیب [illegible] سے تھا کہ جب اودے [illegible] جنگ [illegible]

[illegible] میں [illegible] تھا پالکی [illegible] پٹھان سردار نواب کے بھائی [illegible] ساتھ [illegible]

[illegible] تھی اور خوب آتشبازی چھوٹی تھی اور [illegible] سوائے بھاگ کے [illegible]

[illegible] نواب کو آراستگی مکان کا بھی بڑا شوق تھا اور جہاں وہ رہتا تھا

[illegible] کی تصویروں سے دیواریں آراستہ رہتی تھیں اپنے عہد میں [illegible]

تعمیر کروائے [illegible] میں [illegible] بی بی [illegible] مظفر جنگ رہتی تھی اور کہتے ہیں

[illegible] قلعہ مقام [illegible] تھے [illegible] مبارک محل سوم

[illegible] محل [illegible] مکان [illegible] مسجد کی پشت پر واقع تھا [illegible] دروازے اور چھت [illegible]

[illegible] کے قبل [illegible] تھا کیونکہ سونا [illegible] لوگوں نے [illegible]

چہارم دیوان [illegible] مبارک محل [illegible] بیگم بیوہ نواب مظفر جنگ [illegible]

رکھتی تھی [illegible] ایک [illegible] سے [illegible]

[illegible] بھائی کے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دیگر [illegible]

[illegible]

گئے خیر تو تمہارے لیجا کر [illegible] رکھو [illegible] کی عادت یہہ تھی کہ [illegible] دو بار شہر کو جایا کرتا

یا ہاتھی پر سوار ہو کر [illegible] پالکی میں اور کبھی شہر سے باہر جا کر ہاتھیوں کی لڑائی دیکھا

جب وہ [illegible] کرتا تھا [illegible] خیرات کرتے تھے روپیہ کی تھیلی سے [illegible]

حکم یہہ تھا کہ [illegible] بار بار [illegible] سبب کہا [illegible] آدمی کو روپیہ دیا

جاتا تھا ایک شخص [illegible] دیتا تھا نواب کی خاص طرح یہہ [illegible]

[illegible] گھر بنانے کے [illegible]

[illegible] کے نیچے [illegible] قدم شریف [illegible]

سب قوم کے لوگ تھے [illegible] سالی میں دہلی سے [illegible]

[illegible] میں تھا [illegible] قحط کے [illegible] ان لوگوں کو [illegible] روپیہ خوراک میں [illegible]

[illegible] اس سبب سے کہا [illegible] کہ وہ [illegible] کے تمام گھر بنا کر رہتے تھے [illegible]

[illegible] مکان معمولی بنا دیں نواب [illegible] اکثر روپیہ بھیجا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ [illegible] گھر [illegible]

ساتھ [illegible] میں [illegible] یہہ [illegible] ہر جگہ یہہ غریب [illegible] رہیں جب نواب کی سواری ہاتھی [illegible]

[illegible] ہمراہ [illegible] سوار [illegible]

[illegible] تھے سواری [illegible]

[illegible] چند لوگ [illegible] کی چھڑیاں [illegible]

[illegible] تھے اور یہہ چھڑیاں [illegible] سواری [illegible] آگے

جاتا تھا خواہ غریب ہو خواہ امیر [illegible] جو شخص نواب [illegible]

میں سلام [illegible] تھا [illegible]

[illegible] لیکن [illegible]

[illegible]

تین لاکھہ روپیہ ماہوار ہی سپاہ و شاگرد پیشہ کی تنخواہ دیجاتی تھی اور ایک لاکھہ روپیہ ماہواری میں حرم
بیگمان کو خرچ دیا جاتا تھا جواہرات و زیورات خرید ہوتے تھے اور محتاجون کو کھانا دیا جاتا تھا ایک
لاکھہ گھوڑسے ہاتھی اونٹ اور توپخانہ مین صرف ہوتا تھا چھوٹی بڑی پانچسو توپین ہر وقت تیار رہتی تھین
اور کارخانہ گولہ بارود سازی ہمیشہ جاری رہتا تھا غرض نواب کا کم از کم پانچ لاکھہ روپیہ ماہواری کا خرچ
تھا اور اگر کبھی کچھہ باقی بچتا تھا وہ داخل خزانہ ہوتا تھا۔ احمد خان کی آخر عمر مین بخشی فخرالدولہ کو اوسکی
ریاست مین بڑا اقتدار حاصل تھا کل ملک اوس کے اختیار مین تھا اوسکی یہہ بڑی تعریف تھی کہ اُسنے
تمام مخالفت لوگون کو زیر کیا کبھی کبھی میانصاحب میان روشن خان کی طرف بغرض انتظام جایا کرتا
تھا یہہ میانصاحب کا لقب نواب کے بڑے عزیز مصاحب کو ملتا تھا بہت سے اشخاص باری باری
نے اس خطاب سے ملقب ہوئے سب سے پہلے سعادتمند خان نے یہ لقب پایا یہہ ہندو لڑکا تھا
ایک لڑکا تھا اور روشن خان جب شیرپور کو تاراج کرنے گیا تھا تب وہان سے اسکو گرفتار کر لایا تھا
جب احمد خان نے اُسے دیکھا تو اُسکی نظر توجہ اُسکی طرف ہوئی اور فوراً مشرف باسلام کیا اور
سعادتمند خان نام رکھا ایک برس بعد اُسنے اُسے بڑے مرتبہ پر پہونچایا اور امیرزادہ اسکو خطاب
دیا اور بخشی فخرالدولہ کو حکم دیا کہ جو کام امیرزادہ سعادتمند خان کرے قطعی سمجھا جاوے اوسمین کوئی
مداخلت نہ کرے اوسکا والد مستقل سنگھ قنوج کا حاکم مقرر ہوا دوسرے لوگ جنکو میانصاحب کا لقب ملا
یہہ تھے (۱) سعادت خان آفریدی (۲) سید نور علیخان (۳) میر جان علیخان (۴) روشن خان
فقط سعادت خان برادر محمود خان بخشی قایم جنگ کا تھا اوسکو یہہ خطاب پہاڑ کی جنگ کے زمانہ
مین اشتہار مین ملا ایک روز نواب صاحب نے سید نور علیخان کے بازار مین دیکھا اور بلوا بھیجا ایک
...کتاب دیکھہ رہا تھا اور سعادت خان پیچھے جانب دست بیٹھا ہوا چہل سے مکھیان جھل رہا
تھا مکھیان ہانکنے اوسنے ایک مرتبہ نظر حقارت سے نور علی کے سر پر ماری جو اسکے
پاس بیٹھا ہوا تھا نواب نے یہہ دیکھکر کہا کہ بزرگی فقط اللہ پاک کی ذات کو ہے اور یہہ شعر پڑھا ع
بچشم حقارت مبین سوی کس * کہ او منتقم ہست فریادرس * سعادت خان کی یہہ عادت تھی

[illegible]

…ب نوی میں باغ تھا مشہور ہوا کی طرف سے نواسے سرفراز ہوا باغ حیات و جنت کی شہر پناہ کی ۱۲

…ب محمد خان اور اولاد … مدفون ہیں نواب خان نے … تک اور قلعہ کی دیوار کے دریا

…ن جو جگہ ہے وہاں گلال باڑا استادہ کیا … سرفراز … جلا … گھر سے ہوتے تھے ور

…ب وجہ … تھے آنکی حاضری میں لینے کے بعد نواب اجلاس فرماتا تھا جنت باغ جو

…مرے کے جنوب شہر پناہ کے پاس ہے احمد علی نے لگایا تھا شہر کے … سے یہ مسجد

…ب شہر … مشہور ہے … ایک … نشان … باقی ہیں … اسکے جنوب

…طرف … احمد گنج کھاڑیا کے نام سے مشہور ہے اسین کا بھی ہے … کے علاوہ باغ

…کے اندر ۹ … گنبد دار مقبرے ہیں مقبرہ نمبر ایک میں اشخاص ذیل کی قبریں ہیں …

…دلیر خان … نواب … اسکا بیٹا … علیخان … نواب داماد حسین خان ولد دل

…دلیر خان برآمدہ میں … علیخان ولد دلیر خان … خورد سال … احمد خان کی نواب … بہادر

احمد خان کا پوتا نواب چھوٹے خان ولد نواب قائم جنگ مقبرہ نمبر ۲ میں اشخاص ذیل مدفون ہیں نواب

محمود خان … محمد خان کا پسر کلان و اسکا ایک بچہ و اسکی بیگم مقبرہ نمبر ۳ میں بیگمات دفن ہیں بی بی

… زوجہ نواب محمد خان مظفر جنگ … بیگمیں … برآمدہ میں ستارہ بیگم دختر احمد خان …

…کی ماں بھی … نواب … مظفر جنگ … اور بیگمیں جنکے نام نامعلوم ہیں

مقبرہ نمبر ۴ میں قائم خان کی قبر ہے مقبرہ نمبر ۵ میں … جنگ کی … مدفون ہیں مقبرہ نمبر ۶ میں

قبریں ہیں نام نامعلوم مقبرہ نمبر ۷ میں رانی … کی قبر ہے جسکو احمد خان … سے لایا تھا مقبرہ

… میں احمد خان کے … طالع … خان … خان کی قبریں ہیں مقبرہ نمبر ۹ میں بخشی

فخر الدولہ کی قبر ہے جو … میں قتل ہوا … تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ … خان کی

آمدنی علاوہ … جاگیر وغیرہ کے اسی لاکھ روپیہ سالانہ تھی حسام الدین نے لکھا ہے کہ نواب کی آمدنی

… لاکھ سالانہ تھی اور خرچ حسب … تھا۔

کی بیٹی کملا دی جسکی نسبت بلونت نامہ مین مذکور ہے کہ سنہ [illegible] ہجری مین نواب کی بیگمات مین تھی اور اس کا
مین یہہ بھی لکھا ہوا ہے کہ بیگم زمان خان شیر خان خان کا بھتیجا تھا ممکن ہے کہ جس کرم خان کا مذکور
تاریخ آباد کی کتاب مین ہے وہ بیگم کا حقیقی بھائی نہو بلکہ چچازاد بھائی ہو اس صورت مین قمر النسا جو بیدی
بیگم ہو سکتی ہے —

اولاد نواب احمد خان

نواب کے تین بیٹے اور ایک بیٹی تھی اول محمود خان یہہ اپنے باپ کے سامنے فوت ہوا اور بہشت باغ
مین دفن ہے محمود گنج جو اب قصبہ چھبرامئو کا محلہ ہے اوسکا بسایا ہوا ہے اوسنے ایک بیٹا چھوڑا جسکا نام ہمت بہادر تھا
جسنے حمیدہ بیگم دختر مظفر جنگ کے ساتھ شادی کی اور سنہ ۱۲۴۰ ہجری مطابق ماہ اگست [illegible]
اگست ۱۸۲۴ء مین فوت ہوا وہ ایک لڑکی ریاضت النسا نام چھوڑ گیا جسکے دو نکاح ہوئے اول احسن خان
ولد دلیر خان سے اور نکاح ثانی ہمت علیخان شوہر اول کے برادر خورد سے ۲ — دلیر خان
مظفر جنگ جو اپنے باپ کا جانشین ہوا جسکا مذکور آئیندہ ہوگا ۳ — دلیل خان وہ ۱۸۰۳ء
مین بنارس چلا گیا اور کہتے ہین کہ اوسنے وہان جنوری ۱۷۹۹ء مین وزیر علیخان کے بغاوت کے
زمانہ مین خودکشی کی اسکا بیان جلد ثانی مین آویگا — اجنبی کے کاغذات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ
بنارس مین سنہ ۱۲۱۴ ہجری مین فوت ہوا جو مطابق ۱۰ جنوری ۱۸۰۰ء کے ہے اور یہہ واقعہ وزیر علیخان
کی بغاوت سے ایک برس بعد ہوا اوسنے چار بیٹے اور تین بیٹیان چھوڑین اسکے بیانات و تعلقات
و اولاد اوس نقشہ سے معلوم ہونگی جو اس کتاب کے آخر مین منسلک ہے — ۴ — ستارہ بیگم — محمود زمان خان
اور نصیر خان پسر میر نواب محمد خان کے پسر چہارم کے ساتھ منسوب تھی جبکہ وہ قاسم باغ
ایک بیٹی بھی روشن جہان نواب محمد خان کے بڑی بیٹی کے پاس دفن ہوئی کہتے ہین کہ اسکے
اور اسکی پھوپھی کے نام سے بھوت و جن بھاگتے ہین بعض لوگ کہتے ہین کہ اون کی قبر
ہو گئی ہے

نواب احمد خان کے چیلون کا بیان

اپنے خاندان کے نواب احمد خان نے تین چار سو لڑکے [illegible] جنگ

جنگ کے جواہر بھی اوس سعادت خان جست لیکر اپنے گھر کو گیا اوس عنایت سے نواب نے نور علی خان
سعادت خان سے دو چند دولت و مرتبہ عطا کیا سعادت خان وہ اپنی اگر کیا ہے کہ
نور علی خاں نوابی سے آراستہ نواب کی مسند کے گوشہ پر [illegible] جگہ [illegible]
[illegible] آیا تو نواب نے اوس سے کہا اوس سبب الاسباب کی کارسازی دیکھو اور
اس کی بات یاد کرو [illegible] جان بیت اس خالق سے نظر + ملک [illegible]
کسی کو حقارت سے نگاہ نہ کرو [illegible] بیٹھ [illegible] + یہ سنکر سعادت علی [illegible] سر جھکا لیا تھوڑی
مدت بعد وہ ایک [illegible] حاکم مقرر ہوا نور علی کو میاں صاحب کا لقب عنایت ہوا
دربار [illegible] دولت و عزت اسکو زیادہ نصیب ہوئی بعد اوس اوس جگہ پر [illegible] جان علی مقرر ہوا اور وہ
[illegible] گیا یہ دونوں مقام کانپور کے ضلع میں واقع ہیں جان علی کو
[illegible] آصف الدولہ [illegible] نواب نے جان علی کو دیکھا [illegible] پسند کیا اور اپنے دربار
میں رکھا اوس کا خطاب میاں صاحب میان [illegible] تھا خاص بازار سے [illegible] قلعہ میں تحصیل کو جانے وقت
بائیں جانب جو مسجد ہے اوس کی تعمیر کروائی ہوئی ہے تھوڑے زمانہ بعد نواب کی نظر عنایت اوس سے منتقل
ہوکر [illegible] کی جانب ہوئی جو فتح گڑھ کا رہنے والا تھا میاں صاحب کا لقب [illegible] بہت سی
دولت مثل سابقین حاصل کی اوسکو میاں صاحب ہوشن خان [illegible] خطاب سے طلب کرتے تھے

از بیگمات نواب احمد خان

۱ [illegible] بیبیاں تھیں — اول [illegible] بیگم — [illegible] رسیدار [illegible] پرگنہ کمپل کی بیٹی تھی
دوم [illegible] صاحبہ اسکو نواب مشرقی سے [illegible] فرخ آباد سے لایا تھا [illegible]
[illegible] کی جو [illegible] مظفر جنگ اول [illegible] خان کی ماں تھی [illegible]
[illegible] جو [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] خان [illegible]

قلعہ کی طرف پھر [illegible] حمیار خان نایب رہتا تھا جو دسمبر [illegible] میں فوت ہوا احمد [illegible] میں
یہ مکان بہت بہادر کے مکان کے نام سے مشہور تھا (۴) دایم خان کی محلسرا قلعہ کی ایک جانب
خفیف میں تھی اسکے چار طرف غربا کے گھر تھے اور اوس سے متصل ایک خانہ باغ تھا اوس کی
اولاد نے کمود کمود کر اس مکان کی اینٹ لکڑی سب فروخت کر ڈالی اور زمین کاشتکاروں کے حوالہ
کر دی (۵) اوسنے مئو کے [illegible] پر ایک باغ چار باغ نام لگایا تھا جو نواب زمین کے قبضہ
میں تھا (۶) اوسنے ایک باغ مدار دروازہ کے پاس لگایا اور اوسمیں پختہ کنوان بنوایا جسمین
[illegible] تھے اسکے نشانات [illegible] تک باقی تھے۔ (۷) حصیر امئو کے پاس دایم گنج نام
ایک موضع ہے جو اوسنے اپنے نام سے بسایا ہے جب تک یہہ پرگنہ فرخ آباد کے نواب کے قبضہ
میں تھا تب تک دایم خان پرگنہ ساہور اکبرپور کا برائے نام عامل رہا اب پرگنہ مذکور ضلع کانپور
میں واقع ہے جاگیر کھیرا ایان واقع پرگنہ مذکور پٹھان الماس علیخان عامل اودہ نے اوسکے قبضہ میں
رہنی دی یہہ جاگیر اوسکی اولاد کے قبضہ میں [illegible] تک رہی کہ اوس سن میں بہ اجرای ڈگری
دیوانی نیلام ہوگئے اور مثل جنبی مستغاثہ نومبر [illegible] کے دیکھنے سے واضح ہے کہ جسمین سوال دلیر علیخان
پسر دایم خان شامل ہے کہ بعد وفات دایم خان جاگیر ضبط ہوکر بذریعہ چٹھی ۲۶ جنوری [illegible]
وثیقہ سو روپیہ ماہواری منظور ہوا دایم خان اپنے کام کیطرف توجہ نہیں کرتا تھا اور کل کام اپنے کارندوں
کے بھروسے پر چھوڑ دیا تھا اور وہ خوب تغلب کرتے تھے اسوقت نواب دایم خان اپنی جیب خاص
سے مالگذاری ادا کرتا تھا یا احمد خان سے التجا کرنی پڑتی تھی اوسکو شب و روز اپنے کام سے
فرصت نہیں ملتی تھی اوقات شبانہ روزی شکار میں یا باز و جرہ و بہری کے شکار میں یا مرغ چیتے
کے شکار میں کشتی بازی و ورزش میں اور گانا سننے اور ناچ دیکھنے میں بسر ہوتی تھی نواب
احمد خان نے اسکو لاکھوں روپیہ نقد و جنس میں دیا تھا مگر سب اُسنے عیش و عشرت میں اڑا دیا
[illegible] بی بی سے اوسکے تین بیٹے پیدا ہوئے اول دلیر علیخان جسکا لقب فتح جنگ تھا دوم
رستم علیخان سوم احمد علیخان ۔ دلیر علیخان کے مدار خان نام ایک بیٹا تھا جو فقیر ہوگیا اور [illegible]

ہوا محاسبات و عمال وغیرہ پر متعین ہوئے انہوں نے بہت روپیہ کمایا مگر جنگ نہ تھا ۔ محمد داؤد و عطایا ملتی کی
انہیں کچھ حاصل نہیں ہوا یہہ سب غالب بچہ کے نام سے موسوم تھے (۱) ذوالفقار خان احمد خان
کے عہد میں تین نوابان کے نقارہ پر نوبت بجانے کی اجازت تھی ایک تو نواب احمد خان جسکو بڑے
نواب کہتے ہیں - دوسرے ذوالفقار خان جسکو منجھلے نواب کہتے ہیں تیسرے دائم خان جنکو چھوٹے
نواب کہتے ہیں - ذوالفقار خان کا لقب یہہ تھا شرف الدولہ ذوالفقار خان بہادر شمشیر جنگ اونکی
مہر پر یہہ شعر کندہ تھا شعر آنکہ دریا دوے یا آتش توت حیدری در دست + از عطای احمدی خان
ذوالفقار حیدری است + وہ پرگنہ شمس آباد کا عامل تھا اور اوسکا لشکر بلگرام علم نگر میں رہتا تھا
جو اب ضلع اٹہ میں ہے [illegible] تک ایک عمدہ عمارت مع باغ کے وہاں موجود تھی اوسنے شہر
پناہ و قلعہ تعمیر کردہ یاقوت خان کی جو جہاں پناہ سے مسمار ہوگئی تھی مرمت کروائی - (۲) دائم خان
اسلام خان چیلہ شمشیر خان جو نواب محمد خان کا چیلہ تھا اوسکے دو بیٹے تھے روشن خان و دائم خان
روشن خان نواب احمد خان کے مصاحبوں میں سے تھا جب دائم خان چھ یا سات برس کا تھا ایک دن
روشن خان کو اوسنے اپنی پالکی میں بٹھلا کر نواب کے حضور میں لیگیا نواب نے پوچھا کہ یہہ کسکا بیٹا
ہے روشن خان نے جواب دیا کہ یہہ میرا چھوٹا بھائی ہے نواب نے اوسکا نام پوچھا کہا دائم نواب نے کہا
میں اسے متبنیٰ کرتا ہوں اور اسکا لقب اعظم جنگ محمد دائم خان بہادر مقرر کرتا ہوں مگر یہہ چھوٹے
نواب کے نام سے مشہور ہوا جب وہ سن شعور کو پہونچا تو اونکی شادی بڑے دھوم سے بی بی
دختر بخشی فخر الدولہ کے ساتھ ہوئی اوسکے بچپن میں احمد شاہ بادشاہ نے اُسے گود میں لیا تھا
اور اپنے ہاتھ سے اوسکو کھلایا تھا اور اوسکے کندھے پر نقارہ اور ڈھول کے رکھے تھے گویا
اس صورت سے نوبت عطا کی [illegible] میں اس چیلہ کی تعمیر کروائی ہوئی عمارتیں موجود ہیں (۱) ایک
بنا ہوا ایک پختہ پل وسط شہر میں جو باوجود کثرت سے آمد و رفت تجارت کے بہتر حالت میں اب تک
باقی رہا اور نام اوسکا پل پختہ مشہور ہے (۲) ایک باؤلی معہ زینہ کے واقع محلہ [illegible] کے جہاں
اوسکا خوشنما مکان تھا اگرچہ [illegible] مگر ہنوز موجود ہے (۳) ایک مکان [illegible]

اوسنے دربار عام میں سب سے کہا میں فقط روپیہ پیدا کرنے کے واسطے آیا ہوں لہذا آٹھہ روز کے عرصہ
میں جتنے مالدار ہیں سب ملکر ایک لاکھہ روپیہ مہیا کردیں اوسکی تمسک لکھہ دونگا کہ زر مذکور مالگذاری
سے مجرا ہوتا رہیگا سب نے عذر کرنا شروع کیا تب اوسنے ایک کو کوڑے لگوانا شروع کیا تب اوس
کی ڈر سے دوسروں نے کہا کہ ہم روپیہ دیتے ہیں سب نے متفق ہوکر ایک لاکھہ کی فکر کردی اور
اسلام خان نے انکو تمسک لکھدیا تب اوسنے شکوہ آباد و قایم گنج کے پٹھانوں کو لکھہ بھیجا کہ
جو لوگ نوکری کرنا چاہیں انکو میرے پاس بھیجدو اور بارہ سال کی عمر سے ساٹھہ برس کی عمر تک جسکو
نوکری کی خواہش ہو میرے پاس آوے اور اگر کوئی انکار کرے تو اوسپر لعنت ہے ایک مہینہ میں اوسکے پاس
پانچ ہزار آدمی جمع ہوگئے تب اوسنے کاسگنج سے باہر ایکطرف کوچ کیا اور ہاتھرس اور مرسان کے
علاقوں کے موضعات لوٹنے شروع کئے یہہ دونوں مقامات ضلع علیگڈہ میں واقع ہیں لوگوں نے
کہنا شروع کیا کہ یہہ کس قسم کا تحصیلدار ہے کہ بجاے اسکے کہ اپنے پرگنہ کی خبرگیری کرے یہہ
فوج جمع کرکے لوٹنے لگا ہے - نواب محمد خان کو خبر پہنچی کہ اسلام خان نے کاسگنج کے مہاجنوں کو دھمکا کر
انسے ایک لاکھہ روپیہ وصول کرکے ایک فوج جمع کی اور مرسان کے جاٹوں کے گانوں لوٹ لئے
اور کہتے ہیں کہ وہ فیروز آباد کو پہونچ گیا ہے اور اپنے سواروں سے اوسکا محاصرہ کرلیا ہے اور جب تک
بیس ہزار روپیہ نہیں لے لئے وہاں سے نہیں ہٹا - نواب محمد خان نے شتر سوار کے ہاتھہ ایک
پروانہ اس مضمون کا بھیجا کہ میں نے تم کو اسواسطے مقرر کیا کہ تمہاری لیاقت میری اچھی طرح سے
ہو تم نے یہہ کیا کہ زمینداروں کے ملک کو ہر طرف سے لوٹ کر تم نے ہمیں بدنام کر رکھا ہے
اسلام خان نے جواب دیا کہ آپکی ناراضمندی کی کوئی وجہ نہیں ہے چند مہینے کے عرصہ میں آپکو
میں دلی کے تخت پر بٹھلا دونگا اب میرے پاس دس ہزار آدمی کے قریب جمع ہوگئے ہیں ہاتھرس
کے راجہ نے نواب کو شکایت لکھہ بھیجی کہ ہمارے ملک پر پٹھانوں نے حملہ کیا ہے نواب نے جواب دیا
کہ ملک چلیلی ہوگیا ہے تم اوسکو سزا دو تب ہاتھرس کے راجہ نے پھر تو بسکے راجہ سے کہ وہ بھی
ساتھ تھا اور اوس سے [illegible] ایک ہزار آدمی بھیجے کی لڑائیاں

اوسکا لقب بہادر شاہ ہوا رستم علیخان • مدت تک ایک توجہ پیاری بیگم نامی چھوڑی -
احمد علیخان کی قطب الملک بیٹی مبارک النساء بیگم تھی جسکی شادی کول کے متصل ایک گانون کے پٹھان کے
ساتھ ہوئی تھی - دایم خان کے بہت سے حالات ہمکو نہیں ملتے جو کہ بہادر علی نے کہ وہ بھی کتاب جو
تاریخ کی تصنیف میں شریک تھا جمع کئے ہین اوسکا دادا سید غلام حسین چالیس برس تک دایم خان کا
نوکر رہا اور فتح آباد میں دایم خان کے چچا کے مکان پر سکونت رکھتا تھا غلام حسین مذکور نے ۲۶ ہجری
مطابق [illegible] میں جہان سے انتقال کیا (۳) فخر الدولہ یہہ شخص نواب محمد خان کا چیلہ
تھا یہہ نواب محمد خان کا بخشی اول تھا نواب محمد خان کے آخر عمر میں اور مظفر جنگ کے ابتداے عہد
مین بزمانہ اس سے [illegible] میں قتل ہوا بسبب باغ میں مدفون ہوا
(۴) رحمت خان یہہ نواب محمد خان کے چیلہ جہان خان کا بیٹا تھا یہہ دوسرا بخشی مقرر ہوا تھا اہل علم
کا دوست تھا تمام عمر اپنی علم و فضلیات میں بسر کی یہہ شخص سخاوت و شجاعت میں شہرت رکھتا تھا -
(۵) حاجی سرفراز خان یہہ شخص میر بخشی تھا اس شخص کا تکیہ کلام یہہ تھا کہ ہر جملہ کے ساتھ
بسم اللہ کہتا تھا - (۶) نامدار خان نواب محمد خان کے چیلون میں اسکا نمبر ۲۹ ہے یہہ چوتھا بخشی تھا
(۷) مہربان خان یہہ نواب کا دیوان تھا اور یہہ شخص کسی راجہ کا بیٹا تھا جسکے پدر نے الہ آباد
کے صوبہ میں اسکو نواب کے نذر کیا یہہ شاعر تھا اور صاحب دیوان ہوا ہے نہایت فصیح و [illegible] تھا
[illegible] نے کچھ اسکی نظم چنے منتخب کیا ہے اور اس وقت کے مشہور شعرا مرزا رفیع السودا و میر سوز
وغیرہ اوسکے ملازم تھے (۸) اسلام خان کسی زمانہ میں یہہ میر بخشی تھا قلعہ میں [illegible]
کے قریب اسکا ایک مکان تھا [illegible] میں نواب [illegible] حسین خان مظفر جنگ سکونت رکھتا تھا [illegible]
[illegible] خان نے اوس سے پوچھا کہ تمہارے کتنے بیٹے ہین اس نے جواب دیا کہ میرے پانچ بیٹے
[illegible] تھا نواب نے اسکے بہت عیال دار ہونے پر یہہ ہمدردی کرکے
اسے [illegible] یہہ واقعہ ہے اسلام خان حسب معمول نواب کے چند
[illegible] نذر کو نذر [illegible] اوسنے

کہنے لگا تمہارے داماد یعنے پٹھان تمہارے شہر اور قلعہ پر قبضہ کرنے آتے ہیں (۹) دلاور خان اسکو
چونٹی کہتے ہین باعث اسکے زود رنج ہونے کے معلوم نہین کہ یہہ وہی دلاور علی خان ہی جسکا
مذکور کالی رائے کی کتاب مین ہی کہ وہ [illegible] نگر کا عامل تھا وہ شخص قوم کا ٹھاکر وہان سنگھ کا بیٹا تھا اور
تیج سنگھ کا بھائی تھا (۱۰) سلیمان خان داروغہ فراشان (۱۱) شجاعت دل خان اسکو شجاع الدولہ
بھی کہتے ہین خانسامان کے عہدہ پر متعین تھا (۱۲) شرف خان ہی ترک یہہ محمد خان کی وقت
کا چیلہ تھا (۱۳) جواہر خان عرض بیگی (۱۴) بخت بلند خان ظاہر ہین یہہ یار بہادر کا بیٹا معلوم
ہوتا ہی جسکا مذکور کالی رائے نے کیا ہی (۱۵) مبارک خان (۱۶) بارید خان خانسامان (۱۷)
صوفی خان اصل مین یہہ دولت آباد پرگنہ سکرادہ کا ٹھاکر گوہر سنگھ نام تھا پرگنہ سکرادہ مین
مجھہ پور اوسکے جاگیر مین تھا (۱۸) کیفی خان (۱۹) جمال خان (۲۰) کمال خان (۲۱) ظرافت علی خان
امراو زادہ فرخ آباد اور قنوج کے راستے پر اوسنے ایک گانون بسایا ہی لیکن ۱۳۰۳ھ مین
بجز ایک پختہ پھاٹک کے اور کچھہ نشان باقی نہ تھا (۲۲) آفتاب خان (۲۳) طالع ور خان (۲۴)
شمشیر خان (۲۵) بارا خان مسجد والے (۲۶) مہتاب خان (۲۷) بہار خان (۲۸) شادل خان
(۲۹) بادل خان (۳۰) منگل خان (۳۱) نیکنام خان (۳۲) مظفر دل خان (۳۳) منور خان
(۳۴) کالے خان عرض بیگی (۳۵) محمد یار خان دائی پوری علاوہ انکے سیکڑون غلام تھے کوئی
طلائی عصا بردار تھے اور کوئی رنگین بانس لیکر چلتے تھے بعض کے سر پر قزلباشی کلاہ رہتی تھی بہتیرے
توپ اسباب و آلات حرب پر متعین تھے اور دوسرے ذاتی کامون پر مامور تھے کوئی آبدار تھے
کوئی مہتمم حمام تھے کوئی وضو کرانیوالے کوئی تسبیح لینے والے کوئی مگس ران کوئی پان بنانیوالے
کوئی جوتیان لینے والے اسی طرح کی خدمات پر متعین تھے نواب کی خوابگاہ پر ایک معتمد خادم شاد بیگ
خان گلبش مقرر تھا اور اندرونی و بیرونی ڈیوڑھی کے پہرہ پر شمشیر خان و گلشیر خان و نجابت خان
جیسے مامور تھے قلعہ کی حکومت میر محمد فضل علی سپرد تھی —

ہوئیں اور دو توپ [illegible] آدمی کام آئے آخرالامر اسلام خان کی فوج نے شکست
کھائی اور اسکا سب روپیہ صرف [illegible] ہو گیا تب اسلام خان اپنے ایلچی گھوڑے پر سوار ہو کر
ایک بعد میں مرشدآباد سے فرخ آباد پہنچا اوسکے آنے کی خبر سنکر نواب نے اسکو طلب کیا
اور اس سے کہا کہ تمنے بہت کیا بے وفائی کا کام کیا اور ملک کو لوٹنا شروع کیا اوسنے جواب دیا کہ میں
نے یہہ منصوبہ کیا تھا کہ دہلی کو فتح کرکے نواب کو تخت شاہی پر بٹھاؤں مگر کیا کیا جاوے کہ
قسمت میں ایسا نہ تھا نواب اسکے [illegible] اوسکی کل فوج دو ہزار
[illegible] کہتے ہیں کہ یہہ جیلہ قوم کا افسر تھا اسکے پانچوں بیٹے شہید ہوگئے اور دو ان میں سے
فرخ آباد کی کربلا میں محرم میں قتل ہوئے اونکے نام یہہ ہیں ابراہیم خان رحمن خان
ایک بھائی رحمت خان سوار لوالی کے دروازہ پر جنگ میں مارا گیا چوتھا بیٹا اپنی موت سے مرا
پانچواں بیٹا ایمان خان نامی [illegible] تک جیئے جب کہ بہادر علی نے کتاب لکھی تو زندہ موجود تھا
[illegible] خان بارہ لڑائیوں میں گیا تھا اور بہت سے زخم کھائے تھے ہر روز وہ شراب پیتا تھا
مگر مظفر جنگ کے زمانہ میں فرخ آباد میں شراب پینا معیوب نہ تھا اگر کوئی دوست اوس سے
اوسکا مذہب پوچھتا تو وہ کہتا کہ اللہ کے سامنے میں کسی کو نہیں جانتا میرا کلمہ یہہ ہے
لا الٰہ الا اللہ محمد خان رسول اللہ کیونکہ اوسنے مجھے ہندو سے
مسلمان کیا ہے جو شراب کا اسقدر عادی تھا کہ مرتے وقت تک اوسکے پاس صراحی و پیالہ
موجود تھا اور دو گھنٹہ قبل از موت اپنے بیٹوں سے مانگ کر پیتا جاتا تھا
اوسوقت ایک بیٹے نے کہا کہ اے صاحب یہہ آپکی موت کا وقت ہے آپ شراب سے توبہ کیجیے
تو شاید اللہ الرحیم آپکو معاف کریگا اوسنے جواب دیا حالت صحت میں میں نے توبہ نہیں کی
اب کیا کروں جام [illegible] اوسنے [illegible] کو پیا اور وہ دیر میں مرگیا چونکہ وہ
آزاد منش آدمی تھا کہتے ہیں [illegible] کر کے بھیجا اور وہاں اوسنے بڑی انتظام
کر لیا ایک [illegible] نے [illegible] ایک [illegible] اور وہاں سے چلا آیا اور نواب

اب مرتضی خان اور عبد المجید خان نے اور زیادہ تر ہنگامے برپا کئے نواب قایم جنگ کی بیوہ عورت کو
اپنے ساتھ شریک ہونے کی ترغیب دی اُسنے آفریدیون کو بھرتی کیا اور امیٹھی مین جو کہ مین
محوالیہ شہر مین ہے اپنی سکونت کے لئے قلعہ بندی کرنا شروع کیا - فخر الدولہ نے اپنی فوج سے اوس
مقام پر پہونچکر حملہ کیا - مرتضی خان زخمی ہوا اور قید کر لیا گیا - لعد ازان وہ قید خانہ مین مرگیا اُسکے
تھوڑے عرصہ کے بعد فخر الدولہ کو نامدار خان چیلہ نے جو کہ مرتضی خان کا رفیق تھا قتل کیا
بخشی کو بھیجا ایک ضروری پیغام کے شب کو اُسکے مکان سے بلا یا اور اوسکے باہر آنیکے ساتھ ہی اُسکا
سر کاٹ لیا بعد ازان قاتل اوسکا دربار عام مین مرتضی خان کے مکان پر قتل کیا گیا اوسوقت مین
۱۷۷۱ء و ۱۷۷۲ء بنگش اودھ کی سلطنت کا خراج گذار ہوا اور اس امر کی خاص وجہ ہمکو دریافت نہین ہوئے
اوسوقت سے نواب شجاع الدولہ کو سالانہ چار یا ساڑھے چار لاکھ روپیہ فرخ آباد سے ملنے لگا بعد چندے
ایک جزو اس خراج کا انگریزی فوج کے کمپو کی تنخواہ کیلئے متعین کیا گیا جو کہ فتح گڈھ مین مقیم تھی خان
فخر الدولہ کے بعد مقرر ہوا کچھ فرخ آباد سے لشکر لیکر اکتوبر ۱۷۷۳ء مین سراج الدولہ کے اٹاوہ فتح کرنے
مین شریک ہوا - نواب مظفر جنگ نے بذات خود اٹاوہ جانے مین اصرار کیا اور وہان نواب وزیر کے اسکے
ساتھ تعظیم و تکریم سے پیش آیا - اور ہمراہ نواب وزیر کے نواب مظفر جنگ ضلع علیگڈھ مین نوریگنج
و بیرہوں گنج کو روانہ ہوا - اوس سال مین محرم کے رسومات اسی ضلع کے قصبہ جلالی مین جو کہ شیعون کی
بستی ہے انجام دئے گئے حکایت یہہ ہے کہ نواب مظفر جنگ اسی موقع پر شیعہ ہوگیا فی الحقیقت اس لڑائی
مین نواب شجاع الدولہ نے پرگنہ جات فرخ آباد چھوٹی ضلع قنوج مین سے تالگرام و تروا و ٹھٹھیا اور
سکت پور اور کسیقدر حصہ سارخ سے مرہٹونکو بیدخل کر دیا جو کہ وہ زمین کہ اسطرح سے اودھ میں شامل
کی گئی تھی وہ کل فرخ آباد مین کالی ندی کے دکھن شامل ہوگئی ماسوائے چھبرامئو و سکراوان کے
اور شاید سمت سارخ کے اون دو پرگنون مین شامل ہین - بعد تھوڑے عرصہ کے الماس علی
خواجہ سرا جو اپنے زمانہ کا مشہور شخص تھا ملک مفتوحہ کا حاکم مقرر کیا گیا - عام نتیجہ اوسکی حکومت کا یہہ تھا
کہ اوسنے اپنے ماتحتون کو یہہ جرات دلائی کہ راجپوتون کی زمین کو جنکی وہ قدیم مالک ہین چھین لیوین

حالات نواب مظفر جنگ

جب نواب مظفر جنگ اپنے باپ کا جانشین ہوا اسوقت بعمر ۱۲ و ۱۳ برس کی تھی لیکن [illegible] حکومت کو چند عرصہ تک بخشی فخر الدولہ نے دیانتداری سے انجام دیا [illegible] کام چھوڑ کر ایک رنگا نی کو کہ جسکو مرتضی خان نواب محمد خان کے لڑکے نے اٹھا یا تھا فرو کر دیے اس زمانہ میں ملک کی حالت بہت نازک تھی سلطان شاہ عالم دہلی کو جاتے ہوئے اثنا راہ میں قنوج میں تھے جبکہ انہوں نے محمد خان کے وفات کا حال سنا۔ انکی خاص شیر کار حسام الدین خان نے بارادہ لینے ملک فرخ آباد کے ایک ضروری پیغام بغیر اجازت مہاجی سیندھیا کے بھیجا جو کہ اسوقت دریا کی شمالی جانب مقیم تھا اور بادشاہ وقت خدا گنج کی راہ سے ہوتے ہوئے فرخ آباد کو روانہ ہوئے اور جس مقام موضع سرہا میں خیمہ زن ہوئے۔ اور دوسری جانب سے فخر الدولہ نے پٹھانوں کی ایک بڑی فوج اکٹھا کی اور قوی مقابلہ کے لئے ایک سامان کیا اسوقت اوسنے بادشاہ کو بغرض محبت ہو جانے کے عاجزی سے تحریر کیا۔ حسام الدین خان نے باامید اسکے کہ مرہٹوں کے پہونچنے پر میں اپنے خاص طور سے اس معاملات کے حل کرنے کے قابو رکھونگا ہر قسم کی عداوت برپا کی اسوقت فخر الدولہ نے نواب نجف خان سے اسکی گفتگو شروع کی جو سلطان کے جلو میں تھا اور چند لاکھ زر دینا بادشاہ اور نواب نجف خان کو دیکر نواب مظفر جنگ نے جانشین کرنے میں کامیابی حاصل کیا نواب مظفر جنگ بہمراہی اپنے ۲۰ بھائیوں اور خاص خاص آدمیوں کے بادشاہ کے لشکر میں بحفاظت تین ہزار فوج کے داخل ہوا۔ نواب اور اوسکے بھائی دل دلیر خان حاضر ہوئے اور معمولی خلعت انکو عنایت ہوئے۔ اسوقت سلطان شاہ عالم نبی گنج کو جو کہ ضلع مین پوری میں ہے روانہ ہوا جہاں کہ وہ تین ہفتہ تک مقیم رہا۔ وہاں مہاجی سیندھیا بھی تیس ہزار فوج اور پچاس ضرب توپ لیکر ہمرکاب شریک ہوا اگرچہ وہ مرہٹا اپنے آنے سے پہلے اوس معاملہ کے طے ہو جانے اور اس امر کے دیکھنے سے کہ بیری دوسری جانب فرخ آباد سے انعام لینے میں رک گئی نہایت رنجیدہ ہوا

سالانہ خرچ نواب اودھ کا اس مین ۲۳ لاکھ روپیہ پڑتا تھا ۱۷۸۰ء مین نواب اودھ نے اس کمپنی کی
فوج سے سبکدوشی پانے کی التجا کی لیکن اونکی درخواست نامنظور ہوئی بعد ازان اس فوج نے راجہ
چیت سنگھ بنارس کے معاملہ مین بھی اچھی کارگذاری کی - ۱۹ ستمبر ۱۷۸۱ء اقرارنامہ کے بموجب
وہ چند روز کمپنی بہادر کے ملک مین واپس آنیوالا تھا مسٹر ہیسٹنگ نواب گورنر جنرل نے اوس
شرط کو پورا نہین کیا لیکن انہون نے ۱۷۸۴ء کو لکھنو مین جاکر عہد نامہ کی تجدید کی - جو حکم کہ
اس معاملہ مین ہوا تھا اوسکو انہون نے رزیڈنٹ کے حوالہ کیا - کلکتہ مین پہونچکر صاحب ممدوح کو
دریافت ہوا کہ اوسکی تجویز کونسل سے منسوخ ہوئی - پھر معرفت حیدر بیگ خان کے جو خاص اس
غرض کے واسطے کلکتہ مین تعینات کئے گئے تھے لارڈ کارنوالس کے حضور مین دوبارہ استدعا کی گئی
لیکن نتیجہ اوسکا ویسا ہی بے سود ہوا - نواب مظفر جنگ کی بقیہ عہد سلطنت مین یہہ بات خاص
کر کے مشہور تھی کہ نائب یعنی وزراے اعظم یکی بادیگرے کثرت سے مقرر ہوتے آئے ان نائبون
مین سے اٹھارہ کے نام لکھے ہوئے ہین بہت سے پھانسی دیے گئے اور دیگر جلاے وطن کئے
گئے - بلکہ نواب کے سسر خدا بندی خان اور اونکے سالے امین الدولہ بھی تھوڑی مدت تک
اوس کام کے لائق انجام کرنیکے نہ تھے - منجملہ اور ظلمون کے ایک یہہ ظلم تھا کہ نواب نے تمام وظیفہ اور
جاگیرین جو کہ اونکے چچیرے بھائیون یعنی اولاد محمد خان کو ملی تھین ضبط کر لیا - اونہون نے
بادہ برس تک اپنی کوئی دادرسی نہین پائی اور نہایت مفلس ہوگئی - یہہ صرف انگریزون ہی کے ذریعہ
سے ہوا کہ اونہون نے اپنے حقوق کو واپس پایا - تھوڑے عرصہ کے بعد چار لاکھ روپیہ خراج کا جو
انگریزون کے لئے مقرر کیا گیا تھا باقی پڑا - ایک انگریزی رزیڈنٹ ۲۲ جون ۱۷۸۵ء کے بعد فرخ آباد
مین مقرر کیا گیا اوسیوقت مین مسٹر سی صاحب بھی اوس عہدہ پر تھے - بعد ان مسٹر جان ولس صاحب
مقرر ہوکر ۲۵ فروری ۱۷۸۶ء کو فرخ آباد مین پہونچے اور پھر وہ سولہہ ماہ کے بعد واپس کئے گئے
جبکہ لارڈ کارنوالس گورنر ہوئے امین الدولہ اونکی عہدہ وزارت مین وزیر لکھنو کے ساتھہ کلکتہ روانہ
ہوئے اور تھوڑے عرصہ کے بعد جب کہ رزیڈنٹ یعنی سزاول جیسا کہ اوسوقت ہندوستانی اسکو کہتے تھے

راجہ تربہنو شمشیا وغیرہ چودھری جشن [illegible] گو اس کارروائی سے کل جاہ و منصب پیدا ہوا سکالی ندی
کے جانب شمال میں چھاونک نواب بنگش کا علاقہ تھا وہان کوئی تعلق اوس قسم کا اور اوس ظالمانہ
کارروائی کا نہیں ہونے پایا فی الحقیقت کہ سلطنت میں تفرقہ ہونے سے ایک بڑا اختلاف اندرونی
کی حالتوں میں پیدا ہوا تھا اس میں کچھ شبہہ نہیں کہ اوس دریا کے اوتر کنارہ کے ہندوؤنکی بہ نسبت دکھن کنارہ
کے ہندوؤں پر بہ نظم حکومت زیادہ تر خراب ہوگیا۔ اس جنگ سے واپس آتے ہوئے نواب شجاع الدولہ
[illegible] ہوتے طرف شاہ آباد ضلع ہردوئی کے گیا جہان وہ انگریزی فوج تھی جا ملا جو کہ رحمت خان
اور روہیلون کے تعاقب کو جاتی تھی [illegible] لڑائی موضع کٹرہ میں جو ضلع شاہجہانپور میں واقع ہے جہان حافظ
رحمت خان مارا گیا۔ نواب مظفر جنگ موجود تھا اور سرداران روہیلہ کی بہت سے سر [illegible] میں
بنگش نواب کے پاس واسطے شناخت کے لائے گئے اور یہہ واقعہ سنہ ۱۷۷۴ء میں وقوع میں آیا
اوس وقت واپسی فرخ آباد کے نواب مظفر جنگ اپنے ساتھہ قواعد دان فوج لکھنؤ کی لایا جسکی اعانت سے
اوسنے بنگش کے سپاہیوں کو جو کہ اوسکی دارالسلطنت کے محلہ بنگش پورہ میں آباد تھے سخت سزائیں دی
اور قریب قریب سبکو خارج کر دیا۔ چونکہ اس وجہہ سے کہ قوم مذکور بروقت شامل ہونے مہم آباد کے
اُنہوں نے نہایت بدطریق سے برتاو کیا وہ باغی ہوگئی اسوجہہ سے کہ اونکی تنخواہ باقیات ادا نہیں کی گئی
اور ایک قرآن شریف کو ہاتھی پر رکھہ کر یہہ اشتہار دیتے ہوئے کہ ہم کسی نواب کی اطاعت نہ کرینگے
لشکر میں دھوم دھام مچائی اس زمانہ میں انگریزوں کا تعلق اوس ضلع کے ساتھہ ہونا شروع ہوگیا
اور فتحگڈہ کے بازار کی بنیاد اور چھاونی کی تعمیر بھی ہونے لگی۔ بذریعہ عہدنامہ فیض آباد کے جسپر
شروع سنہ ۱۷۷۵ء میں اودہ کے نواب آصف الدولہ نے دستخط کیا تھا یہہ اقرار کیا گیا کہ اودہ کے ملکوں
میں کمپنی کی ایک قواعد دان فوج مقیم رہنا چاہیے۔ نواب آصف الدولہ نے پھر دوسری فوج
کے واسطے درخواست کی جسمین انگریزی افسر حکمران اور چھہ پلٹن سپاہیوں کی اور ایک توپخانہ اور
ایک حصہ سواروں کا شامل رہے جو لشکر کہ اس طور سے تیار ہوئے وہ سنہ ۱۷۷۸ء میں کمپنی کے لشکر
میں شامل ہوئے اور فتحگڈہ میں تعینات ہوئے یہہ چند روزہ لشکر کے نام سے موسوم ہوا اور

سر رابرٹ ابرکومبی کے دریائے گنگا کے پار کوچ کرتے ہوئے رامپور کے باغیون کو بریلی کے قصبہ
بھتورہ مین شکست دی۔ نواب مظفر جنگ نے ۴۰ برس کی عمر مین ایک خفیف علالت کے بعد
بتاریخ ۲۴ اکتوبر ۱۷۹۶ء انتقال کیا۔ زہر دینے کا شبہہ کیا گیا۔ نواب آصف الدولہ اور مسٹر لمسڈن
صاحب بہادر رزیڈنٹ لکھنؤ اس معاملہ کی تحقیقات کرنے اور جانشین تجویز کرنے کے لئے فرخ آباد
مین آئے۔ جرم نواب کے بڑے لڑکے رستم علیخان پر ثابت ہوا جو لکھنؤ مین جلاوطن کیا گیا جہان
وہ ۱۸۲۲ء کے بعد مرگیا اس معاملہ کی تفصیل ایک خط مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۸۰۲ء مین جو کہ منجانب امین الدولہ
حسب فہمایش ایجنٹ بحضور نواب گورنر جنرل صاحب تحریر کیا گیا لکھی گئی ہے اوس وقت مین کہ جب رستم علیخان
فرخ آباد کو واپس آکر نواب شوکت جنگ کے انتقال پر گدی نشینی کا دعوی پیش کیا تھا لیکن اوس وقت
مین خونریزیان اوس ضلع مین عام ہو گئی تھین ۱۸۰۹ء مین رعایا کی شکایتین نسبت ڈاکوؤن کی اور اون کی
بیشمار خونریزیون کی تحریر ہونے لگین۔ نواب مظفر جنگ کی زوجہ اولی امراؤ بیگم دختر خدا بندہ خان کی
تھی جو جاگیردار قصبہ سکراوان اور بارھوین بیٹے نواب محمد خان کی تھی۔ نواب مظفر جنگ نے ۱۷۸۶ء
مین اوس سے شادی کی اور اونکے بطن سے پانچ لڑکیان اور کئی لڑکے پیدا ہوئے مگر لڑکے اپنے
باپ کے حین حیات مین انتقال کر گئے۔ امراؤ بیگم جنہے بتاریخ ۱۱ نومبر ۱۸۱۰ء کو انتقال کیا اپنی کل
جائداد مذکور مطابق رپورٹ صاحب کلکٹر ۱۹ نومبر ۱۸۱۰ء مشتمل اوپر ۴۰۰۰ ایکڑ اراضی واقع دیہات
شمس آباد و بھوجپور و کمپل و محمد آباد و حاجط متو و دہپارہ اپنے لڑکے اور اپنے بھائی نواب دلاور جنگ
والد حسین علیخان والد امین الدولہ کو چھوڑ گئے۔ نواب مظفر جنگ کی چار اور بیبیان تھین اول اشتیاق محل
مادر امداد حسین جو اوسکا جانشین ہوا دوئم بی بی کریما سوئم جینسرہ چہارم بی بی اچپال جو
۱۸۳۴ء تک زندہ تھی بموجب دستور خاندان کے اوسکی لڑکیون نے اپنے چچازاد بھائیون سے شادی
کی سارھے سولہ پرگنہ جات مشہورہ جو کہ فرخ آباد کے ملک مین شامل تھا احمد خان کے گذشتہ
فتوحات سے لیکر ۱۸۰۲ء مین قائم رہا ہے سابق حالات مین مذکور ہو چکی ہین منجملہ ۴۴ محال سابق کے
مفتوحہ احمد خان کے تھے مفصلہ ذیل ضائع ہو گئے اول ۱۷۹۲ء مین اوپر بعد بطور دوامی ۱۷۴۹

بلایا گیا تو نائب نے اپنی پیشانی پر یہہ مشہور کیا کہ ہماری کوشش سے یہہ ہوا ہی لیکن زیادہ یہہ سمجھنا
چاہئے کہ حکام کلکتہ کی رای سے زیادہ تر یہہ تبدیلی ہوئی اور اس زمانے مین معلوم ہوتا ہے کہ نواب
کا چھوٹا بھائی دل دلیر خان مخفی طور پر نواب مظفر جنگ کے خلاف سازش رکھتا تھا نواب مظفر جنگ
کے مخالف چند معاملون مین ہوئے اوسکا وظیفہ بند کر دیا گیا اور جبکہ انگریزی رزیڈنٹ چلا گیا تو
انہون نے بھی فرخ آباد کو چھوڑ کر بنارس مین قیام اختیار کیا اوسکو ایک معقول وظیفہ فرخ آباد سے
ملنے لگا اور وہ جب تک بنارس مین مقیم رہے جبکہ انہون نے جنوری ۱۸۰۲ء مین خودکشی کی
فرخ آباد کے معاملات وارن ہیسٹنگ صاحب کے الزام کا پانچوان دفعہ قایم ہوا یہہ معلوم
ہوتا ہے کہ اس الزام کے قایم ہونے کی بنیاد یہہ تھی کہ رزیڈنٹ کو مقرر کیا باوجود اسکے کہ اوسکو
بلا لینے کا وعدہ کیا تھا یہہ بیان ہوا کہ نواب ایک کمزور اور ناتجربہ کار جوان آدمی تھا ملک کے
نسبت یہہ مذکور ہے کہ الماس علیخان عامل اودہ نے قصبہ دھرہرہ کو ایک غیر کانی خراج پر
لے لیا تھا پرگنہ حافظ مئو اور سونج ہمیشہ تاراج ہوتے رہے فتحگڈہ کے قریب کے گھاٹ اور تہنے
کے محصول کو نواب وزیر کے افسرون نے زبردستی لے لیا تھا اور اوسوقت چار پرگنون کے زمینداران
نے اپنے اپنے قلعہ مین اپنے کو مضبوط کر رکھا تھا۔ فرخ آباد ویران ہو گیا۔ وہان پر کوئی مستقل
حکومت کئی برسون تک نہین رہی نواب وزیر اودہ اور اوسکے نایب اور لکھنؤ اور فرخ آباد کے رزیڈنٹون
فتحگڈہ کے کمپو کے حاکمون اور نواب مظفر جنگ اور دیگر ویلان یعنی صلاح کارون نے
باری باری سے دست اندازی کی تھی اپنے عہد سلطنت کے آخر حصہ مین نواب مظفر جنگ نے
چار لاکھ روپیہ خراج کے تخفیف لکھنؤ سے حاصل کرنے مین بہت کوشش کی۔ اگرچہ وہ بذات خود
ایک مرتبہ وہان گئے لیکن اونکی کوشش نے کچھ فائدہ نہین اوٹھایا وہ اوس شخص کے ہاتھ سے
محفوظ بچ گیا جسکو کہ وہ یقین کرتا تھا کہ معتمد الدولہ نے روپیہ دیکر اوسکے قتل پر آمادہ کیا تھا ایک
شخص بھاگو خان نامی جس نے اس مشکل مین اوسکی جان بچائی تھی اب تک ۱۸۲۳ء مین زندہ تھا
اور مبلغ ایکہزار دو سو روپیہ سالانہ پنشن پاتا تھا۔ ۱۸۰۹ء میں فرخ آباد کے کمپو نے تدبیر حکومت

لیا - شاعرون اور گوّیون کا ایک ماہانہ جلسہ اوسکے یہان ہوا کرتا تھا اور اوسکی عالیشان
اوقات پتنگ و کبوتر اُڑانے مین بالکل صرف ہوتی تھی یہان کے بادیگرے بہت سی عورتین تھین
جنکا سپردی جستیابی تھیں - سب سے زیادہ مشہور بی بی فخرو اور بی بی غنیمون تھین - نواب نے ایک
مہر کنبد یا بخشش بی بی غنیمون کو عطا کی تھی - یہہ بات دیکھکر کہ نواب صاحب اس ضعیف الحرکاتی
مین مبتلا تھے امین الدولہ نے مبلغ پچاس ہزار روپیہ ناگوار سے پچیس ہزار روپیہ سالانہ مقرر کیا
حکایت یون مشہور ہے کہ بسبب اس تخفیف وظیفہ کے خود بخود ایک جھگڑا پیدا ہوا جسکی بنیاد ظاہرا ایک
نارنگی بلا اجازت نواب امین الدولہ توڑ لینا بیان کیا جاتا ہے جس کے جہت سے ۱۸۰۲ء مین
دہلی تک جانے کی نوبت پہونچی جہان آنریبل ہنری ولیسلی صاحب اوسوقت نئے ملکون کے بندوبست
کے لئے مقرر کئے گئے تھے جسکو نواب وزیر نے سپرد کمپنی انگریز کیا تھا - بذریعہ عہدنامہ مورخہ ۱۰ نومبر
۱۸۰۱ء ہے کہ صرف نواب وزیر کے پرگنہ جات واقع ضلع ہذا سپرد نہیں کئے گئے - بلکہ اوس رقمی
لاکھ روپیہ خراج کے ساتھ جو کہ فرخ آباد سے حاکم اودھ کو ملتا تھا اب نواب امداد حسین نے یہہ
قصد کیا کہ ہمارا ملک فرخ آباد بھی انگریز کے سپرد کر دینگے چنانچہ بتاریخ ۴ جون ۱۸۰۲ء مقام بریلی
مین ایک عہدنامہ پر نواب کا دستخط ہوا جسکے ذریعہ سے نواب نے اپنے ملک کو بعوض مبلغ ایک
لاکھ آٹھ ہزار روپیہ سالانہ وظیفہ کے جسکو واسطے اپنے اور اپنے متعلقین کے مقرر کیا سپرد کیا
عبارت عہدنامہ بتفصیل ذیل ہے عہدنامہ درمیان آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی اور نواب امداد حسینخان
کے واسطے سپرد کرنے آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی کو دوامی حکومت کے لئے صوبہ فرخ آباد اور اوس کے
متعلقات کو بعوض خراج بادا مالگذاری نواب مذکور سے آنریبل کمپنی کو طے پایا ایک جانب بذریعہ
آنریبل ہنری ولیسلی صاحب لفٹنٹ گورنر سپرد شدہ صوبہ جات اودھ کے باختیار کامل جو اونکو
دیا گیا نواب گورنر جنرل سے اوس غرض کے لئے اور دوسرے جانب نواب امداد حسین خان
بہادر ناصر جنگ بذات خود اور اوسکے ورثہ اور اوسکی جانشینون کے -

مین [illegible] اور [illegible] حج

بلہور۔ شاہ پور۔ اکبر پور۔ شیو راجپور۔ موسی نگر۔ بھوگنی پور۔ سادن۔ سکٹ پور اور ارنی چھوند
اٹاوا۔ مہرآباد۔ اور شیو پور لیکن محال مذکورہ اور سترہ کے ضلع ہونے کی نسبت جو اس فہرست
مین ہے شبہ ہے اونکے جو موقع وقوع سے معلوم ہوتا ہے کہ وے علاقہ نواب بنگش مین شامل
تھے۔ نواب مظفر جنگ کے زمانہ مین بیان کیا جاتا ہے کہ مالگذاری ساڑھے سولہ محال کے قریب
پندرہ لاکھ روپیہ کی تھی۔ نواب مظفر جنگ کے ایک لڑکے نے اپنے باپ کو زہر دیا اور دوسرے
لڑکے نواب نصیر جنگ نے اپنے موروثی ملک کو انگریزون کے سپرد کردیا یہہ امر صاف صاف
ذیل کے فارسی بیت مین جو اوس خاندان کے ایک شخص کی زبان سے سنا گیا ہے موجود ہے
خراب شد دو پسر بد نہاد یکے زہر داد و یکے شہر داد۔ یعنی یہہ کہ نواب کے دو اولاد مین
سے ایک نے زہر دیا اور دوسرے نے شہر دیا۔ گدی کے دو دعویدار ہوئے پہلے کان میل اور
مہدی خان نے نواب سابق کے منجھلے لڑکے امداد حسین نصیر جنگ کو پیش کیا جو اوس وقت مین
۱۳ خواہ ۱۴ برس کا تھا۔ دوسری طرف سے نواب بیگم نواب مظفر جنگ کی پہلی زوجہ نے
مددگاری اپنے بھائی امین الدولہ کی اپنے بیٹے بڑے بھتیجے دلاور جنگ بیٹے امین الدولہ کو
پیش کیا فریقین متقابل نے نواب آصف الدولہ کی توجہ اور مہربانی حاصل کرنے کی کوشش
کی آخرش وہ نزاع بذریعہ مصالحت کے طے پائی جس کے بموجب نواب ناصر جنگ بنگرانی امین الدولہ
جانشین ہوا اور یہہ شرط ہوئی کہ نئے نواب کو مبلغ پچاس ہزار روپیہ سالانہ وظیفہ ملتا چاہئے
لیکن جمیع دوسرے معاملات مین امین الدولہ اختیار قائم رکھین۔ لارڈ ولیہ صاحب بہادر
ماہ اگست سنہ ۱۸۰۳ع مین فرخ آباد کو تشریف لیگئے تھے کہ جس سے بیان کرتے ہین کہ امین الدولہ
نے اپنی فلق کچھ اور اوس خواہش کے لئے اپنے بھتیجے کو فریب دیا تھا انگریزون مین ریچرڈ سیوم کا
خطاب حاصل کیا۔ ریچرڈ سیوم کا قصہ صفحہ [illegible] مین علیحدہ درج ہے۔ نواب ناصر جنگ اکثر اپنی
اوقات گویون کے ساتھ بسر کیا کرتا اور خود بھی اوسکے فن مین ماہر تھا وہ ایسا ہی اچھا گاتا تھا

وہ تفصیل وار فہرست جسکو کہ نواب نے تمامہ متعلقین اور مصاحبین خاندانی کیواسطے پنشن کے دیا۔ فہرست پیش کردہ خردمندان سے بہت امورات میں مختلف ہیں اور بموجب ارادہ برٹش گورنمنٹ کے موہ شرط اُن اشخاص کے لئے کی گئی جنکے استحقاق پنشن کی پوری بنیاد اسکے موہ بہ شرط کیجاتی ہے کہ بعوض مختلف دعویداروں کا بذریعہ اوس سول افسر کے تحقیقات کیجاویگی جسکو کہ برٹش گورنمنٹ مقرر کرے بشمول نواب کے اور اسناد بدستخط اور مہر سرکہ منظور کیجاویگی کہ جنکے اسناد کی روسے پنشن پانیوالے لوگ نواب کے ذریعہ سے روپیہ پایا کرینگے جو کہ کمپنی کے سول افسر کو انکی رسید دیوینگے۔

شرط ششم

عدالت کی حکومت نواب کی ذات پر موثر نہیں ہوسکتی لیکن آنکے توابعین اور متعلقین کے تفصیل نہیں کیجاتی اور بموجب منشاء برٹش گورنمنٹ کے بلا جانبداری حکومت الضاف فرخ آباد کے صوبہ کے درمیان جاری رہے اسلئے یہہ اقرار کیا جاتا ہے کہ جو کوئی دعوی بنام متعلقین نواب کے پیش کیا جاوے تو اول مرتبہ نواب کے پاس حوالہ کیا جاویگا اور بحالت نہ ہونے دادرسی یعنی بر ناراضی فیصلہ نواب وہ دعوی عدالت دیوانی سے فیصل کیا جاویگا۔

شرط ہفتم

بموجب درخواست نواب اشخاص مذکورہ ذیل کو وظیفہ دیا جاویگا اور اوسوقت تک قایم رہیگا جبتک انکی چال چلن برٹش گورنمنٹ اور نواب کے نزدیک خوشنودی کی ہو۔ امام خان مبلغ پانچہزار روپیہ سالانہ میر علی خان اور محمد خان پانچہزار روپیہ سالانہ۔ حافظ بخش جسنے وکیل منجانب جسکو کہ حاضری عدالت وغیرہ کے لئے فرخ آباد میں مقرر کیا چار ہزار روپیہ سالانہ۔ احمد بخش اور محمد صالح دو ہزار روپیہ سالانہ

شرط ہشتم

شرط اول

یہہ اقرار اور شرط کیجاتی ہی کہ صوبہ فرخ آباد اور اوسکے متعلقات دایمی حکومت کے لئے آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی کے سپرد کیا جاوے من ابتداء سنہ ۱۲۱۶ فصلی نواب اپنے حقوق اور ملکیت کو باستثناء ذیل کے کمپنی کو منتقل کرتے ہیں۔

شرط دویم

بنظر پرورش اور اقتدار نواب امداد حسین خان بہادر کے یہہ اقرار کیا جاتا ہی کہ اونکو نو ہزار روپیہ ماہواری یعنے ایک لاکھ آٹھ ہزار روپیہ سالانہ وظیفہ ملا کریگا جو کہ اونکے ورثہ اور جانشینوں تک جاری رہیگا اور کسی وجہ سے اوسمین کوئی تخفیف نہ ہوگی اور یہہ بھی اقرار کیا جاتا ہی کہ نواب مذکور کے ساتھ تمام مواقعہ بموجب اونکے درجہ کے اعزاز و اکرام کا برتاؤ منجانب برٹش گورنمنٹ بطور ایک دوست کے کیا جاویگا۔

شرط سیوم

آنریبل لفٹنٹ گورنر جنرل بہادر یہہ اقرار کرتے ہیں کہ دو ہزار روپیہ سالانہ واسطے اخراجات امام باڑہ کے دیا جاویگا اور تین ہزار چھ سو روپیہ سالانہ نواب مظفر جنگ کے دیگر محل کے وظیفہ میں جسکو امراؤ بیگم اب تک دیتی آئی ہیں نواب کے ذریعہ سے تقسیم کیا جاویگا جو کہ کمپنی کے سول افسر کو اوسکی رسید دینگے بشرطیکہ معلوم کیا جاوے کہ یہہ وظیفہ امراؤ بیگم برابر ادا نہیں کرتی ہیں

شرط چہارم

نواب کی خواہش کے بموجب باغات وغیرہ جو کہ سابق میں اونکے باپ کی ملکیت تھی اور موضع ... اور فتح آباد کے قلعہ کے مکانات اور ... صاحب کی جاگیر ملکیت سمجھی جاویگی بغیر اسکے کہ کوئی دوسرا شخص اس ملکیت کا جائز طور پر مستحق ہو۔

شرط پنجم

جنہون نے اونکی خواہش پوری کرنے مین انکار کیا تھا لیکن مرہٹہ کی پہلی لڑائی اس ضلع مین ایک تماشا
بعض جانثاری کے ہوئی ماہ دسمبر مین جب دشمنون سے صلح ہوگئی اسمین بارہ پرگنے اور شامل کردیے
گئے چونکہ دوسری برس نوآباد ضلع علیگڑہ مین منتقل کیے گئے۔ لڑائی ختم ہوجانے کے قبل کچھ اور
ایکبہ قحط شروع ہوا تھا اور معًا قحط بند ہوجانے کے دوآب مین مرہٹون نے ایک جدید لڑائی سے
اوس ضلع کو پریشان کیا باعث ہنگامہ اسوقت ہولکر تھا جسنے شاید یہہ خیال کیا کہ برٹش کی توت
سیندھیا کے عاجز کرنے مین گم ہوگئی ہو۔ شرائط مذکورہ کے بعد جو نزاع سب سے پہلے ہوئی تھی اوس مین
آباد اور دواب کے اکثر اضلاع کی دست برداری سکے طلب کرنے مین اوسنے گستاخی کی تھی۔
جواب اوسکا جنگ تھا اور ماہ اکتوبر سنہ مین ہولکر نے دہلی کا بذات خاص محاصرہ کیا تھا۔ مگر
لیک صاحب کے پہونچنے پر اوسنے جلدی سے دریاے جمنا کو عبور کیا بارادہ اسکے کہ دوآب کو
آگ اور تلوار سے غارت کرے۔ لیک صاحب نے تعاقب کرنے سے وہ دو روز قبل روانہ ہوا تھا
دونون فوجون نے اپنے اپنے پیدل سپاہیون کو پیچھے چھوڑدیا اور کسی نے اون مین سے زیادہ
لشکر نہین لیا تھا۔ یہان تک کہ اب یہہ دیکھا گیا کہ ان دو عمدہ فوجون مین سے مرہٹہ کی فوج
جو اچھی شہرت زود روی کے بہت تیز کوچ کررہی تھی۔ ملک کے پورب طرف ہولکر اون گانون کو
جو اوسکے رستہ مین پڑتے تھے جلاتا ہوا جاتا تھا۔ اوسکے پیچھے ہر ایک شخص نے اپنی چھہ روز کی
خوراک لیکر آگے جلدی جلدی بڑھتے جاتے تھے جنکے پیچھے توپخانہ اور سوار ایک صاحب کے تھے تعاقب
کررہے تھے اور سولہہ نومبر کی شام کو جب انگریزی فوج ضلع ایٹہ کے علیگنج مین پہونچی تو اوسنے دیکھا
کہ قصبہ ایک جل رہا ہے۔ مرہٹہ اوس شب کو شراب پی رہے تھے اور دیکھ رہے تھے کہ ایک
بڑی فوج فتح آباد کے نزدیک ٹولا اول مین ۳۶ میل پر ہے اور لیک صاحب کے سوار ہم آنچ
بڑھ رہے تھے۔ باوجود اسکے اوسنے دشمنون پر رات کو چھاپہ مارنے کا ارادہ کیا نو بجے شام کو
اوسنے بغیر خیمہ یا کسی دوسرے قسم اسباب کے آگے بڑھا جب اوسکے سوار گھوڑے پر چڑھ رہے
تھے تو یہہ خوشخبری پہونچی کہ اونکی پیدل فوج نے باتحت جنرل فریزر صاحب کے ہولکر کے پیدل

[illegible]

کہ وہ نواب مظفر جنگ کے انتقال کے پہلے سے مقرر کئے گئے تھے۔

شرط نہم

یہ صلحنامہ مشتمل اوپر نو شرائط کے شہر دہلی میں ۴ جون سنہ ۱۸۰۲ء میں مطابق ۲ صفر سنہ ۱۲۱۷ھ کے طے پایا از جانب آنریبل ہنری ولیسلی لفٹنٹ گورنر جنرل بہادر سپرد شدہ صوبہ جات اودھ نے نواب امداد حسین ناصر جنگ بہادر کو ایک نقل اسکی انگریزی اور فارسی میں مصدقہ بمہر و دستخط اپنے عنایت کیا اور نواب ممدوح نے آنریبل ہنری ولیسلی لفٹنٹ گورنر بہادر سپرد شدہ صوبجات کو ایک دوسری نقل بہ ثبت اپنے دستخط اور مہر کے عنایت کیا آنریبل ہنری ولیسلی لفٹنٹ گورنر بہادر اقرار کرتے ہیں کہ تین روز کے عرصہ میں ایک تصدیق صلحنامہ کی بہ ثبت مہر اور دستخط حضور نواب گورنر جنرل بہادر کے دیوینگے۔ تصدیق اقرار نامہ بجانب گورنر جنرل بہادر ۲۴ جون سنہ ۱۸۰۲ء دست برداری کے ایک سال گذرنے سے پہلے جب ہنری ولیسلی صاحب حاصل شدہ ضلع کے انتظام میں مصروف ہوئے تو اونکے بھائی ارتھر صاحب دکھن میں مرہٹہ کی سازش دور کرنے کے طیاری کر رہے تھے جنگ کے شروع ہونے پر لڑائی کا انتظام دکھن ہند میں جنرل لیک صاحب کے سپرد کیا گیا تھا اگست سنہ ۱۸۰۳ء میں اونکے کانپور سے علیگڈھ کو کوچ کیا اوسوقت جان باپتز فرانسیس پیرن سپہ سالار سیندھیا کی طرف سے مقابلہ کے مقرر ہوا تھا اور قلعہ پر دھاوہ کرنیکے بعد میں اوسی کے ضلع میں ایک دستہ فوج کا بغرض چھوڑا لینے شکوہ آباد کے مرہٹہ رسالوں کے ہاتھوں سے بھیجا اس بات کے قصد سے جرات پا کر ہلکر کی فوج بھی مصروف ہوئی چنانچہ راجہ بھٹیا نے بغاوت کی اور اسکے قلعہ پر محاصرہ اور حملہ کیا گیا مگر کمانڈرنگ افسر کو بھاگ جانے والے نقصان ہوئے۔ باغی کا ملک ضبط کر لیا گیا جبکہ وہ جمنا کے پار دکن کو بھاگ گیا تھا ہنگامہ سے فائدہ اوٹھا کر میواتیوں نے ضلع کے جنوب میں خفیف حملہ کیا تمام زمینداروں کو لوٹ لیا

[illegible] شہر اور ضلع کے [illegible] کے شہر کا محاصرہ کرکے [illegible]
انگریزی [illegible] سے اور [illegible] ہندوستانی فوج کے سپاہیوں نے بغاوت کی۔ اور [illegible]
[illegible] کا خاص [illegible] دریائے گنگا کے پار بھاگ گیا تھا۔ نواب کے خاندان کے [illegible] امراء
[illegible] شریک ہوگئے تھے [illegible] ایک [illegible] شکست [illegible] قتل کیا گیا [illegible]
نواب نے ہولکر کی ملاقات کی [illegible] کی تھی۔ [illegible]
[illegible] آیا تو اس کے جواب میں [illegible] گیا [illegible] واپس آتے ہوئے [illegible]
[illegible] نے اس کا پیچھا کیا تھا [illegible] اور
انگریزی افسروں کے [illegible]
ہوا [illegible] قلعے کے [illegible] سے [illegible] تھا [illegible]
واسطے اظہار فتحیابی جنرل [illegible] صاحب کی گئی اور بعد ازاں انگریزی فتحیابی کے لئے لیک
صاحب نے ۲۰ نومبر کو ہولکر کا تعاقب کیا۔ اس کا [illegible] واپسی کا دہلی کی طرف سے تھا اگرچہ
[illegible] تک صلح نہیں ہوئی تھی [illegible] بھاگنے کے بعد اس ضلع پر حملہ نہیں کیا گیا جنگ کی
[illegible] تواریخوں میں [illegible] ایک [illegible] کے طور پر ذکر کیا گیا ہے اور فرخ آباد کی ٹکسال ہونے کا
[illegible] اس واقعہ کے ذریعہ سے [illegible] سکہ بنانے کے لئے
[illegible] گیا تھا [illegible] صاحب [illegible] نواب کے مکان [illegible]
[illegible] نواب [illegible] سے انتقال کیا۔ اگرچہ [illegible] برس کی عمر کی
[illegible] انہوں نے انتقال کیا تاہم وہ بہت سے اپنی یادگار [illegible] چھوڑ گئے۔ ایک مکان اندر
[illegible] تھا [illegible] باغ [illegible] مکان [illegible]
[illegible] ہوگیا [illegible] دروازہ [illegible] بازار [illegible]
[illegible] گنج [illegible] باغ [illegible] وہ اپنے گھرانے کا آخر شاہزادہ تھا۔ اور سابق تاریخ میں
[illegible]

[illegible] دیا اس خبر نے انکے جوش [illegible]

[illegible] صاحب تحریر کرتے ہیں کہ ماہتاب جلد [illegible]

[illegible] چلے جارہے تھے ہوے لوگ اس خبر کے سننے سے [illegible]

[illegible] حرکت اور ہمارے آنے سے بالکل [illegible]

[illegible] پہنچ گیا [illegible] گھوڑے [illegible]

[illegible] ہمارے [illegible] آمد [illegible]

[illegible] کی آمد کی خبر [illegible] بندوق کی آواز [illegible]

[illegible] آنے کے [illegible] پہلے [illegible]

[illegible] آنے کے بیان [illegible]

[illegible] پہلے بھاگ گیا

[illegible] بھاگ گئے اور [illegible]

[illegible] کے

[illegible]

حالات رچرڈ سیوم

بعد بادشاہ ایڈورڈ پنجم کے رچارڈ سیوم جو کہ خاندان پلنٹیجنٹ کا آخر بادشاہ تھا تخت انگلستان کا مالک
ہوا یہہ بادشاہ [illegible] ۱۴۵۲ء میں پیدا ہوا تھا اور ۱۴۸۳ء میں تخت نشین ہوا اول بار [illegible] زوجہ [illegible] شہر [illegible]
[illegible] میں تخت نشین ہوا تھا۔ جو کہ اوسنے چند آدمیوں کے مارنے [illegible] میں [illegible] اور دونوں نے
[illegible] میں سے بھی بعض لکھنا شروع کیا اور علاوہ اسکے یہہ [illegible] کہ شاہ ایڈورڈ نے
[illegible] سے جمع کیا تھا فضول [illegible] بیجا صرف کرنے لگا اسوجہ سے [illegible] سب لوگ [illegible]
[illegible] ہوئے آخر کو یہہ نتیجہ ہوا کہ سب نے باہم مشورہ کرکے اس سے [illegible] کیا اگرچہ [illegible]
[illegible] تھا [illegible] کے [illegible] میں [illegible] ہوئی [illegible]
کیا [illegible] کہ [illegible] کام [illegible] انصاف کی رو سے [illegible]
[illegible] اور [illegible] کے انجام کے لیئے وہ دوبارہ شہر [illegible] میں تخت نشین ہوا
[illegible] بادشاہ [illegible] عظیم [illegible] میں کیا [illegible]
لوگوں کی کمر کو بھی اوسکے خلاف [illegible] سے چست باندھا [illegible]
[illegible] سے ایک شاہی [illegible] کے اس مضمون کا لگایا کہ [illegible]
[illegible] قلعہ میں ایڈورڈ [illegible]
[illegible] بھائیوں [illegible]
[illegible] قلعہ میں [illegible] قتل کروایا اور [illegible] لاشوں کو [illegible] کے نیچے
[illegible] سازش کا حال [illegible] معلوم ہوا [illegible] بادشاہ نے [illegible]
[illegible] سے [illegible] اجازت ہوا اور
[illegible] سازش [illegible] کیا مگر [illegible] لوگوں سے [illegible]
[illegible] سے اوسکی [illegible] ظاہر ہے ۔
یہہ سازش کرنے لگے [illegible] ہنری [illegible] کو جو کہ [illegible] کا امیر تھا بادشاہ [illegible]

[illegible] ولت [illegible] سے [illegible] بہت اور [illegible] [illegible] بابت صرف

اسی قدر بیان کرنا ضرور ہے کہ نواب [illegible] جنرل صاحب سے [illegible] میں ملاقات کی [illegible]

[illegible] دہلی میں [illegible] جہاں [illegible] نواب [illegible] گورنر جنرل بہادر کے گیا تھا [illegible]

[illegible] کے [illegible] سے واجبات وجوہات بیان کیجاتی ہیں بعض

[illegible] جب کہ [illegible] جہان کہ جن رہتا تھا لشکر کی حالت میں

[illegible] بیان کرتے ہیں کہ [illegible] شادی جسکو [illegible] نے ایک [illegible]

[illegible] دیا تھا [illegible] کا لڑکا [illegible] جس کو

ایک برس کا [illegible] جس [illegible] کی عمر

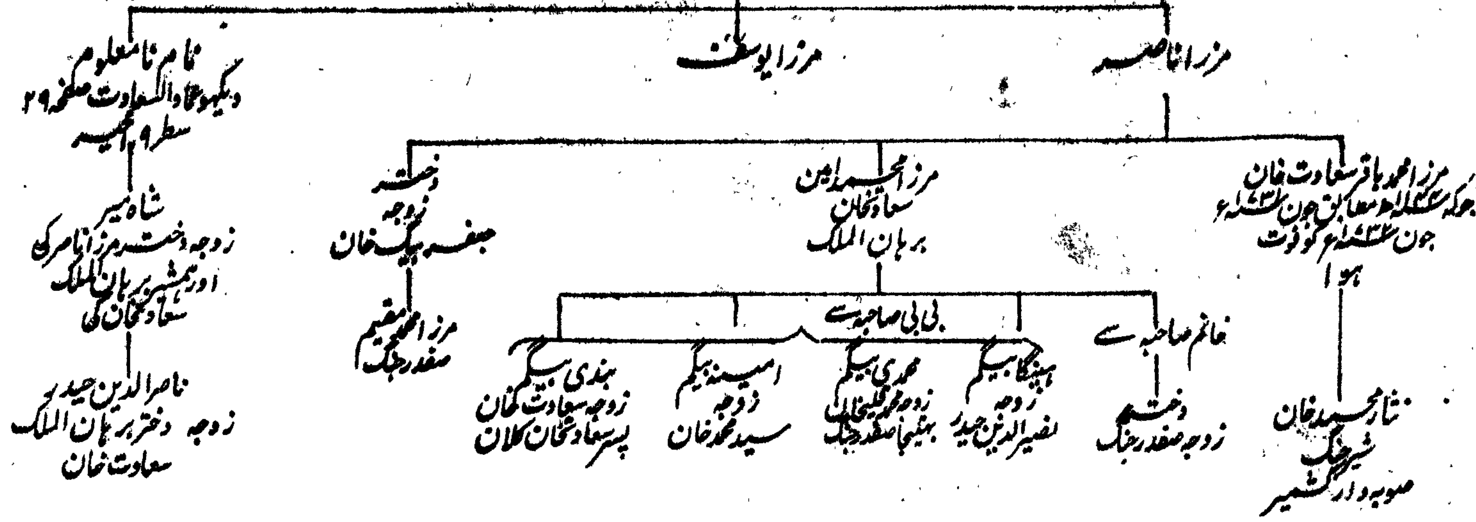
[illegible] بھائی [illegible] حسین [illegible] نواب [illegible] حسین صاحب

[illegible] حسین [illegible] جنگ کا لڑکا تھا جو کہ نواب شوکت جنگ کا چھوٹا بھائی تھا۔ نواب [illegible]

[illegible] کو گذشتہ [illegible] سے [illegible] جس کا خطاب حاصل کرنے کیلئے حتی المقدور کوشش [illegible]

ہم کو اب دوسرے [illegible] کی بابت بیان کرنا ہے

لائے شہر میں کالپی ہوا پیکے گرجے میں دفن ہوئی اس بادشاہ کو تمام مورخین نے نہایت ظالم و جابر سنگدل طبیعت لکھا ہے اور اس سے بہت سے قصور از حد بیجا و ناحق ہوئے اور اوسکے مزاج کی خلقی خاصیت خبث اور دشمنی جانب مائل تھی۔



شجرۃ النسب سعادت خان برہان الملک
سید محمد نیشاپوری
مرزا نصیر
مرزا یوسف
نام نامعلوم
دیکھو عماد السعادت صفحہ ۲۹ سطر ۹
مرزا محمد باقر سعادت خان
ہوا
مرزا محمد امین
سعادت خان
برہان الملک
دختر
زوجہ
جعفر بیگ خان
شاہ میر
زوجہ دختر مرزا نصیر کی
اور ہمشیرہ برہان الملک
سعادت خان کی
خانم صاحبہ سے
بی بی صاحبہ سے
دختر
زوجہ صفدر جنگ
بیگم
زوجہ
نصیر الدین حیدر
مہدی بیگم
امینہ بیگم
زوجہ
سید محمد خان
بیگم
زوجہ سعادت خان
پسر سعادت خان کلان
نثار محمد خان
شیر جنگ
صوبہ دار کشمیر
مرزا محمد مقیم
صفدر جنگ
ناصر الدین حیدر
زوجہ دختر برہان الملک
سعادت خان

نمبر	نام معہ ولدیت	نام والدہ	تاریخ ولادت	تخت نشینی	تاریخ وفات
۱	نواب محمد خان ظفر جنگ ولد ملک علی خان	نامعلوم	[illegible]	[illegible] ہجری مطابق ماہ جنوری [illegible]	۲ ذیقعدہ [illegible] ہجری مطابق [illegible] دسمبر [illegible]ء
۲	[illegible] خان ولد نمبر ۱	[illegible]	ایضاً	ذیقعدہ [illegible] ہجری مطابق ماہ دسمبر [illegible]ء	[illegible] ذی الحجہ [illegible] ہجری مطابق ۲۳ نومبر [illegible]ء
۳	امام خان ولد نمبر ۲	نامعلوم	مقام پیدائش محمد آباد تاریخ نامعلوم	۱۹ ذی الحجہ [illegible] ہجری مطابق [illegible] نومبر [illegible]ء	[illegible] ہجری مطابق ماہ نومبر [illegible]ء
۴	احمد خان غالب جنگ ولد نمبر ۱	ایضاً	ایضاً	شعبان [illegible] ہجری مطابق جون و جولائی [illegible]ء	۲۸ ربیع الاول [illegible] ہجری مطابق [illegible] جولائی [illegible]ء
۵	[illegible] خان ظفر جنگ ولد نمبر ۴	[illegible] بیگم	[illegible] ہجری مطابق [illegible]ء	۲۸ ربیع الاول [illegible] ہجری مطابق ۱۲ جولائی [illegible]ء	[illegible] ربیع الثانی [illegible] ہجری مطابق ۲۳ اکتوبر [illegible]ء
۶	امداد حسین خان نادر جنگ ولد نمبر ۵	نامعلوم	مقام فرخ آباد [illegible] مطابق [illegible]	[illegible] اکتوبر [illegible]ء مطابق ماہ ربیع الثانی [illegible] ہجری	۲۸ محرم [illegible] ہجری مطابق یکم فروری [illegible]ء
۷	[illegible] حسین خان شوکت جنگ ولد نمبر ۶	سرفراز محل	[illegible] رمضان [illegible] ہجری مطابق ۲۰ مارچ [illegible]ء	محرم [illegible] ہجری مطابق فروری [illegible]ء	۲۹ شوال [illegible] ہجری بمقام دہلی مطابق [illegible]
۸	[illegible] حسین خان ظفر جنگ ولد نمبر ۶	مختار محل	جمادی الثانی [illegible] ہجری مطابق ۱۲ جنوری [illegible]ء	ذیقعدہ [illegible] ہجری مطابق ۱۲ جولائی [illegible]ء	۱۸ ذیقعدہ [illegible] ہجری مطابق ۹ نومبر [illegible]ء
۹	[illegible] حسین خان [illegible] جنگ ولد نمبر [illegible]	[illegible] بیگم	[illegible] ربیع الثانی [illegible] ہجری مطابق ۲۶ اکتوبر [illegible]ء	ماہ دسمبر [illegible]ء	[illegible]

پشت نامہ صفدر ٮ

یوسف خان

شاہ جہان

بیداغ شاہ

حسن علی مرزا

منصور مرزا
جو کہ نیشاپور و تبریز سے بھیجا گیا

محمد قلی بیگ

محمد شفیع خان بیگ

جعفر خان بیگ
زوجہ ہمشیرہ برہان الملک
سعادت خان

مرزا محسن عزت الدولہ
زوجہ ہمشیرہ نواب نجف خان
جو ربیع الاول [illegible]ھ
مین فوت ہوا

مرزا محمد مقیم صفدر جنگ
زوجہ دختر سعادت خان
برہان الملک [illegible]
مین فوت ہوا

محمد قلی خان
(نائب ملک الہ آباد
[illegible]) زوجہ
دختر برہان الملک

فاطمہ بیگم
زوجہ
مرزا اسمعیل
بہادر بیگ خان

جلال الدین حیدر شجاع الدولہ
جو جنوری [illegible] مین
فوت ہوا

مرزا امانی
آصف الدولہ ۱۷۹[illegible] مین
فوت ہوا

سعادت علی خان
[illegible] مین فوت ہوا

